مناقبِ
اہلِ بیتؑ
(مشہور کتاب اَلقَطرَةُ مِن بِحَارِ مَنَاقِبِ النَّبِی وَالعِترَة کا ترجمہ)
حصہ اوّل
مؤلف
آیت اللہ سید احمد مستنبط قدس سرہٗ
ادارہ منہاج الصالحین لاہور

ہے اور آپ اس سے واقف ہیں۔آپؑ نے فرمایا:

اے اصبغ! کیا تم چاہتے ہو کہ رسول اکرمؐ کی حضرت ابوبکر کے ساتھ مسجد قبا کی گفتگو مشاہدہ کرو۔

اصبغ نے عرض کیا: جی یا حضرت یہ وہی چیز ہے جس کا میں نے ارادہ کیا ہے۔

آپ نے فرمایا: اٹھو! میں نے اچانک اپنے آپ کو کوفہ میں پایا اور آنکھ جھپکنے سے پہلے میں نے مسجد کو دیکھا۔حضرت مجھے دیکھ کر مسکرائے اور پھر فرمایا خدا نے ہوا کو سلمانؑ بن داؤد کے لئے مسخر کیا۔

غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَرَوَاحُهَا شَهْرٌ (سورہ سباء: آیت نمبر۱۲)

''اور سلمانؑ کو جو کچھ عطا کیا مجھے اس سے کہیں زیادہ عطا کیا''

اس نے عرض کیا: خدا کی قسم! برحق ہے ایسے ہی ہے۔اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا:

نحن الّذین عندنا علم الکتاب وبیان مافیه ولیس عند احد من خلقه ما عند نا لا نه اهل سر الله

''کتاب کا علم اور اس کا بیان ہمارے پاس ہے اور جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اس کی مخلوق میں سے کسی کے پاس نہیں ہے کیونکہ ہم سرالٰہی بھی رکھنے والے ہیں''

پھر فرمایا: ہم پروردگار عالم کے ساتھ تعلق رکھنے والے ہیں اور رسول خداؐ کے وارث ہیں۔

فرمایا: اندر داخل ہو جاؤ۔پس میں مسجد میں داخل ہو گیا' اچانک میں نے پیغمبر اکرمؐ کو مسجد کے محراب میں دیکھا کہ اوپر چادر لپیٹے ہوئے تھے۔اسی دوران امیر المومنین علی علیہ السلام کو دیکھا جنھوں نے ایک بڑے صحابی کے گریبان کو پکڑا ہوا تھا۔پیغمبرؐ اس وقت درحالانکہ اپنی انگلی دانتوں میں لیے ہوئے تھے۔فرمایا تو اور تیرے اصحاب میرے بعد بدترین لوگوں میں سے تھے۔تم پر خدا اور میری طرف سے لعنت ہو۔

(بحارالانوار: ج ۴۴/ص ۱۸۴ اس کے علاوہ کتاب مناقب آل ابی طالب' ج ۴/ص ۵۲)

اس واقعہ سے تعجب نہیں کرنا چاہیے' کیونکہ خاندان وحی علیہ السلام اس ولایت کے سبب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحجۃ

خلافت رسالت نبوت امامت

ترجمہ **اصول کافی** جلد دوم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دو صد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر ۲۔ کراچی

ناشر ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مطبع ______ قریشی آرٹ پریس

کتابت ______ سید محمد رضا زیدی

ہدیہ ______ ۲۰۰ روپے

سال اشاعت ______ مارچ ۲۰۰۴ء

۲ـ أَحْمَدُ بْنُ مِهْرَانَ ، عَنْ عَبْدِ الْعَظِيمِ بْنِ عَبْدِاللهِ الْحَسَنِيِّ ، عَنْ مُوسَى بْنِ مُحَمَّدٍ الْعِجْلِيِّ، عَنْ يُونُسَ بْنِ يَعْقُوبَ رَفَعَهُ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام فِي قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ : « كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا كُلِّهَا » يَعْنِي الْأَوْصِيَاءَ كُلَّهُمْ.

۲ـ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے آیہ " انھوں نے ہماری تمام آیات کی تکذیب کی اس سے مراد تمام اوصیاء ہیں

۳ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ أَوْ غَيْرِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قُلْتُ لَهُ: جُعِلْتُ فِدَاكَ إِنَّ الشِّيعَةَ يَسْأَلُونَكَ عَنْ تَفْسِيرِ هٰذِهِ الْآيَةِ « عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ عَنِ النَّبَإِ الْعَظِيمِ » قَالَ: ذٰلِكَ إِلَيَّ إِنْ شِئْتُ أَخْبَرْتُهُمْ وَإِنْ شِئْتُ لَمْ أُخْبِرْهُمْ ثُمَّ قَالَ: لٰكِنِّي أُخْبِرُكَ بِتَفْسِيرِهَا ، قُلْتُ : «عَمَّ يَتَسَاءَلُونَ» ؟ قَالَ : فَقَالَ هِيَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ . كَانَ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ يَقُولُ: مَا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ آيَةٌ هِيَ أَكْبَرُ مِنِّي وَلَا لِلّٰهِ مِنْ نَبَإٍ أَعْظَمُ مِنِّي .

۳ـ راوی کہتا ہے میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا۔ میں آپ پر فدا ہوں، شیعہ آپ سے سوال کرتے ہیں آیہ عم یتساءلون عن النبا العظیم کے متعلق فرمایا۔ ہاں اس کی تفسیر میرے پاس ہے اگر تم چاہو تو بیان کروں، پھر فرمایا میں تمہیں اس کی تفسیر بتاتا ہوں میں نے کہا عم یتساءلون سے کیا مراد ہے فرمایا وہ امیرالمومنین علیہ السلام ہیں ۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا ہے کہ خدا کے لئے مجھ سے بڑی کوئی آیت نہیں اور نہ مجھ سے بڑی کوئی خبر ہے ۔

اٹھارہواں باب

اللہ عزوجل نے آئمہ علیہم السلام کے ساتھ ہونے کو فرض قرار دیا ہے

☆ (بَابُ) ۱۸

مَا فَرَضَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَرَسُولُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ مِنَ الْكَوْنِ مَعَ الْأَئِمَّةِ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ

۱ ـ الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ، عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْوَشَّاءِ ، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ عَائِذٍ ، عَنِ ابْنِ أُذَيْنَةَ، عَنْ بُرَيْدِ بْنِ مُعَاوِيَةَ الْعِجْلِيِّ قَالَ : سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ : «اتَّقُوا اللهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ» قَالَ: إِيَّانَا عَنَى.

۱۔ راوی کہتا ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا آیہ اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین کے متعلق فرمایا صادقین سے مراد ہم ہیں۔

۲۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي نَصْرٍ، عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ: سَأَلْتُهُ عَنْ قَوْلِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: «يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللهَ وَ كُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ» قَالَ: الصَّادِقُونَ هُمُ الْأَئِمَّةُ وَالصِّدِّيقُونَ بِطَاعَتِهِمْ.

۲۔ امام رضا علیہ السلام سے راوی نے پوچھا آیہ یا ایھا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین میں صادقین کون ہیں فرمایا وہ آئمہ ہیں اور ان کی اطاعت کی تصدیق کرنے والے۔

۳۔ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدٍ، وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الْحَمِيدِ، عَنْ مَنْصُورِ بْنِ يُونُسَ، عَنْ سَعْدِ بْنِ طَرِيفٍ، عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ عليه السلام قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَحْيَى حَيَاةً تُشْبِهُ حَيَاةَ الْأَنْبِيَاءِ وَ يَمُوتَ مِيتَةً تُشْبِهُ مِيتَةَ الشُّهَدَاءِ وَيَسْكُنَ الْجِنَانَ الَّتِي غَرَسَهَا الرَّحْمٰنُ (۲) فَلْيَتَوَلَّ عَلِيّاً وَلْيُوَالِ وَلِيَّهُ وَلْيَقْتَدِ بِالْأَئِمَّةِ مِنْ بَعْدِهِ فَإِنَّهُمْ عِتْرَتِي خُلِقُوا مِنْ طِينَتِي، اللّٰهُمَّ ارْزُقْهُمْ فَهْمِي وَ عِلْمِي وَوَيْلٌ لِلْمُخَالِفِينَ لَهُمْ مِنْ أُمَّتِي، اللّٰهُمَّ لَا تُنِلْهُمْ شَفَاعَتِي.

۳۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو چاہتا ہے کہ ایسی زندگی بسر کرے جو انبیاء کی زندگی ہے اور ایسا مرنا چاہے جو شہیدوں کا سا ہو اور اس جنت میں رہنا چاہے جس کو خدا نے بنایا ہے اور اس کو چاہیے کہ علی کو دوست رکھے اور اس کے بعد آئمہ کی اقتدا کرے کیوں کہ وہ میری عترت ہیں اور میری طینت سے خلق کیے گئے ہیں یا اللہ ان کو میری سی فہم اور میرا سا علم دے اور وائے ہو ان پر جو میری امت میں سے ان کے مخالف ہیں خداوندا میری شفاعت ان کو نصیب نہ ہو۔

٤۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنِ النَّضْرِ بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفُضَيْلِ، عَنْ أَبِي حَمْزَةَ الثُّمَالِيِّ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا جَعْفَرٍ عليه السلام يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وآله: إِنَّ اللهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى يَقُولُ: اسْتِكْمَالُ حُجَّتِي عَلَى الْأَشْقِيَاءِ مِنْ أُمَّتِكَ مَنْ تَرَكَ وَلَايَةَ عَلِيٍّ وَوَالَى أَعْدَاءَهُ وَ أَنْكَرَ فَضْلَهُ وَ فَضْلَ الْأَوْصِيَاءِ مِنْ بَعْدِهِ، فَإِنَّ فَضْلَكَ فَضْلُهُمْ وَ طَاعَتَكَ طَاعَتُهُمْ وَ حَقَّكَ حَقُّهُمْ وَ مَعْصِيَتَكَ مَعْصِيَتُهُمْ وَهُمُ الْأَئِمَّةُ الْهُدَاةُ مِنْ بَعْدِكَ جَرَى فِيهِمْ رُوحُكَ وَ رُوحُكَ [مَا] جَرَى فِيكَ مِنْ رَبِّكَ وَهُمْ عِتْرَتُكَ مِنْ طِينَتِكَ وَ لَحْمِكَ وَدَمِكَ وَقَدْ أَجْرَى اللهُ عَزَّ وَجَلَّ فِيهِمْ سُنَّتَكَ وَ سُنَّةَ الْأَنْبِيَاءِ قَبْلَكَ وَهُمْ خُزَّانِي عَلَى عِلْمِي

كمال الدين وتمام النعمة

الشيخ الصدوق

" وأقسموا بالله جهد أيمانهم لئن جاءهم نذير ليكونن أهدى من إحدى
الأمم فلما جاءهم نذير ما زادهم إلا نفورا " (١). فهذا يدل على أنه
قد كان هناك هاد يدلهم على شرائع دينهم لأنهم قالوا ذلك قبل أن يبعث
محمد صلى الله عليه وآله (٢).
ومما يدل على ذلك الاخبار التي ذكرناها في هذا المعنى في هذا
الكتاب ولا قوة إلا بالله.
١١ - حدثنا محمد بن موسى بن المتوكل رضي الله عنه قال: حدثنا عبد الله بن -
جعفر الحميري قال: حدثنا الحسن بن ظريف، عن صالح بن أبي حماد، عن محمد بن -
إسماعيل، عن أبي الحسن الرضا عليه السلام قال: من مات وليس له إمام مات ميتة جاهلية
فقلت له: كل من مات وليس له إمام مات ميتة جاهلية؟ قال: نعم، والواقف كافر،
والناصب مشرك.
١٢ - أخبرني علي بن حاتم فيما كتب إلي قال: حدثنا حميد بن زياد، عن
الحسن بن علي بن سماعة، عن أحمد بن الحسن الميثمي، عن سماعة وغيره، عن
أبي عبد الله عليه السلام قال: نزلت هذه الآية في القائم عليه السلام: " ولا يكونوا كالذين
أوتوا الكتاب من قبل فطال عليهم الأمد فقست قلوبهم وكثير منهم فاسقون " (٣).
١٣ - وبهذا الاسناد، عن أحمد بن الحسن الميثمي، عن الحسن بن محبوب،
عن مؤمن الطاق، عن سلام بن المستنير، عن أبي جعفر عليه السلام في قول الله عز وجل
" اعلموا أن الله يحيي الأرض بعد موتها " (٤) قال: يحييها الله عز وجل بالقائم عليه
السلام
بعد موتها - بموتها كفر أهلها - والكافر ميت

---

(١) فاطر: ٤١.
(٢) في بعض النسخ " قبل أن يكون محمد صلى الله عليه وآله.
(٣) الحديد: ١٦.
(٤) الحديد: ١٧.

بنائے لا اِلٰہ

ادارۂ تحقیقِ دانشِ مشرق

سی۔ ۳۲، رضویہ سوسائٹی۔ کراچی

نام کتاب	بنائے لا الٰہ
تحقیق و کاوش	سید مراد علی جعفری
کتابت	عطاءالرحسن ثاقب
تعداد	ایک ہزار (۱۰۰۰)
ناشر	ادارہ تحقیق دانش مشرق
مطبع	سندھ آفسٹ پرنٹرز۔ کراچی۔
طبع اول	محرم الحرام ۱۴۱۳ھ

اسٹاکسٹ:

۱: محفوظ بک ایجنسی مارٹن روڈ کراچی۔ فون: ۲۲۶۲۸۶

۲: عباسی کتب خانہ جونا مارکیٹ۔ کراچی۔
فون: ۷۳۶۸۰۹

تھی وہ بھی مجھے بتایا کرتے تھے۔ وہ معاویہ کی بہت تعریف کیا کرتے تھے ایک رات جب وہ معاویہ کے پاس سے واپس آئے تو بہت غمگین تھے انہوں نے رات کا کھانا بھی نہ کھایا۔ ہم نے کچھ دیر انتظار کیا۔ پھر خیال آیا کہ شاید وہ ہم سے ناراض ہیں۔ ہم نے اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے بتایا: بیٹا! میں اس وقت ایک بدترین آدمی کے پاس سے آیا ہوں۔ میں نے پوچھا، وہ کون ہے؟ انہوں نے کہا، میں نے معاویہ سے تنہائی میں کہا: اے امیر المومنین! آپ اپنی امنگوں تک پہنچ چکے ہیں۔ کتنا اچھا ہو اگر آپ رعیت میں عدل و انصاف اور نیکیاں عام کریں۔ نیز آپ کبیر السن بھی ہو چکے ہیں۔ آپ اپنے بنی ہاشم کے بھائیوں کی طرف اخوت و انصاف کی نظر سے دیکھئے اور صلۂ رحم کیجئے۔ اللہ کی قسم! ان کے پاس ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس سے آپ کو خوف و ہراس کا اندیشہ ہو۔ معاویہ نے کہا وائے افسوس! تیم کے بھائی (ابوبکر) نے جو کچھ کیا عدل کے مطابق کیا مگر ان کا انتقال ہوتے ہی ان کا نام بھی مٹ گیا۔ پھر عدی کے بھائی (عمر) نے دس سال حکومت کی لیکن ان کے جاتے ہی ان کا نام تک نہ رہا۔ ہمارے بھائی (عثمان) کا قصہ بھی اسی طرح کا ہے۔ ان کے چلے جانے کے بعد ان کا نام و نشان تک باقی نہیں رہا۔ لیکن بنی ہاشم کے بھائی (رسول اللہ) کا نام روزانہ پانچ مرتبہ لیا جاتا ہے۔ (اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ) فَاَیُّ عَمَلٍ یَبْقٰی بَعْدَ هٰذَا لَا اُمَّ لَکَ اِلَّا دَفْنًا دَفْنًا۔ (یعنی) اس کے بعد کون سا عمل ہے جو باقی ہے تیری ماں کی خیر نہ ہو۔ میں اس نام (رسول اللہ) کو دفن کئے بغیر نہیں چھوڑوں گا۔"

(کشف الغمہ ج ۲ ص ۴۴۔ ابن ابی الحدید ج ۵ ص ۱۳۰۔ ابن ابی الحدید میں ابی کبشہ کا بھی لفظ ہے۔ زمانۂ جاہلیت میں ابی کبشہ نامی ایک شخص نے بت پرستی سے انکار کیا تھا مشرکین عرب حضور اکرمؐ کو اسی شخص سے منسوب کرتے تھے۔ معاویہ نے بھی اپنی پرانی عادت

کے مطابق حضورِ اکرمؐ پر ابوبکر کا اضافہ کیا (مجمع البحرین ج ۳ ص ۸۱)

آنحضرتؐ کے اسمِ گرامی اور آخرکار پورے اسلام کو دفن کرنے کے سلسلے میں معاویہ کا پہلا اقدام وہ تھا جو انہوں نے اپنے عہدِ حکومت میں کیا اور چالیس جمعے ایسے گزر گئے کہ آنحضرتؐ پر درود بھیجے بغیر اس نے نماز ادا کی۔

معاویہ نے ایک مرتبہ اذان کی آواز سُنی تو جاہلیت کے غیظ و غضب اور کینہ و حسد سے بھڑک اٹھا۔ پھر حسرت اور عاجزی کے عالم میں اس کی زبان سے یہ الفاظ نکلے۔

لِلّٰہِ اَبُوْکَ یَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰہِ لَقَدْ کُنْتَ عَالِیَ الْھِمَّۃِ مَا
رَضِیْتَ لِنَفْسِکَ اِلَّا اَنْ تَقْرِنَ اِسْمَکَ بِاِسْمِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

اے فرزند عبداللہ! خدا آپ کے والد کا بھلا کرے۔ آپ بلند ہمت والے تھے اور آپ نے اپنی ذات کیلئے ہر قسم کی عزت حاصل کر لی۔ یہاں تک کہ اپنے نام کو رب العالمین کے نام کے برابر کر لیا۔

(سفینۃ البحار ج ۲ ص ۲۹۲ از ابن ابی الحدید)

بنی اُمیہ، شجرِ ملعونہ، ابو سفیان اور معاویہ کے اسلام کا اعلان آپ نے ملاحظہ فرمایا اور اب ابو سفیان کا پوتا یزید اپنے اسلام کا اظہار اس طرح کرتا ہے۔

حسینؑ یومِ عاشورہ یومِ بدر کا بدلہ ہے۔ (یزید)

یہ اعلان کر کے یہ تینوں خبیث ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں عالم کے پست ترین وجود بھی نظارہ کرتے ہی عرق انفعال سے شرابور ہو جاتے ہیں۔

تاریخ گواہ ہے کہ کائنات کے محبوب امامؑ کو نہ اقتدار سے واسطہ، نہ سلطنت سے لگاؤ اور نہ حکومت سے سروکار تھا۔ بلکہ صرف اور صرف خدا کے دین کی فکر اور اس کائنات میں ایک لاکھ چوبیس ہزار خدا کے نمائندوں کی

۷۔ آپ نے اپنے ایک معرکۃ الآرا خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

مُعَاوِيَةُ وَعَمْرُو بْنُ الْعَاصِ وَابْنُ اَبِیْ مُعَیْطٍ لَیْسُوْا بِاَصْحَابِ دِیْنٍ وَلَا قُرْاٰنٍ اِنِّیْ اَعْرَفُ بِهِمْ مِنْكُمْ صَحِبْتُهُمْ اَطْفَالًا وَصَحِبْتُهُمْ رِجَالًا فَكَانُوْا شَرَّ اَطْفَالٍ وَشَرَّ رِجَالٍ۔[1]

معاویہ و عمرو عاص و ابن ابی معیط کسی دین پر بھی نہیں ہیں۔ نہ قرآن پر ان کا کوئی ایمان ہے۔ میں ان کو تم سے بہتر طور پر جانتا ہوں۔ میں بچپن میں اور جوانی میں ان کے ساتھ رہا ہوں۔ بچپن میں بھی بدترین خلائق تھے اور جوانی میں بھی۔

۸۔ جب معاویہ سے صلح ہو گئی تو کسی نے آپ سے پوچھا کہ کیا معاویہ اور معاویہ والے مسلمان و مومن ہیں تو آپ نے جواب دیا۔

مَا اُقِرُّ لِمُعَاوِيَةَ وَلَا لِاَصْحَابِهٖ اَنَّهُمْ مُؤْمِنُوْنَ وَلَا مُسْلِمُوْنَ۔

(کتاب صفین ص۵۰۸، شرح ابن ابی الحدید جلد ۱ ص۱۹۱)۔

میں معاویہ اور اس کے اصحاب کو نہ مومن مانتا ہوں نہ مسلمان۔

امام حسن علیہ السلام

شاہزادۂ سبز قبا حضرت امام حسن مجتبیٰ نواسۂ رسولؐ خدا پروردۂ آغوش رسولؐ رحمت نے جن الفاظ میں معاویہ کو یاد کیا ہے وہ یہ ہیں:

فَالْيَوْمَ فَلْيَعْجَبِ الْمُتَعَجِّبُ مِنْ تَوَثُّبِكَ يَا مُعَاوِيَةُ عَلٰى اَمْرٍ لَسْتَ مِنْ اَهْلِهٖ لَا بِفَضْلٍ فِی الدِّیْنِ مَعْرُوْفٍ وَلَا اَثَرٍ فِی الْاِسْلَامِ مَحْمُوْدٍ وَاَنْتَ ابْنُ اَعْدٰی قُرَیْشٍ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ وَلِكِتَابِهٖ وَاللّٰهِ

---

[1] کتاب صفین ص۵۲، تاریخ طبری جلد ۶ ص۲۰، تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۳ ص۱۳۶

تحفۃ الابرار

ترجمہ

جامع الاخبار

علم حدیث کی مشہور کتاب

مترجمہ

ادیب اعظم، مفسّر قرآن مولانا سید ظفر حسن صاحب

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباس، لکھنؤ ۳

نام کتاب	تحفۃ الابرار ترجمہ (جامع الاخبار)
مولف	محمد بن بابویہ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	ادیب اعظم مولانا سید ظفر حسن صاحب قبلہ
مطبوعہ	اے، بی، سی آفسٹ پریس دہلی
سنہ طباعت	اپریل ۱۹۹۸ء
تعداد	ایک ہزار
زیر اہتمام	سید علی عباس طباطبائی
ناشر	عباسؑ بک ایجنسی، رستم نگر، لکھنؤ
ہدیہ	پچاس روپئے =/50

ملنے کا پتہ

عباسؑ بک ایجنسی

درگاہ حضرت عباس، رستم نگر، لکھنؤ ۳

فون: ______ 269598 - 260756

فیکس: ـــ 0522-260923

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی

فصل معرفت سبحانہ تعالیٰ

قرآن میں ایسی بہت سی آیات ہیں جو انسان کو معرفت الٰہی کی طرف ہدایت کرتی ہیں ہم ذیل میں چند آیات درج کرتے ہیں۔

۱۔ سورۂ بقر بیشک زمین و آسمان پیدا کرنے میں رات اور دن کے آنے جانے میں نفع رساں کشتیوں کے دریا کے اندر چلنے میں آسمان سے مینہ برسنے میں جو مردہ زمین میں جان ڈالتا ہے جو پاؤں کے رہنے سہنے میں ہواؤں کے چلنے میں بادلوں کے چھا جانے میں عقلمند لوگوں کے لئے معرفت الٰہی کی نشانیاں ہیں۔

توضیح۔ جو لوگ وجود باری کے منکر ہیں یہ آیات کھلے لفظوں میں ان کے باطل خیال کی تردید کر رہی ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ جب دنیا کی چھوٹی چیز بھی بغیر کسی بنانے والے کے نہیں بنتی تو بھلا یہ چوڑی چکلی زمین یہ حیرت انگیز آسمان یہ آنے جانے والے رات دن یہ جو ابلتے چشمے اور بہتے دریا جن میں تمہاری کشتیاں اور جہاز رات دن چلتے رہتے ہیں یہ تہ بہ تہ بادل جن سے تمہاری زمین پر چھم چھم مینہ برستا ہے یہ سرد و گرم ہوائیں جو بادلوں کو گھیر کر لاتی ہیں اور تمہیں تازہ سانس بہم پہنچاتی ہیں بغیر بنانے والے کے بن سکتی ہیں بھلا کوئی عقلمند یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ اتنا بڑا کارخانہ بغیر کسی مدبر و منتظم کے خود چل رہا ہے؟ کیا کوئی عقل یہ فیصلہ کر سکتی ہے کہ یہ تمام چیزیں اپنا انتظام آپ کرنے کی قابلیت رکھتی ہیں۔ ہرگز نہیں ضرور ان کا کوئی خالق صانع اور مدبر اعظم ہے جو اپنی ذات و صفات میں ان سے جدا ہے۔ بس وہی واجب الوجود ہے اور اسی کی معرفت انسان پر فرض ہے۔

۲۔ سورۂ بقر۔ اے لوگو اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تم کو بھی پیدا کیا۔ اور تمہارے باپ دادوں کو بھی شاید تم پرہیزگار بن جاؤ۔ (دیکھو) تمہارا

کہ سفیان کا معاملہ ایک ضروری امر ہے اور اس کا خروج رجب میں ہوگا۔

توضیح: ۸۱۲ کے تحت میں ظہور قائم آل محمد کا ذکر تھا غالب کاتب کا سہو ہے درمیانی کچھ عبارت چھوٹ گئی ہے کیونکہ کسی اور حدیث سے اس کی تائید نہیں ہوتی۔ مذکورہ حدیث لائق اعتماد نہیں۔

(۹۹) سوال بحق محمدؐ و آل محمدؐ

(۸۱۳) ابو جعفرؑ سے مروی ہے کہ ایک بندہ ستر خریف دوزخ میں رہا اور ایک خریف ستر سال کا زمانہ ہے پس اس نے خدا سے بحق محمدؐ و آل محمد علیہم السلام رحمت کا سوال کیا۔ خدا نے جبرئیلؑ کو وحی کی کہ میرے بندہ کے پاس جاؤ اور اس کو دوزخ سے نکال دے۔ جبرئیلؑ نے عرض کی خداوندا میں آگ میں کیونکر جاؤں۔ فرمایا کہ میں نے آگ کو حکم دے دیا کہ وہ تیرے لئے سرد ہو جائے عرض کی پروردگار وہ تیرا بندہ کہاں ہے۔ فرمایا قعر سجین (ایک وادی) ہے اور بہ دائیے ایک عظیم الشان چٹان ہے ساتویں زمین کے نیچے پس جبرئیل یہ سُن کر وہاں گئے اور اس بندہ کو نکالا۔ خدا نے اس سے فرمایا میرے بندے کتنے دن نار میں رہا اس نے عرض کیا کہ میں شمار نہیں کر سکا۔ خدا نے فرمایا قسم ہے مجھے اپنی عزت کی اگر تو اس واسطے سے سوال نہ کرتا تو میں تجھے ایک طولانی زمانے تک نار ہی میں رکھتا مگر میں نے اپنے نفس پر واجب کر لیا ہے کہ کہ جو بندہ مجھ سے بحق محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام سوال کرے گا میں اس کو بخش دوں گا۔

(۱۰۰) دشمنان آل محمد علیہم السلام

(۸۱۴) امام محمد باقر علیہ السلام نے تفسیر ویوم القیامۃ تری الذین

کذبوا علی اللہ وجوھھم مسودۃ میں فرمایا کہ جو باوجود امام نہ ہونے کے آپ کو امام گمان کرے اس کو قتل کر دینا چاہیے۔ اگرچہ وہ علوی ہو۔ اگرچہ علوی و فاطمی دونوں ہو۔

(۸۱۵) فرمایا حضرت ابو عبداللہ نے جس نے باوجود عدم اہلبیت کے امامت کا دعویٰ کیا وہ کافر ہے۔

(۸۱۶) اسحٰق نے ابی الحسنؑ سے روایت کی ہے کہ میں نے کہا کہ میں آپ پر فدا ہوں آپ ان دونوں کے بارے میں کچھ بیان فرمائیں۔ فرمایا اے اسحٰق اوّل بمنزلہ گوسالہ ہے اور ثانی بمنزلہ سامری۔ میں نے عرض کیا ذرا اور وضاحت فرمایئے فرمایا تین شخص ایسے ہیں جن کی طرف خدا نظر نہیں کرتا اور ان کے لئے سخت عذاب ہے۔ میں نے عرض کی وہ کون ہیں فرمایا جس نے ادعائے امامت کیا حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے امام نہیں ہے۔ دوسرے جس نے امام من اللہ سے سرکشی کی تیسرے جس نے یہ گمان کیا کہ ان دونوں (فلاں) کے اسلام کے لئے کوئی راہ ہے میں نے کہا ان کے بارے میں اور وضاحت کیجئے۔ فرمایا اے اسحاق دوزخ میں ایک وادی ہے جس کو سقر کہتے ہیں اس نے جب سے پیدا ہوا ہے سانس نہیں لیا اگر اس کو بقدر چشم سوزن سانس لینے کی اجازت ہو جائے تو دنیا جل کر رہ جائے۔ تمام اہل نار اس وادی کی حرارت بدبوئے نجاست اور اس چیز سے جو اس کے لئے مہیا کی گئی ہے بھی پناہ مانگتے ہیں اور اس پہاڑ میں ایک کھوہ ہے جس کی بدبو و نجاست وغیرہ سے اس پہاڑ والے پناہ مانگتے ہیں اور اس کنوئیں میں ایک سانپ ہے جس کی حرارت و نجاست اور دانتوں کے زہر سے بھی اس کنوئیں والے پناہ مانگتے ہیں اور اژدہے کے پیٹ میں سات صندوق ہیں جن کے اندر سات آدمی پہلی امتوں کے ہیں اور دو اس امت کے ہیں۔ میں نے پوچھا وہ کون ہیں؟ فرمایا امم سابقہ کے پانچ ایک

قابیل قاتل ہابیل دوسرا نمرود تیسرا فرعون چوتھا یہودیوں کا پیشرو پانچواں تولیس دین نصاریٰ کا بانی اور اس امت کے دونوں اعرابی یعنی علم غاصبین حق محمدؐ وآل محمدؐ علیہم السلام۔

(۱۰۱) قتل

(سورۂ نساء) جس نے کسی مومن کو عمداً قتل کیا اس کی جزا جہنم ہے جہاں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس پر خدا کا غضب اور لعنت ہوگی۔ اور سخت عذاب اس کے لئے مہیا ہوگا۔

(سورۂ بنی اسرائیل) اسی واسطے ہم نے بنی اسرائیل پر یہ فرض قرار دیا کہ جو آدمی کسی شخص کو بغیر دوسرے کے قتل کئے یا زمین میں فساد کئے قتل کرے گا گویا اس نے تمام لوگوں کو قتل کیا۔

(۸۱۷) فرمایا جناب رسولِ خدا نے مومن کا قتل خدا کے نزدیک تمام دنیا کے زوال سے زیادہ بڑا ہے۔

(۸۱۸) فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے وہ مومن اپنے دین میں وسعت دیکھے گا جو کسی کے قتل کا مرتکب نہ ہوگا۔

(۸۱۹) فرمایا حضرت نے مومن کے قاتل کو کبھی ہرگز توبہ کی توفیق نہ دی جائے گی اور خداوند عالم نے فرمایا ہے وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِی حَرَّمَ اللّٰہُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔

(۸۲۰) فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین کو کبھی ایسا زلزلہ نہیں آتا جیسا کسی بے گناہ کے خون بہاتے وقت۔

(۸۲۱) فرمایا حضرت نے اگر تمام آسمانوں اور زمینوں کی مخلوق

کسی مومن کے قتل میں شریک ہو جائیں تو خدا ان سب کو اوندھے منہ دوزخ میں ڈال دے گا۔

(۱۰۲) سود

(سورۂ بقرہ) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ اس طرح کھڑے ہوں گے جیسے جنون سے شیطان کسی کے پاؤں کو لڑکھڑا دیتا ہے اور خدا فرماتا ہے اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور ربا سے جو باقی رہا ہے اس کو چھوڑ دو اگر مومن ہو اگر تم توبہ کرو تو تمہارے لئے راس المال کافی ہے نہ تم کسی پر ظلم کرو نہ تم پر دوسرے ظلم کریں اور یہ بھی فرمایا خدا نے بیع کو حلال کیا اور ربا یعنی سود کو حرام کیا ہے۔

(۸۲۲) فرمایا رسول اللہ نے دس شخصوں پر خدا کی لعنت ہے اول سود کھانے والا دوسرے اس کا محافظ تیسرے اس کا کاتب چوتھے اس کا شاہد پانچویں اس کا حلال کرنے والا چھٹے جس کے لئے حلال کیا گیا۔ ساتویں نیل گدوانے والا نویں زکوٰۃ نہ دینے والا۔ دسویں مال حرام کھانے والا۔

(۸۲۳) فرمایا رسول اللہ نے سود کے ستر جزو ہیں جن میں کا سب سے چھوٹا وہی گناہ رکھتا ہے جو بیت اللہ میں اپنی ماں کیساتھ نکاح کرنے میں ہیں۔

(۸۲۴) فرمایا حضرتؐ نے جس نے سود کھایا خدا اس کا پیٹ آتش جہنم سے بھر دے گا۔ اگر اس کے سود کے ذریعہ کچھ مال حاصل کرے گا تو جو عمل بھی اس سے کیا جائیگا خدا اس کو قبول نہ کریگا اور جب تک سود کا ایک ایک قیراط (ایک چھوٹا سکہ) بھی باقی رہے گا خدا اور اس کے ملائکہ کی لعنت اس پر رہے گی۔

(۸۲۵) فرمایا رسول اللہ نے بدترین مکاسب کسب ربا ہے۔

مشارق أنوار اليقين

في أسرار أمير المؤمنين عليه السلام

تأليف

الحافظ رجب البرسي

تحقيق العلامة السيد علي عاشور

منشورات مؤسسة الأعلمي للمطبوعات

بيروت - لبنان

الطبعة الأولى

1419 هـ - 1999 م

مؤسسة الأعلمي للمطبوعات: بيروت - شارع المطار - قرب كلية الهندسة -

ملك الأعلمي - ص ب: 7120 هاتف: 833453 - تلفاكس:

فاصرفها حيث شئت فإنك وليه في العالمين (1).

ومن ذلك ما رواه ابن عباس أن جماعة من أهل الكوفة من أكابر الشيعة سألوا عن أمير المؤمنين أن يريهم من عجائب أسرار الله فقال لهم: إنكم لن تقدروا أن تروا واحدة، فتكفروا، فقالوا: لا شك أنك صاحب الأسرار، فاختار منهم سبعين رجلا وخرج بهم إلى ظاهر الكوفة ثم صلى ركعتين وتكلم بكلمات وقال: انظروا فإذا أشجار وأثمار حتى تبين لهم أنه الجنة، فقال أحسنهم قولا: هذا سحر مبين، ورجعوا كفارا إلا رجلين، فقال لأحدهما: أسمعت ما قال أصحابك وما هو والله بسحر، وما أنا بساحر، ولكنه علم الله ورسوله، فإذا رددتم علي فقد رددتم على الله، ثم رجع إلى المسجد يستغفر لهم، فلما دعا تحول حصى المسجد درا وياقوتا فرجع أحد الرجلين كافرا وثبت الآخر (2).

ومن ذلك أنه كان يقول لابن عباس: كيف أنت يا بن عم إذا ظلمت العيون العين؟ فقال: يا مولاي كلمتني بهذا مرارا ولا أعلم معناه، فقال: عين عتيق وعمر وعبد الرحمن بن عوف، وعين عثمان وستضم إليها عين عائشة، وعين معاوية وعين عمرو بن العاص، وعين عبد الرحمن بن ملجم، وعين عمر بن سعد (3).

ومن ذلك قوله لدهقان الفارس وقد حذره من الركوب والمسير إلى الخوارج فقال له: اعلم أن طوالع النجوم قد نحست فسعد أصحاب النحوس ونحس أصحاب السعود، وقد بدا المريخ يقطع في برج الثور وقد اختلف في برجك كوكبان وليس الحرب لك بمكان، فقال له: أنت الذي تسير الجاريات وتقضي علي بالحادثات، وتنقلها مع الدقائق والساعات، فما السراري وما الذراري؟ وما قدر شعاع المدبرات؟ فقال: سأنظر في الأسطرلاب وأخبرك، فقال له: أعالم أنت بما تم البارحة في وجه الميزان؟ وأي نجم اختلف في برج السرطان؟ وأي آفة دخلت على الزبرقان؟ فقال: لا أعلم، فقال: أعالم أنت أن الملك البارحة انتقل من بيت إلى بيت في الصين، وانقلب برج ماجين وغارت بحيرة ساوة، وفاضت بحيرة خشرمة وقطعت باب البحر (4) من سقلبة، ونكس ملك الروم

---

(1) مدينة المعاجز: 2 / 47 ح 393.

PC صفحة 117 مشارق الأنوار

(1) بحار الأنوار: 23 / 153 ح 118 و: 38 / 94 ح 10.

(2) بحار الأنوار: 27 / 136 ح 134.

(3) بحار الأنوار: 22 / 286 ح 55، وكفاية الطالب: 330.

(4) كنز العمال: 11 / 624 ح 43. 330.

وعهده على الذر قبل خلق السماوات والأرض بألفي عام، من سره أن يلقى الله وهو عنه راض فليتولى عليا وعترته فهم نجبائي وأوليائي وخلفائي وأحبائي (1).

وعن كعب بن عياض عن رسول الله صلى الله عليه وآله أنه قال: لعلي نوران نور في السماء، ونور في الأرض، فمن تمسك بنور منهما دخل الجنة، ومن أخطأهما دخل النار وما بعث الله وليا إلا وقد دعاه إلى ولاية علي طايعا أو كارها (2).

ومن ذلك من كتاب اللباب مرفوعا إلى ابن عباس قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: ستكون بعدي فتنة مظلمة لا ينجو منها إلا من تمسك بالعروة الوثقى، قيل: ومن هي يا رسول الله؟ قال: علي ابن أبي طالب (3).

يؤيد ذلك ما رواه في مناقب الغزالي الشافعي مرفوعا إلى أبي ذر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: من ناصب عليا الخلافة بعدي فهو كافر (4)، وهذا فلان قد ناصب عليا الخلافة وغضبه، فما تقول؟ وعن سعيد بن جبير قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: جحود نعمة الله كفر وجحود نبوتي كفر، وجحود ولاية علي كفر، لأن التوحيد لا يبنى إلا على الولاية.

وعن الأسماخ بن الخزرج قال: قال رسول الله صلى الله عليه وآله: يا علي لا يتقدمك بعدي إلا كافر، ولا يتخلف عنك إلا كافر، أنت نور الله في عباده وحجة الله في بلاده وسيف الله على أعدائه، ووارث علوم أنبيائه، أنت كلمة الله العليا وآيته الكبرى، ولا يقبل الله الإيمان إلا بولايتك (5).

ومن ذلك ما رواه ابن عباس عن رسول الله صلى الله عليه وآله قال: إن يوم القيامة يوم شديد الهول فمن أراد منكم أن يتخلص من أهوال القيامة وشدائده فليوال وليي، وليتبع وصيي وخليفتي وصاحب حوضي علي بن أبي طالب، فإنه غدا على الحوض يذود عنه أعداءه ويسقي منه

PC صفحه 71 مشارق انوار اليقين ناصبي

ويدفعها الحسين إلى أوصيائه حتى تدفع خير أهل الإرث بعدك، ولتكفرن بك الأمة ولتختلفن عليك، والثابت عليك كالثابت معي، والشاذ عنك في النار، والنار مثوى الكافرين (1).

وإن الله جعل لكل نبي عدوا من شياطين الأنس والجن.

احتج خصم، فقال: كيف تجدد النص (كذا) عليه السلام مخالفة هذه الوصية إذ كتمها بعد هذا النص الصريح على علي؟ فقلت له: ألست تعلم أنت وكل مسلم أن اليهود والنصارى كتموا نص موسى وعيسى على محمد صلى الله عليه وآله ونسوا اسمه الموجود في التوراة والإنجيل المذكور في صريح القرآن واستدبروه وجحدوه وكتموه ولم يلتفتوا إليه، وأن قوم موسى شهدوا على موسى باستخلافه لهارون أخيه، ولما غاب عنهم عكفوا على العجل وأرادوا قتل هارون، وقد صرح القرآن بذلك، وأن اليهود جحدوا صريح النص على محمد صلى الله عليه وآله في كتابهم جهلا وحبا للرئاسة، وهكذا ضل من هو دونهم طلبا للرئاسة وحسدا على النعمة والفضيلة، أوليس قد قال النبي صلى الله عليه وآله: ستفترق هذه الأمة على ثلاثة وسبعين (2)، (3) واحدة ناجية والباقون في النار، وهذا عذر واضح لعلي عليه السلام وعترته وقعودهم عن حقهم، لأنه لا تقوى فرقة واحدة على اثنتين وسبعين، وأين أهل النصر لهم وقد أعذر القرآن من (أقر) عن أكثرهم مرائين بغير خلاف.

ثم إن الله سبحانه قد نص على معرفته أبلغ مما نص على أوليائه في المشارق والمغارب من حكم هو صانعها، وآيات هو موجود بدنها، كل عاقل يشهد بوجود الصانع وقدرته، وقد كان قوم جحدوا وأنكروا وجود الصانع وما آمن بوحدانيته إلا قليل، فعند ذلك تهذيب للبس الأمر، والثابت عليك كالثابت معي، والشاذ عنك في النار والنار مثوى للكافرين، إن الله جعل لكل نبي عدوا شياطين الأنس والجن وعدوا من المجرمين، فعدو آدم إبليس وعدو سليمان الشياطين، وعدو شيث أولاد قابيل وعدو أنوش كيومرث، وعدو إدريس الضحاك وعدو نوح عوج وجهانيان، وعدو صالح

---

(1) بحار الأنوار: 23 / 57، ح 1.

(2) وفي رواية اثنين وسبعين.

(3) راجع: سنن أبي داود ح 4597 كتاب السنة، ومسند أحمد: ح 16490.

ص صفحة 79 مش رق انوار نص

الاستبصار
الجزء: ٣

الشيخ الطوسي

الكتاب: الاستبصار
المؤلف: الشيخ الطوسي
الجزء: ٣
الوفاة: ٤٦٠
المجموعة: مصادر الحديث الشيعية ـ قسم الفقه
تحقيق: تحقيق وتعليق : السيد حسن الموسوي الخرسان
الطبعة:
سنة الطبع:
المطبعة:
الناشر: دار الكتب الإسلامية – طهران – ايران
ردمك:
ملاحظات: نهض بمشروعه : الشيخ علي الآخوندي / تمتاز هذه الطبعة عما سبقها بعناية تامة في التصحيح : الشيخ محمد الآخوندي ١٣٩٠

والذي يدل على أنه متى كان بشرائط الذمة لا تبين منه وإن انقضت عدتها:
[٦٦٣] ٦ - ما رواه محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن بعض أصحابه عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: إن أهل الكتاب وجميع من له ذمة إذا أسلم أحد الزوجين فهما على نكاحهما وليس له أن يخرجها من دار الاسلام إلى غيرها ولا يبيت معها لكنه يأتيها بالنهار، وأما المشركون فمثل مشركي العرب وغيرهم فهم على نكاحهم إلى انقضاء العدة فإن أسلمت المرأة ثم أسلم الرجل قبل انقضاء عدتها فهي امرأته فإن لم يسلم إلا بعد انقضاء العدة فقد بانت منه ولا سبيل له عليها وكذلك جميع من لا ذمة له ولا ينبغي للمسلم أن يتزوج يهودية ولا نصرانية وهو يجد حرة أو أمة.

[١١٩ - باب تحريم نكاح الناصبة المشهورة بذلك]

*

[٦٦٤] ١ - علي بن الحسن بن فضال عن الحسن بن محبوب عن جميل بن صالح عن الفضيل بن يسار عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا يتزوج المؤمن الناصبة المعروفة بذلك.
[٦٦٥] ٢ - الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن عبد الله بن مسكان قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن الناصب الذي عرف نصبه وعداوته هل يزوجه المؤمن وهو قادر على رده وهو لا يعلم برده؟ قال: لا يتزوج المؤمن الناصبة ولا يتزوج الناصب مؤمنة ولا يتزوج المستضعف مؤمنة.
[٦٦٦] ٣ - محمد بن يعقوب عن عدة من أصحابنا عن أحمد بن محمد عن ابن فضال عن
ابن بكير عن زرارة عن أبي جعفر عليه السلام قال: دخل رجل على علي

- ٦٦٣ - التهذيب ج ٢ ص ٢٠٠ الكافي ج ٢ ص ١٢.
- ٦٦٤ - ٦٦٥ - التهذيب ج ٢ ص ٢٠٠ الكافي ج ٢ ص ١١.
- ٦٦٦ - التهذيب ج ٢ ص ٢٠٠ الكافي ج ٢ ص ١٢.

ابن الحسين عليه السلام فقال: امرأتك الشيبانية خارجية تشتم عليا عليه السلام فإن سرك ان أسمعك ذلك منها أسمعتك فقال: نعم قال: فإذا كان غدا حين تريد أن تخرج كما كانت تخرج فعد وإكمن في جانب الدار قال: فلما كان من الغد كمن في جانب الدار وجاء الرجل فكلمها فتبين ذلك منها فخلى سبيلها وكانت تعجبه.

[٦٦٧] ٤ - علي بن الحسن بن فضال عن محمد بن علي عن أبي جميلة وعن سندي عن الفضيل بن يسار قال: سألت أبا جعفر عليه السلام عن المرأة العارفة هل أزوجها الناصب؟ فقال: لا لان الناصب كافر قال: فأزوجها الرجل غير الناصب ولا العارف فقال: غيره أحب إلي منه.

[٦٦٨] ٥ - عنه عن أحمد بن الحسن بن علي عن أبيه عن الحسن بن رباط عن ابن أذينة عن فضيل بن يسار عن أبي جعفر عليه السلام قال: ذكر النصاب فقال: لا تناكحهم ولا تأكل ذبيحتهم ولا تسكن معهم.

[٦٦٩] ٦ - فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن عبد الله بن سنان قال سألت أبا عبد الله عليه السلام بم يكون الرجل مسلما تحل مناكحته وموارثته؟ وبم يحرم دمه؟ فقال: يحرم دمه الاسلام إذا أظهر وتحل مناكحته وموارثته.

فليس بمناف لما قدمناه لان من أظهر العداوة والنصب لأهل بيت الرسول صلى الله عليه وآله لا يكون قد أظهر الاسلام الحقيقي بل يكون على غاية من إظهار الكفر والخبر إنما تضمن من أظهر الاسلام وهؤلاء خارجون منه.

[٦٧٠] ٧ - فأما ما رواه الحسين بن سعيد عن أحمد بن محمد عن عبد الكريم عن أبي بصير
عن أبي عبد الله عليه السلام قال: تزوجوا في الشكاك ولا تزوجوهم لأن المرأة تأخذ من دين زوجها ويقهرها على دينه.

- ٦٦٧ - ٦٦٨ - ٦٦٩ - التهذيب ج ٢ ص ٢٠٠.
- ٦٧٠ - التهذيب ج ٢ ص ٢٠٠ الكافي ج ٢ ص ١١ الفقيه ص ٣١٧ بسند آخر.

لله .. ثم للتاريخ

كشف الأسرار
وتَبْرِئَةُ الأئمةِ الأَطهارِ

بقلم
السيد حسين الموسوي
دام ظله الشريف
من علماء النجف

نظرة الشيعة إلى أهل السنة

عندما نطالع كتبنا المعتبرة وأقوال فقهائنا ومجتهدينا نجد أن العدو الوحيد للشيعة هم أهل السنة ، ولذا وصفوهم بأوصاف وسموهم بأسماء فسموهم (العامة) وسموهم (النواصب) وما زال الاعتقاد عند معاشر الشيعة أن لكل فرد من أهل السنة ذيلا في دبره ، وإذا شتم أحدهم الآخر وأراد أن يغلظ له في الشتيمة قال له : (عظم سني في قبر أبيك) وذلك لنجاسة السني في نظرهم إلى درجة لو اغتسل ألف مرة لما طهر ولما ذهبت عنه نجاسته .

ما زلت أذكر أن والدي رحمه الله التقى رجلا غريباً في أحد أسواق المدينة ، وكان والدي رحمه الله محبا للخير إلى حد بعيد ، فجاء به إلى دارنا ليحل ضيفا عندنا في تلك الليلة ، فأكرمناه بما شاء الله تعالى ، وجلسنا للسمر بعد العشاء ، وكنت وقتها شابا في أول دراستي في الحوزة ، ومن خلال حديثنا تبين أن الرجل سني المذهب ومن أطراف سامراء جاء إلى النجف لحاجة ما ، بات الرجل تلك الليلة ، ولما أصبح أتيناه بطعام الإفطار ، فتناول طعامه ثم هَمَّ بالرحيل فعرض عليه والدي رحمه الله مبلغا من المال فلربما يحتاجه فيه سفره ، شكر الرجل حسن ضيافتنا ، فلما غادر أمر والدي بحرق الفراش الذي نام فيه ، وتطهير الإناء الذي أكل فيه تطهيرا جيدا لاعتقاده بنجاسة السني ، وهذا اعتقاد الشيعة جميعا ، إذ أن فقهاءَنا قرنوا السني بالكافر والمشرك والخنزير ، وجعلوه من الأعيان النجسة ولهذا :

١ - **وجب الاختلاف معهم** : فقد روى الصدوق عن علي بن أسباط قال : قلت للرضا عليه السلام : يحدث الأمر لا أجد بدا من معرفته ، وليس في البلد الذي أنا فيه من استفتيه من مواليك؟ قال : فقال : أحْضِرْ فقيه البلد فاستفته

في أمرك ، فإذا أفتاك بشيء فخذ بخلافه فإن الحق فيه) عيون أخبار الرضا ٢٧٥/١ ط طهران .

وعن الحسين بن خالد عن الرضا أنه قال : (شيعتنا ، المسلِّمون لأمرنا ، الآخذون بقولنا المخالفون لأعدائنا ، فمن لم يكن كذلك فليس منا) الفصول المهمة ٢٢٥ طاقم .

وعن المفضل بن عمر عن جعفر أنه قال : (كذب مَن زعم أنه من شيعتنا وهو متوثق بعروة غيرنا) الفصول المهمة ٢٢٥ .

٢ - عدم جواز العمل بما يوافق العامة ويوافق طريقتهم :

وهذا باب عقده الحر العاملي في كتابه وسائل الشيعة فقال :

والأحاديث في ذلك متواترة . . فمن ذلك قول الصادق عليه السلام في الحديثين المختلفين : اعرضوهما على أخبار العامة ، فما وافق أخبارهم فذروه ، وما خالف أخبارهم فخذوه .

وقال الصادق عليه السلام : إذا ورد عليكم حديثان مختلفان فخذوا بما خالف القوم .

وقال عليه السلام : خذ بما فيه خلاف العامة ، وقال : ما خالف العامة ففيه الرشاد .

وقال عليه السلام : ما أنتم والله على شيء مما هم فيه ، ولا هم على شيء مما أنتم فيه ، فخالفوهم ، فما هم من الحقيقة على شيء .

وقوله عليه السلام : والله ما جعل الله لأحد خيرة في اتباع غيرنا ، وإن من وافقنا خالف عدونا ، ومن وافق عدونا في قول أو عمل فليس منا ولا نحن منه .

وقول العبدالصالح عليه السلام في الحديثين المختلفين : خذ بما خالف القوم ، وما وافق القوم فاجتنبه .

وقول الرضا عليه السلام : إذا ورد عليكم خبران متعارضان ، فانظروا إلى ما يخالف منهما العامة فخذوه ، وانظروا بما يوافق أخبارهم فدعوه .

وقول الصادق عليه السلام : والله ما بقي في أيديهم شيء من الحق إلا استقبال القبلة . انظر الفصول المهمة ٣٢٥ ، ٣٢٦ .

وقال الحر عن هذه الأخبار بأنها : (قد تجاوزت حد التواتر ، فالعجب من بعض المتأخرين حيث ظن أن الدليل هنا خبر واحد) .

وقال أيضا : (واعلم أنه يظهر من هذه الأحاديث المتواترة بطلان أكثر القواعد الأصولية المذكورة في كتب العامة) الفصول المهمة ص٣٢٦ .

٣ - إنهم لا يجتمعون مع السنة على شيء : قال السيد نعمة الله الجزائري :

(إنا لا نجتمع معهم - أي مع السنة - على إله ، ولا على نبي ، ولا على إمام ، وذلك أنهم يقولون : إن ربهم هو الذي كان محمد نبيه وخليفته من بعده أبو بكر .

ونحن لا نقول بهذا الرب ولا بذلك النبي ، بل نقول : إن الرب الذي خليفة نبيه أبو بكر ليس ربنا ولا ذلك النبي نبينا)[1] الأنوار الجزائرية ٢٧٨/٢ باب نور

---

(١) إن الواقع يثبت أن الله تعالى هو رب العالمين ، ومحمد صلى الله عليه وآله هو نبيه ، وأبو بكر خليفة محمد على الأمة فكلام السيد الجزائري خطير للغاية فهو يعني : إذا ثبت أن أبا بكر خليفة محمد ، ومحمد نبي الله فإن السيد الجزائري لا يعترف بهذا الإله ولا نبيه محمد ، وقد عرضت الأمر على الإمام الخوئي فسألته عن الحكم الشرعي في الموضوع بصورة غير مباشرة في قصة مشابهة فقال : إنَّ من يقول هذا الكلام فهو كافر بالله ورسوله وأهل البيت عليهم السلام .

في حقيقة دين الإمامية والعلة التي من أجلها يجب الأخذ بخلاف ما تقوله العامة .

عقد الصدوق هذا الباب في علل الشرائع فقال :

عن أبي إسحق الإرجاني رفعه قال : قال أبو عبدالله عليه السلام :

أتدري لم أُمِرْتُم بالأخذ بخلاف ما تقوله العامة؟

فقلت : لا ندري .

فقال : (إن علياً لم يكن يدين الله بدين إلا خالف عليه الأُمة إلى غيره إرادة لإبطال أمره ، وكانوا يسألون أمير المؤمنين عليه السلام عن الشيء الذي لا يعلمونه ، فإذا أفتاهم جعلوا له ضدا من عندهم ليلبسوا على الناس) ص٥٣١ طبع إيران .

ويتبادر إلى الأذهان السؤال الآتي :

لو فرضنا أن الحق كان مع العامة في مسألة ما أيجب علينا أن نأخذ بخلاف قولهم؟ أجابني السيد محمد باقر الصدر مرة فقال : نعم يجب الأخذ بخلاف قولهم ، لأن الأخذ بخلاف قولهم ، وإن كان خطأ فهو أهون من موافقتهم على افتراض وجود الحق عندهم في تلك المسألة .

إن كراهية الشيعة لأهل السنة ليست وليدة اليوم ، ولا تختص بالسنة المعاصرين ، بل هي كراهية عميقة تمتد إلى الجيل الأول لأهل السنة ، وأعني الصحابة ما عدا ثلاثة منهم وهم أبو ذر والمقداد وسلمان ، ولهذا روى الكليني عن أبي جعفر قال : (كان الناس أهل ردة بعد النبي صلى الله عليه إلا ثلاثة المقداد بن الأسود وسلمان الفارسي وأبو ذر الغفاري) روضة الكافي ٢٤٦/٨ .

لو سألنا اليهود : من هم أفضل الناس في مِلَّتِكُم؟

لقالوا : إنهم أصحاب موسى .

ولو سألنا النصارى : من هم أفضل الناس في أمتكم؟

لقالوا : إنهم حواريو عيسى .

ولو سألنا الشيعة : من هم أسوأ الناس في نظركم وعقيدتكم؟

لقالوا : إنهم أصحاب محمد صلى الله عليه وآله :

* إن أصحاب محمد هم أكثر الناس تعرضا لسب الشيعة ولعنهم وطعنهم وبالذات أبو بكر وعمر وعثمان وعائشة وحفصة زوجتا النبي صلوات الله عليه ، ولهذا ورد في دعاء صنمي قريش : (اللهم العن صنمي قريش - أبو بكر وعمر - وجِبْتَيْهِما وطاغوتيهما ، وابنتيهما - عائشة وحفصة . . . الخ) وهذا دعاء منصوص عليه في الكتب المعتبرة ، وكان الإمام الخميني يقوله بعد صلاة صبح كل يوم .

عن حمزة بن محمد الطيار أنه قال : ذكرنا محمد بن أبي بكر عند أبي عبدالله عليه السلام فقال : (رحمه الله وصلى عليه ، قال محمد بن أبي بكر لأمير المؤمنين يوما من الأيام : ابسط يدك أبايعك ، فقال : او ما فعلت؟

قال : بلى ، فبسط يده ، فقال :

أشهد أنك إمام مُفْتَرَضٌ طاعته ، وأن أبي (يريد أبا بكر أباه) في النار - رجال الكشي ص٦١ .

وعن شعيب عن أبي عبدالله عليه السلام قال : (ما من أهل بيت إلا وفيهم

* دعا صنم قريش : بحار الانوار

نجيب من أنفسهم ، وأنجب النجباء من أهل بيت سوء محمد بن أبي بكر) الكشي ص٦١ .

وأما عمر فقال السيد نعمة الله الجزائري :

(إن عمر بن الخطاب كان مُصاباً بداء في دُبُرِهِ لا يهدأُ إلا بماءِ الرجال) الأنوار النعمانية ٦٣/١ .

واعلم أن في مدينة كاشان الإيرانية في منطقة تسمى (باغي فين) مشهدا على غرار الجندي المجهول فيه قبر وهمي لأبي لؤلؤة فيروز الفارسي المجوسي قاتل الخليفة الثاني عمر بن الخطاب ، حيث أطلقوا عليه ما معناه بالعربية (مرقد بابا شجاع الدين) وبابا شجاع الدين هو لقب أطلقوه على أبي لؤلؤة لقتله عمر بن الخطاب ، وقد كتب على جدران هذا المشهد بالفارسي (مرك بر أبو بكر ، مرك بر عمر ، مرك بر عثمان) ومعناه بالعربية : الموت لأبي بكر ، الموت لعمر ، الموت لعثمان .

وهذا المشهد يُزَارُ من قِبَلِ الإيرانيين ، وتُلْقَى فيه الأموال والتبرعات ، وقد رأيت هذا المشهد بنفسي ، وكانت وزارة الإرشاد الإيرانية قد باشرت بتوسيعه وتجديده وفق ذلك قاموا بطبع صورة المشهد على كارتات تستخدم لإرسال الرسائل والمكاتيب .

روى الكليني عن أبي جعفر رضي الله عنه قال : (. . إن الشيخين - أبا بكر وعمر - فارقا الدنيا ولم يتوبا ، ولم يذكرا ما صنعا بأمير المؤمنين عليه السلام ، فعليهما لعنة الله والملائكة والناس أجمعين) روضة الكافي ٢٤٦/٨ .

وأما عثمان فعن علي بن يونس البياضي : كان عثمان ممن يُلْعَبُ به ، وكان مُخَنَّثاً . الصراط المستقيم ٣٠/٢ .

343 میرے مضمون ہے روایت

وأما عائشة فقد قال ابن رجب البرسي : (إن عائشة جمعت أربعين دينارا من خيانة) مشارق أنوار اليقين ص٨٦ .

وإني أتساءل : إذا كان الخلفاء الثلاثة بهذه الصفات فَلِمَ بايعهم أمير المؤمنين عليه السلام؟ ولم صار وزيرا لثلاثتهم طيلة مدة خلافتهم؟

أكان يخافهم؟ معاذ الله .

ثم إذا كان الخليفة الثاني عمر بن الخطاب مُصَاباً بداء في دبره ولا يهدأ إلا بماء الرجال كما قال السيد الجزائري ، فكيف إذن زَوَّجَهُ أمير المؤمنين عليه السلام ابنته أم كلثوم؟ أكانت إصابته بهذا الداء ، خافية على أمير المؤمنين عليه السلام وعرفها السيد الجزائري؟! . . إن الموضوع لا يحتاج إلى أكثر من استعمال العقل للحظات .

روى الكليني : (إن الناس كلهم أولاد زنا أو قال بغايا ما خلا شيعتنا) الروضة ١٣٥/٨ .

ولهذا أباحوا دماء أهل للسنة وأموالهم ، فعن داود بن فرقد قال : قلت لأبي عبدالله عليه السلام : ما تقول في قتل الناصب؟

فقال : (حلال الدم ، ولكني اتقي عليك ، فإن قدرت أن تقلب عليه حائطا أو تغرقه في ماء لكيلا يشهد عليك فافعل) وسائل الشيعة ٤٦٣/١٨ ، بحار الأنوار ٢٣١/٢٧ .

وعلق الإمام الخميني على هذا بقوله : فإن استطعت أن تأخذ ماله فخذه وابعث إلينا بالخمس .

وقال السيد نعمة الله الجزائري : (إن علي بن يقطين وزير الرشيد اجتمع في حبسه جماعة من المخالفين ، فأمر غلمانه وهدموا أسقف

المحبس على المحبوسين فماتوا كلهم وكانوا خمسمئة رجل) الأنوار النعمانية ٣/٣٠٨ .

وتُحَدِّثنا كتب التاريخ عما جرى في بغداد عند دخول هولاكو فيها ، فإنه ارتكب أكبر مجزرة عرفها التاريخ ، بحيث صبغ نهر دجلة باللون الأحمر لكثرة من قتل من أهل السنة ، فأنهارٌ من الدماء جرت في نهر دجلة حتى تغير لونه فصار أحمر ، وصبغ مرة أخرى باللون الأزرق لكثرة الكتب التي ألقيت فيه وكل هذا بسبب الوزيرين القصير الطوسي ومحمد بن العلقمي فقد كانا وزيرين للخليفة العباسي ، وكانا شيعيين وكانت تجري بينهما وبين هولاكو مراسلات سرية حيث تمكنا من إقناع هولاكو بدخول بغداد ، وإسقاط الخلافة العباسية التي كانا وزيرين فيها ، وكانت لهما اليد الطُولى في الحكم ، ولكنهما لم يرتضيا تلك الخلافة لأنها تدين بمذهب أهل السنة ، فدخل هولاكو بغداد ، وأسقط الخلافة العباسية ، ثم ما لبثا حتى صارا وزيرين لهولاكو مع أن هولاكو كان وثنيا .

ومع ذلك فإن الإمام الخميني يترضى على ابن يقطين والطوسي والعلقمي ويعتبر ما قاموا به يعد من أعظم الخدمات الجليلة لدين الإسلام .

وأختم هذا الباب بكلمة أخيرة وهي شاملة وجامعة في هذا الباب قول السيد نعمة الله الجزائري في حكم النواصب (أهل السنة) فقال :

(إنهم كفار أنجاس بإجماع علماء الشيعة الإمامية ، وإنهم شر من اليهود والنصارى ، وإن من علامات الناصبي تقديم غير علي عليه في الإمامة) الأنوار النعمانية /٢٠٦ ، ٢٠٧ .

وهكذا نرى أن حكم الشيعة في أهل السنة يتلخص بما يأتي :

إنهم كفار ، أنجاس ، شر من اليهود والنصارى ، أولاد بغايا ، يجب قتلهم وأخذ أموالهم ، لا يمكن الالتقاء معهم في شيء لا في رب ، ولا في نبي ، ولا في إمام ولا يجوز موافقتهم في قول أو عمل ، ويجب لعنهم وشتمهم وبالذات الجيل الأول أولئك الذين أثنى الله تعالى عليهم في القرآن الكريم ، والذين وقفوا مع رسول الله صلوات الله عليه في دعوته وجهاده ، وإلا فقل لي بالله عليك من الذي كان مع النبي صلوات الله عليه في كل المعارك التي خاضها مع الكفار؟ فمشاركتهم في تلك الحروب كلها دليل على صدق إيمانهم وجهادهم فلا يلتفت إلى ما يقوله فقهاؤنا .

لما انتهى حكم آل بهلوي في إيران على أثر قيام الثورة الإسلامية وتسلم الإمام الخميني زمام الأمور فيها ، توجب على علماء الشيعة زيارة وتهنئة الإمام بهذا النصر العظيم لقيام أول دولة شيعية في العصر الحديث يحكمها الفقهاء .

وكان واجب التهنئة يقع عليَّ شخصيا أكثر من غيري لعلاقتي الوثيقة بالإمام الخميني . فزرت إيران بعد شهر ونصف - وربما أكثر - من دخول الإمام طهران أثر عودته من منفاه باريس ، فَرَحَّبَ بي كثيرا ، وكانت زيارتي منفردة عن زيارة وفد علماء الشيعة في العراق .

وفي جلسة خاصة مع الإمام قال لي : سيد حسين ، آن الأوان لتنفيذ وصايا الأئمة صلوات الله عليهم ، سنسفك دماء النواصب نقتل أبناءهم ونَسْتَحيي نساءَهم ، ولن نترك أحدا منهم يُفْلِتُ من العقاب ، وستكون أموالهم خالصة لشيعة أهل البيت ، وسنمحو مكة والمدينة من وجه الأرض لأن هاتين المدينتين صارتا معقل الوهابيين ، ولا بد أن تكون كربلاء أرض

الله المباركة المقدسة ، قبلة للناس في الصلاة وسنحقق بذلك حلم الأئمة عليهم السلام .

لقد قامت دولتنا التي جاهدنا سنوات طويلة من أجل إقامتها ، وما بقي إلا التنفيذ!!

ملاحظة :

اعلم أن حقد الشيعة على العامة - أهل السنة - حقد لا مثيل له ، ولهذا أجاز فقهاؤنا الكذب على أهل السنة ، وإلصاق التهم الكاذبة بهم ، والافتراء عليهم ووصفهم بالفضائح .

والآن ينظر الشيعة إلى أهل السنة نظرة حاقدة بناء على توجيهات صدرت من مراجع عُليا ، وصدرت التوجيهات إلى أفراد الشيعة بوجوب التغلغل في أجهزة الدولة ومؤسساتها وبخاصة المهمة منها كالجيش والأمن والمخابرات وغيرها من المسالك المهمة فضلا عن صفوف الحزب .

وينتظر الجميع بفارغ الصبر - ساعة الصفر لإعلان الجهاد والانقضاض على أهل السنة ، حيث يتصور عموم الشيعة أنهم بذلك يقدمون خدمة لأهل البيت صلوات الله عليهم ، ونسوا أن الذي يدفعهم إلى هذا أناس يعملون وراء الكواليس ستأتي الإشارة إليهم في الفصل الآتي .

أثر العناصر الأجنبية في صنع التشيع

عرفنا في الفصل الأول من هذا الكتاب دور اليهودي عبدالله بن سبأ في صنع التشيع ، وهذه حقيقة يتغافل عنها الشيعة جميعا من عوامهم وخواصهم .

لقد فكرتُ كثيرا في هذا الموضوع ، وعلى مدى سنوات طوال فاكتشفت كما اكتشف غيري أن هناك رجالا لهم دور خطير في إدخال عقائد باطلة ، وأفكار فاسدة إلى التشيع .

إن مكوثي هذه المدة الطويلة في حوزة النجف العلمية التي هي أم الحوزات ، واطلاعي على أمهات المصادر جعلني أقف على حقائق خطيرة يجهلها ، أو يتجاهلها الكثيرون واكتُشِفَتْ شخصيات مُريبة كان لها دور كبير في انحراف المنهج الشيعي إلى ما هو عليه اليوم ، فما فعله أهل الكوفة بأهل البيت عليه السلام وخيانتهم لهم كما تقدم بيانه يدل على أن الذين فعلوا ذلك بهم كانوا من المتسترين بالتشيع ، والموالاة لأهل البيت .

ولنأخذ نماذج من هؤلاء المتسترين بالتشيع :

هشام بن الحكم ، وهشام هذا حديثه في الصحاح الثمانية وغيرها .

إن هشام تسبب في سجن الإمام الكاظم ، ومن ثم قتله ، ففي رجال الكشي (إن هشام بن الحكم ضال مضل شارك في دم أبي الحسن عليه السلام) ص٢٢٩ .

(قال هشام لأبي الحسن عليه السلام : أوصني ، قال : أوصيك أن تتقي الله في دمي) رجال الكشي ص٢٢٦ .

بحار الأنوار
الجزء: ٥٢

العلامة المجلسي

فقال: نعم، الامر كما رأيته وذلك [أنه] لما انتقل سيد البشر محمد بن عبد الله من دار الفناء إلى دار البقاء وفعل صنما قريش ما فعلاه، من غصب الخلافة الظاهرية، جمع أمير المؤمنين عليه السلام القرآن كله، ووضعه في إزار وأتى به إليهم وهم في المسجد.
فقال لهم: هذا كتاب الله سبحانه أمرني رسول الله صلى الله عليه وآله أن أعرضه إليكم لقيام الحجة عليكم، يوم العرض بين يدي الله تعالى، فقال له فرعون هذه الأمة ونمرودها: لسنا محتاجين إلى قرآنك، فقال عليه السلام: لقد أخبرني حبيبي محمد صلى الله عليه وآله
بقولك هذا، وإنما أردت بذلك إلقاء الحجة عليكم.
فرجع أمير المؤمنين عليه السلام به إلى منزله، وهو يقول: لا إله إلا أنت، وحدك لا شريك لك لا راد لما سبق في علمك، ولا مانع لما اقتضته حكمتك، فكن أنت الشاهد لي عليهم يوم العرض عليك.
فنادى ابن أبي قحافة بالمسلمين، وقال لهم: كل من عنده قرآن من آية أو سورة فليأت بها، فجاءه أبو عبيدة بن الجراح، وعثمان، وسعد بن أبي وقاص ومعاوية بن أبي سفيان، وعبد الرحمان بن عوف، وطلحة بن عبيد الله، وأبو سعيد الخدري، وحسان بن ثابت، وجماعات المسلمين وجمعوا هذا القرآن، وأسقطوا ما كان فيه من المثالب التي صدرت منهم، بعد وفاة سيد المرسلين صلى الله عليه وآله (١)
فلهذا ترى الآيات غير مرتبطة والقرآن الذي جمعه أمير المؤمنين عليه السلام بخطه محفوظ عند صاحب الامر عليه السلام فيه كل شئ حتى أرش الخدش، وأما هذا القرآن، فلا شك ولا شبهة في صحته، وإنما كلام الله سبحانه هكذا صدر عن صاحب الامر عليه السلام.
قال الشيخ الفاضل علي بن فاضل: ونقلت عن السيد شمس الدين حفظه الله مسائل كثيرة تنوب على تسعين مسألة، وهي عندي، جمعتها في مجلد وسميتها بالفوائد الشمسية ولا أطلع عليها إلا الخاص من المؤمنين، وستراه إنشاء الله تعالى.

---

(١) يظهر من كلامه ذلك أن منشئ هذه القصة، كان من الحشوية الذين يقولون بتحريف القرآن لفظا، فسرد القصة على معتقداته.

فلما كانت الجمعة الثانية وهي الوسطى من جمع الشهر، وفرغنا من الصلاة وجلس السيد سلمه الله في مجلس الإفادة للمؤمنين وإذا أنا أسمع هرجا ومرجا وجزلة (١) عظيمة خارج المسجد، فسألت من السيد عما سمعته، فقال لي: إن امراء عسكرنا يركبون في كل جمعة من وسط كل شهر، وينتظرون الفرج فاستأذنته في النظر إليهم فأذن لي، فخرجت لرؤيتهم، وإذا هم جمع كثير يسبحون الله ويحمدونه، ويهللونه جل وعز، ويدعون بالفرج للامام القائم بأمر الله والناصح لدين الله م ح م د بن الحسن المهدي الخلف الصالح، صاحب الزمان عليه السلام.

ثم عدت إلى مسجد السيد سلمه الله فقال لي: رأيت العسكر؟ فقلت: نعم قال: فهل عددت أمراءهم؟ قلت: لا قال: عدتهم ثلاث مائة ناصر وبقي ثلاثة عشر ناصرا، ويعجل الله لوليه الفرج بمشيته إنه جواد كريم.

قلت: يا سيدي ومتى يكون الفرج؟ قال: يا أخي إنما العلم عند الله والامر متعلق بمشيته سبحانه وتعالى حتى أنه ربما كان الإمام عليه السلام لا يعرف ذلك بل له علامات وأمارات تدل على خروجه.

من جملتها أن ينطق ذو الفقار بأن يخرج من غلافه، ويتكلم بلسان عربي مبين: قم يا ولي الله على اسم الله، فاقتل بي أعداء الله.

ومنها ثلاثة أصوات يسمعها الناس كلهم الصوت الأول: أزفت الآزفة يا معشر المؤمنين، والصوت الثاني: ألا لعنة الله على الظالمين لآل محمد عليهم السلام والثالث بدن يظهر فيرى في قرن الشمس يقول: إن الله بعث صاحب الامر م ح م د بن الحسن المهدي عليه السلام فاسمعوا له وأطيعوا.

فقلت: يا سيدي قد روينا عن مشايخنا أحاديث رويت عن صاحب الامر عليه السلام أنه قال لما امر بالغيبة الكبرى: من رآني بعد غيبتي فقد كذب فكيف فيكم من يراه؟ فقال: صدقت إنه عليه السلام إنما قال ذلك في ذلك الزمان لكثرة أعدائه من أهل بيته وغير هم من فراعنة بني العباس، حتى أن الشيعة يمنع بعضها

---

(١) من قولهم: " جزل الحمام: صاح " فالمراد بالجزلة صياح الناس ولغتهم.

فلا تشكوا في ذلك.

٧٠ - غيبة الشيخ الطوسي: الفضل، عن أحمد بن عمر بن سالم، عن يحيى بن علي، عن الربيع، عن أبي لبيد قال: تغير الحبشة البيت، فيكسرونه، ويؤخذ الحجر فينصب في مسجد الكوفة.

٧١ - غيبة الشيخ الطوسي: الفضل، عن ابن أبي عمير، عن ابن أذينة، عن محمد بن مسلم قال: سمعت أبا عبد الله عليه السلام يقول: إن السفياني يملك بعد ظهوره على الكور الخمس

حمل امرأة، ثم قال عليه السلام: أستغفر الله حمل جمل، وهو من الامر المحتوم الذي لابد منه.

٧٢ - غيبة الشيخ الطوسي: الفضل، عن إسماعيل بن مهران، عن عثمان بن جبلة، عن عمر بن أبان الكلبي، عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كأني بالسفياني أو بصاحب السفياني

قد طرح رحله في رحبتكم بالكوفة، فنادى مناديه من جاء برأس شيعة علي فله ألف درهم، فيثب الجار على جاره، ويقول: هذا منهم، فيضرب عنقه ويأخذ ألف درهم.

أما إن إمارتكم يومئذ لا يكون إلا لأولاد البغايا وكأني أنظر إلى صاحب البرقع، قلت: ومن صاحب البرقع؟ فقال: رجل منكم يقول بقولكم يلبس البرقع فيحوشكم (١) فيعرفكم ولا تعرفونه، فيغمز بكم رجلا رجلا أما إنه لا يكون إلا ابن بغي.

؟ ✗

---

(١) قال الفيروزآبادي: حاش الصيد: جاءه من حواليه ليصرفه إلى الحبالة وقال في الأقرب: غمز بالرجل وعليه: سعى به شرا وطعن عليه وأهل المغرب يقولون غمز فلان بفلان إذا كسر جفنه نحوه ليغريه به أو ليلتجئ إليه أو ليستعين به، هذا والحديث في المصدر ص ٢٨٨.

أو إخوانهم أو عشيرتهم، أولئك كتب في قلوبهم الايمان وأيدهم بروح منه " (١)
والروح هو روح الايمان كما مر.
" مشتبهة " أي على الخلق أو متشابهة يشبه بعضها بعضا ظاهرا، و " لا يدرى "
على بناء المجهول، و " أي " مرفوع به، أي لا يدرى أي منها حق متميزا من
أي منها هو باطل. فهو تفسير للاشتباه، وقيل: " أي " مبتدأ و " من أي " خبره
أي كل راية منها لا يعرف كونه من أي جهة؟ من جهة الحق؟ أو من جهة
الباطل؟ وقيل: لا يدرى أي رجل من أي راية، لتبدو النظام منهم، والأول
أظهر].

١٠ - إكمال الدين: السناني، عن الأسدي، عن سهل، عن عبد العظيم الحسني
قال: قلت لمحمد بن علي بن موسى عليهم السلام: إني لأرجو أن تكون القائم من أهل
بيت محمد الذي يملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا، فقال عليه السلام: يا
أبا القاسم ما منا إلا قائم بأمر الله عز وجل وهاد إلى دينه، ولكن القائم الذي يطهر
الله به الأرض من أهل الكفر والجحود، ويملأها عدلا وقسطا هو الذي يخفى
على الناس ولادته ويغيب عنهم شخصه، ويحرم عليهم تسميته، وهو سمي رسول الله
وكنيه، وهو الذي تطوى له الأرض، ويذل له كل صعب، يجتمع إليه أصحابه
عدة أهل بدر ثلاثمائة وثلاثة عشر رجلا من أقاصي الأرض وذلك قول الله عز وجل
" أينما تكونوا يأت بكم الله جميعا إن الله على كل شئ قدير " (٢).
فإذا اجتمعت له هذه العدة من أهل الاخلاص أظهر أمره، فإذا أكمل له
العقد، وهو عشرة آلاف رجل، خرج بإذن الله عز وجل، فلا يزال يقتل أعداء الله
حتى يرضى الله عز وجل.
قال عبد العظيم: فقلت له: يا سيدي وكيف يعلم أن الله قد رضي؟ قال:
يلقي في قلبه الرحمة. فإذا دخل المدينة أخرج اللات والعزى فأحرقهما.

---

(١) المجادلة: ٢٢.
(٢) البقرة: ١٤٨. وترى الحديث في المصدر ج ٢ ص ٤٩.

الإحتجاج: عن عبد العظيم مثله.
بيان: يعني باللات والعزى صنمي قريش أبا بكر وعمر.
١١ - غيبة الشيخ الطوسي: جماعة، عن أبي المفضل، عن محمد الحميري، عن أبيه، عن ابن
أبي الخطاب، عن موسى بن سعدان، عن عبد الله بن القاسم، عن المفضل بن عمر
قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن تفسير جابر فقال: لا تحدث به السفلة فيذيعونه
أما تقرأ كتاب الله " فإذا نقر في الناقور " (١) إن منا إماما مستترا فإذا أراد الله
إظهار أمره نكت في قلبه نكتة فظهر فقام بأمر الله.
رجال الكشي: آدم بن محمد البلخي، عن علي بن الحسن بن هارون الدقاق، عن
علي بن أحمد، عن أحمد بن علي بن سليمان، عن ابن فضال، عن علي بن حسان
عن المفضل مثله.
بيان: ذكر الآية لبيان أن في زمانه عليه السلام يمكن إظهار تلك الأمور أو
استشهاد بأن من تفاسيرنا مالا يحتمله عامة الخلق مثل تفسير تلك الآية.
١٢ - كنز جامع الفوائد وتأويل الآيات الظاهرة: محمد بن العباس، عن عبد الله بن أسد، عن إبراهيم بن محمد، عن
أحمد بن معمر الأسدي، عن محمد بن فضيل، عن الكلبي، عن أبي صالح، عن ابن
عباس، في قوله عز وجل: " إن نشأ ننزل عليهم من السماء آية فظلت أعناقهم
لها خاضعين " (٢) قال: هذه نزلت فينا وفي بني أمية، تكون لنا دولة تذل أعناقهم
لنا بعد صعوبة، وهوان بعد عز.
١٣ - كنز جامع الفوائد وتأويل الآيات الظاهرة: محمد بن العباس، عن أحمد بن الحسن بن علي، عن أبيه، عن
أبيه، عن محمد بن إسماعيل، عن حنان بن سدير، عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته
عن قول الله عز وجل: إن نشأ ننزل " الآية قال: نزلت في قائم آل محمد صلى الله عليه وآله
ينادى باسمه من السماء.

---

(١) المدثر: ٨. والحديث في المصدر ص ١١٣. ورواه الصدوق في كمال الدين ج ٢ ص ١٨.
(٢) الشعراء: ٤. وترى مثله في غيبة الشيخ ص ١٢٠ و ١٢١.

بحارالانوار 52 الباب السادس والعشرون

عیون اخبار الرضاؑ

جلد دوم

از

شیخ اقدم محدث اکبر ابی جعفر الصدوق محمد
بن علی بن الحسین بن بابویہ القمی قدہ
المتوفی ۳۸۱ھ

مترجم

محمد حسن جعفری

ناشر

اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی

نام کتاب	عیون اخبار الرضاؑ
جلد	دوم
مصنف	شیخ صدوقؒ
مترجم	محمد حسن جعفری
کمپوزنگ	سجاد خان اینڈ ملک محمد ساجد
ناشر	اکبر حسین جیوانی ٹرسٹ کراچی
تعداد :	پانچ سو
طبع	اول
قیمت	۲۰۰ روپے

ملنے کا پتہ

رحمت اللہ بک ایجنسی کھارادر کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

فون نمبر: 2431577

وہ مرغ بلند آواز سے اللہ کی تسبیح کرتا ہے جسے جنات اور انسانوں کے علاوہ سب مخلوق سنتی ہے۔ اس آواز کو سن کر دنیا کے مرغ اذانیں دینے لگتے ہیں"۔

۳۳۵۔ اسی اسناد سے مروی ہے کہ۔

"رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تازہ کھجور اور کھجور کی گری کو خشک اور پرانی کھجوروں کے ساتھ تناول کرتے تھے اور فرماتے تھے :۔

اس سے ابلیس لعین کا غصہ تیز ہوتا ہے اور وہ کہتا ہے (ہائے) فرزند آدم نے اتنی عمر پالی کہ وہ پرانی کھجور کو تازہ کھجور کے ساتھ کھانے لگ گیا"۔

ابلیس کی درخواست

۳۳۶۔ اسی اسناد سے حضرت علیؑ سے مروی ہے۔ آپؑ نے فرمایا:۔

"میں رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس صحن کعبہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ اتنے میں ایک بوڑھا شخص آپؐ کے پاس آیا جس کی کمر جھکی ہوئی تھی اور بڑھاپے کی وجہ سے اس کے ابرو اس کی آنکھوں پر پڑے ہوئے تھے اور اس کے ہاتھ میں خم دار لاٹھی تھی۔ اس نے سرخ ٹوپی پہنی ہوئی تھی۔ اس نے بالوں کا جبہ پہن رکھا تھا۔ اور اس نے آنحضرتؐ سے عرض کی :۔

یا رسول اللہ ! آپؐ میری مغفرت کے لیئے دعا فرمائیں۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔

بوڑھے ! تمہاری کوشش رائیگاں گئی اور تمہارے عمل تباہ ہوئے۔

جب یہ سن کر بوڑھا واپس گیا تو آپؐ نے مجھ سے فرمایا :۔

ابوالحسنؑ ! اسے پہچانتے ہو ؟

میں نے عرض کی :۔

نہیں ! میں اسے نہیں جانتا۔

آپؐ نے فرمایا :۔

یہ ابلیس لعین ہے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا :۔

یہ سن کر میں اس کے تعاقب میں دوڑا ، یہاں تک کہ میں نے اسے پالیا اور میں نے اسے زمین پر پٹک دیا اور اس کے سینے پر جا بیٹھا اور میں نے اس کی گردن دبوچنے کے لیئے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا تو اس نے مجھ سے کہا :۔

ابوالحسنؑ ! ایسا نہ کرنا کیونکہ مجھے وقت معلوم تک مہلت ملی ہوئی ہے۔ خدا کی قسم ! یا علی میں آپؑ سے بے حد محبت کرتا ہوں اور جو بھی آپؑ سے بغض رکھتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں اس کے باپ کے ساتھ جماع میں شریک ہوتا ہوں اور وہ ولد الزنا ہوتا ہے یہ سن کر میں ہنس پڑا اور اسے چھوڑ دیا"۔

فاطمہؑ کی وجۂ تسمیہ

۷ ۳ ۳۔ ہم سے محمد بن احمد بن حسین بن یوسف بغدادی نے بیان کیا ،انہوں نے علی بن محمد بن عیینہ سے سنا ، انہوں نے دارم بن قبیصہ نہشلی سے سنا، انہوں نے کہا کہ میں نے امام علی رضا اور امام محمد تقی علیہما السلام سے سنا ،ان دونوں نے فرمایا ، ہم نے مامون سے سنا ، انہوں نے رشید سے روایت کی ، انہوں نے مہدی سے روایت کی ، انہوں نے منصور سے روایت کی، انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔

عبداللہ بن عباس نے معاویہ سے کہا:۔

"تمہیں معلوم ہے کہ فاطمہؑ کا نام فاطمہؑ کیوں رکھا گیا ؟

معاویہ نے کہا:۔

نہیں ! مجھے معلوم نہیں ۔

ابن عباس نے کہا:۔

لا نہا فطمت ھی و شیعتھا من النار۔

عیون اخبار الرضاؑ
جلد اوّل و دوم
تالیف
الشیخ الصدوق ابن بابویہ
مترجم
مکتبہ الرضا

ترجمہ!

عُیُونُ اَخبارِ الرِّضاؑ

جلد اوّل و دوّم

تالیف

الشیخ الصدوق بن بابویہ

ابو جعفر محمد بن علی بن الحسین القمی

متوفی سال ۳۸۱ ہجری

رضوان اللہ علیہ

مترجم

سید تبشر الرضا کاظمی (مرحوم)

منیر الحسن جعفری

ملنے کا پتہ: مکتبۃ الرضا
042-7245166

بسم اللہ الرحمن الرحیم ؁

الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم ؁

نام کتاب: عیون اخبار الرضا

جلد: اول و دوم

مولف: الشیخ الصدوق ابن بابویہ

مترجم: سید تجمل الرضا کاظمی و منیر الحسن جعفری

کمپوزنگ: سید امجد علی کاظمی

تعداد: ۵۰۰

قیمت:

طبع: اول

ناشر: سید مختار مہدی کاظمی - سید مظہر مہدی کاظمی

[illegible]

[illegible]

ملنے کا پتہ: مکتبۃ الرضا

[illegible]

[illegible] 042-7245166

موذن کا عام لوگوں سے جدا مرتبہ

(۲۱۷)۔۔۔۔۔۔ سابقہ حوالے سے ہی حضرت علی سے جناب رسولِ خدا کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ آپؐ نے فرمایا وہ افراد جو "اذان" دیتے ہیں (یعنی جو موذن ہیں) قیامت کے دن ان کی گردنیں دوسرے لوگوں کی نسبت بلند تر ہوں گی اور یہ کنایہ (اشارہ) ہے اس امر کی طرف کہ ان کے اعمال بارگاہِ احدیت میں مقبول ترین اعمال ہیں اس لئے کہ اس (قیامت کے) دن سب لوگوں کی گردنیں بھی ہوئی ہوں گی۔

مومن ہی نورِ خدا کو دیکھ سکے گا

(۲۱۸)۔۔۔۔۔۔ سابقہ حوالے سے ہی منقول ہے کہ حضرت علی نے فرمایا جناب رسولِ خدا کا ارشادِ گرامی ہے کہ "مومن ہی نورِ خدا کو دیکھ سکے گا (یعنی اس حدیثِ رسولؐ سے مراد یہ ہے کہ قیامت کے دن یہ مومن ہی ہوگا جس کی نورِ خدا کے ذریعے رہنمائی کی جائے گی۔ مترجم)

(۲۱۹)۔۔۔۔۔۔ حضرت علی سے ہی سابقہ حوالے سے جناب رسولِ خدا کا یہ فرمان نقل کیا گیا ہے کہ اے لوگو! (راہِ خدا میں) صدقہ و خیرات دینے میں جلدی کرو اس لئے کہ جو صدقہ و خیرات دینے میں جلدی کرتا ہے اس کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی۔

کائنات کے افضل ترین افراد پنجتن پاک

(۲۲۰)۔۔۔۔۔۔ سابقہ حوالے سے ہی منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ حسنؑ و حسینؑ میرے اور اپنے والد (علیؑ) کے بعد اہلِ زمین کے افضل ترین فرد ہیں اور ان کی والدہ گرامی (س) اہلِ زمین کی عورتوں میں افضل ترین "خاتون" ہیں۔

غاصبانِ حقوقِ اہلبیتِ رسولؐ کو قتل کر ڈالو

(۲۲۱)۔۔۔۔۔۔ سابقہ حوالے سے ہی منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا جو کوئی بھی تمہارے پاس آئے اور کوشش کرے کہ تمہارے لوگوں (احباب) کو پراگندہ کرے (یعنی تمہارے درمیان تفرقہ و انتشار پیدا کرے) اور امامت کے امر (حق) کو غصب کر کے خود کو صاحبِ اختیار بنائے وہ بھی بغیر کسی سے مشورہ کئے ہوئے یعنی بغیر کسی اتمامِ حجت کے تم ایسے شخص کو مار ڈالو اس لئے کہ حق تعالیٰ نے اسے قتل کر دینے کی اجازت دی ہوئی ہے۔

(۲۲۲)۔۔۔۔۔۔ سابقہ اسناد سے ہی منقول ہے کہ آیہ مبارکہ "الذین ینفقون اموالھم باللیل والنھار سرا و علانیۃ" (البقرہ ۲۷۴) یعنی "وہ لوگ جو اپنا مال (اموال) کا انفاق کرتے ہیں رات میں بھی اور دن میں بھی چھپا کر اور ظاہر کر کے" حضرت علی ابن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۲۲۳)۔۔۔۔۔۔ سابقہ اسناد سے ہی منقول ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے آیہ شریفہ "وتعیھا اذن واعیۃ" (سورۃ الحاقہ۔

*

عیون اخبار رضا اول دوم باب 30

عيون أخبار الرضا (ع)

الجزء: ١

الشيخ الصدوق

الكتاب: عيون أخبار الرضا (ع)
المؤلف: الشيخ الصدوق
الجزء: ١
الوفاة: ٣٨١
المجموعة: مصادر الحديث الشيعية ـ قسم الفقه
تحقيق: تصحيح وتعليق وتقديم : الشيخ حسين الأعلمي
الطبعة:
سنة الطبع: ١٤٠٤ - ١٩٨٤ م
المطبعة: مطابع مؤسسة الأعلمي - بيروت - لبنان
الناشر: مؤسسة الأعلمي للمطبوعات - بيروت - لبنان
ردمك:
ملاحظات:

وجل إلى الحفظة الكرام البررة لا تكتبوا على عبدي وأمتي ضجرهم وعثرتهم بعد العصر.

٣٣٣ - وبهذا الاسناد، قال: قال رسول الله (ص): إن لله عز وجل ديكا عرفه (١) تحت العرش ورجلاه في تخوم الأرض السابعة السفلى، إذا كان في الثلث الأخير من الليل سبح الله تعالى ذكره بصوت يسمعه كل شئ ما خلا الثقلين الجن والإنس، فتصيح عند ذلك ديكة الدنيا.

٣٣٤ - وباسناده، قال كان النبي (ص) يأكل الطلع والجمار بالتمر ويقول: إن إبليس لعنه الله يشتد غضبه ويقول: عاش ابن آدم حتى أكل العتيق بالحديث.

٣٣٥ - وبهذا الاسناد، عن علي بن أبي طالب عليه السلام، قال: كنت جالسا عند الكعبة وإذا شيخ محدودب قد سقط حاجباه على عينيه من شدة الكبر وفي يده عكازة (٣) وعلى رأسه برنس أحمر وعليه مدرعة من الشعر فدنا إلى النبي (ص) وهو مسند ظهره إلى الكعبة، فقال: يا رسول الله ادع لي بالمغفرة، فقال النبي (ص): خاب سعيك يا شيخ وضل عملك، فلما تولى الشيخ قال، يا أبا الحسن أتعرفه؟ قلت اللهم لا قال: ذلك اللعين إبليس، قال علي عليه السلام: فعدوت خلفه حتى لحقته وصرعته إلى الأرض وجلست على صدره ووضعت يدي في حلقه لاخنقه، فقال لي: لا تفعل يا أبا الحسن فاني (من المنظرين إلى يوم الوقت المعلوم) ووالله يا علي إني لأحبك جدا وما أبغضك أحد إلا شركت أباه في أمه فصار ولد الزنا فضحكت وخليت سبيله.

٣٣٦ - حدثنا محمد بن أحمد بن الحسين بن يوسف البغدادي قال: حدثنا علي بن محمد بن عيينة، قال حدثنا: دارم بن قبيصة النهشلي، قال حدثنا

---

(١) العرف: لحمة مستطيلة في أعلى رأس الديك.

(٢) الطلع من النخل: شئ يخرج كأنه نعلان مطبقان والحمل بينهما منضود، ما يبدو من تمرته في أول ظهورها، والجمار: شحم النخلة.

(٣) العكازة: عصا ذات زج في أسفلها يتوكأ عليها الرجل وعصا الأسقف.

بحار الأنوار
الجزء: ٥٣

العلامة المجلسي

الكتاب: بحار الأنوار
المؤلف: العلامة المجلسي
الجزء: ٥٣
الوفاة: ١١١١
المجموعة: مصادر الحديث الشيعية ـ القسم العام
تحقيق: محمد الباقر البهبودي
الطبعة: الثالثة المصححة
سنة الطبع: ١٤٠٣ - ١٩٨٣ م
المطبعة:
الناشر: دار إحياء التراث العربي - بيروت - لبنان
ردمك:
ملاحظات:

خطة من خطط همدان، وليصيرن الكوفة أربعة وخمسين ميلا وليجاورن قصورها
كربلا، وليصيرن الله كربلاء معقلا ومقاما تختلف فيه الملائكة والمؤمنون وليكونن
لها شأن من الشأن، وليكونن فيها من البركات ما لو وقف مؤمن ودعا ربه بدعوة
لأعطاه الله بدعوته الواحدة مثل ملك الدنيا ألف مرة.
ثم تنفس أبو عبد الله عليه السلام وقال: يا مفضل إن بقاع الأرض تفاخرت:
ففخرت كعبة البيت الحرام، على بقعة كربلا، فأوحى الله إليها أن اسكتي كعبة
البيت الحرام، ولا تفتخري على كربلا، فإنها البقعة المباركة التي نودي موسى
منها من الشجرة، وإنها الربوة التي أويت إليها مريم والمسيح وإنها الدالية (١)
التي غسل فيها رأس الحسين عليه السلام وفيها غسلت مريم عيسى عليه السلام واغتسلت
من ولادتها
وإنها خير بقعة عرج رسول الله صلى الله عليه وآله منها وقت غيبته، وليكونن لشيعتنا فيها
خيرة
إلى ظهور قائمنا عليه السلام.
قال المفضل: يا سيدي ثم يسير المهدي إلى أين؟ قال عليه السلام: إلى مدينة
جدي رسول الله صلى الله عليه وآله، فإذا وردها كان له فيها مقام عجيب يظهر فيه سرور
المؤمنين
وخزي الكافرين.
قال المفضل: يا سيدي ما هو ذاك؟ قال: يرد إلى قبر جده صلى الله عليه وآله فيقول:
يا معاشر الخلائق، هذا قبر جدي رسول الله صلى الله عليه وآله؟ فيقولون: نعم يا مهدي
آل محمد
فيقول: ومن معه في القبر؟ فيقولون: صاحباه وضجيعاه أبو بكر وعمر، فيقول وهو
أعلم بهما والخلائق كلهم جميعا يسمعون: من أبو بكر وعمر؟ وكيف دفنا من بين
الخلق مع جدي رسول الله صلى الله عليه وآله، وعسى المدفون غيرهما.
فيقول الناس: يا مهدي آل محمد صلى الله عليه وآله ما ههنا غيرهما إنهما دفنا معه لأنهما
خليفتا رسول الله صلى الله عليه وآله وأبوا زوجتيه، فيقول للخلق بعد ثلاث: أخرجوهما
من قبريهما، فيخرجان غضين طريين لم يتغير خلقهما، ولم يشحب لونهما

---

(١) الدالية المنجنون يديره الثور، والناعورة يديرها الماء. وكأنه يريد ماء
الفرات.

فيقول: هل فيكم من يعرفهما؟ فيقولون: نعرفهما بالصفة وليس ضجيعا جدك
غيرهما، فيقول: هل فيكم أحد يقول غير هذا أو يشك فيهما؟ فيقولون: لا
فيؤخر اخراجهما ثلاثة أيام، ثم ينتشر الخبر في الناس ويحضر المهدي ويكشف
الجدران عن القبرين، ويقول للنقباء: ابحثوا عنهما وانبشوهما.
فيبحثون بأيديهم حتى يصلون إليهما. فيخرجان غضين طريين كصورتهما
فيكشف عنهما أكفانهما ويأمر برفعهما على دوحة يابسة نخرة فيصلبهما عليها، فتحيى
الشجرة وتورق ويطول فرعها (١).
فيقول المرتابون من أهل ولايتهما: هذا والله الشرف حقا، ولقد فزنا
بمحبتهما وولايتهما، ويخبر من أخفى نفسه ممن في نفسه مقياس حبة من محبتهما
وولايتهما، فيحضرونهما ويرونهما ويفتنون بهما وينادي منادي المهدي عليه السلام: كل
من أحب صاحبي رسول الله صلى الله عليه وآله وضجيعيه، فلينفرد جانبا، فتتجزأ الخلق
جزئين
أحدهما موال والآخر متبرئ منهما.
فيعرض المهدي عليه السلام على أوليائهما البراءة منهما فيقولون: يا مهدي آل
رسول الله صلى الله عليه وآله نحن لم نتبرأ منهما، ولسنا نعلم أن لهما عند الله وعندك
هذه
المنزلة، وهذا الذي بدا لنا من فضلهما، أنتبرأ الساعة منهما وقد رأينا منهما ما رأينا
في هذا الوقت؟ من نضارتهما وغضاضتهما، وحياة الشجرة بهما؟ بل والله نتبرأ منك
وممن آمن بك ومن لا يؤمن بهما، ومن صلبهما، وأخرجهما، وفعل بهما ما فعل
فيأمر المهدي عليه السلام ريحا سوداء فتهب عليهم فتجعلهم كأعجاز نخل خاوية.
ثم يأمر بانزالهما فينزلان إليه فيحييهما بإذن الله تعالى ويأمر الخلائق
بالاجتماع، ثم يقص عليهم قصص فعالهما في كل كور ودور (٢) حتى يقص عليهم

---

(١) قد مر في ج ٥٢ باب ٢٤ أحاديث في ذلك مع ضعف أسنادها، ولكن كاتب
هذا الحديث أبرزها بصورة قصصية تأباه سنة الله التي قد خلت من قبل ولن تجد لسنة الله تبديلا.
(٢) كأن قاص هذا الخبر كان يقول بالكور والدور وأن كل رجل يعيش في دار
الدنيا في كل كور ودور فيكون عيشه في دار الدنيا مرات عديدة، ولذلك يستحثهما بالسؤال
عن الأفعال التي صدرت منهما في تلك الأكوار والأدوار.

ظهور المهدي مع إمام إمام، ووقت وقت، ويحق تأويل هذه الآية " ونريد أن
نمن على الذين استضعفوا في الأرض ونجعلهم أئمة ونجعلهم الوارثين ونمكن لهم
في الأرض، ونري فرعون وهامان وجنودهما منهم ما كانوا يحذرون " (١).
قال المفضل: يا سيدي ومن فرعون وهامان؟ قال: أبو بكر وعمر.
قال المفضل: قلت: يا سيدي ورسول الله وأمير المؤمنين صلوات الله عليهما
يكونان معه؟ فقال: لابد أن يطئا الأرض إي والله حتى ما وراء الخاف، إي والله
وما في الظلمات، وما في قعر البحار، حتى لا يبقى موضع قدم إلا وطئا وأقاما
فيه الدين الواجب لله تعالى.
ثم لكأني أنظر - يا مفضل - إلينا معاشر الأئمة بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله
نشكوا إليه ما نزل بنا من الأمة بعده، وما نالنا من التكذيب والرد علينا وسبينا
ولعننا وتخويفنا بالقتل، وقصد طواغيتهم الولاة لأمورهم من دون الأمة بترحيلنا
عن الحرمة إلى دار ملكهم، وقتلهم إيانا بالسم والحبس، فيبكي رسول الله صلى الله عليه
وآله
ويقول: يا بني ما نزل بكم إلا ما نزل بجدكم قبلكم.
ثم تبتدئ فاطمة عليها السلام وتشكو ما نالها من أبي بكر وعمر، وأخذ فدك منها
ومشيها إليه في مجمع من المهاجرين والأنصار، وخطابها له في أمر فدك، وما رد
عليها من قوله: إن الأنبياء لا تورث، واحتجاجها بقول زكريا ويحيى عليهما السلام وقصة
داود وسليمان عليهما السلام.
وقول عمر: هاتي صحيفتك التي ذكرت أن أباك كتبها لك وإخراجها الصحيفة
وأخذه إياها منها، ونشره لها على رؤس الأشهاد من قريش والمهاجرين والأنصار
وسائر العرب وتفله فيها، وتمزيقه إياها وبكائها، ورجوعها إلى قبر أبيها رسول
الله صلى الله عليه وآله باكية حزينة تمشي على الرمضاء قد أقلقتها، واستغاثتها بالله وبأبيها
رسول
الله صلى الله عليه وآله وتمثلها بقول رقيقة بنت صيفي (٢):

---

(١) القصص: ٥ و ٦.
(٢) في الأصل المطبوع: " رقية " والصحيح ما في الصلب عنونها الجزري في
أسد الغابة ج ٥ ص ٤٥٤ وقال بنت صيفي بن هاشم بن عبد مناف، وعنونها في الإصابة ج ٤
ص ٢٩٦ وقال " رقيقة ": بقافين مصغرة بنت أبي صيفي بن هاشم بن عبد المطلب. ولكن
نسب الاشعار أبو بكر أحمد بن عبد العزيز الجوهري في كتابه السقيفة بإسناده عن عمر بن
شبة - إلى هند ابنة أثاثة راجع كشف الغمة ج ٢ ص ٤٩، وفيها اختلاف.

قد كان بعدك أنباء وهنبثة * لو كنت شاهدها لم يكبر الخطب
إنا فقدناك فقد الأرض وابلها * واختل أهلك فاشهدهم فقد لعبوا
أبدت رجال لنا فحوى صدورهم * لما نأيت وحالت دونك الحجب
لكل قوم لهم قرب ومنزلة * عند الاله على الأدنين مقترب
يا ليت قبلك كان الموت حل بنا * أملوا أناس ففازوا بالذي طلبوا
وتقص عليه قصة أبي بكر وإنفاذه خالد بن الوليد وقنفذا وعمر بن الخطاب
وجمعه الناس لإخراج أمير المؤمنين عليه السلام من بيته إلى البيعة في سقيفة بني ساعدة
واشتغال أمير المؤمنين عليه السلام بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وآله بضم أزواجه
وقبره وتعزيتهم
وجمع القرآن وقضاء دينه، وإنجاز عداته، وهي ثمانون ألف درهم، باع فيها تليده
وطارفه وقضاها عن رسول الله صلى الله عليه وآله.
وقول عمر: اخرج يا علي إلى ما أجمع عليه المسلمون وإلا قتلناك، وقول
فضة جارية فاطمة: إن أمير المؤمنين عليه السلام مشغول والحق له إن أنصفتم من أنفسكم
وأنصفتموه، وجمعهم الجزل والحطب على الباب لاحراق بيت أمير المؤمنين وفاطمة
والحسن والحسين وزينب وأم كلثوم وفضة، وإضرامهم النار على الباب، وخروج
فاطمة إليهم وخطابها لهم من وراء الباب.
وقولها: ويحك يا عمر ما هذه الجرأة على الله وعلى رسوله؟ تريد أن تقطع
نسله من الدنيا وتفنيه وتطفئ نور الله؟ والله متم نوره، وانتهاره لها.
وقوله: كفي يا فاطمة فليس محمد حاضرا ولا الملائكة آتية بالأمر والنهي
والزجر من عند الله، وما علي إلا كأحد المسلمين فاختاري إن شئت خروجه لبيعة
أبي بكر أو إحراقكم جميعا.

شيعتنا تقول: معنى الرجعة أن يرد الله إلينا ملك الدنيا وأن يجعله للمهدي.
ويحهم متى سلبنا الملك حتى يرد علينا.
قال المفضل: لا والله وما سلبتموه ولا تسلبونه لأنه ملك النبوة والرسالة والوصية والإمامة.
قال الصادق عليه السلام: يا مفضل لو تدبر القرآن شيعتنا لما شكوا في فضلنا أما سمعوا قوله عز وجل " ونريد أن نمن على الذين استضعفوا في الأرض ونجعلهم أئمة ونجعلهم الوارثين * ونمكن لهم في الأرض ونري فرعون وهامان وجنودهما منهم ما كانوا يحذرون " (١).
والله يا مفضل إن تنزيل هذه الآية في بني إسرائيل وتأويلها فينا وإن فرعون وهامان تيم وعدي.
قال المفضل: يا مولاي فالمتعة؟ قال: المتعة حلال طلق والشاهد بها قول الله عز وجل " ولا جناح عليكم فيما عرضتم به من خطبة النساء أو أكننتم في أنفسكم علم الله أنكم ستذكرونهن، ولكن لا تواعدوهن سرا، إلا أن تقولوا قولا معروفا " (٢) أي مشهودا والقول المعروف هو المشتهر بالولي والشهود، وإنما احتيج إلى الولي والشهود في النكاح، ليثبت النسل ويصح النسب ويستحق الميراث، وقوله " وآتوا النساء صدقاتهن نحلة فان طبن لكم عن شئ منه نفسا فكلوه هنيئا مريئا " (٣) وجعل الطلاق في النساء المزوجات غير جائز إلا بشاهدين ذوي عدل من المسلمين وقال في سائر الشهادات على الدماء والفروج والأموال والأملاك: " واستشهدوا شهيدين من رجالكم فإن لم يكونوا رجلين فرجل وامرأتان ممن ترضون من الشهداء " (٤).
وبين الطلاق عز ذكره فقال: " يا أيها النبي إذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن وأحصوا العدة واتقوا الله ربكم " (٥) ولو كانت المطلقة تبين بثلاث تطليقات

---

(١) القصص: ٥ و ٦.
(٢) البقرة: ٢٣٥.
(٣) النساء: ٤.
(٤) البقرة: ٢٢٨.
(٥) الطلاق: ٢١.

جناح عليك (١).

وقول أمير المؤمنين عليه السلام: " لعن الله ابن الخطاب فلولاه ما زنى إلا شقي أو شقية (٢) لأنه كان يكون للمسلمين غناء في المتعة عن الزنا ثم تلا " ومن الناس من يعجبك قوله في الحياة الدنيا ويشهد الله على ما في قلبه وهو ألد الخصام * وإذا تولى سعى في الأرض ليفسد فيها ويهلك الحرث والنسل والله لا يحب الفساد " (٣).

---

(١) يعني أنها ان كانت تفعل الزنا، لكنها قالت لك عندما سألت عنها: " لا أفعل " يكون الاثم عليها لا عليك، فان اخبار النساء عن نفسها محكمة، وانها مصدقة على نفسها.

(٢) كذا في الأصل المطبوع، ولعل الصحيح: " الا شقى وشقية " فان الزنى لا يكون الا بين نفسين: شقى وشقية، لا أحدهما. وأما لفظ الحديث قال علي عليه السلام: " لولا أن عمر بن الخطاب نهى عن المتعة ما زنى الا شقى " تراه في الكافي ج ٥ ص ٤٤٨، تفسير الطبري ج ٥ ص ١٣، وتفسير الرازي ج ١٠ ص ٥٠، الدر المنثور ج ٢ ص ١٤٠، مجمع البيان ج ٣ ص ٣٢، أحكام القرآن للجصاص ج ٢ ص ١٧٩ شرح النهج ج ١٢ ص ٢٥٣ نقلا عن السيد المرتضى.

وقد يروى الحديث " الا شفى " بالفاء، قال الجزري في النهاية في حديث ابن عباس: ما كانت المتعة الا رحمة رحم الله بها أمة محمد، لولا نهيه - يعني ابن الخطاب - عنها ما احتاج إلى الزنا الا شفى، أي قليلا من الناس من قولهم " غابت الشمس الا شفى " اي الا قليلا من ضوئها عند غروبها.

أقول: هذا غير صحيح، بل هو تصحيف قطعا، فان قوله " ما زنى " يحتاج إلى الفاعل وليس يصلح للفاعلية الا ما يدل عليه لفظ الشقي. فتقدير الكلام " ما زنى أحد أو ما احتاج إلى الزنا أحد الا شقي " فاستثنى الرجل الشقي من عموم قوله " أحد "، والقياس بقولهم " غابت الشمس الا شفي " غير صحيح فان فاعل " غابت " هو " الشمس " المذكور، فيكون الاستثناء من الغيبوبة، صحيحا لا غبار عليه، وفيما نحن فيه ليس كذلك فإنه يصير المعنى " ما زنى أحد الا قليلا " فيثبت الزنى لكل أحد لكن لا بالكثير، بل في بعض الأوقات، وهو خلاف المراد قطعا.

(٣) البقرة: ٢٠٤ و ٢٠٥.

أمير المؤمنين صلوات الله عليه " ما لله آية أعظم مني " فإذا رجعوا إلى الدنيا يعرفهم
أعداؤهم إذا رأوهم في الدنيا.
٣٢ - تفسير علي بن إبراهيم: " طسم تلك آيات الكتاب المبين " ثم خاطب نبيه صلى الله
عليه وآله فقال:
" نتلوا عليك " يا محمد " من نبأ موسى وفرعون بالحق لقوم يؤمنون إن فرعون علا
في الأرض وجعل أهلها شيعا يستضعف طائفة - إلى قوله - يذبح أبناءهم ويستحيي
نساءهم
إنه كان من المفسدين " (١) أخبر الله نبيه بما نال موسى وأصحابه من فرعون من القتل
والظلم، ليكون تعزية له فيما يصيبه في أهل بيته من أمته.
ثم بشره بعد تعزيته أنه يتفضل عليهم بعد ذلك ويجعلهم خلفاء في الأرض
وأئمة على أمته، ويردهم إلى الدنيا مع أعدائهم حتى ينتصفوا منهم، فقال:
" ونريد أن نمن على الذين استضعفوا في الأرض ونجعلهم أئمة ونجعلهم الوارثين
ونمكن لهم في الأرض ونري فرعون وهامان وجنودهما " وهم الذين غصبوا آل محمد
حقهم وقوله " منهم " أي من آل محمد " ما كانوا يحذرون " أي من القتل والعذاب.
ولو كانت هذه الآية نزلت في موسى وفرعون لقال ونري فرعون وهامان
وجنودهما منه ما كانوا يحذرون أي من موسى ولم يقل منهم. فلما تقدم قوله " ونريد
أن نمن على الذين استضعفوا في الأرض ونجعلهم أئمة " علمنا أن المخاطبة للنبي
صلى الله عليه وآله، وما وعد الله رسوله فإنما يكون بعده والأئمة يكونون من
ولده وإنما ضرب الله هذا المثل لهم في موسى وبني إسرائيل وفي أعدائهم بفرعون
وجنوده.
فقال: إن فرعون قتل بني إسرائيل وظلم، فأظفر الله موسى بفرعون وأصحابه
حتى أهلكهم الله، وكذلك أهل بيت رسول الله صلى الله عليه وآله أصابهم من أعدائهم
القتل
والغصب، ثم يردهم الله ويرد أعداءهم إلى الدنيا حتى يقتلوهم.
وقد ضرب أمير المؤمنين صلوات الله عليه في أعدائه مثلا مثل ما ضربه الله لهم
في أعدائهم بفرعون وهامان، فقال: أيها الناس إن أول من بغى على الله عز وجل

---

(١) القصص: ١ - ٦.

على وجه الأرض عناق بنت آدم عليه السلام (١) خلق الله لها عشرين أصبعا في كل أصبع منها ظفران طويلان كالمنجلين العظيمين وكان مجلسها في الأرض موضع جريب فلما بغت بعث الله لها أسدا كالفيل، وذئبا كالبعير، ونسرا كالحمار، وكان ذلك في الخلق الأول فسلطهم الله عليها فقتلوها، ألا وقد قتل الله فرعون وهامان، وخسف بقارون، وإنما هذا مثل لأعدائه الذين غصبوا حقه فأهلكهم الله.
ثم قال علي صلوات الله عليه على أثر هذا المثل الذي ضربه: وقد كان لي
حق حازه دوني من لم يكن له، ولم أكن أشركه فيه، ولا توبة له إلا بكتاب
منزل أو برسول مرسل، وأنى له بالرسالة بعد محمد صلى الله عليه وآله ولا نبي بعد محمد، فأنى
يتوب وهم في برزخ القيامة، غرته الأماني وغره بالله الغرور، قد أشفى على
جرف هار فأنهار في نار جهنم والله لا يهدي القوم الظالمين.
وكذلك مثل القائم عليه السلام في غيبته وهربه واستتاره، مثل موسى عليه السلام خائف مستتر إلى أن يأذن الله في خروجه، وطلب حقه وقتل أعدائه، في قوله " اذن للذين
يقاتلون بأنهم ظلموا وأن الله على نصرهم لقدير الذين اخرجوا من ديارهم بغير
حق " (٢) وقد ضرب بالحسين بن علي صلوات الله عليهما مثلا في بني إسرائيل
بإدالتهم من أعدائهم حيث قال علي بن الحسين عليهما السلام لمنهال بن عمرو: أصبحنا في
قومنا مثل بني إسرائيل في آل فرعون يذبحون أبناءنا ويستحيون نساءنا (٣).
بيان: الخبر الأخير أوردناه في أحوال الحسين عليه السلام وقوله " فلما تقدم "
استدلال على أن المراد بفرعون وهامان وجنوده أبو بكر وعمر وأتباعهما لأن الله
تعالى ذكر سابقا عليه " ونريد أن نمن " وهذا وعد وظاهره عدم تحقق الموعود بعد.

---

(١) ترى مثل هذا الحديث في أصول الكافي ج ٢ ص ٣٢٧ باب البغي وصدر الحديث: أيها الناس أن البغي يقود أصحابه إلى النار وان أول من بغى على الله الخ.
(٢) الحج: ٣٩.
(٣) إشارة إلى قوله تعالى في القصص: ٤: ان فرعون علا في الأرض وجعل أهلها شيعا يستضعف طائفة منهم يذبح أبناءهم ويستحيى نساءهم انه كان من المفسدين.

الأئمة عليهم السلام عماله وحتى يبعثه الله علانية، فتكون عبادته علانية في الأرض كما
عبد الله سرا في الأرض.
ثم قال: إي والله وأضعاف ذلك - ثم عقد بيده أضعافا - يعطي الله نبيه صلى الله عليه
وآله
ملك جميع أهل الدنيا منذ يوم خلق الله الدنيا إلى يوم يفنيها حتى ينجز له موعوده
في كتابه كما قال " ويظهره على الدين كله ولو كره المشركون " (١).
٧٦ - منتخب البصائر: سعد، عن موسى بن عمر، عن عثمان بن عيسى، عن خالد بن
يحيى قال: قلت لأبي عبد الله عليه السلام: سمى رسول الله صلى الله عليه وآله أبا بكر
صديقا؟ فقال:
نعم إنه حيث كان معه أبو بكر في الغار قال رسول الله صلى الله عليه وآله: إني لأرى
سفينة بني
عبد المطلب تضطرب في البحر ضالة، فقال له أبو بكر: وإنك لتراها؟ قال: نعم!
فقال: يا رسول الله تقدر أن ترينيها؟ فقال: ادن مني، فدنا منه فمسح يده على عينيه
ثم قال له: انظر فنظر أبو بكر فرأى السفينة تضطرب في البحر ثم نظر إلى قصور
أهل المدينة فقال في نفسه: الآن صدقت أنك ساحر فقال له رسول الله صلى الله عليه
وآله:
صديق أنت!!
فقلت: لم سمى عمر الفاروق؟ قال: نعم ألا ترى أنه قد فرق بين الحق
والباطل، وأخذ الناس بالباطل.
فقلت: فلم سمى سالما الأمين؟ قال: لما أن كتبوا الكتب، ووضعوها
على يد سالم، فصار الأمين، قلت: فقال: اتقوا دعوة سعد؟ قال: نعم، قلت: وكيف
ذلك، قال: إن سعدا يكر فيقاتل عليا عليه السلام.
٧٧ - غيبة الشيخ الطوسي: محمد الحميري، عن أبيه، عن علي بن سليمان بن رشيد، عن
الحسن بن علي الخزاز قال: دخل علي بن أبي حمزة على أبي الحسن الرضا عليه السلام
فقال له: أنت إمام؟ قال: نعم، فقال له: إني سمعت جدك جعفر بن محمد عليهما السلام
يقول: لا يكون الامام إلا وله عقب؟ فقال: أنسيت يا شيخ أم تناسيت؟ ليس هكذا
قال جعفر، إنما قال جعفر: لا يكون الامام إلا وله عقب إلا الامام الذي يخرج

---

(١) براءة: ٣٤.

الكافي

المجلد الثامن

للمحدث الجليل والعالم الفقيه الشيخ محمد بن يعقوب الكليني المعروف بثقة الإسلام الكليني

المتوفى سنة ٣٢٩ هجرية

ترقيم الصفحات يوافق طبعة دار الكتب الاسلامية

٤٣٠- مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَيْنِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ عَنْ إِسْمَاعِيلَ بْنِ جَابِرٍ وَ عَبْدِ الْكَرِيمِ بْنِ عَمْرٍو وَ عَبْدِ الْحَمِيدِ بْنِ أَبِي الدَّيْلَمِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ عَاشَ نُوحٌ (عليه السلام) بَعْدَ الطُّوفَانِ خَمْسَمِائَةِ سَنَةٍ ثُمَّ أَتَاهُ جَبْرَئِيلُ (عليه السلام) فَقَالَ يَا نُوحُ إِنَّهُ قَدِ انْقَضَتْ نُبُوَّتُكَ وَ اسْتَكْمَلْتَ أَيَّامَكَ فَانْظُرْ إِلَى الِاسْمِ الْأَكْبَرِ وَ مِيرَاثِ الْعِلْمِ وَ آثَارِ عِلْمِ النُّبُوَّةِ الَّتِي مَعَكَ فَادْفَعْهَا إِلَى ابْنِكَ سَامٍ فَإِنِّي لَا أَتْرُكُ الْأَرْضَ إِلَّا وَ فِيهَا عَالِمٌ تُعْرَفُ بِهِ طَاعَتِي وَ يُعْرَفُ بِهِ هُدَايَ وَ يَكُونُ نَجَاةً فِيمَا بَيْنَ مَقْبِضِ النَّبِيِّ وَ مَبْعَثِ النَّبِيِّ الْآخَرِ وَ لَمْ أَكُنْ أَتْرُكُ النَّاسَ بِغَيْرِ حُجَّةٍ لِي وَ دَاعٍ إِلَيَّ وَ هَادٍ إِلَى سَبِيلِي وَ عَارِفٍ بِأَمْرِي فَإِنِّي قَدْ قَضَيْتُ أَنْ أَجْعَلَ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادِياً أَهْدِي بِهِ السُّعَدَاءَ وَ يَكُونُ حُجَّةً لِي عَلَى الْأَشْقِيَاءِ قَالَ فَدَفَعَ نُوحٌ (عليه السلام) الِاسْمَ الْأَكْبَرَ وَ مِيرَاثَ الْعِلْمِ وَ آثَارَ عِلْمِ النُّبُوَّةِ إِلَى سَامٍ وَ أَمَّا حَامٌ وَ يَافِثُ فَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُمَا عِلْمٌ يَنْتَفِعَانِ بِهِ قَالَ وَ بَشَّرَهُمْ نُوحٌ (عليه السلام) بِهُودٍ (عليه السلام) وَ أَمَرَهُمْ بِاتِّبَاعِهِ وَ أَمَرَهُمْ أَنْ يَفْتَحُوا الْوَصِيَّةَ فِي كُلِّ عَامٍ وَ يَنْظُرُوا فِيهَا وَ يَكُونَ عِيداً لَهُمْ .

٤٣١- عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْعَبَّاسِ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ عَنْ عَاصِمِ بْنِ حُمَيْدٍ عَنْ أَبِي حَمْزَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ قُلْتُ لَهُ إِنَّ بَعْضَ أَصْحَابِنَا يَفْتَرُونَ وَ يَقْذِفُونَ مَنْ خَالَفَهُمْ فَقَالَ لِي الْكَفُّ عَنْهُمْ أَجْمَلُ ثُمَّ قَالَ وَ اللَّهِ يَا أَبَا حَمْزَةَ إِنَّ النَّاسَ كُلَّهُمْ أَوْلَادُ بَغَايَا مَا خَلَا شِيعَتَنَا قُلْتُ كَيْفَ لِي بِالْمَخْرَجِ مِنْ هَذَا فَقَالَ لِي يَا أَبَا حَمْزَةَ كِتَابُ اللَّهِ الْمُنْزَلُ يَدُلُّ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ تَبَارَكَ وَ تَعَالَى جَعَلَ لَنَا أَهْلَ الْبَيْتِ سِهَاماً ثَلَاثَةً فِي جَمِيعِ الْفَيْءِ ثُمَّ قَالَ عَزَّ وَ جَلَّ وَ اعْلَمُوا أَنَّما غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَ لِلرَّسُولِ وَ لِذِي الْقُرْبى وَ الْيَتامى وَ الْمَساكِينِ وَ ابْنِ السَّبِيلِ فَنَحْنُ أَصْحَابُ الْخُمُسِ

الكافي

المجلد الخامس

للمحدِّث الجليل والعالم الفقيه الشيخ محمد بن يعقوب الكليني المعروف بثقة الإسلام الكليني

المتوفى سنة ٣٢٩ هجرية

ترقيم الصفحات يوافق طبعة دار الكتب الاسلامية

أَعْيَنَ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) يَقُولُ إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ أَنْ يَتَزَوَّجَ الْمَرْأَةَ فَلْيَقُلْ أَقْرَرْتُ بِالْمِيثَاقِ الَّذِي أَخَذَ اللَّهُ إِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ أَوْ تَسْرِيحٌ بِإِحْسَانٍ .

بَابُ الْقَوْلِ عِنْدَ الْبَاهِ وَ مَا يَعْصِمُ مِنْ مُشَارَكَةِ الشَّيْطَانِ

١- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مَحْبُوبٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ رِئَابٍ عَنِ الْحَلَبِيِّ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) فِي الرَّجُلِ إِذَا أَتَى أَهْلَهُ فَخَشِيَ أَنْ يُشَارِكَهُ الشَّيْطَانُ قَالَ يَقُولُ بِسْمِ اللَّهِ وَ يَتَعَوَّذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ .

٢- الْحُسَيْنُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ مُعَلَّى بْنِ مُحَمَّدٍ وَ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ جَمِيعاً عَنِ الْوَشَّاءِ عَنْ مُوسَى بْنِ بَكْرٍ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) يَا أَبَا مُحَمَّدٍ أَيَّ شَيْءٍ يَقُولُ الرَّجُلُ مِنْكُمْ إِذَا دَخَلَتْ عَلَيْهِ امْرَأَتُهُ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ أَ يَسْتَطِيعُ الرَّجُلُ أَنْ يَقُولَ شَيْئاً فَقَالَ أَ لَا أُعَلِّمُكَ مَا تَقُولُ قُلْتُ بَلَى قَالَ تَقُولُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ اسْتَحْلَلْتُ فَرْجَهَا وَ فِي أَمَانَةِ اللَّهِ أَخَذْتُهَا اللَّهُمَّ إِنْ قَضَيْتَ لِي فِي رَحِمِهَا شَيْئاً فَاجْعَلْهُ بَارّاً تَقِيّاً وَ اجْعَلْهُ مُسْلِماً سَوِيّاً وَ لَا تَجْعَلْ فِيهِ شِرْكاً لِلشَّيْطَانِ قُلْتُ وَ بِأَيِّ شَيْءٍ يُعْرَفُ ذَلِكَ قَالَ أَ مَا تَقْرَأُ كِتَابَ اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ ثُمَّ ابْتَدَأَ هُوَ وَ شَارِكْهُمْ فِي الْأَمْوَالِ وَ الْأَوْلَادِ ثُمَّ قَالَ إِنَّ الشَّيْطَانَ لَيَجِيءُ حَتَّى يَقْعُدَ مِنَ الْمَرْأَةِ كَمَا يَقْعُدُ الرَّجُلُ مِنْهَا وَ يُحْدِثُ كَمَا يُحْدِثُ وَ يَنْكِحُ كَمَا يَنْكِحُ قُلْتُ بِأَيِّ شَيْءٍ يُعْرَفُ ذَلِكَ قَالَ بِحُبِّنَا وَ بُغْضِنَا فَمَنْ أَحَبَّنَا كَانَ نُطْفَةَ الْعَبْدِ وَ مَنْ أَبْغَضَنَا كَانَ نُطْفَةَ الشَّيْطَانِ .

كتاب النكاح

[illegible]

مرة درجته كدرجة الحسين ومن تمتع مرتين درجته كدرجة الحسن ومن تمتع ثلث مرات درجته كدرجة علي ومن تمتع اربع مرات درجته كدرجتي

[illegible]

تفسير القمي
الجزء: ٢

علي بن إبراهيم القمي

الكتاب: تفسير القمي
المؤلف: علي بن إبراهيم القمي
الجزء: ٢
الوفاة: ٣٢٩هـ
المجموعة: مصادر التفسير عند الشيعة
تحقيق: تصحيح وتعليق وتقديم : السيد طيب الموسوي الجزائري
الطبعة:
سنة الطبع: ١٣٨٧
المطبعة: مطبعة النجف
الناشر:
ردمك:
ملاحظات: منشورات مكتبة الهدى

ثم خاطبها فقال: (عسى ربه أن طلقكن ان يبدله أزواجا خيرا منكن
مسلمات مؤمنات قانتات تائبات عابدات سائحات ثيبات وأبكارا) عرض عائشة
لأنه لم يتزوج ببكر غير عائشة، حدثنا محمد بن جعفر قال: حدثنا محمد بن عبد الله (عبد
الله بن محمد ط)
عن ابن أبي نجران عن عاصم بن حميد عن أبي بصير قال: سمعت أبا جعفر عليه السلام
يقول: إن تتوبا إلى الله فقد صغت قلوبكما - إلى قوله - وصالح المؤمنين، قال
صالح المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السلام، أخبرني الحسين بن محمد عن المعلى بن
محمد
عن أحمد بن محمد بن عبد الله عن يعقوب بن يزيد (زيد ط) عن سليمان الكاتب عن
بعض
أصحابه عن أبي عبد الله عليه السلام في قوله (يا أيها النبي جاهد الكفار والمنافقين) قال
هكذا نزلت فجاهد رسول الله صلى الله عليه وآله الكفار وجاهد علي عليه السلام المنافقين
فجاهد علي عليه السلام
جهاد رسول الله صلى الله عليه وآله أخبرنا أحمد بن إدريس عن أحمد بن محمد عن
الحسين بن
سعيد عن النضر بن سويد عن زرعة بن محمد عن أبي بصير قال سألت أبا عبد الله
عليه السلام عن قول الله (قوا أنفسكم وأهليكم نارا وقودها الناس والحجارة) قلت:
هذه نفسي أقيها فكيف أقي أهلي؟ قال: تأمرهم بما أمرهم الله وتنهاهم عما نهاهم
الله عنه فان أطاعوك كنت قد وقيتهم وان عصوك فكنت قد قضيت ما عليك،
قال الحسين وحدثني محمد بن الفضيل عن أبي الحسن عليه السلام في قوله (يا أيها الذين
آمنوا توبوا إلى الله توبة نصوحا) قال عليه السلام: يتوب العبد ثم لا يرجع فيه وان
أحب عباد الله إلى الله المتقي التائب قال علي بن إبراهيم في قوله (ضرب الله مثلا)
ثم ضرب الله فيهما مثلا فقال: (ضرب الله مثلا للذين كفروا امرأة نوح وامرأة
لوط كانتا تحت عبدين من عبادنا صالحين فخانتاهما) فقال والله ما عنى بقوله فخانتاهما
إلا الفاحشة وليقيمن الحد على فلانة فيما أتت في طريق وكان فلان يحبها فلما
أرادت ان تخرج إلى... قال لها فلان لا يحل لك ان تخرجي من غير محرم
فزوجت نفسها من فلان قوله (ثم ضرب الله مثلا للذين آمنوا امرأة فرعون

تفسير القمي جلد 2 سورت التحريم

سپاہ صحابہ کے چیئرمین انور شاہ کا فتویٰ کہ قرآن میں تحریف واقع ہے

۱۔ اہل سنت کی معتبر کتاب فیض الباری جلد ۳ صفحہ ۳۹۵ کتاب الشہادات

والذی تحقق عندی ان التحریف فیہ لفظی ایضا وانہ اما عن عمد منہم او لمغلطۃ۔

ترجمہ: انور شاہ کشمیری، دیوبندی نے اپنی کتاب فیض الباری علی صحیح البخاری میں لکھا ہے کہ میری تحقیق یہ ہے کہ قرآن پاک میں لفظی تحریف بھی واقع ہے اور یہ کارنامہ عثمان پارٹی کی غلطی سے واقع ہوا ہے یا انہوں نے جان بوجھ کر یہ کمال دکھایا ہے۔

نوٹ: ارباب انصاف مولانا انور شاہ نے یہ فتویٰ دے کر سپاہ صحابہ کی ناک بغیر چھری کے کاٹی ہے۔ نواصب کی بے حیائی کی کوئی حد نہیں ہے۔ اگر تحریف کا عقیدہ رکھنے والے کافر ہیں تو یہ عقیدہ صحابہ کرام اور علماء عظام کا بھی ہے

ایک لطیفہ: دو آدمی سفر میں گئے جب بغداد شریف پہنچے تو ایک بیمار ہو گیا دوسرے نے واپسی کا ارادہ کیا تو بیمار نے کہا کہ میرے گھر والوں کو کہنا کہ اس کے سر اور دانتوں میں شدید درد تھا اور اس کے گردے ناکارہ ہو گئے تھے اور اس کے ہاتھوں میں رعشہ تھا اور اس کے دونوں پاؤں میں ورم تھا اور اس کی کمر اور پیٹ میں بھی درد تھا۔ اور چھاتی میں کینسر کا پھوڑا تھا اور ہر روز اس کو قے اور پیچش آتے ہیں۔ واپس آنے والے نے کہا کہ بھائی میں تو کہوں گا کہ وہ بیمار ہوا ہے اور مر گیا ہے۔ نواصب تو شیعوں کو کافر بنانے کے لئے رام کہانی بیان کرتے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ یہ نواصب دشمن علی ہیں

چیئرمین سپاہ صحابہ کا قرآن پاک کو جلانے کے بارے میں فتویٰ

اہل سنت کی معتبر کتاب صحیح بخاری جلد ۶ صفحہ ۱۸۴ باب فضائل قرآن

فامر بکل مصحف (عثمان) ان یحرق

ترجمہ: نواصب کے محبوب رہنما شیخ بنو امیہ عثمان نے حکم دیا تھا کہ جو قرآن میری گورنمنٹ کی نگرانی میں تیار ہوا ہے اس کے علاوہ تمام قرآن آگ میں جلا دیئے جائیں۔

نوٹ:

ارباب انصاف نواصب نے تحریف قرآن کو بہانہ بنا کر آج کل اپنی مسلمانوں کو کافر بنانے والی فیکٹری کو تیز کیا ہوا ہے اور اپنی قوم کو خوب سمجھا رہے ہیں کہ شیعوں کو رشتہ نہ دیا جائے کیونکہ وہ دشمن صحابہ ہیں اور کافر ہیں اور میرا بھی اپنی قوم شیعہ کو مخلصانہ مشورہ ہے کہ کسی ناصبی دشمن علی کو اپنی بیٹی سے نکاح نہ کریں کیونکہ وہ چار یار کی محبت میں گرفتار ہے صرف ایک یار کی محبت رکھنے والی عورت کو کوئی غیرت مند شریف قبول نہیں کرتا اور چار یاری عورت کسی چکلے کے قابل ہے کسی شریف گھر کے قابل نہیں ہے۔ اہل سنت شاہ عبدالعزیز کا فتویٰ ہے کہ ناصبی لوگ کتے اور خنزیر کی مثل ہیں۔

پس شیعوں کو چاہیے کہ کسی ناصبیہ، کتیا اور بھوبن کو زوجہ نہ بنائیں کیوں کہ وہ ان کے پاک گھر کو پلید کر دے گی۔ چار یاروں سے بغیر شادی کے رہ جانا ہی بہتر ہے۔

حق بات [illegible]

اُردو

من لا یحضرہ الفقیہ

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابوالقمی
المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

الکساء پبلیشرز
آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡم

نام کتاب — من لایحضرۃ الفقیہ (اردو)

مولف — شیخ الصدوق علیہ الرحمہ

مترجم — سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)

تزئین — سید فیضیاب علی رضوی

کمپوزنگ — شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافکس سینٹر

اشاعت اول — نومبر ۱۹۹۴ء

اشاعت دوئم — جولائی ۱۹۹۶ء

قیمت — ۴۰۰ روپے

ناشر
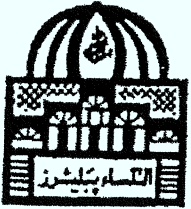
الکساء پبلیشرز

آر- ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی
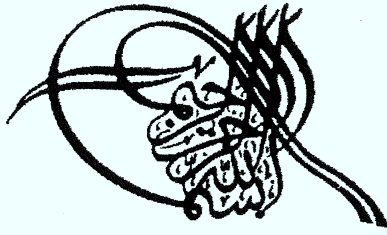
باب پانی اوراس کی طہارت و نجاست

شیخ سعید فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی مصنف کتاب ہذا رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "وانزلنا من السماء ماءً طھورا" (ہم نے آسمان سے پاک و پاکیزہ پانی نازل کیا) (سورہ الفرقان آیت نمبر ۴۸) نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے "وانزلنا من السماء بقدر فاسکنّٰہ فی الارض وانّا علیٰ ذھابٍ بہ لقادرون۔ (اور ہم نے ہی آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی برسایا پھر اسکو زمین میں ٹھہرائے رکھا اور ہم یقیناً اسکو غائب کر دینے پر قابو رکھتے ہیں) (سورہ مومنون آیت نمبر ۱۸) نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ینزل علیکم من السمآء ماء لیطھرکم بہ (تم پر آسمان سے پانی برساتا رہا تاکہ اس سے تمہیں پاک و پاکیزہ کردے) (سورہ انفال آیت نمبر ۱۱) اس سے معلوم ہوا کہ دراصل سارا پانی آسمان سے نازل ہوتا ہے اور وہ سب کا سب پاک و پاکیزہ ہے اور دریا کا پانی پاک ہے اور کنوئیں کا پانی بھی پاک ہے۔

(۱) حضرت امام جعفر صادق بن محمد علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ہر پانی پاک و طاہر ہے جبتک کہ تم یہ نہ جان لو کہ وہ نجس ہو گیا ہے۔

(۲) نیز آپؑ نے ارشاد فرمایا کہ پانی دوسری چیز کو پاک کرتا ہے اور کسی دوسری چیز سے پاک نہیں کیا جاتا۔ لہذا جب تم پانی پاؤ اور تمہیں اس میں کسی نجاست کا علم نہ ہو تو اس سے وضو کر لو (اور پینا چاہو تو) اسے پیو، اگر تم کو اس میں کوئی ایسی چیز ملے جس نے اس کو نجس کر دیا ہے تو نہ اس سے وضو کرو اور نہ اس کو پیو لیکن حالت اضطرار اور مجبوری میں اسے پی سکتے ہو مگر وضو نہیں کر سکتے بلکہ (وضو کے بدلے) تیمم کروگے ہاں اگر وہ پانی ایک کُر سے زیادہ ہے تو تم اس سے وضو بھی کر سکتے ہو اور اس میں سے پی بھی سکتے ہو خواہ اس میں کوئی (نجس) چیز پڑی ہو یا نہ پڑی ہو۔ جبتک کہ اس چیز کے پڑنے سے پانی کی بو نہ بدل جائے اگر پانی کی بو بدل گئی ہے تو نہ اس میں سے پیو اور نہ اس سے وضو کرو اور ایک کُر پیمائش میں تین بالشت لمبائی تین بالشت چوڑائی اور تین بالشت گہرائی ہے اور وزن میں ایک ہزار دو سو رطل مدنی (۳۷۷ کلو گرام) ہے۔

(۱۰) ایک مرتبہ دیہات سے کچھ لوگ آنحضرت کی خدمت میں آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے پانی کے حوض پر پانی پینے کیلئے درندے کتے اور دیگر جانور سب ہی آتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جو پانی انہوں نے اپنے منہ سے لے لیا ہے وہی انکا ہے بقیہ تم سب لوگوں کا ہے اور اگر پانی میں سے کوئی چوپایہ یا گدھا یا خچر یا بکری یا کوئی گائے پانی پی لے تو اس کے استعمال میں، اس سے وضو کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اگر پانی کے برتن میں چھپکلی گر جائے تو اس سارے پانی کو بہا دو اور اگر اسی پانی میں کتے کا تھوک پڑ گیا ہے یا اس نے اس میں سے پانی پی لیا ہے تو اس برتن کا سارا پانی بہا دیا جائے اور اس برتن کو تین مرتبہ دھویا جائے ایک مرتبہ مٹی سے مانجھ کر اور دو مرتبہ صرف پانی سے پھر اس برتن کو خشک کر لیا جائے۔ اور وہ پانی کہ جس میں سے بلّی نے پیا ہو اس سے نہ وضو کرنے میں کوئی حرج ہے اور نہ اس کے پینے میں کوئی حرج ہے۔

(۱۱) اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ میں نہ اس چیز کے کھانے سے منع کرتا ہوں جس میں سے بلّی نے کھایا ہو اور نہ اس مشروب کے پینے سے منع کرتا ہوں جس میں سے بلّی نے پیا ہو۔

اور یہودی و نصرانی ولد الزنا و مشرک اور ہر مخالف اسلام کے جھوٹے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں اور ان سب سے زیادہ شدید ناصبی (دشمن اہلبیت) کا جھوٹا ہے۔ حمام کا پانی آب جاری کے حکم میں ہے جب کہ اس کا کوئی ذخیرہ ہو۔

(۱۲) نیز حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس پانی کے متعلق جس میں چوپائے پیشاب کرتے ہیں اور کتے الاغ کرتے اور لوگ اس میں غسل جنابت کرتے ہیں؟ فرمایا کہ اگر وہ پانی ایک کُر کی مقدار میں ہے تو اسکو کوئی شے نجس نہیں کرے گی۔

(۱۳) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر بنی اسرائیل میں سے کسی کے جسم پر پیشاب کا ایک قطرہ بھی لگ جاتا تو وہ اس حصے کو قینچی سے کاٹ دیا کرتے تھے اور تم لوگوں کو تو اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان کے درمیان کی کشادگی سے بھی زیادہ یہ کشادگی عطا فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کیلئے پانی کو پاک اور طاہر کنندہ قرار دیا ہے لہذا دیکھنا ہے کہ تم لوگ اس کی اس عنایت کے بعد بھی کس طرح رہتے ہو اور اگر پانی کے مٹکے میں کوئی سانپ داخل ہو اور نکل جائے تو اس پانی میں سے تین چلو پانی نکال کر پھینک دو اور باقی کو استعمال کرو اور اس میں قلیل و کثیر پانی سب برابر ہے۔

اور اگر خنزیر (سور) کے بالوں کی بنی ہوئی رسی سے آبپاشی کیلئے پانی کھینچا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

(۱۴) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر جلد خنزیر (سور کی کھال) سے بنے ہوئے ڈول سے آبپاشی کیلئے پانی کھینچا جائے تو؟ آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں۔

(۱۵) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ اگر (ذبح کئے ہوئے جانور کے) مردہ چمڑے میں دودھ اور پانی اور گھی وغیرہ رکھدیا جائے تو اسکے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس کے اندر رکھنے میں کوئی حرج نہیں پانی، دودھ اور گھی کچھ بھی چاہے رکھو اور اس سے وضو کرو یا وہ پانی پیو لیکن (اس پانی سے وضو کرکے) نماز نہ پڑھو۔

من لا يحضره الفقيه
للشيخ الثقة الامين خاتم
المحدثين ابی جعفر محمد
بن علی بن الحسين بن
موسی بن بابويه
القمی الملقب
بالصدوق
رح
۱۳۰۷ھ
طبع فی المطبع الجعفرية
الواقع نخاس جديد
لکهنؤ

من كتاب

من لا يحضره الفقيه

للشيخ الثقة الوجيه والامام الفقيه رئيس المحدثين محمد بن علي بن الحسين بن
موسى بن بابويه القمي المكنى بابي جعفر والملقب بالصدوق ورد
بغداد سنة خمس وخمسين وثلثمائة سمع منه شيوخ الطائفة
وهو حدث السن كان جليلا حافظا للاحاديث
بصيرا بالرجال ناقدا للاخبار لم ير في
القميين مثله في حفظه
وكثرة علمه
له
نحو من ثلثمائة مصنف وفهرس كتبه معروف رضوان الله
عليه

الطبعة الاولى

فيجب التنزه عنه الا ان يكون لا يوجد غيره ولا باس بالوضوء بماء يشرب منه السنور
ولا باس بشربه **وقال** الصادق عليه السلام انی لا امتنع من طعام طعم منه السنور
ولا من شراب شرب منه ولا يجوز الوضوء بسؤر اليهودي والنصراني وولد الزنا
والمشرك وكل من خالف الاسلام واشد من ذلك سؤر الناصب وماء الحمام سبيله
سبيل ماء الجاري اذا كانت له مادة **وقال** الصادق عليه السلام في الماء الذي
تبول فيه الدواب وتلغ فيه الكلاب ويغتسل فيه الجنب انه اذا كان قدر كر لم ينجسه
شئ **وقال** الصادق عليه السلام كان بنو اسرائيل اذا اصاب احدهم قطرة بول قرضوا
لحومهم بالمقاريض وقد وسع الله عز وجل عليكم باوسع ما بين السماء والارض وجعل
لكم الماء طهورا فانظروا كيف تكونون فان دخلت حية في حب ماء وخرجت منه صب
من الماء ثلاث اكف واستعمل الباقي وقليله وكثيره بمنزلة واحدة ولا باس بان يستقى
الماء بحبل اتخذ من شعر الخنزير **وسئل** الصادق عليه السلام عن جلد الخنزير يجعل
دلوا يستقى به الماء فقال لا باس به **وسئل** الصادق عليه السلام عن جلود الميتة
يجعل فيها اللبن والماء والسمن ما ترى فيه فقال لا باس بان تجعل فيها ما شئت من ماء
او لبن او سمن وتتوضأ منه وتشرب ولكن لا تصل فيها ولا باس بالوضوء بفضل الجنب
والحائض ما لم يوجد غيره فان توضأ رجل من الماء المتغير او اغتسل او غسل ثوبه فعليه
اعادة الوضوء والغسل والصلاة وغسل الثوب وكل آنية صب فيها ذلك الماء فان دخل
رجل الحمام ولم يكن عنده ما يغرف به ويداه قذرتان ضرب يده في الماء وقال بسم الله و
هذا مما قال الله عز وجل وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ وكذلك الجنب اذا انتهى الى الماء
القليل في الطريق ولم يكن معه اناء يغرف به ويداه قذرتان يفعل مثل ذلك **وسئل**
علي عليه السلام ايتوضأ من فضل وضوء جماعة المسلمين احب اليك او يتوضأ من ركو ابيض
مخمر فقال لا بل من فضل وضوء جماعة المسلمين فان احب دينكم الى الله الحنيفية السمحة
السهلة فان اجتمع مسلم مع ذمي في الحمام اغتسل المسلم من الحوض قبل الذمي ولا يجوز التطهير
بغسالة الحمام لانه يجتمع فيه غسالة اليهودي والمجوسي والنصراني والمبغض لآل محمد صلى الله
عليه وعليهم وهو شرهم **وسئل** ابو الحسن موسى بن جعفر عليه السلام عن مجتمع الماء
في الحمام من غسالة الناس يصيب الثوب منه فقال لا باس به ولا باس بالوضوء بالماء

النواصب

فيهما

يغترف

التطهر

والد شرهم

من لا يحضره الفقيه

الجزء: ١

الشيخ الصدوق

الكتاب: من لا يحضره الفقيه
المؤلف: الشيخ الصدوق
الجزء: ١
الوفاة: ٣٨١
المجموعة: مصادر الحديث الشيعية ـ قسم الفقه
تحقيق: تصحيح وتعليق : علي أكبر الغفاري
الطبعة: الثانية
سنة الطبع:
المطبعة:
الناشر: مؤسسة النشر الإسلامي التابعة لجماعة المدرسين بقم المشرفة
ردمك:
ملاحظات:

والوضوء منه. فإن وقع وزغ في إناء فيه ماء أهريق ذلك الماء (١). وإن ولغ فيه (٢) كلب أو شرب منه أهريق الماء وغسل الإناء ثلاث مرات: مرة بالتراب ومرتين بالماء ثم يجفف (٣).
وأما الماء الآجن فيجب التنزه عنه إلا أن يكون لا يوجد غيره (٤).
ولا بأس بالوضوء بماء يشرب منه السنور، ولا بأس بشربه.
١١ - وقال الصادق عليه السلام: " إني لا أمتنع من طعام طعم منه السنور، ولا من شراب شرب منه ".
ولا يجوز الوضوء بسؤر اليهودي والنصراني وولد الزنا والمشرك وكل من خالف الاسلام، وأشد من ذلك سؤر الناصب.
وماء الحمام سبيله سبيل الماء الجاري إذا كانت له مادة (٥).
١٢ - وقال الصادق عليه السلام: " في الماء الذي تبول فيه الدواب وتلغ فيه الكلاب ويغتسل فيه الجنب إنه إذا كان قدر كر لم ينجسه شئ " (٦).

---

(١) لعله لأجل سميته لا للنجاسة، والوزغ: سام أبرص.
(٢) كذا في نسخة وفى أكثر النسخ " وقع فيه كلب " والمشهور اختصاص التعفير بالولوغ ولعله كان في الأصل " ولغ " فصحف كما يظهر من هامش بعض النسخ ففيه: ولغ الكلب في الاناء أي شرب ما فيه بأطراف لسانه. أو أدخل فيه لسانه وحركه.
(٣) لعل التجفيف لإزالة الغسالة والا لا سند له.
(٤) الاجن: الماء المتغير اللون والطعم. وبمضمونه خبر في الكافي ج ٣ ص ٤ وقوله " فيجب التنزه " حمل على الوجوب ويمكن حمله على الاستحباب كما هو دأب القدماء من اطلاق الوجوب على الاستحباب المؤكد. ثم اعلم أن هذا إذا كان الماء اجن من قبل نفسه، فاما إذا غيرته النجاسة فلا يجوز استعماله على وجه البتة كما في التهذيب.
(٥) في الكافي ج ٣ ص ١٤ باسناده عن بكر بن حبيب عن أبي جعفر عليه السلام قال: " ماء الحمام لا بأس به إذا كانت له مادة ". وقالوا: بشرط أن تكون كرا.
(٦) يستدل بمفهومه على نجاسة القليل بالملاعقات.

الإستبصار الجزء الأول

كِتَابُ الطَّهَارَةِ

أَبْوَابُ الْمِيَاهِ وَ أَحْكَامِهَا

١- بَابُ مِقْدَارِ الْمَاءِ الَّذِي لَا يُنَجِّسُهُ شَيْءٌ

١- أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ النُّعْمَانِ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ الْوَلِيدِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الصَّفَّارِ وَ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى وَ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنِ ابْنِ أَبِي عُمَيْرٍ عَنْ أَبِي أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّهُ سُئِلَ عَنِ الْمَاءِ تَبُولُ فِيهِ الدَّوَابُّ وَ تَلَغُ فِيهِ الْكِلَابُ وَ يَغْتَسِلُ مِنْهُ الْجُنُبُ قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ كُرٍّ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ

٢- وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ كُرٍّ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ

٣- وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ عَنْ صَفْوَانَ وَ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى جَمِيعاً عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ عَمَّارٍ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع يَقُولُ إِذَا كَانَ الْمَاءُ قَدْرَ كُرٍّ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ

٤- فَأَمَّا مَا رَوَاهُ مُحَمَّدُ بْنُ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي عُمَيْرٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنِ الْفَضْلِ بْنِ شَاذَانَ جَمِيعاً عَنْ حَمَّادِ بْنِ عِيسَى عَنْ حَرِيزٍ عَنْ زُرَارَةَ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ ع قَالَ إِذَا كَانَ الْمَاءُ أَكْثَرَ مِنْ رَاوِيَةٍ لَمْ يُنَجِّسْهُ شَيْءٌ تَفَسَّخَ

٤- وَ عَنْهُ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُكَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ أَبِي الْعَلَاءِ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع فِي الْحَائِضِ يُشْرَبُ مِنْ سُؤْرِهَا وَ لَا يُتَوَضَّأُ مِنْهُ

٥- عَنْهُ عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَسْبَاطٍ عَنْ عَمِّهِ يَعْقُوبَ بْنِ سَالِمٍ الْأَحْمَرِ عَنْ أَبِي بَصِيرٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ سَأَلْتُهُ هَلْ يُتَوَضَّأُ مِنْ فَضْلِ وَضُوءِ الْحَائِضِ قَالَ لَا فَالْوَجْهُ فِي هَذِهِ الْأَخْبَارِ مَا فُصِّلَ فِي الْأَخْبَارِ الْأَوَّلَةِ وَ هُوَ أَنَّهُ إِذَا لَمْ تَكُنِ الْمَرْأَةُ مَأْمُونَةً فَإِنَّهُ لَا يَجُوزُ التَّوَضِّي بِسُؤْرِهَا وَ يَجُوزُ أَنْ يَكُونَ الْمُرَادُ بِهَا ضَرْباً مِنَ الِاسْتِحْبَابِ وَ الَّذِي يَدُلُّ عَلَى ذَلِكَ مَا

٦- أَخْبَرَنِي بِهِ أَحْمَدُ بْنُ عُبْدُونٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ الزُّبَيْرِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ فَضَّالٍ عَنِ الْعَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ عَنْ حَجَّاجٍ الْخَشَّابِ عَنْ أَبِي هِلَالٍ قَالَ قَالَ أَبُو عَبْدِ اللَّهِ ع الْمَرْأَةُ الطَّامِثُ أَشْرَبُ مِنْ فَضْلِ شَرَابِهَا وَ لَا أُحِبُّ أَنْ أَتَوَضَّأَ مِنْهُ

٨- بَابُ اسْتِعْمَالِ أَسْآرِ الْكُفَّارِ

١- أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ قَالَ أَخْبَرَنِي جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ عَلِيِّ بْنِ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الْمُغِيرَةِ عَنْ سَعِيدٍ الْأَعْرَجِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ سُؤْرِ الْيَهُودِيِّ وَ النَّصْرَانِيِّ فَقَالَ لَا

٢- وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ يَعْقُوبَ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ إِدْرِيسَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَحْمَدَ بْنِ يَحْيَى عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنِ الْوَشَّاءِ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع أَنَّهُ كَرِهَ سُؤْرَ وَلَدِ الزِّنَا وَ الْيَهُودِيِّ وَ النَّصْرَانِيِّ وَ الْمُشْرِكِ وَ كُلِّ مَنْ خَالَفَ الْإِسْلَامَ وَ كَانَ أَشَدُّ ذَلِكَ عِنْدَهُ سُؤْرَ النَّاصِبِ

٣- فَأَمَّا مَا رَوَاهُ سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ سَعِيدٍ الْمَدَائِنِيِّ عَنْ مُصَدِّقِ بْنِ صَدَقَةَ عَنْ عَمَّارِ بْنِ مُوسَى السَّابَاطِيِّ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الرَّجُلِ هَلْ يَتَوَضَّأُ مِنْ كُوزٍ أَوْ إِنَاءٍ غَيْرِهِ إِذَا شَرِبَ فِيهِ عَلَى أَنَّهُ يَهُودِيٌّ فَقَالَ نَعَمْ فَقُلْتُ مِنْ ذَلِكَ الْمَاءِ الَّذِي يَشْرَبُ مِنْهُ قَالَ نَعَمْ فَالْوَجْهُ فِي هَذَا الْخَبَرِ أَنْ نَحْمِلَهُ عَلَى مَنْ يُظَنُّ أَنَّهُ كَافِرٌ وَ لَا يُعْرَفُ عَلَى التَّحْقِيقِ فَإِنَّهُ لَا يُحْكَمُ لَهُ بِالنَّجَاسَةِ إِلَّا مَعَ الْعِلْمِ بِحَالِهِ وَ لَا يُعْمَلُ فِيهِ عَلَى غَلَبَةِ الظَّنِّ أَوْ يُحْمَلَ عَلَى مَنْ كَانَ يَهُودِيّاً فَأَسْلَمَ فَإِنَّهُ لَا بَأْسَ بِاسْتِعْمَالِ سُؤْرِهِ وَ يَكُونُ حُكْمُ النَّجَاسَةِ زَائِلًا عَنْهُ

٩- بَابُ حُكْمِ الْمَاءِ إِذَا وَلَغَ فِيهِ الْكَلْبُ

١- أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ أَبَانٍ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ سَعِيدٍ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع قَالَ سَأَلْتُهُ عَنِ الْكَلْبِ يَشْرَبُ مِنَ الْإِنَاءِ قَالَ اغْسِلِ الْإِنَاءَ وَ عَنِ السِّنَّوْرِ قَالَ لَا بَأْسَ أَنْ يُتَوَضَّأَ مِنْ فَضْلِهَا إِنَّمَا هِيَ مِنَ السِّبَاعِ

٢- وَ بِهَذَا الْإِسْنَادِ عَنْ حَمَّادٍ عَنْ حَرِيزٍ عَنِ الْفَضْلِ أَبِي الْعَبَّاسِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع عَنْ فَضْلِ الْهِرَّةِ وَ الشَّاةِ وَ الْبَقَرَةِ وَ الْإِبِلِ وَ الْحِمَارِ وَ الْخَيْلِ وَ الْبِغَالِ وَ الْوَحْشِ وَ السِّبَاعِ فَلَمْ أَتْرُكْ شَيْئاً إِلَّا وَ سَأَلْتُهُ عَنْهُ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِهِ حَتَّى انْتَهَيْتُ إِلَى الْكَلْبِ فَقَالَ رِجْسٌ نِجْسٌ لَا تَتَوَضَّأْ بِفَضْلِهِ وَ اصْبُبْ ذَلِكَ الْمَاءَ وَ اغْسِلْهُ بِالتُّرَابِ أَوَّلَ مَرَّةٍ ثُمَّ بِالْمَاءِ

٣- وَ أَخْبَرَنِي الشَّيْخُ رَحِمَهُ اللَّهُ عَنْ أَبِي الْقَاسِمِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ قُولَوَيْهِ عَنْ أَبِيهِ عَنْ سَعْدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ نُوحٍ عَنْ صَفْوَانَ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ شُرَيْحٍ قَالَ سَأَلَ عُذَافِرٌ أَبَا عَبْدِ اللَّهِ ع وَ أَنَا عِنْدَهُ عَنْ سُؤْرِ السِّنَّوْرِ وَ الشَّاةِ وَ الْبَقَرِ وَ الْبَعِيرِ وَ الْحِمَارِ وَ الْفَرَسِ وَ الْبِغَالِ وَ السِّبَاعِ يُشْرَبُ مِنْهُ أَوْ يُتَوَضَّأُ مِنْهُ فَقَالَ نَعَمِ اشْرَبْ مِنْهُ وَ تَوَضَّأْ قَالَ قُلْتُ لَهُ الْكَلْبُ قَالَ لَا قُلْتُ أَ لَيْسَ هُوَ بِسَبُعٍ قَالَ لَا وَ اللَّهِ إِنَّهُ نَجَسٌ لَا وَ اللَّهِ إِنَّهُ نَجَسٌ

٤- سَعْدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ أَحْمَدَ بْنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ فَضَّالٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُكَيْرٍ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ مَيْسَرَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ع مِثْلَهُ

الاستبصار جلد ١ باب استعمال فضل وضوء الحائض والجنب وسورهما

تهذيب الأحكام
الجزء: ٧

الشيخ الطوسي

الكتاب: تهذيب الأحكام
المؤلف: الشيخ الطوسي
الجزء: ٧
الوفاة: ٤٦٠
المجموعة: مصادر الحديث الشيعية . قسم الفقه
تحقيق: تحقيق وتعليق : السيد حسن الموسوي الخرسان
الطبعة: الرابعة
سنة الطبع: ١٣٦٥ ش
المطبعة: خورشيد
الناشر: دار الكتب الإسلامية - طهران - ايران
ردمك:
ملاحظات: نهض بمشروعه : الشيخ علي الآخوندي

عدتها فان أسلمت أو أسلم قبل انقضاء عدتها فهما على نكاحهما الأول، وان هي لم تسلم حتى تنقضي العدة فقد بانت منه.
والذي يدل على أنه متى كان بشرائط الذمة لا تبين منه وان انقضت عدتها ما رواه:
(١٢٥٩) ١٧ - محمد بن يعقوب عن علي بن إبراهيم عن أبيه عن ابن أبي عمير عن بعض أصحابه عن محمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام قال: ان أهل الكتاب وجميع من له ذمة إذا أسلم أحد الزوجين فهما على نكاحهما وليس له ان يخرجها من دار الاسلام إلى غيرها ولا يبيت معها ولكنه يأتيها بالنهار، واما المشركون مثل مشركي العرب وغيرهم فهم على نكاحهم إلى انقضاء العدة فان أسلمت المرأة ثم أسلم الرجل قبل انقضاء عدتها فهي امرأته، ان لم يسلم الا بعد انقضاء العدة فقد بانت منه ولا سبيل له عليها، وكذلك جميع من لا ذمة له، ولا ينبغي للمسلم ان يتزوج يهودية ولا نصرانية وهو يجد حرة أو أمة.
قال الشيخ رحمة الله ولا يجوز نكاح الناصبية المظهرة لعداوة آل محمد عليهم السلام ولا بأس بنكاح المستضعفات منهن.
يدل على ما ثبت من كون هؤلاء كفارا بأدلة ليس هذا موضع شرحها،
وإذا ثبت كفرهم فلا تجوز مناكحتهم حسب ما قدمناه، ويزيد ذلك بيانا ما رواه:
(١٢٦٠) ١٨ - علي بن الحسن بن فضال عن الحسن بن محبوب عن جميل بن صالح عن الفضيل بن يسار عن أبي عبد الله عليه السلام قال: لا يتزوج المؤمن بالناصبية المعروفة بذلك.
(١٢٦١) ١٩ - الحسين بن سعيد عن النضر بن سويد عن عبد الله

---

* - ١٢٥٩ - الاستبصار ج ٣ ص ١٨٣ الكافي ج ٢ ص ١٤
- ١٢٦٠ - ١٢٦١ - الاستبصار ج ٣ ص ١٨٣ الكافي ج ٢ ص ١١

من لا يحضره الفقيه

الجزء: ٣

الشيخ الصدوق

الكتاب: من لا يحضره الفقيه
المؤلف: الشيخ الصدوق
الجزء: ٣
الوفاة: ٣٨١
المجموعة: مصادر الحديث الشيعية ـ قسم الفقه
تحقيق: تصحيح وتعليق : علي أكبر الغفاري
الطبعة: الثانية
سنة الطبع: ١٤٠٤
المطبعة:
الناشر: منشورات جماعة المدرسين في الحوزة العلمية في قم المقدسة
ردمك:
ملاحظات:

٤٤٢٤ - وروى الحسن بن محبوب، عن سليمان الحمار (١) عن أبي عبد الله
عليه السلام قال: " لا ينبغي (٢) للرجل المسلم منكم أن يتزوج الناصبية، ولا
يزوج ابنته ناصبا ولا يطرحها عنده ".
قال مصنف هذا الكتاب - رحمه الله -: من نصب حربا لآل محمد صلوات الله
عليهم فلا نصيب له في الاسلام فلهذا حرم نكاحهم.
٤٤٢٥ - وقال النبي صلى الله عليه وآله: " صنفان من أمتي لا نصيب لهما في الاسلام
الناصب
لأهل بيتي حربا، وغال في الدين مارق منه ".
ومن استحل لعن أمير المؤمنين عليه السلام والخروج على المسلمين وقتلهم حرمت
مناكحته لان فيها الالقاء بالأيدي إلى التهلكة، والجهال يتوهمون أن كل مخالف
ناصب وليس كذلك.
٤٤٢٦ - وروى صفوان، عن زرارة عن أبي عبد الله عليه السلام قال: " تزوجوا في
الشكاك ولا تزوجوهم لأن المرأة تأخذ من أدب زوجها ويقهرها على دينه " (٣).
٤٤٢٧ - وروى الحسن بن محبوب، عن يونس بن يعقوب، عن حمران بن
أعين " وكان بعض أهله يريد التزويج فلم يجد امرأة يرضاها، فذكر ذلك لأبي عبد الله
عليه السلام فقال: أين أنت من البلهاء واللواتي لا يعرفن شيئا؟ قلت: إنما يقول:
إن الناس على وجهين كافر ومؤمن، فقال: فأين الذين خلطوا عملا صالحا وآخر
سيئا؟! وأين المرجون لأمر الله؟! أي عفو الله - ".

---

(١) سليمان الحمار غير مذكور في الرجال وروى الكليني في الصحيح عن فضيل بن يسار عن أبي
عبد الله عليه السلام قال: " لا يتزوج المؤمن الناصبة المعروفة بذلك " ولا خلاف في عدم جواز
تزويج الناصبي والناصبية واختلف في غيرهم من أهل الخلاف.
(٢) ظاهره الكراهة وحمله المصنف على الحرمة للاخبار.
(٣) المراد بالشاك من ليس له عداوة ويقبل التشكيك ويرجى منه الرجوع إلى الحق
كالمستضعف الذي لا يعاند الحق وليس من أهله فان يعلم الحق يصير إليه.

کاندھا دیتے اور کبھی بائیں کو۔ آپؐ نے فرمایا اس وقت میرا ہاتھ جبرئیلؑ کے ہاتھ میں تھا وہ جدھر لیجاتے تھے میں جاتا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا آپؐ نے خود ان کے غسل کا حکم دیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی، انہیں قبر میں اتارا اور اس کے باوجود آپؐ نے فرمایا کہ سعد چند باتوں میں ماخوذ ہیں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں۔ ان کا برتاؤ اپنی اہل خانہ کے ساتھ اچھا نہ تھا۔

بحمد اللہ "جزو اول" کا ترجمہ تمام

الھمہ صل علی محمد و آل محمد

مورخہ ۲ رجب ۱۴۱۲ھ

بمطابق روز چہار شنبہ ۸ جنوری ۱۹۹۲ء

احقر العباد سید حسن امداد ممتاز الافاضل غازی پور

علل الشرائع

حصہ دوم

شیخ صدوق

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد اس اللہ کے لئے جو تمام جہانوں کا پالنے والا ہے اور اللہ اپنی رحمتیں نازل کرے محمدؐ اور ان کی پاک آل پر

الصلوٰۃ

باب (۱) وضو واذان اور نماز کے علل واسباب

(۱) اس کتاب (علل الشرائع) کے مصنف حضرت شیخ فقیہ ابو جعفر محمد بن علی بن حسین بن موسیٰ بن بابویہ قمی علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے میرے والد اور محمد بن حسن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے سعید بن عبداللہ نے اور انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن عیسیٰ بن عبید نے اور انہوں نے روایت کی محمد بن ابی عمیر و محمد بن سنان سے انہوں نے صباح سدی و سدیر صیرفی و محمد بن نعمان و مومن طاق و عمر بن اذینہ سے اور انہوں نے حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے نیز یہی حدیث بیان کی مجھ سے محمد بن حسن ابن احمد بن ولید رضی اللہ عنہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار اور سعد بن عبداللہ نے ان دونوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسین بن ابی خطاب و یعقوب بن یزید و محمد بن عیسیٰ نے روایت کرتے ہوئے عبداللہ بن جبلہ سے انہوں نے صباح مزنی و سدیر صیرفی و محمد بن نعمان احول و عمر بن اذینہ سے اور ان سب نے روایت کی حضرت ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا اے عمر بن اذینہ یہ ناصبی لوگ اپنی اذان و نماز کے متعلق کیا کہتے ہیں؟ میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان جاؤں یہ لوگ کہتے ہیں کہ ابی بن کعب انصاری نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم یہ لوگ جھوٹ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ بلند و بالا ہے اس بات سے کہ کوئی شخص اس کو خواب میں دیکھے۔ اس کے بعد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا سنو خدائے عزیز و جبار اپنے نبی کو اپنے سات آسمانوں کی بلندیوں کی طرف لے گیا۔ پہلے آسمان میں ان پر اپنی برکتیں نازل کیں، دوسرے آسمان میں ان کو ان کے فرائض کی تعلیم دی (اور جب انہیں معراج پر بلانے کا ارادہ کیا تو) خدائے عزیز و جبار نے نور کی ایک محمل نازل فرمائی جس میں نور کے اقسام میں سے چالیس قسم کے ایسے نور تھے جو عرش کے اطراف حلقہ کئے ہوئے تھے اور جیسے دیکھنے والوں کی آنکھیں خیرہ ہو جاتی تھیں۔ ان میں سے ایک نور زرد تھا اور زرد رنگ میں جو یہ زردی ہے اسی کی وجہ سے ہے۔ ایک سرخ نور تھا اور سرخ رنگ میں یہ سرخی اسی کی وجہ سے ہے۔ ایک نور سفید تھا اور سفید رنگ میں یہ سفیدی اسی کی وجہ سے ہے۔ باقی اور بھی قسم قسم کے انوار تھے جو اللہ نے پیدا کئے ہیں۔ اس محمل میں چاندی کے قلابے اور زنجیریں پڑی ہوئی تھیں چنانچہ آنحضرتؐ اس میں بیٹھے اور آسمان دنیا کی طرف بلند ہوئے۔ ملائکہ نے آتے ہوئے دیکھا تو آسمان کے اطراف بھاگے اور سجدے میں گر پڑے اور بولے **سبوح قدوس رب الملائکۃ والروح** یہ نور ہمارے رب کے نور سے کس قدر مشابہ ہے تو جبرئیلؑ نے کہا "**اللہ اکبر اللہ اکبر**" یہ سن کر ملائکہ ٹھہر گئے۔ آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اور تمام ملائکہ جمع ہو گئے اور گروہ در گروہ آکر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انہوں نے سلام کیا اور پوچھا کہ اے محمدؐ آپ کے بھائی کیسے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

* یہاں اذان کی بات ہو رہی ہے
اب یا تو شیعہ اذان ہے یا ہماری اسکے علاوہ کوئی
تیسری اذان تو ہے نہیں - معراج کے حوالے سے حضرت ابی بن کعب
انصاری رضی کی بات ہو رہی ہے
لہذا ثابت ہوا کہ شیعہ کے علاوہ باقی سب کو ناصبی
کہا گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتابِ مستطاب

الشافی

کتاب الطہارت و کتاب الجنائز

ترجمہ

فروعِ کافی

جلد اوّل

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

مفسرِ قرآن عالیجناب ادیبِ اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی

مصنفِ دو صد کتب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

ناظم آباد ۲ کراچی

ناشر ——— ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
بلاک نمبر ۲، سب بلاک اے، روڈ نمبر ۵
مکان نمبر ۱۳، ناظم آباد، کراچی

مطبع ——— قریشی آرٹ پریس کراچی

کتابت ——— سیّد محمد رضا زیدی

ہدیہ ——— =/160 ایک سو ساٹھ روپے

پانی کے برتن میں اور وہ پانی زمین پر جاتا ہے اور اس سے چھینٹیں اڑتی ہیں۔ فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (مجہول)

باب ۱۰

آبِ حمّام اور آفتاب سے گرم ہونے والا پانی

۱۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا اس کنوئیں کے پانی سے مت نہاؤ جس میں حمام کا استعمالی پانی جمع ہوتا ہو کیونکہ اس میں ولد الزنا کے نہانے کا بھی پانی جائے گا اور سات پشتوں تک طاہر نہ ہوگا اور اس میں ناصبی کے نہانے کا بھی پانی جائے گا اور وہ ان دونوں سے بدتر ہے۔ خدا نے بدترین مخلوق کتے کو بنایا ہے لیکن ناصبی تو کتے سے بھی بدتر ہے۔ میں نے کہا مجھے حمام کے متعلق بتایئے جس میں جنب بچہ، یہودی، نصرانی اور مجوسی سب نہاتے ہیں فرمایا حمام کا پانی نہر کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کو پاک کر دیتا ہے۔ (ض)

۲۔ فرمایا امام محمد باقر علیہ السلام نے حمام کے پانی کے استعمال میں کوئی حرج نہیں۔ (مجہول)

۳۔ ایک شخص نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ میں صبح کو جب حمام میں داخل ہوا تو ان لوگوں کے پانی کی چھینٹیں میرے اوپر پڑیں جو غسل جنابت کر رہے تھے۔ فرمایا کیا وہ آب جاری سے تھیں۔ میں نے کہا ہاں۔ فرمایا تو کچھ حرج نہیں۔ (موثق)

۴۔ امام علیہ السلام سے حمام کے اس پانی کے متعلق پوچھا گیا جو لوگوں کے نہانے سے حمام میں جمع ہو جاتا ہے کہ اگر کپڑا اس سے تر ہو جائے تو کیا حکم ہے فرمایا کوئی حرج نہیں۔ (مرسل)

۵۔ فرمایا امام علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ سورج سے گرم کردہ پانی سے وضو نہ کرو، نہ غسل اور نہ آٹا گوندھو کہ اس سے برص کی بیماری ہوتی ہے۔ (م)

باب ۱۱

مواضع مکروہہ جہاں پیشاب پاخانہ ہو

۱۔ فرمایا امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ مرد کا دین یہ ہے کہ وہ اپنے پیشاب کی جگہ معین کرے۔

۲۔ کسی نے امام زین العابدین علیہ السلام سے پوچھا کہ پردیسی پیشاب کہاں کرے۔ فرمایا گریز کرے نہروں کے کناروں سے نافذہ راستوں سے، پھل والے درختوں کے نیچے سے اور لعن کے مقامات سے یعنی گھروں کے دروازوں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الایمان والکفر، کتاب الدعاء، کتاب فضل القرآن، کتاب العشرہ

ترجمہ اصول کافی جلد پنجم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی امروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دو صد کتب

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
ناظم آباد ۲ کراچی

ناشر: ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
ناظم آباد ۲ کراچی

مطبع ---------------------- قریشی آرٹ پریس

کتابت ---------------------- سید محمد رضا زیدی

ھدیہ ---------------------- ۱۸۰ روپے

اشاعت ---------------------- جولائی ۲۰۰۳ء

لِأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام: أَرَأَيْتَ إِنِ احْتَجْتُ إِلَى مُتَطَبِّبٍ وَ هُوَ نَصْرَانِيٌّ أَنْ أُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَ أَدْعُوَ لَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنَّهُ لَا يَنْفَعُهُ دُعَاؤُكَ.

۷۔ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے کہا کہ اگر مجھے کسی طبیب نصرانی سے ضرورت علاج ہو تو اس پر سلام کروں اور اس کے لئے دعا کروں فرمایا کرو لیکن تمہاری دعا اسے فائدہ نہ دے گی۔

۸ ۔ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى، عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ الْحَجَّاجِ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ مُوسَى عليه السلام: أَرَأَيْتَ إِنِ احْتَجْتُ إِلَى الطَّبِيبِ وَهُوَ نَصْرَانِيٌّ [أَنْ] أُسَلِّمَ عَلَيْهِ وَأَدْعُوَ لَهُ؟ قَالَ: نَعَمْ إِنَّهُ لَا يَنْفَعُهُ دُعَاؤُكَ.

۸۔ ترجمہ اوپر گزر چکا۔

۹ ۔ عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ خَالِدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِيسَى بْنِ عُبَيْدٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَرَفَةَ عَنْ أَبِي الْحَسَنِ الرِّضَا عليه السلام قَالَ: قِيلَ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام: كَيْفَ أَدْعُو لِلْيَهُودِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ؟ قَالَ: تَقُولُ لَهُ: بَارَكَ اللهُ لَكَ فِي الدُّنْيَا.

۹۔ میں نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے سنا کہ ابوعبداللہ علیہ السلام سے کسی نے پوچھا میں یہودی یا نصرانی کے لیے کس طرح دعا کروں۔ فرمایا کہو اللہ مال دنیا میں تجھے برکت دے۔

۱۰ ۔ حُمَيْدُ بْنُ زِيَادٍ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ وُهَيْبِ بْنِ حَفْصٍ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ، عَنْ أَحَدِهِمَا عليهما السلام فِي مُصَافَحَةِ الْمُسْلِمِ الْيَهُودِيَّ وَالنَّصْرَانِيَّ قَالَ: مِنْ وَرَاءِ الثَّوْبِ فَإِنْ صَافَحَكَ بِيَدِهِ فَاغْسِلْ يَدَكَ.

۱۰۔ ابو بصیر نے حضرت امام محمد باقر یا امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ یہودی یا نصرانی سے مصافحہ کیسے کیا جائے فرمایا ہاتھ پر کپڑا رکھ کر اور اگر کھلے ہاتھ سے مصافحہ ہو تو اپنا ہاتھ دھو ڈالو۔

۱۱ ۔ أَبُو عَلِيٍّ الْأَشْعَرِيُّ، عَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ الْكُوفِيِّ، عَنْ عَبَّاسِ بْنِ عَامِرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ مَعْمَرٍ عَنْ خَالِدٍ الْقَلَانِسِيِّ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللهِ عليه السلام: أَلْقَى الذِّمِّيَّ فَيُصَافِحُنِي قَالَ: امْسَحْهَا بِالتُّرَابِ وَبِالْحَائِطِ قُلْتُ: فَالنَّاصِبَ؟ قَالَ: اغْسِلْهَا

۱۱۔ میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے کہا ایک ذمی کافر مجھ سے مصافحہ کرتا ہے فرمایا مٹی یا دیوار سے ہاتھ رگڑ و میں نے پوچھا اگر ناصبی مصافحہ کرے تو فرمایا ہاتھ طاہر کرو۔

١٢ ـ أبو عليّ الأشعريّ ، عن محمّد بن عبد الجبّار ، عن صفوان ، عن العلاء بن رزين ، عن محمّد بن مسلم ، عن أبي جعفر عليه السلام في رجل صافح رجلاً مجوسيّاً قال: يغسل يده ولا يتوضّأ.

۱۲۔ فرمایا حضرت ابوجعفر علیہ السلام نے کہ اگر کوئی مجوسی سے مصافحہ کرے تو اپنے ہاتھ دھوئے وضو نہ کرے یعنی مصافحہ سے وضو باطل نہیں ہوتا۔

بارہواں باب

مکاتبت اہلِ ذمہ

٥((باب))٥ ۱۲

٥(مكاتبة أهل الذمّة)٥

١ ـ أحمد بن محمّد الكوفيّ ، عن عليّ بن الحسن بن عليّ ، عن عليّ بن أسباط ، عن عمّه يعقوب بن سالم ، عن أبي بصير قال: سُئل أبو عبد الله عليه السلام عن الرّجل يكون له الحاجة إلى المجوسيّ أو إلى اليهوديّ أو إلى النّصرانيّ أو أن يكون عاملاً أو دهقاناً من عظماء أهل أرضه فيكتب إليه الرّجل في الحاجة العظيمة أيبدأ بالعلج[1] ويسلّم عليه في كتابه وإنّما يصنع ذلك لكي تقضى حاجته؟ قال: أمّا أن تبدأ به فلا ولكن تسلّم عليه في كتابك فإنّ رسول الله صلّى الله عليه وآله قد كان يكتب إلى كسرى وقيصر.

۱۔ ابوبصیر نے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر مجھے یہودی نصرانی یا مجوسی سے کوئی ضرورت پیش آئے یا کوئی حاکم وقت ہو اور اس زمین کے سرداروں میں سے ہو تو کسی خاص ضرورت میں اس کو خط لکھا جائے تو اس کافر کے نام سے شروع کرکے اس کو سلام لکھا جائے اپنی اس ضرورت کے تحت جو اس سے پوری کرانی مقصود ہو تو کیا یہ درست ہوگا۔ حضرت نے فرمایا کہ ابتدا ر تو اس کے نام سے نہ کی جائے ہاں خط میں سلام لکھ دیا جائے۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم قیصرو کسریٰ کو لکھا کرتے تھے۔

٢ ـ عليّ بن إبراهيم ، عن أبيه ، عن إسماعيل بن مرّار ، عن يونس ، عن عبد الله بن سنان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احتجاج طبرسی

ابو منصور احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی
(ازعلماء اوائل قرن ششم)

حصہ (اوّل۔ دوم)

مترجم

جناب الحاج مولانا اشفاق حسین صاحب

ناشر:

ادارہ تحفظ حسینیت علیہ السلام

لاہور۔ پاکستان

نام کتاب.................. احتجاج طبرسی

مؤلف..................ابو منصور احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی
..................(از علماء اوائل قرن ششم)

مترجم:..................جناب الحاج مولانا اشفاق حسین صاحب

طبعہ اوّل..................۲۰۰۹ء

تعداد..................۱۰۰۰

ناشر..................ادارہ تحفظ حسینیت علیہ السلام لاہور

ملنے کا پتہ

تمام شیعہ بک سٹال پر دستیاب ہے

اُسامہ کی بیعت کا واقعہ

جب ابوبکر کو سقیفہ کے اختلافات و کشمکش سے فرصت ملی تو عمر بن خطاب نے کہا بہت جلد اسامہ کو ایک خط لکھو کہ تمہارے پاس آ کر تمہاری بیعت و موافقت کرے کیونکہ اس کی بیعت زیادہ مفید و موثر ہے اور اشتباہات و اعتراضات کو رفع کرے گی۔

ابوبکر نے خط لکھا، خلیفہ رسول خدا، ابوبکر کیطرف سے اُسامہ ابن زید کی جانب۔

اما بعد: جب میرا خط تمہارے ہاتھ میں پہنچے تو تم اپنے ساتھیوں کو لے کر میرے پاس آ جاؤ کیونکہ تمام مسلمان میرے ساتھ ہیں اور مجھے اپنا پیشوا مان چکے ہیں، ہاں تم مخالفت نہ کرنا کہ یہ نافرمانی کا سبب ہوگا بصورت انکار تم وہ دیکھو گے جس کا تمہیں انتظار نہیں ہے۔ (والسلام)

اسامہ ابن زید نے خط کے جواب میں لکھا: عامل رسول خداؐ، اسامہ ابن زید (در غزوہ شام) کیطرف سے آپ کا نامہ مجھے ملا۔

لیکن خط کے پہلے حصہ کا مضمون آخری حصہ سے مختلف و متضاد ہے۔ آغاز کلام میں لکھا کہ میں خلیفہ رسول خدا ہوں، پھر دعویٰ یہ ہے کہ مسلمان آپ کے اطراف جمع ہوئے اور آپ کو اپنا ولی بنا دیا ہے اور آپ کی ریاست و امارت سے راضی ہو گئے ہیں۔

شاید تم اس بات کو بھول گئے کہ میں اور میرے تمام ساتھی بھی مسلمان ہیں بخدا قسم! ہرگز ہرگز ہم آپ کی ولایت و خلافت سے راضی نہیں ہیں۔

سن لو! حق اس کے اہل و مالک کو دیدو، انھیں ان کے حق سے محروم نہ کرو کیا تم نے رسول کی وصیت ا روز غدیر کے عہد و پیمان کو فراموش کر دیا ہے؟

کیا رسول خداؐ نے میرے حکم کی اطاعت تم پر اور تمہارے رفقاء پر واجب نہیں کی تھی؟

احتجاج طبرسی 2-1

کیونکہ آپ نے میرے حکم کی مخالفت کی اور میری سرداری کے دائرہ سے خارج ہو کر مدینہ واپس چلے گئے؟ کیا تم تصدیق نہیں کرتے کہ آخر وقت تک رسول خدا نے مجھے معزول نہیں کیا تھا؟ پس میری اجازت کے بغیر مدینہ میں مقیم ہوئے؟

جب ابوبکر نے اسامہ کے خط کو پڑھا تو بڑی طرح ہل گئے اور اس جگہ کو چھوڑ دینا چاہتے تھے کہ عمر بن خطاب نے کہا جس پیراہن سے خدا نے تمہارے جسم کو آراستہ کیا ہے اپنے جسم سے مت اتارو، ورنہ پچھتاؤ گے اور کوئی چارہ نہ ہوگا ضروری ہے کہ متعدد خطوط اور مسلسل پیغام کے ذریعہ ان سے اصرار کرو اور دوسروں کو بھی اکساؤ کہ وہ اسامہ کو لکھیں کہ مسلمانوں کے اختلاف وافتراق کا سبب نہ بنو اور جیسا دوسرے لوگوں نے کیا ہے تم بھی ویسا ہی کرو اور جمعیت وگروہ مسلمین سے اپنے کو خارج نہ کرو۔

پس ابوبکر اور دوسرے منافقین نے اسی مضمون کا خط اُسامہ کو لکھا جس میں یاد دہانی کرائی گئی تھی کہ فتنہ واختلاف پیدا کرنے سے بچو تازہ مسلمانوں کا لحاظ کرو، درست وصحیح رائے اور قوم کے سرداروں کے نظریہ کی مخالفت نہ کرو۔

جب یہ خطوط اُسامہ کو ملے تو اپنے ساتھیوں کے ساتھ شہر مدینہ میں وارد ہوئے اور علیؑ کے گھر آئے اور پوچھا یہ حادثہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

جیسا تم دیکھتے ہو ویسا ہی ہے، پوچھا کیا آپ نے بیعت کر لی ہے؟

امیر المومنینؑ: ہاں، اسامہ، آپ نے بیعت اختیاراً کی یا جبراً و کراہتاً۔

امیر المومنینؑ: مجھے مجبور کیا گیا (میرے ہاتھ کو زبردستی ان کے ہاتھ پر رکھ دیا) پھر اُسامہ ابوبکر کے گھر آئے اور خلیفہ مسلمین کے لحاظ سے ان کو سلام کیا۔ ابوبکر نے اس کے سلام کے جواب میں کہا، اے امیر! تم پر میرا سلام ہو۔

اشعث کی بات اور جواب امیر المومنینؑ

اسحاق ابن موسیٰ بن جعفرؑ نے اپنے والد بزرگوار سے، انھوں نے اپنے آباءواجداد سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین نے کوفہ میں خطبہ کے اختتام پر فرمایا: کہ آ گاہ ہو جاؤ، میں لوگوں پر خود ان سے زیادہ حق اولیت رکھتا ہوں، جس دن سے رسول اکرمؐ نے وفات پائی ہے، میں ہمیشہ مظلوم رہا ہوں۔

اشعث ابن قیس نے کھڑے ہو کر کہا، یا امیر المومنینؑ! آپ عراق میں جس روز سے داخل ہوئے کیا آپ نے کوئی خطبہ نہیں پڑھا، کہ آج آپ نے آخر خطبہ میں یہ جملہ بیان کیا؟

اس صورت میں کس طرح سے ابوبکر، وعمر خلافت کے مالک ہو گئے اور اپنی ذوالفقار سے اپنے غصب شدہ حقوق اور ان کی طرف سے اپنے اوپر کئے جانے والے ظلم وستم کا دفاع کیوں نہیں کیا؟

امیر المومنینؑ! اے شرابخور کے بیٹے! جب بات کہی ہے تو اس کا جواب سن۔

خدا کی قسم! مجھے اپنا حق لینے میں خوف اور موت نے نہیں روکا ہے، ہاں جو چیز مجھے اپنا حق لینے میں مانع ہوئی وہ رسولؐ خدا سے کیا ہوا عہد و پیمان تھا۔ کیونکہ مجھے آنحضرتؐ نے خبر دی تھی کہ میری امت تم پر جفا کرے گی اور تمہارے بارے میں مجھ سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو توڑ دیں گے، تم میرے لئے مثل ہارونؑ ہو، میں نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ! اس وقت میرا وظیفہ اور ذمہ داری کیا ہوگی؟

پیغمبرؐ نے فرمایا: اگر یار و مددگار پانا تو ان سے جنگ کر کے اپنا حق لے لینا، اگر اعوان وانصار نہ ہوں تو ہاتھ کو ہاتھ پر رکھ کر بیٹھ جانا اور اپنے خون کی حفاظت کرنا یہاں تک کہ حالت مظلومیت میں مجھ سے ملحق ہو جانا۔

جب رسول خداؐ نے رحلت فرمائی، میں ان کے جنازہ مقدسہ کی تجہیز وتکفین اور تدفین میں مشغول ہوا، وران کے تمام امور سے فراغت کے بعد قسم کھائی کہ نماز کے علاوہ کسی مقصد کیلئے بھی گھر سے باہر نہیں

احتجاج طبرسی - 2-1

جاؤں گا یہاں تک کہ قرآن مجید کو جمع کرلوں اور میں نے اپنے ارادہ ونیت پر عمل بھی کیا۔

اس کے بعد بنت رسولؐ اور ان کے دونوں فرزندوں کو ساتھ لیا اور اہل بدر اور اسلام میں سبقت رکھنے والوں کے گھر گیا، انھیں اپنے حق کے غصب ہونے کو یاد دلا کر ان میں سے ایک ایک کو اپنی مدد کیلئے بلایا لیکن ان میں سے سوائے چار اشخاص سلمان، عمار، مقداد، وابوذر، کے کسی نے بھی میری دعوت کو قبول نہیں کیا اور کسی نے بھی یاری وامداد نہ کی۔

میرے اعزاء واقرباء میں سے جو میرے ہمراہ وہمراز تھے وہ رحلت کر چکے تھے، صرف دو شخص عقیل وعباس میرے گھر والوں میں دکھائی دے رہے تھے، ان سے کچھ کام بننے والا نہ تھا۔

اشعث نے کہا! اے امیر المومنینؑ! عثمان نے بھی جب اپنے اطراف اعوان وانصار کو نہیں پایا تو اپنے ہاتھوں کو روک کر سوت قبول کرلیا۔

امیر المومنینؑ! اے شرابخوار کے بیٹے جو تو نے قیاس کیا ہے ایسا نہیں ہے چونکہ عثمان دوسرے کی جگہ بیٹھ کر اور دوسرے کے لباس کو پہن کر حق کی طرفداری کر رہے تھے، اس لئے حق نے انھیں زمین پر گرا کر مغلوب ومقہور کردیا۔

خدا کی قسم! جس دن لوگوں نے ابوبکر کی بیعت کی، اگر چالیس افراد میرے ہمراہ ومددگار ہوتے تو یقیناً مبارزہ ومقابلہ کیلئے کھڑا ہوجاتا اور راہ خدا میں جہاد کرتا یہاں تک کہ حقیقت کے مقابل میرا عذر روشن ہو جاتا۔

اے لوگو! اشعث ابن قیس مجھ پر نکتہ چینی اور اعتراض کر رہا ہے، درانحالیکہ وہ حقیقت کے مقابل اور خدا کے نزدیک مکھی کے پر کے برابر بھی اہمیت نہیں رکھتا اور دین خدا میں اس کی کوئی منزلت اور اس کا کوئی مقام نہیں ہے۔

(ترجمہ: خطبہ شقشقیہ)

آگاہ ہوجاؤ کہ خدا کی قسم فلاں شخص (ابن ابی قحافہ) نے قمیص خلافت کو کھینچ تان کر پہن لیا ہے

حالانکہ اسے معلوم ہے کہ خلافت کی چکی کے لئے میری حیثیت مرکزی میخ جیسی ہے، علم کا سیلاب میری ذات سے جاری ہے اور میری بلندی فکر تک کوئی طائر فکر پرواز نہیں کر سکتا ہے، پھر بھی میں نے خلافت کے آگے پردہ ڈال دیا اور اس سے پہلوتہی کر لی اور یہ سوچنا شروع کر دیا کہ کٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کر دوں یا اسی بھیانک اندھیرے پر صبر کر لوں جس میں سن رسیدہ بالکل ضعیف ہو جائے اور بچہ بوڑھا ہو جائے اور مومن محنت کرتے کرتے خدا کی بارگاہ تک پہنچ جائے۔

تو میں نے دیکھا کہ ان حالات میں صبر ہی قرین عقل ہے لہذا میں نے صبر کر لیا کہ آنکھوں میں مصائب کی کھٹک تھی اور گلے میں رنج و غم کے پھندے تھے۔ میں اپنی میراث کو لٹتے ہوئے دیکھ رہا تھا، یہاں تک کہ پہلے خلیفہ نے اپنا راستہ لیا اور خلافت کو اپنے بعد فلاں کے حوالے کر دیا۔ بقول اعشیٰ:

کہاں وہ میرا دن جو اونٹوں پر گذرتا تھا، کہاں یہ دن کہ میں حیان کے جوار میں ہوں۔

حیرت انگیز بات تو یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں استعفیٰ دے رہا تھا اور اپنے مرنے کے بعد دوسرے کے لئے طے کر گیا۔

بیشک دونوں نے مل کر شدت سے اس کے تھنوں کو دوہا ہے اور اب ایک ایسی سخت منزل میں رکھ دیا ہے جس کے زخم کاری ہیں اور جس کو چھونے سے بھی درشتی کا احساس ہوتا ہے۔ لغزشوں کی کثرت ہے اور معذرتوں کی بہتات۔

اس کو برداشت کرنے والا ایسا ہی ہے جیسے سرکش اونٹنی کا سوار کہ مہار کھینچ لے تو ناک زخمی ہو جائے اور ڈھیل دیدے تو ہلاکتوں میں کود پڑے۔ تو خدا کی قسم لوگ ایک کجروی سرکش، تلون مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور میں نے بھی سخت حالات میں طویل مدت تک صبر کیا یہاں تک کہ وہ بھی اپنے راستہ چلا گیا لیکن خلافت کو ایک جماعت میں قرار دے گیا جن میں ایک مجھے بھی شمار کر گیا جب کہ میرا اس شوریٰ سے کیا تعلق تھا؟ مجھ میں پہلے دن کون سا عیب و ریب تھا کہ آج مجھے ایسے لوگوں کے ساتھ ملایا جا رہا ہے لیکن اس کے باوجود میں نے انہیں کی فضا میں پرواز کی اور یہ نزدیک فضا میں اڑے تو وہاں بھی ساتھ رہا اور

احتجاج طبرسی 2-1

وَجَعَلْنَا لَهُمْ لِسَانَ صِدْقٍ عَلِيًّا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ،

کہ کتاب حقائق انتساب۔ وفائق جواہر مناقب مخفی وخزائن اسرار محامد خفی وجلی

مُسمّٰی بہ

کوکبِ دُرّی فی فضائلِ علی کرّم اللہ وجہہ

ترجمہ مناقب مرتضوی

مصنفہ حضرت الفاضل الالمعی والعارف اللوذعی سیّد محمد صالح کشفی الترمذی السُّنی الحنفی ابن العارف باللہ میر عبداللہ مشکین قلم اسکنہما اللہ تعالیٰ فی جنات الاکرم

مع

اضافہ مقدمہ و تتمہ خاتمہ از جناب سلطان المتکلمین و سیّد المحققین علامہ سیّد محمد سبطین صاحب قبلہ سرسوی اعلی اللہ مقامہٗ

مترجمہ

جناب الحاج مولانا مولوی سیّد شریف حسین صاحب سبزواری مرحوم و مغفور

ملنے کا پتہ

امامیہ کتب خانہ لاہور

مغل حویلی۔ اندرون موچی دروازہ۔

روبروئے دوستانِ مرتضیٰ باید نہاد | مدعی را تیغ غیرت بر قفا باید زدن
لافتی الا علی لاسیف الا ذوالفقار | ایں سخن را از مہر صدق و صفا باید زدن
در دو عالم چار دہ معصوم مے باید گزید | پنج نوبت بر درِ دولت سرا باید زدن
پیشوائے بایدت جستن ز اولادِ رسول ؐ | پس قدم مردانہ در راہِ خدا باید زدن
گر بلائے آید از عشقِ شہید کربلا | عاشقانہ آں بلا را مرحبا باید زدن
ہر درختے کہ آں نہ دارد میوۂ حُبِّ علیؑ | اصل و فرعش را قلم سرتا بپا باید زدن
دوستانِ خاندان را دوست باید داشتن | بعد ازاں دم از وفائے مرتضیٰ باید زدن
سرخی روئے موالی سکۂ نام علیؑ است | بر رُخ دینار دیں چوں بادشا باید زدن
بے ولائے آں ولی لافِ ولایت میزنی | لاف مے باید کہ دانی از کجا باید زدن
مالوائے از ولائے آں ولی افراشتیم | طبل در زیرِ گلیم آخر چرا باید زدن
بر درِ شہرِ ولایت خانہؑ باید گرفت | خیمہ در دارالسلامِ اولیا باید زدن
از زبانِ نعمت اللہ منقبت باید شنید | بر کفِ نعلینِ سیّد بوسہ ہا باید زدن

اور یہ عقیدہ اکثر اصحاب صوفیہ رکھتے ہیں جو معرفتِ حقیقی سے بہرہ ور ہوئے ہیں چنانچہ قدوۃ المحققین شیخ نظامی قدس سرہٗ السامی سکندر نامہ نامی میں فرماتے ہیں:۔

گہر خرچہار است و گوہر چہار | فردشندہ را یا فضولی چہ کار
بہ مہرِ علیؑ گرچہ محکم پیم | ز عشقِ عمر نیز خالی نیم
ہمیدوں دریں چشمِ روشن دماغ | ابو بکر شمع است و عثماں چراغ

اور اس مقام میں اہلِ تسنن اور اہلِ تشیع نے جو اعتراض تفضیلی پر کیا ہے اور دونوں گروہ نے اس کو اپنا نشانہ بنایا ہے وہ یہ ہے:۔

اہلِ تسنن کہتے ہیں جب تو نے امیرالمومنین علیؑ کو خلفائے ثلٰثہ پر فضیلت دی تو اس صورت میں ان پر غضب لازم آتا ہے۔ اور جو شخص صحابہ کبار رسیّد ابرار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر غضب کا اطلاق کرے۔ درحقیقت اس نے اپنے نفس پر ظلم کیا (یعنی ظالم ہوا) اور خدا فرماتا ہے۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ (ظالموں پر خدا کی لعنت ہے) اور اہلِ تشیع بھی کہتے ہیں جبکہ تجھ پر مرتضےٰ علیؑ کی تفضیلت ثابت ہوگئی۔ تو واجب ہُوا کہ خلفائے ثلٰثہ کو ظالم سمجھے۔ اور طعن و لعن میں ہماری رفاقت اور موافقت کرے۔

تفضیلی دونوں فرقوں کے جواب میں کہتا ہے۔ توبہ توبہ! لفظ ظلم و غضب صحابہ کبار کی شان میں نہیں

احتجاج طبرسی

ابو منصور احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی
(از علمائے اوائل قرن ششم)

حصہ (سوم۔ چہارم)

جناب الحاج مولانا اشفاق حسین

ناشر
ادارہ تحفظ حسینیتؑ
لاہور پاکستان

نام کتاب ---------- احتجاج طبرسی

مولف ---------- ابو منصور احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی
(از علمائے اوائل قرن ششم)

مترجم ---------- جناب الحاج مولانا اشفاق حسین

حصہ ---------- سوئم، چہارم

طبع اول ---------- ۲۰۰۹ء

تعداد ---------- ۱۰۰۰

ناشر ---------- ادارہ تحفظ حسینیتؑ لاہور پاکستان

ملنے کا پتہ

تمام شیعہ بک سٹال پر دستیاب ہے

اس بچہ نے کہا: یہ تھیلی شہر قم کے محلہ فلاں شخص کی ہے اس کے پچاس دینار سکہ ہیں وہ ہمارے ہاتھ لگانے کے لائق نہیں ہیں۔

ابن اسحاق نے پوچھا کیوں؟

بچے نے کہا: اس لئے کہ یہ طلائی سکے اس گیہوں کی قیمت ہے جو خود اس کے اور بعض کسانوں کے متعلق ہے لیکن اس نے اپنا حصہ مکمل پیمانہ سے ناپ کر لیا اور کسانوں کو ناقص پیمانہ سے دیا۔

اس وقت امام حسن عسکریؑ نے فرمایا: پسر جان تم نے بالکل سچ کہا۔

پھر بچہ نے اضافہ کیا اے فرزند اسحاق! ان تھیلیوں کو اٹھا لو اور ان کے مالکوں کو واپس کر دینا اور ہماری طرف سے ان صاحبانِ اموال کو ان کے اموال واپس کرنے کی سفارش کر دینا کیوں کہ ہم کو ان کی ضرورت نہیں ہے۔

پھر کہا: اس ضعیفہ عوت کا جامہ لاؤ۔

احمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں وہ لباس کو جامہ دانی میں بھول گیا تھا جب کہ احمد وہ لباس لینے گیا۔

ہمارے مولا حسن عسکریؑ نے فرمایا: اے سعد تم کس لئے آئے ہو؟

میں نے کہا: احمد بن اسحاق نے آپ کی زیارت کی تشویق کی۔

امامؑ نے فرمایا: تم اپنے طے شدہ سوالات مجھ سے پوچھ لو؟

میں نے کہا: وہ سب ابھی اپنی جگہ رہ گئے۔

امامؑ نے فرمایا: وہ سب میرے نور چشم سے پوچھ لو اور آپ نے اشارہ کیا بچہ کیطرف۔

میں نے کہا: اے ہمارے مولا کے فرزند! ہم تک نقل ہوا ہے کہ رسول خداؐ نے اپنی ازواج کے طلاق کی مسؤلیت مولا امیر المومنین علیؑ کو دی تھی۔ یہاں تک کہ وہ روز جمل مولا نے روز جمل عائشہ کے پاس پیغام بھیجا اور فرمایا کہ آپ نے اس فریب و نیرنگ سے اسلام کو معرض ہلاکت میں ڈال دیا ہے اور جہالت کے سبب اپنی اولاد کو جنگ کے دہانہ پر کھڑا کر دیا ہے اگر تم نے میری بات نہیں مانی تو میں آپ کو طلاق دیدوں گا۔

اے مولا! اس طلاق کا مفہوم کیا ہے جس کا حق رسول اللہؐ نے امیر المومنینؑ کے حوالہ کیا تھا؟

امام مہدیؑ نے فرمایا: خدائے تعالیٰ نے ازواج پیغمبر کو بلند و بالا مقام عنایت کیا اور انھیں ام المومنین کے لقب سے شرف بخشا پس رسول اسلامؐ نے فرمایا: اے ابوالحسنؑ! یہ شرف ان کیلئے اسی وقت تک ہے جب تک وہ

اطاعت خدا پر باقی رہیں جب بھی ان میں سے کوئی تمہارے خلاف خروج کرکے حکم خدا سے سرپیچی کرے اسے زوجیت سے طلاق دیدینا اور ام المومنین کا شرف اتار لینا۔

راوی: میں نے کہا مولا! اس فاحشہ مبینہ سے کیا مراد ہے کہ جس کے ارتکاب کے بعد شوہر کو حق ہے کہ زمانہ عدت ہی میں اپنی عورت کو گھر سے باہر کردے؟

مولا مہدی علیہ السلام: اس سے مراد فاحشہ مساحقہ (یعنی عورت کا عورت کے ذریعہ جنسی خواہشات مٹانا) ہے نہ کہ زنا کیوں کہ ارتکاب زنا سے اس پر حد جاری ہوگی، جو شخص اس سے عقد کرنا چاہتا ہے اسے اجرائے حد کی خاطر ازدواج سے نہیں روکا جاسکتا اور اگر کوئی عورت مساحقہ کی مرتکب ہوا سے سنگسار کرنا چاہئے اور سنگسار ہونا بہت بڑی ذلت ہے اور خدا نے جسے سنگسار کا حکم ہے اسے ذلیل کردیا ہے، کسی کیلئے بھی اس سے مقاربت درست نہیں ہے۔

راوی: میں نے پوچھا: اے فرزند رسول خدا! خدا کے اس قول کے بارے میں بتایئے کہ اس نے موسیٰ سے کہا: (اے موسیٰ اپنی جوتیوں کو اتارو کہ تم وادی مقدس میں طوئی میں ہو) وہ نعلین کس جنس سے بنی تھی کیوں کہ فریقین کے فقہاء کا ماننا ہے کہ وہ مردار کی کھال سے تھی؟

مولا مہدی علیہ السلام نے فرمایا: جو بھی ایسے کہے اس نے حضرت موسیٰ پر افترا پردازی کی اور نبوت میں ان کو جاہل فرض کیا، کیوں کہ یہ مطلب دو حال سے خالی نہیں ہے، جناب موسیٰ کی نماز یا اس میں جائز تھی یا نہیں تھی، اگر جائز تھی تو اس جگہ پر اس کو پہننے میں کوئی حرج نہیں تھا جیسے نماز کس لباس میں پڑھنا جائز ہے اور کس لباس میں جائز نہیں اور جو کفر ہے۔

راوی: میں نے کہا میرے مولا اس کی تاویل بیان فرمائیں؟

امام مہدی علیہ السلام: جس وقت جناب موسیٰ وادی مقدس میں تھے۔ انھوں نے کہا: خدایا! میں نے اپنی محبت تیرے لئے خالص بنایا ہے اور اپنے قلب کو تیرے علاوہ سے خالی کردیا ہے درانحالیکہ وہ اپنے اہل وعیال سے خوب محبت رکھتے تھے تو پھر خدا نے کہا "فاخلع نعلیک" کہ اگر ہمارے لئے تمہاری محبت خالص ہے اور اپنے دل کو میرے علاوہ کی میل ورغبت سے دھو چکے ہو تو اپنے دل سے اپنے اہل وعیال کی محبت کو نکال دو۔

راوی: میں نے کہا: مولا! مجھے آیت "کھیعص" کی تاویل سے باخبر کیجئے

امام مہدی علیہ السلام: یہ حروف غیب کی خبروں سے ہے، خدا نے اپنے نبی جناب زکریا کو اس غیب کی خبر دی تھی پھر ان

احتجاج طبرسی

ابو منصور احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی

(از علمائے اوائل قرن ششم)

حصہ (سوم۔ چہارم)

مترجم

جناب الحاج مولانا اشفاق حسین

ناشر

ادارہ تحفظ حسینیتؑ

لاہور پاکستان

نام کتاب .... احتجاج طبرسی

مولف .... ابو منصور احمد ابن علی ابن ابی طالب طبرسی
(از علمائے اوائل قرن ششم)

مترجم .... جناب الحاج مولانا اشفاق حسین

حصہ .... سوئم، چہارم

طبع اول ۲۰۰۹ء

تعداد ۱۰۰۰

ناشر .... ادارہ تحفظ حسینیتؑ لاہور پاکستان

ملنے کا پتہ

تمام شیعہ بک سٹال پر دستیاب ہے

امام حجۃ ابن الحسن صاحب الزمان عج کا احتجاج

سعد ابن عبداللہ کہتے ہیں کہ میں ایک بہت سخت گیر عقیدہ والے ناصبی کے چنگل میں پھنس گیا ایک مرتبہ مناظرہ ختم ہونے کے بعد اس نے مجھ سے کہا کہ تجھ پر اور تیرے دوستوں پر افسوس تم رافضی لوگ مہاجرین اور انصار پر طعن تشنیع کرتے ہو اور ان کی رسول خدا سے محبت کے منکر ہو۔ صدیق وہ شخص ہے جو اسلام لانے میں سب پر سبقت رکھتا ہو کیا تم کو خبر نہیں کی رسول خدا ابوبکر کو غار میں صرف اس لئے ساتھ لے گئے کہ جو خوف ان کو اپنے لئے تھا وہی ان کیلئے بھی تھا اور یہ بھی کہ وہ جانتے تھے کہ یہی ان کی امت کے خلیفہ ہوں گے انہوں نے چاہا کہ اس طرح میری بھی جان بچ جائے اور ان کی بھی جان بچ جائے تا کہ ان کے بعد دین کے حالات خراب اور بے نظمی نہ پیدا ہو جائے، اسلام منظم رہے اور امام علی کو اپنے بستر پر اس لئے سلا دیا کی ان کو علم تھا کہ اگر گروہ قتل بھی کر دیئے گئے دین میں کوئی خلل نہیں پڑے گا کیوں کہ صحابہ کے درمیان ان کا جانشین موجود ہے کسی بھی جہت سے ان کے قتل کی کوئی پرواہ نہیں۔

سعد کہتے ہیں میں نے اس کے کئی جواب دیئے مگر مسکت نہ بن سکا۔

پھر ناصبی نے کہا: اے رافضیو! تمہارا اعتقاد ہے کہ کہ خلیفہ اول دوم دونوں منافق تھے اور اس کے اثبات میں واقعہ عقبہ (تبوک) سے استدلال کرتے ہو۔

پھر اس نے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ وہ دونوں رغبت وشوق سے اسلام لائے تھے یا جبر واکراہ سے؟

میں نے جواب سے پرہیز کیا اور اپنے دل میں سوچا کہ اگر کہوں کہ رغبت وشوق سے اسلام لائے تو ان دونوں کا منافق ہونا ممکن نہیں ہے، اور اگر کہوں کہ وہ باجبر واکراہ اسلام لائے تو اس وقت اسلام قدرت مند نہیں ہوا تھا کہ کوئی زور وزبردستی ہوتی۔ پس بغیر کچھ جواب دیئے ہوئے اس شخص کے پاس سے واپس ہو گیا، قریب تھا کہ غصہ کی وجہ سے میرا جگر پارہ پارہ ہو جائے۔ اس کے بعد میں نے قلم اٹھایا اور ایک بڑا سا خط لکھنا شروع کیا جس میں چالیس سے زیادہ مشکل اور دقیق سوال لکھے جن کے جواب سے میں جاہل تھا اور ارادہ کیا کہ اس کے جواب اپنے مولا امام حسن عسکری علیہ السلام کے صحابی احمد بن اسحاق سے پوچھوں گا جو قم میں رہتے تھے۔ میں ان کے پاس گیا وہ کہیں چلے گئے تھے، میں بھی ان کی پیچھے تلاش میں نکل پڑا، ایک جگہ ان سے ملاقات ہوئی۔ میں نے ان سے اپنا حال بتایا۔

ناصبی احتجاج طبرسی 3-6

الاحتجاج
الجزء: ٢

الشيخ الطبرسي

الكتاب: الاحتجاج
المؤلف: الشيخ الطبرسي
الجزء: ٢
الوفاة: ٥٤٨
المجموعة: مصادر الحديث الشيعية ـ القسم العام
تحقيق: تعليق وملاحظات: السيد محمد باقر الخرسان
الطبعة:
سنة الطبع: ١٣٨٦ - ١٩٦٦ م
المطبعة:
الناشر: دار النعمان للطباعة والنشر - النجف الأشرف
ردمك:
ملاحظات:

فقعد الرجل فقال له علي عليه السلام: أقسمت عليك بعظيم حقي الذي عرفته وبجلته وتواضعك لله بأن ندبني لما شرفك به من خدمتي لك، لما غسلت مطمئنا كما كنت تغسل لو كان الصاب عليك قنبرا، ففعل الرجل.

فلما فرغ ناول الإبريق محمد بن الحنفية وقال: يا بني لو كان هذا الابن حضرني دون أبيه لصببت على يده، ولكن الله يأبى أن يسوي بين ابن وأبيه إذا جمعهما مكان، لكن قد صب الأب على الأب، فليصب الابن على الابن، فصب محمد ابن الحنفية على الابن.

ثم قال الحسن العسكري عليه السلام: فمن اتبع عليا عليه السلام على ذلك فهو الشيعي حقا.

احتجاج الحجة القائم المنتظر المهدي صاحب الزمان صلوات الله عليه وعلى آبائه الطاهرين.

سعد بن عبد الله القمي الأشعري (١) قال: بليت بأشد النواصب منازعة فقال لي يوما - بعد ما ناظرته -: تبا لك ولأصحابك! أنتم معاشر الروافض تقصدون المهاجرين والأنصار بالطعن عليهم، وبالجحود لمحبة النبي لهم، فالصديق هو فوق الصحابة بسبب سبق الإسلام، ألا تعلمون أن رسول الله صلى الله عليه وآله إنما ذهب به

---

(١) سعد بن عبد الله بن أبي خلف الأشعري القمي قال الشيخ في باب أصحاب العسكري عليه السلام ص ٤٣٨: (عاصره عليه السلام ولم أعلم أنه روى عنه)
وقال العلامة في القسم الأول من الخلاصة ص ٧٨: (يكنى أبا القاسم، جليل القدر واسع الأخبار، كثير التصانيف، ثقة، شيخ هذه الطائفة وفقيهها ووجيهها ولقي مولانا أبا محمد العسكري عليه السلام.
قال النجاشي: ورأيت بعض أصحابنا يضعفون لقاءه لأبي محمد ويقولون: هذه حكاية موضوعة عليه، والله أعلم.
توفي سعد رحمه الله سنة إحدى وثلاثمائة. وقيل: سنة تسع وتسعين ومائتين.
وقيل: مات رحمه الله يوم الأربعاء لسبع وعشرين من شوال سنة ثلاثمائة، في ولاية رستم)

احتجاج طبرسی جزء 2

ليلة الغار لأنه خاف عليه كما خاف على نفسه، ولما علم أنه يكون الخليفة في أمته
وأراد أن يصون نفسه كما يصون عليه السلام خاصة نفسه، كي لا يختل حال الدين من
بعده. ويكون الإسلام منتظما؟ وقد أقام عليا على فراشه لما كان في علمه أنه لو
قتل لا يختل الإسلام بقتله. لأنه يكون من الصحابة من يقوم مقامه لا جرم
لم يبال من قتله؟!

قال سعد: إني قلت على ذلك أجوبة لكنها غير مسكتة.

ثم قال: معاشر الروافض تقولون: أن (الأول والثاني) كانا ينافقان،
وتستدلون على ذلك بليلة العقبة.

ثم قال لي: أخبرني عن إسلامهما كان من طوع ورغبة أو كان عن إكراه وإجبار؟
فاحترزت عن جواب ذلك وقلت مع نفسي إن كنت أجبته بأنه كان عن إكراه
وإجبار لم يكن في ذلك الوقت للإسلام قوة حتى يكون إسلامهما بإكراه وقهر،
فرجعت عن هذا الخصم على حال ينقطع كبدي، فأخذت طومارا وكتبت بضعا
وأربعين مسألة من المسائل الغامضة التي لم يكن عندي جوابها، فقلت: أدفعها إلى
صاحب مولاي أبي محمد الحسن بن علي عليهما السلام الذي كان في قم أحمد بن
إسحاق (١)

فلما طلبته كان هو قد ذهب فمشيت على أثره فأدركته وقلت الحال معه.

فقال لي: جئ معي إلى سر من رأى حتى نسأل عن هذه المسائل مولانا
الحسن بن علي عليهما السلام.

فذهبت معه إلى سر من رأى ثم جئنا إلى باب دار مولانا عليه السلام فاستأذنا
عليه فأذن لنا، فدخلنا الدار وكان مع أحمد بن إسحاق جراب قد ستره بكساء
طبري، وكان فيه مائة وستون صرة من الذهب والورق، على كل واحدة منها خاتم

---

(١) قال العلامة في القسم الأول من خلاصته ص ١٤: (أحمد بن إسحاق الرازي
من أصحاب أبي الحسن الثالث علي بن محمد الهادي عليهما السلام، أورد الكشي
ما يدل على اختصاصه بالجهة المقدسة، وقد ذكرته في الكتاب الكبير).

جلاء العیون

جلد اوّل

سوانح چہاردہ معصومین علیہم السلام

تالیف

ملاّ محمد باقر مجلسیؒ بن علاّمہ محمد تقی مجلسیؒ

ترجمہ

علاّمہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

ناشر

عباس بک ایجنسی

رستم نگر، درگاہ حضرت عباسؑ، لکھنؤ، انڈیا

فون نمبر۔ 260756, 269598

مارچ 2001 ہدیہ -/

سکتے ہیں۔ دوسرے روز اسمٰعیل خبر لائے۔ میں نے پوچھا۔ حضرت نے فرمایا۔ میں اچھا نہیں جانتا۔ کہ کوئی قبر شریف حضرت سے مشرف ہو۔ اور میں بے خوف نہیں ہوں۔ کہ وہ ایسی چیز دیکھے کہ اندھا ہو جائے۔ اس سبب سے کہ وہ دیکھے حضرت کھڑے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں یا یہ دیکھے کہ ہمراہ بعض زنان طاہرہ بیٹھے ہیں۔

بیان نصب منبر بحکم معاویہ۔ ایضاً۔ بسند صحیح جناب صادق سے روایت کی ہے۔ کہ اکتالیسویں سال ہجرت حضرت سے معاویہ نے ارادۂ حج کیا۔ اور بڑھئی معہ لکڑیوں اور اوزاروں کے بھیجے اور حاکم مدینہ کو نامہ لکھا۔ کہ حضرت رسولؐ کا منبر اکھیڑ کر اتنا ہی بڑا منبر میں نے شام میں بنوایا ہے۔ بناوے۔ جب قصد منبر کے اکھیڑنے کا کیا۔ سورج کو گہن لگا۔ اور زلزلۂ عظیم زمین سے ظاہر ہوا۔ اور لوگوں نے منبر نہ اکھیڑا۔ اور یہ قضیہ معاویہ کو لکھا۔ معاویہ نے جواب میں لکھا۔ جو میں نے کہا ہے۔ اس کی تعمیل کرنا لازم ہے۔ پس بحکم معاویہ منبر حضرتؐ کا اکھیڑ ڈالا۔ اور بڑا بنایا۔ صفارؒ وغیرہ نے بسند ہائے صحیح و معتبر جناب صادق سے روایت کی ہے۔ ایک روز حضرت رسولؐ نے اصحاب سے فرمایا۔ میری زندگی اور موت تمہارے لئے بہتر ہے۔ اصحاب نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ تو ہم جانتے ہیں آپ کی زندگی ہمارے لئے بہتر ہے۔ ہم نے آپ کے سبب سے آتش جہنم اور ضلالت سے نجات پائی۔ مگر آپ کا انتقال ہمارے لئے کس طرح بہتر ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ بعد میرے انتقال کے تمہارے اعمال مجھے دکھائے جائیں گے۔ جو عمل نیک تم سے دیکھوں گا دعا کروں گا۔ خدا تمہاری توفیق زیادہ کرے اور جب عمل بد تم سے ہوگا۔ تمہارے لئے طلب آمرزش کروں گا۔ اس وقت ایک شخص نے منافقین میں سے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کیونکر ہمارے اس وقت دعا کریں گے۔ جبکہ استخوان آپ کے خاک ہو جائیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ ایسا نہیں۔ اس لئے کہ حق تعالیٰ نے میرے گوشت کو زمین پر حرام کیا ہے اور میرا بدن بوسیدہ اور کہنہ نہ ہوگا۔ بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کوئی پیغمبر اور وصی پیغمبر زمین میں تین روز سے زیادہ نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ گوشت و استخوان و روح اس کا آسمان پر لے جاتے ہیں۔ تمام لوگ ان کی قبر کی زیارت کو جاتے ہیں۔ اور دور و نزدیک سے لوگوں کا سلام ان کو پہنچتا ہے۔ بسند معتبر

بیان احتجاج جناب امیرؑ۔ جناب صادق سے روایت ہے جس وقت حضرت ابوبکر نے قبضۂ خلافت کر لیا۔ تو جناب امیرؑ نے فرمایا۔ کیا میری اطاعت کا تجھے رسول خدا نے حکم نہیں دیا۔ ابوبکر نے کہا نہیں اگر مجھے حکم دیتے تو میں اطاعت کرتا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اگر تو پیغمبر کو دیکھے اور وہ تجھے حکم میری اطاعت کا کریں۔ آیا میری اطاعت کرے گا۔ ابوبکر نے کہا۔ ہاں۔ جناب امیرؑ نے کہا۔ میرے ہمراہ مسجد قبا میں چل۔ جب مسجد قبا میں پہنچے۔ ابوبکر نے دیکھا حضرت رسولؐ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب حضرت نماز

سے فارغ ہوئے۔ جناب امیرؑ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ابوبکر کو انکار ہے کہ آپ نے میری اطاعت کا حکم اسے نہیں دیا۔ جناب رسولؐ نے فرمایا۔ میں نے مکرر تجھے اطاعت علیؑ کا حکم نہیں کیا ہے جا اور اسکی اطاعت کر۔ ابوبکر خائف وترساں وہاں سے پھرا۔ راہ میں جناب عمر ملے۔ عمر نے کہا۔ ابوبکر تم کو کیا ہوگیا ہے۔ ابوبکر نے کہا۔ حضرت رسولؐ نے مجھے ایسا حکم فرمایا ہے۔ عمر نے کہا۔ وہ گروہ ہلاک ہونے والے ہیں۔ جو تجھ ایسے احمق[1] کو سردار کرے۔ کیا تو نہیں جانتا یہ سب بنی ہاشم کا سحر ہے۔ کتاب اختصاص وبصائر الدرجات اور جمیع کتب معتبر میں بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت ہے۔ جب جناب امیرؑ کا گریبان مبارک پکڑ کر ابوبکر کی بیعت کو مسجد میں لے گئے۔ راہ میں جناب امیرؑ قبر رسول خداؐ کے سامنے کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ یا ابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ اے میرے بھائی قوم نے مجھے ضعیف کیا۔ اور قریب ہے کہ مجھے مار ڈالیں۔ اس وقت ایک ہاتھ قبر رسول خداؐ سے باہر ابوبکر کی طرف آیا۔ کہ سب نے پہچانا۔ یہ ہاتھ حضرت رسولؐ کا ہے اور ایک آواز ایسی آئی۔ سب نے پہچانا یہ آواز رسولؐ کی ہے اور فرمایا۔ اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سوّٰیک رجلا۔ یعنی کافر ہوا۔ اس خاک سے جس سے خدا نے تجھے پیدا کیا ہے پس نطفہ سے پس تجھے آدمی کیا۔ بروایت دیگر ہاتھ ایک قبر سے باہر آیا۔ اور اس ہاتھ پر لکھا تھا۔ اکفرت یا عمر بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سوّٰک رجلا ایضًا صفار وغیرہ نے بسند ہائے معتبر جناب صادقؑ سے روایت کی ہے کہ حضرتؑ نے

---

[1] یہ حضرت عمر اور حضرت ابوبکر کا اپنا کلام ہے وہ ایک دوسرے کو بُرا بھلا کہہ سکتے ہیں۔ ہم کو اس میں دم مارنے کی جگہ نہیں۔ کیوں کہ حضرت عمر اپنے کو حضرت ابوبکر سے نیک اور اچھا تصور کیا کرتے تھے لہذا اپنے بڑا ہونے کی وجہ سے وہ ایسے کلمات اکثر حضرت ابوبکر کو کہہ دیا کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو۔ لما توفی رسول اللہ قال ابوبکر انا ولی رسول اللہ فجئتما تطلب میراثک من ابن اخیک ویطلب ھذا میراث امرأتہ من ابیھا فقال ابوبکر قال رسول اللہ ما نورث ما ترکناہ صدقۃ فرایتماہ کاذبًا غادرًا اٰثمًا خائنًا واللہ یعلم انہ لصادق بار راشد تابع للحق ثم توفی ابوبکر لکنت انا ولی رسول اللہ وولی ابی بکر فرایتمانی کاذبًا اٰثمًا غادرًا خائنًا (مسلم شریف جلد دوم ص۹۱) حضرت عباسؓ اور حضرت علیؑ سے حضرت عمر نے کہا۔ جب رسولؐ نے وفات پائی۔ ابوبکر نے کہا میں خلیفہ رسولؐ ہوں اور تم دونوں نے میراث طلب کی۔ عباسؓ نے بھتیجے کی اور علیؑ نے اپنی زوجہ کا حق ابوبکر نے کہا۔ رسولؐ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا پس تم نے اس کو کاذب۔ غدار۔ خائن۔ اثم جانا۔ اس کے بعد میں ابوبکر اور رسولؐ کا ولی ہوا پس تم نے مجھے بھی کاذب۔ غادر۔ خیانت کرنے والا اور سخت گنا ہوں سے بھرا پایا۔ یہ صحابہ کا آپس کا معاملہ ہے اور حضرت عمر کا خاص کر ابوبکر اور خود کو عباس اور علیؑ کے نزدیک پانا۔ (کوثر بریلوی عفی عنہ)

تم کو وصیت کرتا ہوں کہ خداوند جبار سے پنہاں و آشکار خائف رہنا۔ اور گفتار و کردار میں سبقت کرنے سے
قبل اس کے انجام پر غور و تامل کر لو۔ منع کرتا ہوں اور اگر تم کو امور آخرت سے کوئی کام پیش آئے اس سے
ابتدا کرو اور تاخیر نہ کرو اور جب امور دنیا سے کوئی کام پیش آئے۔ اس میں تامل و تساہل کرو۔ اس لئے کہ
تمہیں معلوم ہو جائے۔ آیا اس کام میں تمہاری رشد و صلاح ہے اور ان مقامات سے جو محل تہمت اور
اس مجلس سے جس پر گمان بد کرتے ہیں۔ ضرور حذر کرنا کیونکہ ہمنشین بد اپنے ہمنشین کو فریب دیتا ہے۔
اے فرزند ہمیشہ خدا کے لئے کارکن رہنا۔ اور فحش و بیہودہ گوئی سے اپنے نفس کو زجر و توبیخ کرنے والا اور
نیکیوں سے حکم کرنے والا۔ اور برائیوں سے منع کرنے والا۔ برادروں سے واسطے خدا کے برادری کرنے والا
صلحا کو ان کی صلاحیت کے سبب سے دوست رکھنا۔ فاسقوں سے شفقت و مدارا نہ کرنا۔ کہ تمہارے
دین میں ضرر نہ پہنچائیں۔ لیکن دل میں دشمن رکھنا۔ اور ان کے اعمال سے کنارہ کرنا۔ اس لئے کہ مبادا مثل
ان کے نہ ہو جاؤ۔ اور شاہراہ پر بیٹھ کر لڑائی جھگڑا نہ کرنا۔ بے عقل و علم سے نزاع نہ کرنا۔ اے فرزند اپنی معیشت
میں میانہ روی اختیار کرنا۔ اور اسراف نہ کرنا اور اپنی عبادت میں بھی میانہ روی رکھنا۔ اور تمہیں عبادت
نصیب ہو وہ جس عبادت پر مداومت کرو۔ اور طاقت بھی اسکی رکھتے ہو۔ خاموشی اختیار کرو کہ بلاہائے
زبان سے سلامتی حاصل ہو۔ اپنے لئے آخرت میں اعمال صالحہ بھیجو کہ غنیمت ہاتھ آئے۔ خیرات میں سعی
کرو کہ عقلمند ہو۔ اور ہر حال میں مشغول ذکر خداوند ذو الجلال رہو۔ اپنے بیگانوں میں سے چھوٹوں پر
رحم کرو اور بزرگوں و بڈھوں کی تعظیم کرو۔ اور کوئی کھانا نہ کھاؤ جب تک کہ اس میں سے کچھ تصدق
نہ کرو۔ اور تم کو توفیق روزہ رکھنے کی ہو۔ کہ وہ زکوٰۃ بدن ہے اور اپنے اہل کے لئے سپر اہل جہنم سے ہے۔
اپنے نفس سے ہمیشہ مجاہدہ کرو۔ اور ہمنشین سے ہمیشہ حذر ہو اور شر دشمن سے اجتناب کرو۔ اور تم کو
توفیق ان مجالس کی ہو جس میں یاد خدا ہوتی ہو۔ دعا بارگاہ خدا میں بہت کیا کرو۔ اے فرزند یہ میری وصیتیں
ہیں۔ اور تمہاری نصیحت و خیر خواہی میں میں نے تقصیر نہیں کی۔ اب میرا وقت جدائی تم سے ہے۔ تم کو
وصیت کرتا ہوں۔ کہ اپنے برادر محمدؐ سے نیک سلوک کرنا۔ وہ تمہارا رفیق اور تمہارے باپ کا فرزند ہے۔
اور تمہیں معلوم ہے کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ لیکن بھائی تمہارا حسینؑ وہ تمہارا حقیقی بھائی
ایک ماں باپ سے ہے۔ اور تم کو اس کے مقدمہ میں وصیت کرنے کی احتیاج نہیں اور خدا میرا
خلیفہ تم پر ہے اور میں اس سے سوال کرتا ہوں کہ تمہارے احوال کو اصلاح اور شر طاغیان و ظالمان تم سے دفع
کرے۔ صبر کرو کہ امر خدا تمہارے لئے بطرح نازل ہوا اور کوئی طاقت و قوت نہیں مگر بمدد خداوند علی العظیم۔

قصہ شہادت جناب امیرؑ شیخ مفیدؒ اور من جملہ محدثین فریقین نے روایت کی ہے کہ جناب

امیرؑ نے قریب ایام شہادت فرمایا۔ میں نے جناب رسول خداؐ کو خواب میں دیکھا۔ اور کچھ ظلم و ستم مجھے اس
امت سے پہونچے۔ ان کی شکایت آنحضرت سے بیان کرکے میں رونے لگا۔ حضرت نے کہا۔ اے
علیؑ نہ رو۔ اور ادھر نظر کرو۔ جب ادھر میں نے دیکھا۔ دو آدمیوں کو دیکھا۔ کہ انہیں زنجیروں میں جکڑا تھا۔
اور ان کے سروں کو پتھروں سے کچلتے تھے۔ اس کے دوسرے روز جناب امیرؑ کے سر پہ ضربت لگی۔ اور
(معلوم ہو کہ وہ دو آدمی اول۔ دوم تھے۔ اس لئے کہ اہل بیت پر ظلم و ستم کی ابتدا ان ہی سے ہوئی۔ اور)
بسند دیگر ام موسیٰ خادمہ جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ ام موسیٰؑ نے کہا۔ ایک روز میں نے جناب
امیرؑ سے سنا کہ اپنی دختر ام کلثوم سے فرماتے تھے۔ اے دختر تھوڑے ہی دنوں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔
جب کلثوم نے یہ سنا۔ فریاد کی۔ اے پدر بزرگوار یہ کیا خبر وحشت اثر آپ مجھے دیتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔
آج رات میں نے خواب میں حضرت رسول خداؐ کو دیکھا ہے۔ کہ اپنے دست مبارک سے غبار میرے منہ
سے جھاڑتے تھے۔ اور فرماتے تھے۔ یا علیؑ تم پر کوئی خوف نہیں۔ جو کچھ تم پر لازم تھا۔ وہ تم بجا لائے۔ اس
خواب کے تیسرے روز آنحضرت کے سر مبارک پہ ضربت لگی۔ جب جناب امیرؑ کو گھر میں لائے ام کلثوم
نے فریاد کی۔ حضرت نے کہا۔ اے دختر گریہ نہ کر۔ اس وقت میں حضرت رسولؐ کو دیکھ رہا تھا۔ کہ
آنحضرت بدست مبارک میری طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں۔ اے علی جلد میرے پاس آؤ۔ جو کچھ میرے
پاس ہے وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ سید رضی رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کی ہے کہ شب ضربت جناب
امیرؑ نے فرمایا میں اس وقت بیٹھا تھا۔ کہ نیند آگئی۔ کیا دیکھتا ہوں حضرت رسولؐ تشریف لائے۔ اور
میں نے اس امت کی شکایت آنحضرت سے کی۔ آنحضرت نے ارشاد فرمایا۔ ان ظالموں پر نفرین کرو۔ میں نے
کہا خدا ان کے عوض اچھے قرین و مصاحب مجھے عطا کرے۔ اور میرے عوض ان کو مصاحبان بد عنایت کرے۔
ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حبیب بن عمرو سے روایت کی ہے کہ میں آنحضرت کی خدمت میں اس مرض میں
جس میں حضرت نے انتقال کیا۔ حاضر ہوا۔ اس وقت حضرت نے جراحت سر کو کھولا۔ میں نے کہا۔ یا حضرت
یہ جراحت تو ایسا کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اور اس زخم سے چنداں خوف بھی نہیں۔ جناب امیرؑ نے کہا اے حبیبؓ
خدا سوگند میں اس ساعت تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ حبیب نے کہا۔ جب میں نے یہ سنا رونے لگا۔ اور ام کلثوم
قریب بیٹھی تھیں۔ وہ بھی رونے لگیں۔ حضرت نے کہا۔ اے دختر ام کلثوم کیوں روتی ہو۔ کلثوم نے کہا۔ اے پدر
بزرگوار کیونکر نہ روؤں۔ آپ فرماتے ہیں میں اسی ساعت تم سے مفارقت کرتا ہوں۔ حضرت نے فرمایا۔ اے دختر
گرامی گریہ نہ کر بخدا سوگند تو وہ دیکھے جو میں دیکھ رہا ہوں۔ بیشک نہ روئے۔ حبیب نے آپ سے پوچھا۔ یا امیر المومنین
آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا اے حبیب میں ملائکہ افلاک اور پیغمبروں کو دیکھ رہا ہوں کہ آگے

ابوبکر ڈرے۔ اور جناب امیرؑ سے دست بردار ہوئے۔ اور جناب امیرؑ دولت سرا میں تشریف لے گئے۔ ایضاً

احتجاج اصحاب کبار احمد مختارؐ۔ سلیمؒ بن قیس نے سلمانؓ سے روایت کی ہے کہ جب زبیرؓ کو لے گئے کہ ابوبکر سے بیعت کرے۔ زبیرؓ نے عمر سے کہا۔ اے فرزند صنحاک یہ اراذل جو تیرے گرد ہیں میری نصرت نہ کرتے تو ممکن تھا۔ تو علیؑ ابن ابی طالب پر سبقت کرتا اور تلوار میرے ہاتھ میں رہی۔ کہا۔ تو نام صنحاک لیتا ہے۔ زبیرؓ نے کہا کیوں نہ لوں۔ وہ کنیز زناکار میرے دادا عبدالمطلب کی لونڈی تھی اور تیرے دادا نفیل نے اس سے زنا کیا اور ۔ ۔ ۔ پیدا ہوا۔ اور وہ میرے دادا کا غلام تھا جب یہ کہا۔ ابوبکر نے دونوں میں بیچ بچاؤ کرا دیا اور جب سلمانؓ کی گردن میں رسمان ڈالکر بیعت کے لئے کھینچا۔ ان کی گردن پر اس ایذا کی وجہ سے کوئی عارضہ ہو گیا۔ جبریہ بیعت کے بعد کہا۔ تم لوگوں نے ہلاکت و ضلالت کو خود اپنے واسطے تا قیامت اختیار کیا۔ اور امت ہائے گذشتہ کی بدعتوں کو تازہ کیا اور اپنے پیغمبرؐ کے بعد دین سے پھر گئے۔ اور خلافت کو ذی حق سے جدا کر لیا۔ عمر نے کہا تم سے اور تمہارے امام سے ہم نے بیعت لے لی۔ اب تم جو چاہو کہو۔ اور اس کا دل جو چاہے کہے۔ سلمانؓ نے کہا۔ میں نے حضرت رسولؐ سے سنا۔ فرماتے تھے۔ اوّل و ثانی پر گناہ تا روز قیامت مثل گناہان امت اور مثل عذاب جمیع امت ان پر عذاب ہوگا۔ حضرت ثانی نے کہا۔ جبکہ تم نے بیعت کر لی۔ اور تمہاری آنکھیں تمہارے مولا کی خلافت سے روشن نہ ہوئیں۔ تو جو چاہو کہو۔ سلمانؓ نے کہا۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ میں نے کتب ہائے آسمانی میں پڑھا ہے۔ ایک دروازہ دروازہ ہائے جہنم سے اس نام سے مسمیٰ ہے۔ ثانی نے کہا۔ جبکہ اس جماعت سے جس کو تم نے خدا قرار دیا تھا خلافت نکل گئی۔ تو جو چاہو کہو۔ سلمانؓ نے کہا۔ میں شہادت دیتا ہوں۔ حضرت رسولؐ سے تفسیر اس آیت کی پوچھی۔ فیومئذ لا یعذب عذابہ احد ولا یوثق وثاقہ احد حضرت رسولؐ نے فرمایا یہ آیت کے حق میں آئی ہے۔ سلمانؓ کہتے ہیں جناب امیرؑ نے مجھے حکم دیا۔ خاموش رہو۔ اور اگر جناب امیرؑ مجھے خاموش نہ فرماتے۔ جو کچھ شان ابوبکر و عمر میں نازل ہوا ہے اور رسول کریمؐ نے فرمایا ہے۔ میں سب بیان کر دیتا۔ پس جناب امیرؑ نے سلمانؓ و مقدادؓ و زبیرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میں تم کو قسم دیتا ہوں۔ تم نے حضرت رسولؐ سے نہیں سنا کہ فرماتے تھے۔ جہنم میں ایک صندوق ہے۔ اس میں بارہ آدمی ہیں۔ چھ آدمی امت گذشتہ کے اور چھ آدمی اس امت کے اور وہ صندوق ایک کنوئیں میں ہے۔ اور اس کنوئیں کے دروازے پر ایک پتھر ہے۔ جس وقت حق تعالیٰ چاہتا ہے۔ کہ جہنم کو مشتعل کرے۔ حکم فرماتا ہے کہ اس پتھر کو جہنم سے اٹھا لیں۔ جب اس پتھر کو اٹھاتے ہیں تمام جہنم اس کنوئیں کی حرارت سے دہکنے لگتا ہے۔ پس میں نے تمہارے سامنے پوچھا۔ یا حضرت وہ کون لوگ ہیں۔ فرمایا۔ وہ چھ آدمی امت ہائے گذشتہ کے یہ ہیں۔ قابیل۔ فرعون۔ نمرود۔ پے کنندہ ناقہ صالحؑ۔ اور دو آدمی بنی اسرائیل سے جنہوں نے موسیٰؑ و عیسیٰؑ کے بعد ان کے دین کو متغیر کیا۔ اور ان کی امت کو گمراہ کر دیا۔ اور لیکن چھ

آدمی اس امت کے۔ پس وہاں معلوم پانچ نفر کے ہیں۔ جنہوں نے آپس میں نامہ لکھ کر عہد کیا کہ خلافت میرے
وصی میں نہ رہے۔ ابو عبیدہ جراح۔ سالم مولائے حذیفہ۔ وسعید بن عاص۔ اول۔ دوم۔ حضرت عثمان نے کہا۔
یا علیؑ آیا میرے حق میں بھی آپ نے کچھ سنا۔ جناب امیرؑ نے فرمایا۔ میں نے مکرر سنا حضرت رسولؐ نے.....
کی اور نہیں سنا کہ تیرے لئے استغفار کیا۔ جب یہ لوگ غصب خلافت کر چکے۔ اوسا اس پر بھی راضی نہ
بیان غصب فدک ہوئے چاہا۔ کہ فدک کو جناب فاطمہؑ سے غصب کریں۔ اور حضرت رسولؐ
فدک پر بغیر جنگ کے قابض ہوئے تھے۔ اور حق تعالیٰ نے فرمایا تھا۔ وآت ذی القربیٰ حقہ اور
جبرئیل نے کہا تھا۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ فدک فاطمہؑ کو دے دو۔ قیامت تک اس کے فرزندوں میں رہے۔
اور حضرت رسولؐ نے فدک بحکم خدا فاطمہؑ کو دیدیا۔ اور جناب فاطمہؑ کی طرف سے اس کے منتظم مقرر تھے۔
یہاں تک کہ حضرت رسولؐ نے انتقال فرمایا۔ پس ابوبکر و عمر نے آپس میں صلاح کی کہ فدک کی آمدنی بہت ہے۔
اگر یہ اہل بیت رسولؐ کے قبضہ میں رہیگا۔ تو ان کے جلالت و بزرگی و استحقاق واثق ہیں کہ یہ اس کے مستحق
ہیں۔ تمام لوگ ان کی طرف رجوع کریں گے۔ لہٰذا ان سب نے مل کر باتفاق ایک حدیث وضع کی کہ حضرت رسولؐ
نے فرمایا ہے کہ ہم گروہ پیغمبران کوئی چیز میراث میں نہیں چھوڑتے۔ اور جو کچھ ہمارے بعد باقی ہے ہم سے وہ سب
مسلمانوں کے لئے تصدق ہے۔ باوجود حق تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ ورث سلیمان
داؤد اور حضرت زکریا نے فرمایا۔ فھب لی من لدنک ولیا یرثنی۔ پس لوگوں کو بھیجا کہ منتظمین
جناب فاطمہؑ کو فدک سے خارج کر دو۔ جب یہ خبر جناب فاطمہؑ کو پہنچی۔ ہمراہ گروہ زنان بنی ہاشم ابوبکر پاس تشریف
لائیں اور فرمایا۔ اب تو چاہتا ہے کہ وہ زمین جو حضرت رسول نے بحکم پروردگار مجھے عطا فرمائی تھی چھین لے۔ اور
حضرت رسولؐ نے بجز اپنے فرزندوں کے اس کے سوا کوئی چیز نہیں چھوڑی۔ مگر تو نے نہیں سنا کہ حضرت
رسولؐ نے فرمایا۔ ہر ایک کی حرمت اس کے فرزندوں میں رکھنی چاہیئے۔ یہ سن کر ابوبکر نے خوف طعن تشنیع مردم سے
دوات قلم طلب فرمایا تا کہ لکھے اور فدک جناب فاطمہؑ کو واپس کر دے۔ عمر نے کہا۔ جب تک فاطمہؑ گواہ نہ
لائیں۔ نامہ نہ لکھنا۔ جناب فاطمہؑ نے فرمایا۔ آیا وہ حکم جو سب مسلمانوں کے بارہ میں جاری ہے کہ شہادت
مدعی سے طلب کرے۔ تو میرے حق میں وہ حکم جاری نہیں کرتا۔ حالانکہ میں فدک پر قابض و متصرف ہوں۔
اور تو چاہتا ہے کہ مجھ سے لے لے۔ پس لازم ہے کہ تو گواہ لائے۔ عمر نے کہا جب تک گواہ نہ لاؤگی میں نہ
دوں گا۔ مجبور ہو کر جناب فاطمہؑ جناب امیرؑ حسنینؑ و ام ایمن کو گواہی کے لئے لائیں۔ عمر نے کہا۔ علیؑ کی گواہی
کا اعتبار نہیں۔ اس لئے وہ اپنے لئے اور اپنے فرزندوں کے لئے ایسا کہہ دیں گے۔ اور حسنینؑ بچے ہیں اور
ام ایمن زن عجمیہ ہے۔ اس کی گواہی معتبر نہیں۔ بروایت دیگر۔ ابوبکر نے نامہ لکھا اور جناب فاطمہؑ کو دیا۔ عمر نے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب مستطاب

الشافی

کتاب الحجۃ

خلافت رسالت نبوت، امامت

ترجمہ **اصول کافی** جلد دوم

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمتہ

ترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دو صد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر۲۔ کراچی

ناشر ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مطبع ______ قریشی آرٹ پریس

کتابت ______ سید محمد رضا زیدی

ہدیہ ______ ۲۰۰ روپے

سال اشاعت ______ مارچ ۲۰۰۴ء

تھا۔ پھر فرمایا یہ خروج کرے گا اپنے بھائی محمد کے ساتھ اور شکست کھائے گا اس کا ساتھی (محمد) قتل کیا جائے گا۔ پھر یہ خروج کرے گا
دوسرے جھنڈے کے ساتھ (ابراہیم بن عبداللہ کے ساتھ)
پس ان کا سردار قتل کیا جائے گا اور اس کا لشکر تتر بتر ہو جائے گا پس میری بات مانو اور بنی عباس سے امان
طلب کرو اور یہ جانتے ہیں کہ یہ بیل منڈھے چڑھنے والی نہیں، اور آپ کو جاننا چاہیئے کہ آپ کا بیٹا جو احول (بھینگا) سبز
چشم اور اکشف ہے یہ سدہ اشجع میں اس کے پانی کے بہاؤ کی جگہ قتل کر دیا جائے گا۔
موسیٰ نے کہا یہ سن کر میرے باپ یہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے خدا تمہاری مدد سے ہمیں بے پرواہ بنا دیگا اور تم
ضرور بطور خود ہماری طرف لوٹو گے یا خدا تم کو اور تمہارے غیر کو بے اختیار اس طرف لائے گا تم نے یہ طریقہ اختیار کر کے اپنے
غیر کی امداد کو ہم سے روکا ہے اور یہ تمہارا انکار ان کے لئے رک جانے کا ایک ذریعہ بن جائے گا
فرمایا۔ امام علیہ السلام نے اللہ جانتا ہے کہ میرا ارادہ محض تم کو نصیحت و ہدایت کرنے کا تھا اور ہمارا فرض
تو کوشش ہی کرنا ہے (آگے تم جانو اور تمہارا کام) یہ سن کر میرے باپ غصہ میں آ گئے اور اپنی ردا کا دامن طیش میں
زور سے جھٹکا۔ امام علیہ السلام ان کے قریب آئے اور فرمایا۔ میں نے تمہارے چچا (امام محمد باقر علیہ السلام) اور ماں کی
طرف سے تمہارے ماموں سے یہ فقرہ سنا ہے کہ تم اور تمہارے باپ کی اولاد عنقریب قتل کر دی جائے گی۔
اگر تم میری بات مان لو اور اس بلا کو حسن تدبیر سے ٹال سکتے ہو تو ٹال دو، قسم اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود
نہیں وہ ظاہر و باطن کا جاننے والا رحمٰن و رحیم اور اپنی مخلوق سے اعلیٰ مرتبہ والا ہے میں دوست رکھتا ہوں اس بات کو
کہ فدا کروں تم پر اپنا وہ بیٹا جو میرے نزدیک اور میرے اہلبیت کے نزدیک زیادہ محبوب ہے (مراد اسمٰعیل) تم میری
برابری کسی چیز میں نہیں کر سکتے۔ پس یہ خیال مت کرو کہ میں تمہیں دھوکا دے رہا ہوں اور خلاف حق بات کہہ رہا ہوں۔
میرے باپ وہاں سے غصہ میں بھرے ہوئے اور افسوس کرتے ہوئے اٹھ آئے اس واقعہ کو بیس روز یا کچھ کم و بیش گزرے
ہوں گے کہ ابوجعفر منصور بادشاہ کے لوگ آئے اور انھوں نے گرفتار کیا میرے باپ کو اور میرے چچوں میں سلیمان بن حسن،
حسن بن حسن، ابراہیم بن حسن، داؤد بن حسن، علی بن حسن، سلیمان بن داؤد بن حسن اور علی بن ابراہیم بن حسن، حسن بن جعفر
ابن حسن، طبا طبائی ابراہیم بن اسماعیل بن حسن اور عبداللہ بن داؤد کو اور انھوں نے ان سب کو زنجیروں سے جکڑ لیا اور
ایسی محملوں میں بٹھایا جن میں کوئی گدا نہ تھا۔ خالی لکڑیاں تھیں یہ انھیں گرفتار کر کے مدینہ کے مقام مصلےٰ تک
لے آئے تاکہ لوگ ان کی شماتت کریں
پس لوگوں نے اپنے کو ان سے بچایا اور ان کے حال پر لوگوں کے دل کڑھ رہے تھے پھر وہاں سے چل کر مسجد
نبوی کے اس دروازے پر آئے جس کو باب جبرئیل کہتے ہیں امام جعفر صادق علیہ السلام اس طرح تشریف لائے کہ آپ
کی ردا کا بیشتر حصہ زمین پر تھا پھر باب مسجد سے آپ اندرون مسجد آئے اور جو لوگ وہاں جمع تھے ان سے فرمایا۔ تین

بار۔ اے گروہ انصار! کیا تم نے رسول اللہؐ سے اس کا عہد کیا تھا۔ اسی پر بیعت کی تھی (تم نے رسولؐ کی بیعت توڑ کر آئمہ ضلالت کی بیعت کی اور ان کے ظلم و ستم جو اولادِ رسولؐ پر ہو رہے ہیں ان کو خاموشی سے دیکھ رہے ہو) خدا تم پر لعنت کرے۔ واللہ میں ان کی عزت کا چاہنے والا تھا مگر ان کے نہ ماننے سے میں مغلوب ہو گیا یہ فرما کر حضرت وہاں سے چلے، درآنحالیکہ ایک جوتا آپؑ کے ہاتھ میں تھا (اور ایک پیر میں یعنے انتہائی اضطرابی حالت میں۔)

ایک جوتے میں اپنا پیر داخل کیا اور دوسرا ہاتھ میں تھا اور آپ کی ردا کا بیشتر حصہ زمین پر کھنچ رہا تھا۔ پھر حضرت اپنے گھر پر آئے اور اس غم میں بیس روز تک مبتلائے بخار رہے اور رات دن گریہ فرماتے تھے یہاں تک کہ ہمیں آپ کی موت کا خوف ہونے لگا۔ یہ خدیجہ کا بیان تھا۔

۱۸۔ قَالَ الْجَعْفَرِيُّ : وَحَدَّثَنَا مُوسَى بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ الْحَسَنِ أَنَّهُ لَمَّا طُلِعَ بِالْقَوْمِ فِي الْمَحَامِلِ قَامَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ أَهْوَى إِلَى الْمَحْمِلِ الَّذِي فِيهِ عَبْدُاللهِ بْنُ الْحَسَنِ يُرِيدُ كَلَامَهُ، فَمُنِعَ أَشَدَّ الْمَنْعِ وَأَهْوَى إِلَيْهِ الْحَرَسِيُّ فَدَفَعَهُ وَقَالَ : تَنَحَّ عَنْ هٰذَا ، فَإِنَّ اللهَ سَيَكْفِيكَ وَ يَكْفِي غَيْرَكَ ، ثُمَّ دَخَلَ بِهِمُ الزُّقَاقَ وَرَجَعَ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام إِلَى مَنْزِلِهِ ، فَلَمْ يَبْلُغْ بِهِمُ الْبَقِيعَ حَتَّى ابْتُلِيَ الْحَرَسِيُّ بَلَاءً شَدِيداً ؛ رَمَحَتْهُ نَاقَتُهُ فَدَقَّتْ وَرِكَهُ فَمَاتَ فِيهَا وَمَضَى بِالْقَوْمِ ، فَأَقَمْنَا بَعْدَ ذٰلِكَ حِيناً، ثُمَّ أَتَى مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ بْنِ حَسَنٍ ، فَأُخْبِرَ أَنَّ أَبَاهُ وَعُمُومَتَهُ قُتِلُوا ـ قَتَلَهُمْ أَبُو جَعْفَرٍ[1] ـ إِلَّا حَسَنَ بْنَ جَعْفَرٍ، وَطَبَاطَبَا، وَعَلِيَّ بْنَ إِبْرَاهِيمَ، وَسُلَيْمَانَ بْنَ دَاوُدَ، وَدَاوُدَ بْنَ حَسَنٍ، وَعَبْدَاللهِ بْنَ دَاوُدَ ، قَالَ : فَظَهَرَ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِاللهِ عِنْدَ ذٰلِكَ وَ دَعَا النَّاسَ لِبَيْعَتِهِ ، قَالَ : فَكُنْتُ ثَالِثَ ثَلَاثَةٍ بَايَعُوهُ وَ اسْتَوْسَقَ النَّاسُ[2] لِبَيْعَتِهِ وَلَمْ يَخْتَلِفْ عَلَيْهِ قُرَشِيٌّ وَلَا أَنْصَارِيٌّ وَلَا عَرَبِيٌّ .

قَالَ: وَشَاوَرَ عِيسَى بْنَ زَيْدٍ وَكَانَ مِنْ ثِقَاتِهِ وَكَانَ عَلَى شُرَطِهِ فَشَاوَرَهُ فِي الْبِعْثَةِ إِلَى وُجُوهِ قَوْمِهِ، فَقَالَ لَهُ عِيسَى بْنُ زَيْدٍ : إِنْ دَعَوْتَهُمْ دُعَاءً يَسِيراً لَمْ يُجِيبُوكَ ، أَوْ تَغْلُظَ عَلَيْهِمْ ، فَخَلِّنِي وَإِيَّاهُمْ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ : امْضِ إِلَى مَنْ أَرَدْتَ مِنْهُمْ ، فَقَالَ : ابْعَثْ إِلَى رَئِيسِهِمْ وَكَبِيرِهِمْ - يَعْنِي أَبَاعَبْدِاللهِ جَعْفَرَ بْنَ مُحَمَّدٍ عليه السلام - فَإِنَّكَ إِذَا أَغْلَظْتَ عَلَيْهِ عَلِمُوا جَمِيعاً أَنَّكَ سَتُمِرُّهُمْ عَلَى الطَّرِيقِ الَّتِي أَمْرَرْتَ عَلَيْهَا أَبَاعَبْدِاللهِ عليه السلام ، قَالَ : فَوَاللهِ مَا لَبِثْنَا أَنْ أُتِيَ بِأَبِي عَبْدِاللهِ عليه السلام : حَتَّى أُوقِفَ بَيْنَ يَدَيْهِ فَقَالَ لَهُ عِيسَى بْنُ زَيْدٍ : أَسْلِمْ تَسْلَمْ : فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام : أَحَدَثَتْ نُبُوَّةٌ بَعْدَ مُحَمَّدٍ صلى الله عليه وآله؟ فَقَالَ لَهُ مُحَمَّدٌ : لَا وَلٰكِنْ، بَايِعْ تَأْمَنْ عَلَى نَفْسِكَ وَمَالِكَ وَوُلْدِكَ وَلَا تُكَلَّفَنَّ حَرْباً ، فَقَالَ لَهُ أَبُو عَبْدِاللهِ عليه السلام : مَا فِيَّ حَرْبٌ وَلَا

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب مستطاب

الشافی

ترجمہ

اصول کافی جلد اوّل

حضرت ثقۃ الاسلام علامہ فہامہ مولانا الشیخ محمد یعقوب کلینی علیہ الرحمۃ

ترجمہ

مفسر قرآن عالیجناب ادیب اعظم مولانا السید ظفر حسن صاحب قبلہ مدظلہ العالی نقوی الامروہوی

بانی و منتظم جامعہ امامیہ کراچی

مصنف دوصد کتب

ناشر

ظفر شمیم پبلیکیشنز ٹرسٹ (رجسٹرڈ) ناظم آباد نمبر۲۔ کراچی

مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا بِكُمْ فَرُبَّمَا وَرَدَ عَلَيْنَا الشَّيْءُ لَمْ يَأْتِنَا فِيهِ عَنْكَ وَلَا عَنْ آبَائِكَ شَيْءٌ فَنَظَرْنَا إِلَى أَحْسَنِ مَا يَحْضُرُنَا وَأَوْفَقِ الْأَشْيَاءِ لِمَا جَاءَنَا عَنْكُمْ فَنَأْخُذُ بِهِ؟ فَقَالَ: هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ، فِي ذٰلِكَ وَاللّٰهِ هَلَكَ مَنْ هَلَكَ يَا ابْنَ حَكِيمٍ، قَالَ: ثُمَّ قَالَ: لَعَنَ اللّٰهُ أَبَا حَنِيفَةَ كَانَ يَقُولُ: قَالَ عَلِيٌّ وَقُلْتُ.
قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ حَكِيمٍ لِهِشَامِ بْنِ الْحَكَمِ: وَاللّٰهِ مَا أَرَدْتُ إِلَّا أَنْ يُرَخِّصَ لِي فِي الْقِيَاسِ.

(۹) محمد ابن حکیم سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظمؑ سے علیہ السلام سے کہا میں آپ پر فدا ہوں۔ ہم نے علم دین حاصل کیا اور آپ کی وجہ سے ہم دوسروں سے علم حاصل کرنے سے بے پرواہ ہوگئے یہاں تک کہ ہم میں سے کچھ لوگ جب جلسوں میں جاتے ہیں اور لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں تو ہم ان کے جواب دے دیتے ہیں اس لئے کہ خدا نے ہم پر احسان کیا ہے آپ لوگوں کی وجہ سے۔ لیکن بعض اوقات ایسے سوالات بھی سامنے آجاتے ہیں کہ ہم نے ان کا جواب نہ آپ سے حاصل کیا نہ آپ کے آبائے طاہرین سے پس ایسے موقع پر جو بہتر آتا ہے اسکے ہر پہلو پر غور کرکے جواب دے دیتے ہیں۔ اے ابن حکیم افسوس افسوس کیا یہ صحیح ہے فرمایا اس میں ہلاکت ہے جس نے ایسا کیا وہ ہلاک ہوا۔ پھر فرمایا۔ خدا لعنت کرے ابو حنیفہ پر کہ وہ کہتا ہے اس مسئلہ میں علی یہ کہتے ہیں اور میں یہ کہتا ہوں۔ یعنی میرا قول ان کے قول سے بہتر ہے۔ محمد بن حکیم کہتے ہیں کہ میں نے ہشام بن عبدالحکم سے کہا۔ واللہ میں چاہتا تھا کہ مجھے مسائل دین میں قیاس کرنے کی اجازت مل جاتی۔

۱۰ ـ مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي عَبْدِ اللّٰهِ رَفَعَهُ، عَنْ يُونُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ، قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي الْحَسَنِ الْأَوَّلِ عليه السلام بِمَا أُوَحِّدُ؟ فَقَالَ: يَا يُونُسُ، لَا تَكُونَنَّ مُبْتَدِعاً، مَنْ نَظَرَ بِرَأْيِهِ هَلَكَ، وَمَنْ تَرَكَ أَهْلَ بَيْتِ نَبِيِّهِ صلی الله علیه و آله ضَلَّ، وَمَنْ تَرَكَ كِتَابَ اللّٰهِ وَقَوْلَ نَبِيِّهِ كَفَرَ.

۱۰۔ یونس بن عبدالرحمن سے مروی ہے کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کیا امر ہے جس سے وحدانیت باری تعالیٰ کی شناخت کسی میں پائی جائے۔ فرمایا اے یونس بدعت پسند نہ بن جس نے احکام دین میں اپنی رائے سے عمل کیا وہ ہلاک ہوا اور جس نے اپنے نبی کے اہلبیت کو چھوڑ دیا۔ ہلاک ہوا اور جس نے کتاب خدا اور قول نبی کو ترک کیا وہ کافر ہوا۔

۱۱ ـ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى، عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْوَشَّاءِ، عَنْ مُثَنَّى الْحَنَّاطِ، عَنْ أَبِي بَصِيرٍ قَالَ: قُلْتُ لِأَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عليه السلام: تَرِدُ عَلَيْنَا أَشْيَاءُ لَيْسَ نَعْرِفُهَا فِي كِتَابِ اللّٰهِ وَلَا سُنَّةٍ فَنَنْظُرُ فِيهَا؟

*

*

باب بیستم ۲۰ بدعت ورائے وقیاس روایت ۹ - ۱۰

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ

ترجمہ اردو

حیات القلوب
جلد اوّل

مؤلفہ :- علّامہ مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ :- مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل مرزاپوری کربلائی مشہدی

جس میں

حضرت آدم علیہ السّلام سے حضرت عیسٰی علیہ السّلام تک تمام انبیا و مرسلین کے مکمل و مفصل حالات درج ہیں

ناشران

امامیہ کتب خانہ

محفوظ رہا۔ راوی نے پوچھا کیا آسمان پر اُٹھا لیا گیا تھا؟ فرمایا نہیں لیکن پانی سے متصل نہیں ہُوا بلکہ اس کے گرد بلند ہوا تھا۔

بسندِ معتبر منقول ہے کہ حضرت امام رضاؑ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ کس سبب سے حق تعالیٰ نے تمام زمینوں کو غرق کیا حالانکہ اس میں اطفال اور وُہ لوگ مثلاً دیوانے بھی تھے جن کے لیئے گناہ نہیں ہے۔ جواب میں فرمایا کہ ان میں اطفال نہیں تھے۔ کیونکہ خدا نے چالیس سال قبل سے قوم نوحؑ کی صلبوں کو اور اُن کی عورتوں کے رحموں کو عقیم کر دیا تھا۔ لہٰذا ان کی نسلیں منقطع ہوگئی تھیں۔ ایسا نہیں ہوتا کہ خدا اس کو اپنے عذاب سے ہلاک کرے جس نے کوئی گناہ نہ کیا ہو۔ نوحؑ کی قوم نے حضرت نوحؑ کی تکذیب کی اس لیئے ہلاک ہوئی۔ بقیہ اور لوگ اس لیئے ہلاک ہُوئے کہ تکذیب کرنے والوں کی تکذیب سے راضی تھے۔ اور کوئی شخص اگرچہ کسی امر میں شریک نہیں ہوتا لیکن اس پر رضامند رہتا ہے تو گویا کہ وُہ بھی اس میں شریک رہا ہے اور اُس امر کا مرتکب ہُوا ہے۔

اور دوسری معتبر حدیث میں فرمایا کہ حق تعالیٰ نے اس لیئے فرمایا کہ نوحؑ تمہارا بیٹا تمہارے اہل سے نہیں ہے کہ وُہ گنہگار تھا۔ جیسا کہ فرمایا ہے۔ اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ [1]

[1] مولف فرماتے ہیں کہ نوحؑ کے فرزند کے بارے میں مفسرین و مورخین اور علمائے مخالفین کے درمیان اختلاف ہے کہ آیا نوحؑ کا لڑکا تھا یا نوحؑ کی بیوی کا دشوہر اوّل سے، حلال زادہ تھا یا زنا زادہ۔ علمائے شیعہ میں مشہور ہے کہ وُہ نوحؑ کا لڑکا تھا اور حلال زادہ تھا۔ اور اس آیت اِنَّہٗ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ کی قرات میں اکثر قاریوں نے عَمَلٌ۔ بفتح عین و میم و ضم لام با تنوین پڑھا ہے جو اسم ہے۔ اور کسائی اور یعقوب اور سہل نے بفتح عین و کسرہ میم و فتح لام (یعنی عَمِلَ) پڑھا ہے جو فعل ماضی غیر منصوب ہے جو اس کا مفعول ہے اور قراءت اوّل کی بنا پر بعضوں نے کہا ہے کہ ایک مضاف مقدر ہے یعنی وُہ صاحب عمل ناشائستہ تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ وُہ خود ناشائستہ عمل (کا نتیجہ) تھا یعنی حلال زادہ نہ تھا۔ اور شیعوں کے اس معنی سے انکار پر حضرت امام رضاؑ اور تمام ائمہ علیہم السلام سے بہت سی حدیثیں منقول ہیں کہ جو سُنّی کہتے ہیں کہ وُہ نوح علیہ السلام کا بیٹا نہ تھا غلط کہتے ہیں۔ بلکہ وُہ انہی کا بیٹا تھا۔ چونکہ کافر و بدکار تھا اس لیئے خدا نے فرمایا کہ وُہ تیرے اہل سے نہیں ہے۔ اور ان کی اطاعت کرنے والوں کو ان کے اہل سے شمار کیا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا مَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ۔ یعنی جس نے میری پیروی کی وُہ میرے اہل سے ہے۔ اور شیعوں کی بعض معتبر حدیثوں میں جو وارد ہُوا ہے کہ وُہ نوحؑ کا فرزند نہ تھا تو وُہ یا تو تقیہ پر محمول ہیں یا اس پر کہ وُہ نوحؑ کی بیوی کا شوہر اوّل سے بطریق حلال پیدا شدہ تھا۔ کیونکہ عقل و نقل سے ثابت ہو چکا ہے کہ انبیاء پاک ہیں اس سے کہ حق تعالیٰ اُن کو چھوڑ دے کہ کسی امر حرام کے ساتھ ان کی طرف نسبت ہو جو (باقی بر صفحہ ۱۷۳)

نوحؑ کے بیٹے کے بارے میں تحقیق جو غرق ہوا کہ وُہ نوحؑ کا بیٹا تھا یا نہیں۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ کشتی سے اُترے ابلیس نے ان کے پاس آ کر کہا کہ زمین میں کسی شخص کا احسان مجھ پر آپ کے احسان سے زیادہ نہیں ہے آپ نے اُن فاسقوں پر لعنت کی اور سب کو جہنم میں پہنچا دیا اور مجھ کو اُن کے گمراہ کرنے (کی محنت) سے راحت بخشی۔ لہٰذا دو خصلتیں آپ کو تعلیم کرتا ہوں۔ اوّل یہ کہ ہرگز کسی پر حسد نہ کیجئے کیونکہ حسد نے میرے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔ دُوسرے حرص ہرگز نہ کیجئے کیونکہ حرص نے آدمؑ کے ساتھ کیا جو کچھ کیا۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جب نوحؑ نے اپنی قوم پر بددُعا کی اور وُہ ہلاک ہوگئی تو شیطان نے آپ کے پاس آ کر کہا کہ آپ کا مجھ پر ایک احسان ہے چاہتا ہوں کہ اس کا عوض دوں۔ نوحؑ نے کہا کہ میں اس بات سے نفرت رکھتا ہوں کہ تجھ پر احسان کروں۔ بتا وُہ احسان کیا ہے۔ اس نے کہا یہ کہ آپ نے اپنی قوم پر نفرین کی اور غرق کر دیا۔ اب کوئی باقی نہیں ہے جسے میں گمراہ کروں۔ اور اب مجھ کو راحت ہے جب تک کہ دُوسرا قرن آئے پھر گمراہ کروں گا۔ نوحؑ نے فرمایا اس کا عوض کیا ہے؟ کہا بندوں پر میرے قابو کے مواقع یاد رکھیئے ان تین حالتوں میں سے کوئی ایک حالت ہو تو میں اُن سے بہت قریب رہتا ہوں: جبکہ وُہ غصہ میں ہوں۔ جبکہ دُو آدمیوں کے درمیان حکم کرتا ہو۔ اور جس وقت بندہ کسی عورت کے ساتھ تنہا ہوتا ہے۔

بسندِ معتبر حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب نوح علیہ السلام حیوانات کو کشتی میں داخل کر رہے تھے بکری نے نافرمانی کی آپ نے اُس کو کشتی میں پٹک دیا اُس کی دُم ٹوٹ گئی۔ اسی وجہ سے اُس کی شرمگاہ کھلی رہ گئی۔ اور گوسفند نے کشتی میں داخل ہونے میں سبقت کی تو نوحؑ نے اُس کی دُم اور پُشت پر ہاتھ پھیرا اس سبب سے اس کی بڑی دُم پیدا ہوگئی جس سے اُس کی شرمگاہ پوشیدہ رہی۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ نجف دُنیا میں سب سے بلند ایک پہاڑ تھا اور

(بقیہ صفحہ ۱۷۲) ان کی ذلت کا باعث ہو۔ اسی طرح اس آیت میں حق تعالیٰ نے جس میں کہ حفصہ و عائشہ کی مثال بیان کی ہے فرمایا ہے کہ ان عورتوں کی مثال زنِ نوحؑ و لُوطؑ کی سی ہے۔ وُہ دونوں ہمارے دو نیک بندوں کے تصرف میں تھیں پھر ان دونوں نے ان سے خیانت کی تو ان بندوں نے عذابِ خدا سے بچانے میں ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا۔ اور ان عورتوں سے کہا گیا کہ دوزخ کی آگ میں جہنم والوں کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔ اور عامہ و خاصہ کے طریق پر حدیثیں وارد ہوئی ہیں کہ ان (نوحؑ و لُوطؑ کی) عورتوں کی خیانت یہ تھی کہ وُہ کافرہ تھیں اور کافروں سے مومنوں کی چغلخوری کرتی تھیں اور اپنے شوہروں کو آزار پہنچاتی تھیں کوئی اور خیانت نہ تھی۔ ۱۲ (منہ)

هو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم

اردو ترجمہ

حیات القلوب جلد دوم

مؤلفہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ

مترجمہ مولوی سید بشارت حسین صاحب کامل مرزا پوری

—— جس میں ——

پیغمبر آخر الزمان کے تمام وکمال حالات، خلقت نورؐ، ولادت، معجزات ارضی وسماوی، غزوات وسرایا، معراج، مباہلہ، علمائے نجران کا آپس میں مناظرہ، بادشاہان وقت کو دعوت اسلام، نیز دیگر واقعات تا وفات آنحضرتؐ وفضائل ومناقب اہلبیت علیہم السلام نہایت تفصیل سے درج ہیں۔

—— ناشر ——

طہٰ پبلشنگ سینٹر

درگاہ حضرت عباسؑ، رستم نگر، لکھنؤ ۳ (انڈیا)

کہا کتنا قابل ہے خدا جو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان باتوں سے آگاہ کر دیتا ہے جو ہمارے اور تمہارے درمیان ہوا کرتی ہیں اور ان باتوں سے بھی جو دلوں میں گزرتی ہیں اور آیتیں اس بارے میں نازل کر دیتا ہے تاکہ ہمیشہ ان کو لوگ پڑھتے رہیں۔ تو آنحضرتؐ نے جناب عمار یاسرؓ کو ان میں مل جانے کا حکم دیا کیونکہ وہ کچھ ایسی باتیں کرتے ہیں کہ ممکن ہے کہ جل جائیں۔ وہ ان کے پاس آکر کہنے لگے کہ تم نے کیسی نامناسب باتیں کی ہیں جن کی خبر خدا نے تمہارے پیغمبرؐ کو دے دی۔ انہوں نے کہا ہم نے تو کوئی ایسی بات نہیں کی اور اگر کچھ کہا ہے تو مزاح اور کھیل میں کہا ہے اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ یَحْذَرُ الْمُنَافِقُونَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِي قُلُوبِهِمْ قُلِ اسْتَهْزِءُوا اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَا تَحْذَرُونَ ۝ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ۝ (پ ۱۰ آیت ۶۴، ۶۵ سورۂ توبہ) یعنی منافقین ڈرتے ہیں اس بات سے کہ کہیں مومنین پر کوئی سورۂ قرآن کا نازل نہ ہو جائے جس سے مومنین کو اطلاع ہو جائے ان باتوں سے جو منافقوں کے دل میں ہے اے رسولؐ کہہ دو کہ تم مذاق اڑاؤ بیشک خدا ظاہر کرنے والا ہے جو کچھ تم ظاہر کرنے سے ڈرتے ہو اور اے رسولؐ اگر تم ان سے پوچھو کہ تم کیا کہتے تھے وہ کہیں گے کہ ہم لوگ تو مسافروں کی سی گفتگو کرتے تھے اور آپس میں مذاق کرتے تھے اے رسولؐ تم ان سے کہہ دو کہ کیا خدا اور رسولؐ اور خدا کی آیتوں کے ساتھ مذاق کرتے ہو۔ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيمَانِكُمْ اِنْ نَعْفُ عَنْ طَائِفَةٍ مِنْكُمْ نُعَذِّبْ طَائِفَةً بِاَنَّهُمْ كَانُوا مُجْرِمِينَ (پ ۱۰ آیت ۶۶ سورۂ توبہ) معذرت مت کرو کیونکہ تمہارا عذر محض جھوٹ ہے۔ بیشک ایمان ظاہر کرنے کے بعد تم نے اظہار کفر کیا یا یہ کہ کافر ہو گئے ایمان لانے کے بعد۔ تم میں سے جو شخص توبہ کرے گا تو اگر ہم معاف کر دیں (تو ہمارا کرم ہے) ورنہ ہم ان لوگوں پر عذاب کریں گے جو گناہگار ہیں اور اپنے نفاق کو چھپاتے ہیں۔ علی بن ابراہیم نے اس آیت کی تفسیر میں امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ یہ وہ لوگ تھے جو خلوص سے ایمان لائے تھے مگر انہوں نے دین میں شک کیا اور منافق ہو گئے اور وہ چار اشخاص تھے اور ان میں ایک جس کے معاف کر دینے کا خدا نے وعدہ فرمایا مجتبیٰ بن الحمیر تھا اس نے اپنے گناہ کا اقرار کیا اور توبہ کی اور کہا یا رسول اللہ میرے اس نام نے مجھے ہلاک کیا تو آنحضرتؐ نے اس کا نام عبداللہ بن عبدالرحمٰن رکھا۔ اس نے دعا کی کہ خداوندا مجھ کو ایسی جگہ شہادت عطا فرما کہ کوئی نہ جانے کہ میں کہاں ہوں۔ خدا نے اس کی دعا قبول فرمائی اور وہ جنگ مسیلمہ میں شہید ہوا اور کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے۔ غرض وہ تھا جس کو خدا نے معاف فرمایا۔ لیکن عیاشی نے بسند معتبر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیتیں ابوبکر و عمر اور بنی امیہ کے دس اشخاص کے بارے میں نازل ہوئیں کیونکہ یہ بارہ اشخاص عقبۂ تبوک پر جمع ہوئے تھے تاکہ آنحضرتؐ کو ہلاک کر دیں۔ ان کا خیال تھا کہ اگر لوگ ہم کو دیکھ لیں گے تو ہم کہہ دیں گے کہ ہم تو مذاق کر رہے تھے اور اگر کسی نے نہ دیکھا تو حضرتؐ کو ہلاک کر دیں گے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔ اور ایک گروہ کو معاف کر دینے سے مراد یہ ہے کہ امیر المومنینؑ نے مصلحتہً دنیا میں ابوبکر و عمر کو بحکم خدا معاف کر دیا اور ان پر منبر پر لعنت کی اور ان دسوں اشخاص پر بھی لعنت کی۔ جب آنحضرتؐ جنگ تبوک سے واپس آئے مومنین صحابہ نے منافقین پر اعتراض کیا اور ان کو ملامت کرنے لگے تو انہوں نے قسم کھائی کہ ہم دین حق پر ثابت قدم ہیں منافق نہیں ہوئے ہیں

تاکہ شاید مومنین اُن کی آزار رسانی سے باز آجائیں اور اُن سے راضی ہو جائیں تو خدا نے اُن کے جھوٹ کے بارے میں یہ آیتیں نازل کیں: سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انْقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ إِنَّهُمْ رِجْسٌ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ (پ ۱۱ آیت ۹۵، ۹۶ سورہ توبہ)

یعنی اے رسولؐ یہ منافقین جب تم سفر سے واپس آؤ گے تو تم سے قسمیں کھائیں گے جبکہ تم اُن سے غصہ میں منہ پھیر لو گے تاکہ تم اُن سے درگزر کرو اور اُن سے راضی ہو جاؤ وہ یقیناً نجس اور گندے ہیں اور اُن کی بازگشت جہنم ہے اُن کرتوت کے بدلے میں جو اُنہوں نے کیئے ہیں۔ منافقین قسم کھاتے ہیں تاکہ تم اُن سے راضی ہو جاؤ۔ تو اے مومنو! اگر تم اُن سے راضی ہو بھی جاؤ۔ تو خدا تو فاسقوں کے گروہ سے خوش نہیں ہو سکتا۔

تفسیر امام حسن عسکریؑ میں مذکور ہے کہ اُن منافقوں نے جو جنگ تبوک میں شریک تھے آنحضرتؐ کی ہلاکت کا ارادہ کیا اور اُن میں سے ایک گروہ نے جو مدینہ میں تھا حضرت علیؑ کو قتل کرنے کا قصد کیا اُس حسد کے سبب سے جو اُن پر آنحضرتؐ اور امیرالمومنینؑ کے برگزیدہ ہونے کے سبب سے غالب تھا چونکہ رسولؐ خدا مدینہ سے باہر نکلے تو امیرالمومنین کو اپنا خلیفہ مدینہ میں قرار دیا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جبرئیلؑ میرے پاس آئے اور کہا یا رسولؐ اللہ آپ کو خداوند اعلیٰ سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ یا آپ مدینہ سے باہر جائیں اور علیؑ کو مدینہ میں چھوڑیں یا خود مدینہ میں رہیں اور علیؑ کو باہر بھیجیں ان دونوں باتوں میں سے ایک کا اختیار کرنا ضروری ہے کیونکہ میں نے علیؑ کو برگزیدہ کیا ہے ان دو باتوں میں سے جن کی جلالت و بلندی مخلوق میں سے کوئی نہیں جانتا۔ جو شخص ان دونوں اُمور کی اطاعت کرے گا اُس کا ثواب میرے سوا کوئی نہیں جانتا۔ غرض جب حضرتؐ نے مدینہ میں امیرالمومنینؑ کو اپنا خلیفہ بنایا اور جنگ تبوک کو روانہ ہوئے منافقوں نے اس بارے میں بہت باتیں کرنا شروع کیں کہ محمدؐ کے دل میں علیؑ کی طرف سے ملال پیدا ہو گیا ہے اس لیئے اپنے ساتھ رکھنے سے کراہت کرتے ہیں اسی لیئے اس سفر میں اپنے ساتھ نہیں لے گئے۔ یہ باتیں امیرالمومنینؑ کے لیئے رنج و ملال کا باعث ہوئیں اور آپ آنحضرتؐ کے پیچھے روانہ ہوئے اور مدینہ کے قریب ہی اُن سے جا کر مل گئے حضرتؐ نے فرمایا اے علیؑ کیا سبب ہے کہ تم نے مدینہ سے حرکت کی۔ عرض کی یا رسولؐ اللہ لوگوں سے ایسی باتیں سنیں جو برداشت نہیں ہو سکتیں۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ اے علیؑ کیا تم اس بات سے راضی نہیں ہو کہ تم میرے نزدیک ویسے ہی ہو جیسے موسیٰؑ کے نزدیک ہارونؑ تھے لیکن میرے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ یہ سنکر امیرالمومنینؑ مدینہ واپس ہوئے۔ راستہ میں منافقوں نے امیرالمومنینؑ کے قتل کی تدبیر کی اور ایک گہرا گڑھا مثل کنوئیں کے کھدوا تقریباً پچاس ہاتھ لمبا اور اُس کو بوریوں سے چھپا دیا اور اُن پر مٹی ڈال دی۔ اور وہ گڑھا ایسے مقام پر کھدوا تھا کہ حضرتؐ کا بلاشبہ اُسی طرف سے واپس آنا تھا۔ اور وہ گڑھا نہایت گہرا کھدوا تھا تاکہ حضرتؐ اپنے گھوڑے پر سوار جب اُس میں گریں تو ضرور ہلاک ہو جائیں۔ اور اُس کے چاروں طرف بہت سے ڈھیلے پتھر رکھے تھے تاکہ جب حضرتؐ اُس میں گر جائیں تو وہ سب اُس میں ڈال کر اُس کو پاٹ دیں۔ اور آپ کو اُن پتھروں میں پوشیدہ کر دیں۔ غرض جب حضرتؐ اُس مقام پر پہنچے آپ کے گھوڑے نے اپنی گردن پھرائی اور

حضرتؐ کو اُن تمام اُمور سے آگاہ کیا جو دیکھا اور سُنا تھا۔ حضرتؐ نے پوچھا تم نے اُن کی صورتوں کو بھی پہچانا؟ عرض کی یا رسُولؐ اللہ وُہ اپنے چہروں پر نقاب ڈالے ہوئے تھے لیکن اُن میں سے اکثر کو میں نے ان کے اُونٹوں کے ذریعہ پہچان لیا۔ لیکن جب انہوں نے اُس مقام کو اچھی طرح جانچ لیا کہ کوئی نہیں ہے تو اپنے چہروں سے نقاب اُٹھا دی میں نے اُن کو دیکھا اور سب کو پہچان لیا وُہ فلاں فلاں اور فلاں تھے اور اُن چودہ آدمیوں کے نام بتا دیئے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ جب خداوند عالم محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو محفوظ رکھنا چاہے اگر یہ لوگ تمام دُنیا کے لوگوں کو اتفاق کر کے جمع کر لیں کہ اس کو اپنی جگہ سے ہٹا دیں تو خدا اُس کے امر کو جاری کر کے رہے گا۔ اگرچہ کافروں کو پسند نہ ہو۔ پھر فرمایا اے حذیفہ اُٹھو تم، سلمانؓ، اور عمارؓ میرے ساتھ چلو اور خدا پر بھروسہ رکھو۔ اور جب ہم گھاٹی سے گزر جائیں تو لوگوں کو اجازت دو کہ میرے پیچھے آویں۔ غرض حضرتؐ عقبہ سے اُوپر چلے گئے حضرتؐ اپنے ناقہ پر سوار تھے اور حذیفہؓ وسلمان میں سے ایک حضرتؐ کے ناقہ کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور دُوسرے صاحب پیچھے سے ناقہ کو ہنکار رہے تھے۔ جب عمارؓ ناقہ کے پہلو میں چل رہے تھے۔ اور وُہ ملعون منافقین اپنے اُونٹوں پر سوار تھے اور اُن کے پیادے اِدھر اُدھر عقبہ کے اطراف میں تھے اور جو لوگ کہ عقبہ کے اُوپر پہاڑی پر کھڑے تھے۔ انہوں نے ڈبے ریت سے بھر رکھے تھے۔ اُن ڈبوں کو ٹیلے پر سے پھینکا تا کہ آنحضرتؐ کے ناقہ کو بھڑکا دیں شاید حضرتؐ عقبہ سے نیچے گر پڑیں۔ وُہ ڈبے جب حضرتؐ کے ناقہ کے قریب پہنچے خدا کی قدرت سے بہت بلند ہو کر ناقہ کے اُوپر سے گزر کر دُوسری طرف گرے اور ناقہ کو کوئی ضرر نہ پہنچا ناقہ کو ان کا احساس بھی نہ ہوا۔ حضرتؐ نے عمارؓ سے فرمایا کہ اس پہاڑی پر چڑھ کر اپنے عصا سے ان کے اُونٹوں کے مُنہ پر مارو اور ان کو عقبہ سے نیچے گرا دو حضرت عمارؓ نے ایسا ہی کیا اور اُن کے اُونٹ بھڑکے اور سواروں کو پٹک دیا۔ اُن میں سے بعض کے ہاتھ ٹوٹ گئے اور بعض کے پیر اور بعضوں کے پہلو شکستہ ہو گئے جس سے وُہ سخت درد تکلیف میں مبتلا ہوئے۔ اور جب اُن کے زخم اچھے ہوتے تو اُن کے نشانات اُن کے مرتے وقت تک قائم و باقی تھے۔ اسی لیے حضرت رسالتمآبؐ جناب امیرؑ سے فرمایا کرتے تھے کہ حذیفہؓ منافقوں کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں کیونکہ وُہ پہاڑ کے نیچے بیٹھے تھے و اُن کو دیکھ رہے تھے جو حضرتؐ سے پہلے عقبہ سے گزرے تھے۔ غرض خدا نے منافقوں کے شر سے اپنے رسُولؐ کو بچا لیا اور حضرتؐ صحیح وسلامت مدینہ واپس آئے اور خدا نے ابدی ذلت وخواری اُن کے لیے قرار دیا جو حضرتؐ کے ساتھ جنگ میں نہیں گئے تھے اور جنہوں نے امیرالمومنینؑ کو ہلاک کرنے کی کوشش کی تھی۔

کلینیؒ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرتؐ کے ناقہ کو لوگوں نے بھڑکانا چاہا تو ناقہ بقدرت خدا گویا ہوا کہ خدا کی قسم قدم اپنی جگہ سے نہ ہٹاؤں گا اگرچہ مجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔

ابن بابویہؒ نے بسند معتبر حذیفہ بن الیمان سے روایت کی ہے کہ جس وقت آنحضرتؐ جنگ تبوک سے واپس آ رہے تھے تو جن لوگوں نے آنحضرتؐ کے ناقہ کو بھڑکانا چاہا تھا وُہ چودہ اشخاص تھے اوّل و دوم اور معاویہ، ابو سفیان پدر معاویہ، طلحہ، سعد بن ابی وقاص، ابو عبیدہ بن جراح، ابوالاعور، مغیرہ بن شعبہ، سالم ابی حذیفہ کا غلام، خالد بن ولید، عمرو بن عاص، ابی موسیٰ اشعری اور عبدالرحمٰن بن عوف۔ خدا ان سے اپنی رحمت کو دور رکھے یہی وُہ لوگ ہیں جن کے حق میں خدا نے فرمایا ہے وهموا بما لم ينالوا (آیۃ ۷۴ پ ۱۰ سورۃ توبہ)

حدیث معتبر میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرتؐ نے ابوسفیان پر سات موقعوں پر لعنت کی ہے اُن میں سے ایک موقع یہی تھا جبکہ ان لوگوں نے عقبہ میں آنحضرتؐ پر حملہ کیا وُہ بارہ اشخاص تھے۔ سات آدمی بنی اُمیہ میں سے اور پانچ دُوسرے لوگ تھے۔ اُس وقت آنحضرتؐ نے اُن پر لعنت کی۔

شیخ طبرسیؒ نے عامہ وخاصہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ تبوک سے واپس ہوتے بارہ منافقین عقبہ کے اُوپر آنحضرتؐ کی ہلاکت کے لیئے چھپے ہوتے تھے تو جبریلؑ نازل ہوئے اور آنحضرتؐ کو آگاہ کیا اور حضرتؐ سے کہا کہ کسی کو بھیجیں کہ وُہ اُن کے اُونٹوں پر مار کر واپس کر دے۔ اُس رات عمارؓ حضرتؐ کے ناقہ کو کھینچ رہے تھے اور حذیفہؓ پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ حضرتؐ نے حذیفہؓ سے کہا کہ ان کے اُونٹوں کی تھوتھنیوں پر مارو جو عقبہ پر کھڑے ہیں۔ حذیفہؓ ان کو بھگا کر حضرتؐ کے پاس واپس آئے۔ آپؐ نے پُوچھا کہ تم نے ان لوگوں کو پہچانا؟ عرض کی نہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا فلاں فلاں اور فلاں تھے۔ میرے قتل کے ارادہ سے آئے تھے۔ حذیفہؓ نے کہا پھر کسی کو بھیج کر ان کو قتل کیوں نہیں کرا دیتے۔ آپؐ نے فرمایا میں یہ نہیں چاہتا کہ اہل عرب کہیں کہ جس گروہ کے ذریعے دُشمنوں پر غالب ہوئے اور جب غالب ہو گئے تو انہی لوگوں کو قتل کر دیا۔

قطب راوندی نے بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ ایک رات جنگ تبوک کے سفر میں اپنے ناقہ پر سوار جا رہے تھے اور لوگ آپ کے آگے چل رہے تھے۔ جب عقبہ کے قریب پہنچے جبریلؑ نازل ہوئے اور کہا چودہ اشخاص آپ کے اصحاب میں سے جن میں سے چھ افراد تو قریش میں سے ہیں باقی تمام دُوسرے لوگوں میں سے ہیں یا اس کے برعکس اور ان کے نام بتلائے کہ وُہ عقبہ پر بیٹھے ہیں تاکہ آپ کے ناقہ کو بھڑکائیں اور آپ کو ہلاک کر دیں۔ تو حضرتؐ نے ان کے نام لے کر فرمایا کہ تم عقبہ پر اس ارادہ سے بیٹھے ہو کہ مجھ کو ہلاک کرو۔ اُس وقت حذیفہؓ آنحضرتؐ کے ناقہ کے پیچھے تھے اور حضرتؐ کی آواز سُن رہے تھے۔ حضرتؐ نے اُن کو پکارا اور فرمایا کہ میں نے جو کچھ کہا تم نے سُنا؟ عرض کی ہاں۔ حضرتؐ نے فرمایا پوشیدہ رکھنا۔

اُنہی حضرتؑ سے بسند دیگر روایت کی گئی ہے کہ ہمیشہ جو کچھ منافقین کہا کرتے تھے قرآن میں نازل ہو جاتا تھا اور وُہ رسوا ہو جاتے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں نے زبان سے کہنا بند کر دیا اور ابرو اور آنکھ سے آپس میں اشارے کرنے لگے۔ تو اُن میں سے بعض نے کہا کہ ہم مطمئن نہیں ہیں اس سے کہ چند آیتیں نازل ہو جائیں اور ہم رسوا ہوں اور یہ ذلت ہمیشہ کے لیئے ہماری اولاد میں باقی رہے۔ آؤ اس عقبہ میں جو ہمارے سامنے ہے آنحضرتؐ کی تاک میں بیٹھیں اور اُن کو عقبہ سے گرا دیں تاکہ وُہ ہلاک ہو جائیں اور ہم اُن کے شر سے محفوظ ہو جائیں۔ اُس عقبہ کو عقبۂ ذی فتق کہتے تھے۔ غرض وُہ عقبہ کے اُوپر چڑھ کر بیٹھ گئے۔ حذیفہؓ آنحضرتؐ کے ناقہ کو ہنکا رہے تھے وُہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ سونے کا ارادہ کرتے تو میں حضرتؐ کے اُونٹ کو چھوڑ دیتا تھا کہ وُہ آہستہ چلے اُس کو تیز نہیں چلاتا تھا۔ اُس رات میں نے سمجھا کہ اندھیری رات ہے لہٰذا حضرتؐ کے اُونٹ سے الگ نہ ہوں گا غرض میں حضرتؐ کی خدمت میں حاضر تھا کہ جبریلؑ نازل ہوئے کہ فلاں فلاں اور فلاں اور ایک گروہ کا نام لیا کہ وُہ عقبہ پر بیٹھے ہیں تاکہ آپؐ کے اُونٹ کو بھڑکا دیں۔ تو حضرتؐ نے اُن کے نام لے لے کر اُن کو پکارا کہ اے فلاں اے فلاں

اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :- وَاِذَا دُعُوْآ اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ (آیت ۴۸ سورۃ النور پ۱۸) یعنی جب وُہ خدا و رسُولؐ کی طرف بلائے جاتے ہیں تاکہ اُن کے درمیان رسُولؐ فیصلہ کریں تو اُن میں سے ایک فریق روگردانی کرتا ہے۔ یہ آیت اُن کے کفر و شقاوت کے بیان میں نازل ہوئی۔

روایت ہے کہ ایک روز آنحضرتؐ کا ایک باغ کی طرف گذر ہُوا جہاں عمرو بن عاص اور عقبہ بن معیط شراب کے نشہ میں مست ہو کر سید الشہداء حضرت حمزہؑ کی شہادت پر طعن و طنز کے ساتھ چند اشعار پڑھ رہے تھے۔ تو آپ نے فرمایا خداوندا ان کو فتنوں میں سرنگوں فرما جو سرنگوں کرنے کا حق ہے اور جہنم کی آگ میں جلا جو جلانے کا حق ہے۔

روایت ہے کہ ایک انصاری کا ایک درخت ایک دُوسرے شخص کے مکان میں تھا وُہ بغیر اُس کی اجازت کے اُس کے گھر میں داخل ہو گیا۔ صاحبِ خانہ نے اُس کی شکایت رسُولؐ اللہ سے کی حضرتؐ نے اس مالکِ درخت انصاری کو بلا کر فرمایا کہ اپنا وُہ درختِ خرما مجھے دے دے جس کے عوض میں تجھ کو بہشت میں ایک درخت دُوں گا اُس بدبخت نے منظور نہ کیا۔ حضرتؐ نے فرمایا اچھا فروخت کر دے اُس کے عوض ایک باغ میں تجھے بہشت میں دُوں گا۔ لیکن اُس نے قبول نہ کیا اور واپس چلا آیا۔ ابوالدحداح انصاری اُس کے پاس گئے اور اُس درخت کو اُس سے خرید کر جناب رسُولِ خدا کی خدمت میں آئے اور عرض کی یا رسُولؐ اللہ آپ اس درخت کی جو قیمت اُس انصاری کو بہشت میں دینا فرما رہے تھے مجھے دیجیئے اور یہ درخت مجھ سے لے لیجیئے۔ حضرتؐ نے فرمایا تمہارے واسطے اس درخت کے عوض بہت سے باغ ملیں گے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی :- فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰى وَاتَّقٰى ۝ وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْيُسْرٰى ۝ (آیت ۵ تا ۷ سورۃ لیل پ۳۰) تو جس نے سخاوت کی اور اچھی بات (اسلام) کی تصدیق کی تو ہم اُس کے لیئے راحت و آسانی (جنت) کے اسباب مہیا کر دیں گے یا آسانی اُس کام میں جس میں اُس کو راحت حاصل ہو" یہ آیتیں ابوالدحداح کی شان میں نازل ہوئیں جس نے ثوابِ الٰہی کی تصدیق کی۔ اور یہ دُوسری آیتیں اُس انصاری کے حق میں نازل ہوئیں جس نے بخل کیا اور ثوابِ آخرت کی تصدیق نہ کی۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا ہے :- وَاَمَّا مَنْۢ بَخِلَ وَاسْتَغْنٰى ۝ وَكَذَّبَ بِالْحُسْنٰى ۝ فَسَنُيَسِّرُهٗ لِلْعُسْرٰى ۝ وَمَا يُغْنِيْ عَنْهُ مَالُهٗۤ اِذَا تَرَدّٰى ۝ (آیت ۸ تا ۱۱ سورۃ مذکور پ۳۰) اور جس نے بخل کیا اور لاپرواہی کی اور اچھی بات کو جھٹلایا تو ہم اُس کو سختی (جہنم) میں پہنچا دیں گے اور اُس کا مال اُس کو کچھ فائدہ نہ دے گا جبکہ وُہ قبر یا جہنم میں جا پہنچے گا۔ اور آخر سورۃ میں خداوند عالم نے ابوالدحداح کو زیادہ پرہیز گار فرمایا ہے اور اُس کی مدح کی ہے۔ اور اُس انصاری کو زیادہ شقی کہا ہے اور اُس کے لیئے جہنم کا وعدہ کیا ہے۔ اور قرب الاسناد میں یہی مضمون بسند صحیح حضرت امام رضاؑ سے روایت ہے جس میں مذکور ہے کہ ابوالدحداح نے خرمے کا ایک باغ دیا اور اُس درختِ خرما کو خرید کیا۔ اور شیخ طبرسیؒ نے اس سورۃ کے نازل ہونے کی وجہ یوں روایت کی ہے کہ ایک شخص کا ایک درختِ خرما خود

اُس کے اپنے گھر میں تھا جس کی شاخ اُس کے ہمسایہ کے مکان میں پھیلی ہوئی تھی۔ وُہ ہمسایہ غریب اور عیالدار تھا۔ جب وُہ شخص اپنے درخت پر خرمے توڑنے کے لیئے چڑھتا تو کچھ خرمے اُس ہمسایہ کے گھر میں بھی گر جاتے اور اُس مردِ غریب کے بچے خرموں کو چُن لیتے۔ وُہ شخص درخت سے جب اُترتا تو خرمے اُن بچوں سے چھین لیتا اور اگر وُہ دہن میں رکھ لیتے تو انگلی ڈال کر مُنہ سے نکال لیتا۔ آخر اُس شخص نے آنحضرتؐ کی خدمت میں شکایت کی۔ حضرتؐ نے فرمایا اُس شخص کو بُلا لاؤ۔ وُہ حاضر ہُوا تو آپؐ نے اُس سے فرمایا کہ وُہ شاخ جو اُس غریب شخص کے گھر پر پھیلی ہوئی ہے مجھے دے دے میں تجھے بہشت میں ایک درختِ خرما عطا کروں گا۔ اُس بدنصیب نے کہا کہ میرے پاس بہت سے درختِ خرما ہیں لیکن اس درخت کے پھلوں سے زیادہ کسی کے پھل پسند نہیں کرتا۔ چونکہ ابوالدحداح اُس وقت موجود تھے اور یہ باتیں سُن رہے تھے۔ جبکہ وُہ شخص واپس چلا گیا تو وُہ بھی اُٹھے اور حضرتؐ کی خدمت میں عرض کی یا رسُولؐ اللہ اگر اُس درخت کو میں خرید کر آپ کو دے دوں تو جو اُس درخت کے مالک کے لیئے آپ نے بہشت میں دینے کے لیئے فرمایا میرے لیئے بھی وعدہ فرمائیں گے حضرتؐ نے فرمایا ضرور۔ یہ سُنکر ابوالدحداح صاحبِ درخت کے پاس گئے اور اُس کو خریدنے کی خواہش کی۔ اُس نے کہا تم نے سُنا کہ جناب رسُولِؐ خدا اُس کے عوض مجھے بہشت میں درخت دے رہے تھے لیکن میں نے قبول نہیں کیا۔ ابوالدحداح نے کہا کہ اُس کے بیچنے کا ارادہ رکھتے ہو یا نہیں۔ اُس نے کہا نہیں بیچوں گا۔ جب تک اتنا زیادہ مال اُس کے عوض نہ ملے کہ مجھے گمان نہ ہو کہ اس قدر مال کوئی دے سکتا ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کس قدر قیمت چاہتے ہو۔ اُس نے کہا چالیس ۴۰ درختِ خرما۔ ابوالدحداح نے کہا کیا خوب۔ اپنے ایک ٹیڑھے درخت کے عوض چالیس ۴۰ درخت مانگتے ہو۔ اچھا میں نے دیئے۔ اُس نے کہا کچھ لوگوں کو لاؤ اور گواہ قرار دو تاکہ بعد میں اس سودے کے بارے میں تم انکار نہ کرو۔ ابوالدحداح ایک جماعت کو بُلا لائے اور گواہ بنا دیا اور اس درخت کو چالیس ۴۰ درختوں کے عوض خرید کیا۔ پھر حضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یا رسُولؐ اللہ وُہ درخت میں نے خرید لیا اور حضورؐ کو دیتا ہوں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ اُس شخص فقیر کے گھر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کہ یہ درخت اب تیرا اور تیرے عیال کا ہے اُس وقت خدا نے یہ آیتیں نازل فرمائیں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تین ۳ اشخاص جناب رسُولِؐ خدا پر بہت اتہام اور جھوٹ باندھتے تھے۔ ابوہریرہ، انس اور عائشہ۔ اور قرب الاسناد میں بسند موثق حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تین ۳ اشخاص نے جناب فاطمہ صلوات اللہ وسلامہٗ علیہا کے خلاف فدک سے انکار کی گواہی دی اور جناب رسُولِؐ خدا پر جھوٹ باندھا کہ کوئی شخص آنحضرتؐ کی میراث نہیں پاتا عائشہ، حفصہ اور اوس بن حدثان۔

قطب راوندی نے وائل بن حجر سے روایت کی ہے۔ وُہ کہتے ہیں کہ جب آنحضرتؐ کے مبعوث ہونے کی خبر مجھ کو یمن میں پہنچی تو میں ایک بڑا بادشاہ تھا اور میری تمام قوم میری فرمانبردار تھی میں نے بادشاہی چھوڑ کر خدا و رسُولؐ کی اطاعت اختیار کی اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہُوا۔ حضرتؐ کے اصحاب نے مجھے

کہتے جو خدا کی ناراضی اور غضب کا باعث ہو۔ پھر جنابِ ابراہیمؑ سے خطاب فرمایا کہ ہم تمہارے غم میں اندوہناک ہیں۔ پھر حضرتؐ نے ایک سوراخ قبر میں مشاہدہ کیا اور اپنے دستِ مبارک سے اُس کو بند کر دیا اور فرمایا کہ تم میں سے جو شخص بھی کوئی کام کرے اُس کو چاہیئے کہ مکمل کام کرے۔ پھر فرمایا کہ اے ابراہیمؑ اپنے سلف صالح عثمان بن مظعون سے ملحق ہو جاؤ۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ جب آنحضرتؐ ابراہیمؑ پر اندوہناک ہوئے صحابہ نے آنحضرتؐ سے کہا یا حضرت آپ بھی روتے ہیں۔ حضرتؐ نے فرمایا یہ گریہ شکایت کے طور پر نہیں بلکہ دل کی رقت و رحمت کے سبب سے ہے۔ جو شخص رحم نہیں کرتا اُس پر دوسرے لوگ بھی رحم نہیں کرتے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی قبر کے پاس خدا کی قدرت سے خرما کا ایک درخت اُگ آیا تھا تاکہ اُس قبرِ مطہر پر سایہ ہو جائے۔ اور جس جس طرف سورج گھومتا تھا آنحضرتؐ کے اعجاز سے وُہ درخت بھی گشت کرتا تھا تاکہ قبر پر دھوپ نہ پڑے یہاں تک کہ وُہ درخت خشک ہو گیا اور قبر معدوم ہو گئی۔ پھر کسی کو معلوم نہ ہوا کہ وُہ کہاں ہے۔

بسندِ معتبر اُنہی حضرتؑ سے روایت ہے کہ آپؑ نے اپنے صحابی سے فرمایا کہ جب تم مدینہ جاؤ تو مادرِ ابراہیم کے بالاخانہ کی طرف بھی جانا کیونکہ وُہ جناب رسُولِ خدا کا مسکن اور حضرت کی نماز کی جگہ ہے۔

علی بن ابراہیم اور ابن بابویہ نے موثق سندوں کے ساتھ حضرت امیرالمومنین اور امام محمد باقرؑ و امام جعفر صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ بن رسالت مآبؐ نے رحلت کی تو سرورِ عالم زیادہ محزون و مغموم ہوئے۔ عائشہ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ آپ اس پر اس قدر مغموم کیوں ہوتے ہیں وُہ تو بس جریح قبطی کا ایک لڑکا تھا جو ہر روز ماریہ کے پاس آتا جاتا تھا۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ بہت غضبناک ہوئے اور امیرالمومنینؑ کو بُلایا اور فرمایا کہ جریح کا سر اُتار لاؤ۔ جنابِ امیرؑ نے شمشیر لے لی اور عرض کی کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسُولَ اللہ آپ جس کام کے لیئے مجھے بھیج رہے ہیں اس کو فوراً عمل میں لاؤں جیسے سُرخ کی ہوئی سیخ اُونٹ کے بالوں میں جاتی ہے یا کچھ غور و فکر کرلوں تاکہ اس کی حقیقت مجھ پر ظاہر ہو جائے۔ حضرتؐ نے فرمایا تامل کرلو اور اس امر میں جلدی مت کرو۔ جنابِ امیرؑ جریح کی طرف روانہ ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ جریح ایک باغ میں تھا۔ جنابِ امیرؑ نے باغ کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ جریح قریب آیا تاکہ دروازہ کھول دے۔ اُس کے سوراخ میں سے دیکھا کہ حضرتؑ کے چہرے سے آثارِ غضب ظاہر ہیں اور برہنہ تلوار ہاتھ میں لیئے ہیں تو ڈرا اور دروازہ نہیں کھولا۔ جنابِ امیرؑ باغ کی دیوار پر چڑھ گئے۔ جریح دہاں سے بھاگا حضرتؑ بھی اُس کے پیچھے دوڑے۔ جب اُس نے دیکھا کہ حضرتؑ قریب پہنچا چاہتے ہیں تو ایک درخت خرما پر چڑھ گیا جب حضرتؑ اُس کے نزدیک پہنچے تو وُہ درخت سے گر گیا۔ اور جب وُہ زمین پر گرا تو اس کی شرمگاہ کھُل گئی۔ جنابِ امیرؑ کی نظر بے اختیار اُس پر پڑی، دیکھا کہ نہ مرد ہے نہ عورت۔ دونوں میں کسی کی علامت نہیں ہے۔ دُوسری روایت کے مطابق وُہ جنابِ ابراہیمؑ کے مکان کی طرف گیا۔ اور کھڑکی سے بالاخانہ پر چڑھ گیا۔ جب اُس کی نظر جنابِ امیرؑ پر پڑی بھاگا اور نیچے کود گیا۔ اور پھر خرما کے ایک درخت پر چڑھ گیا جب

حضرت ابراہیمؑ پر آنحضرتؐ کا گریہ صحابہ کا اعتراض اور آپکا جواب

جنابِ ابراہیمؑ کی قبر پر خرما کا درخت

جنابِ ابراہیمؑ کے غم میں محزون ہونے پر عائشہ کا ماریہ قبطیہ کو جریح قبطی سے متہم کرنا اور آنحضرتؐ کا جنابِ امیرؑ کو جریح کے قتل پر مامور فرمانا اور جریح کے خواجہ سرا ہونے کا انکشاف۔

حضرتؑ درخت کے نیچے پہنچے فرمایا کہ نیچے آ۔ جریح نے کہا یا علیؑ خدا سے ڈریئے اور مجھ پر گمان بد مت کیجیئے کیونکہ میرے آلۂ مردمی قطعی کاٹ ڈالے گئے ہیں۔ پھر اپنی شرمگاہ کھول دی اور حضرت کی نگاہ اُس پر پڑی۔ غرض حضرتؑ اُس کو پکڑ کر جنابِ رسُولِ خدا کے پاس لائے۔ حضرتؐ نے اُس سے فرمایا کہ اپنا حال بیان کر کہ کیوں تو ایسا ہو گیا ہے اُس نے کہا یا رسُولَ اللہ قبطیوں کا یہ قاعدہ ہے کہ خدمت گاروں میں سے جو شخص بھی اُن کے گھروں میں جاتا آتا ہے اُس کو خواجہ سرا بنا دیتے ہیں۔ اور چونکہ قبطی غیر قبطی کو پسند نہیں کرتے، ماریہ کے باپ نے مجھ کو اُس کی خدمت کے لیئے آپ کے پاس بھیجا تھا تاکہ اُس کی خدمت کروں اور اُس کا مونس و ہمدم رہوں۔ یہ سُنکر آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میں شکر کرتا ہوں اُس خدا کا جو ہم اہلبیتؑ سے ہمیشہ بُرائیوں کو دُور رکھتا ہے۔ اور جھوٹ بولنے والوں پر اُن کا جھوٹ و افترا ظاہر کر دیتا ہے۔ اُس وقت خدا نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَیَّنُوْۤا اَنْ تُصِیْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِیْنَ (آیت ۶ سورۃ الحجرات پ ۲۶) جس کا ترجمہ سابقاً مذکور ہو چکا۔ تو خداوندِ عالم نے آیاتِ قذف نازل کیں جن کو اہلِ سنت کہتے ہیں کہ عائشہ کے حق میں نازل ہوئی وُہ عائشہ کے کفر و نفاق کے اظہار کے لیئے خدا نے بھیجی ہے۔

علی بن ابراہیم نے بسندِ معتبر دیگر روایت کی ہے کہ عبداللہ بن بکیر نے جناب امام جعفر صادقؑ سے پوچھا کہ آپ پر فدا ہوں کیا جناب رسُولِ خدا نے کسی وقت فرمایا تھا کہ جریح کو قتل کر دیں کیا حضرتؐ جانتے تھے کہ یہ اُس کی نسبت افترا ہے یا نہیں جانتے تھے۔ اور خداوندِ عالم نے محض ثابت کرنے کے لیئے جنابِ امیرؑ کے ہاتھ سے اُس قبطی کے قتل کو دفع فرما دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا رسُولُ اللہ جانتے تھے کہ یہ بات افترا ہے لیکن مصلحتاً وُہ حکم دیا اگر آنحضرتؐ نے تاکیداً وُہ حکم دیا ہوتا تو جنابِ امیرؑ بغیر اُس کو قتل کیئے واپس نہ آتے۔ لیکن حضرتؐ نے صرف اس لیئے یہ حکم دیا تھا کہ شاید عائشہ جب یہ سُنیں گی کہ اُن کے کہنے سے ایک شخص ناحق قتل کیا جا رہا ہے تو اپنے گناہ سے توبہ کر لیں گی۔ لیکن وُہ اپنے قول سے نہ پھریں اور اُن کو ایک مسلمان کا ناحق قتل ہونا ناگوار نہ ہوا۔

باونواںؔ باب

آنحضرتؐ کی ازواج کی تعداد اور اُن کے مختصر حالات

ابن بابویہ نے بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسُولِ خدا نے پندرہ[15] عورتوں سے تزویج فرمایا اور تیرہ[13] عورتوں سے مقاربت کی جب دار آخرت کی جانب رحلت فرمائی تو نو عورتیں آپ کی

فرمایا کہ اِنۡ تَتُوۡبَاۤ اِلَی اللّٰہِ فَقَدۡ صَغَتۡ قُلُوۡبُکُمَا ۚ وَ اِنۡ تَظٰہَرَا عَلَیۡہِ فَاِنَّ اللّٰہَ ہُوَ مَوۡلٰىہُ وَ جِبۡرِیۡلُ وَ صَالِحُ الۡمُؤۡمِنِیۡنَ ۚ وَ الۡمَلٰٓئِکَۃُ بَعۡدَ ذٰلِکَ ظَہِیۡرٌ ﴿۴﴾ عَسٰی رَبُّہٗۤ اِنۡ طَلَّقَکُنَّ اَنۡ یُّبۡدِلَہٗۤ اَزۡوَاجًا خَیۡرًا مِّنۡکُنَّ مُسۡلِمٰتٍ مُّؤۡمِنٰتٍ قٰنِتٰتٍ تٰٓئِبٰتٍ عٰبِدٰتٍ سٰٓئِحٰتٍ ثَیِّبٰتٍ وَّ اَبۡکَارًا ﴿۵﴾ (آیت ۴و۵، سورۂ تحریم پ۲۸) یعنی اے عائشہ وحفصہ اگر خدا کی بارگاہ میں توبہ کرلو اُس گناہ سے جو تم نے کیا (تو تمہارے واسطے بہتر ہے) کیونکہ بلاشبہ تمہارے قلوب کفر وضلالت کی طرف مائل ہوئے۔ اور اگر آنحضرتؐ کی اذیت پر تم ایک دُوسرے کی آپس میں مددگار ہوجاؤ تو (کچھ پروا نہیں) پیغمبرؐ کا مددگار خدا ہے اور جبرئیلؑ اور صالح المومنینؑ ہیں جس سے مُراد باتفاق خاصہ وعامہ امیرالمومنینؑ ہیں اور اُن کے بعد تمام فرشتے مددگار ہیں۔ اگر پیغمبرؐ تم کو طلاق دے دیں تو خدا تمہارے بدلے ان کو تم سے بہتر بیویاں عطا کرے گا جو مسلمان ہوں گی، ایمان والی ہوں گی، نماز پڑھنے والی، فرمانبردار، عبادت گذار اور روزہ رکھنے والی ہوں گی۔ اُن میں سے بعض شوہر کرچکی ہوں گی اور بعض کنواری ہوں گی۔ اس کے بعد خدا نے اس اشکال کو دُور کرنے کے لیئے کہ جاہل لوگ یہ نہ کہیں کہ کیسے ممکن ہے کہ پیغمبرؐ کی بیویاں کافرہ ومنافقہ ہوں خدا نے ایک مثال ان کے لیئے بیان فرمائی جس میں ان کا کفر ہر عاقل پر ظاہر کردیا جیسا کہ ان آیتوں کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا لِّلَّذِیۡنَ کَفَرُوا امۡرَاَتَ نُوۡحٍ وَّ امۡرَاَتَ لُوۡطٍ ؕ کَانَتَا تَحۡتَ عَبۡدَیۡنِ مِنۡ عِبَادِنَا صَالِحَیۡنِ فَخَانَتٰہُمَا فَلَمۡ یُغۡنِیَا عَنۡہُمَا مِنَ اللّٰہِ شَیۡئًا وَّ قِیۡلَ ادۡخُلَا النَّارَ مَعَ الدّٰخِلِیۡنَ ﴿۱۰﴾ (آیت سورۂ تحریم پ۲۸) یعنی خدا نے اُن کے لیئے جو کافر ہوگئیں ایک مثال بیان کی ہے اور وُہ نوحؑ ولوطؑ کی بیویوں کی مثال ہے وُہ دونوں عورتیں ہمارے دو شائستہ بندوں کی زوجہ تھیں پھر اُن دونوں نے میرے اُن دونوں بندوں سے کفر ونفاق کے ساتھ خیانت کی تو اُن دونوں پیغمبروں نے اُن عورتوں سے خدا کا عذاب کچھ دفع نہیں کیا اور اُن عورتوں سے قیامت کے روز کہا جائے گا یا عالم برزخ میں کہ کافروں کے ساتھ آتش جہنم میں داخل ہوجاؤ۔" علی بن ابراہیم نے روایت کی ہے کہ ان کی ایک خیانت عائشہؓ کا طلحہ وزبیر کے ساتھ امیرالمومنینؑ سے جنگ کے لیئے بصرہ جانا تھا اور حضرت صاحب الامرؑ عائشہ کو بحکم خدا زندہ کریں گے اور اس خیانت کے سبب حد جاری کریں گے۔[1]

[1] مؤلف فرماتے ہیں کہ جناب اقدس الٰہی نے ان آیتوں میں عائشہ وحفصہ کا کفر ونفاق اور اُن کا آنحضرتؐ کی ایذا پر متفق ہونا اس طرح ظاہر و واضح فرمایا ہے جو کسی صاحب عقل سے پوشیدہ نہیں ہے اور اِن آیتوں کی صراحت و وضاحت کی وجہ سے جو ان کے کفر کے بارے میں نمایاں ہے زمخشری اور فخر رازی نے انتہائی تعصب کے باوجود کہا ہے کہ ان دونوں مثالوں میں خداوند عالم نے جو اس آیت میں اور اس کے بعد کی آیت میں جو زنِ فرعون کے بارے میں بیان کی ہے عظیم اشارہ اُن دونوں مومنین کی ماؤں کے بارے میں فرمایا ہے جو آنحضرتؐ کے آزار پر اتفاق اور حضرتؐ کے راز افشا کرنے میں اُن سے صادر ہوا۔ اور حق تعالیٰ نے ان مثالوں میں اُن کو بیان کیا ہے کہ بوجہ کفر ونفاق نسبی اور سببی رشتہ فائدہ نہیں دیتا (باقی برصفحہ ۹۰۱)

شیخ طوسی وسید ابن طاؤس نے بسند معتبر حضرت امیرالمومنینؑ سے روایت کی ہے۔ وُہ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ ایک روز میں جناب رسُول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ابوبکرؓ وعمرؓ وہاں موجود تھے۔ میں بھی آنحضرتؐ کے اور عائشہ کے درمیان بیٹھ گیا۔ عائشہ نے کہا میری اور آنحضرتؐ کی گود کے سوا کہیں اور جگہ نہ تھی۔ حضرتؐ نے فرمایا خاموش اے عائشہ علیؑ کے بارے میں مجھے اذیت مت دو۔ بے شبہ وُہ آخرت میں میرا بھائی ہے اور مومنوں کا امیر ہے۔ حق تعالیٰ اس کو روز قیامت صراط پر بٹھائے گا اور وُہ اپنے دوستوں کو بہشت میں اور دشمنوں کو دوزخ میں داخل کریں گے۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ تین اشخاص ہیں جنہوں نے جناب رسُولؐ خدا پر جھوٹ بہت باندھا ہے۔ ابوہریرہ، انس بن مالک اور عائشہ۔ اور ابن بابویہ اور برقی نے بسند معتبر حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کی ہے کہ جب حضرت قائم آلِ محمدؑ ظاہر ہوں گے تو وُہ عائشہ کو زندہ کریں گے اور اُن پر حد جاری کریں گے اور جناب فاطمہؑ کا انتقام لیں گے۔ راوی نے پُوچھا میں آپ پر فدا ہوں اُن پر کس سبب سے حد جاری کریں گے۔ امامؑ نے فرمایا کہ مادرِ ابراہیمؑ پر جو افترا کی تھی۔ راوی نے پُوچھا کہ خود آنحضرتؐ نے اُن پر کیوں نہ حد جاری فرمائی اور خدا نے قائم آلِ محمدؑ تک ملتوی کیا۔ حضرتؑ نے فرمایا اس لیئے کہ حق تعالیٰ نے آنحضرتؐ کو رحمت بنا کر بھیجا ہے اور حضرت قائم المنتظرؑ کو انتقام لینے کے لیئے بھیجے گا۔

(بقیہ از صفحہ ۹۰۰) اگرچہ وُہ نسبت اشرف خلق کے ساتھ ہو جو انبیاء ومرسلینؑ ہیں اور ایمان ہونے کے سبب سے کافروں کے ساتھ نسبت ہونا کوئی نقصان نہیں پہنچاتا اگرچہ وُہ کافر فرعون کے مانند ہو۔

واضح ہو کہ ابتدائے سورۃ میں جو خداوند عالم نے جناب رسُولؐ خدا پر عتاب فرمایا وُہ ظاہر ہے کہ انتہائی لطف ومرحمت ہے یعنی اے حبیبؐ کیوں اپنی عورتوں کی خاطر سے اُن لذتوں کو اپنے اُوپر حرام کرتے ہو جو خدا نے تمہارے لیئے حلال کی ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اُن لذتوں کو خود ترک کرنا خصوصاً ایسے وقت میں جبکہ مصلحت ہو حرام نہیں تھا اور نہ وُہ فعل حضرتؐ کا معصیت ہوسکتا ہے اور عتاب جو آنحضرتؐ پر آیت سے ظاہر ہوتا ہے حقیقت میں وُہ بھی اُنہی دونوں بیویوں پر تعریض ہے کہ اُن کی خاطرداری کے لیئے کیوں اپنے کو چند لذتوں سے محروم کرتے ہو۔ اور اُن دونوں کا ابوبکر وعمر کی خلافت کے بارے میں کہنا اگر واقعی حدیث ہو تو بہت سی مصلحتیں ہیں جس میں اُن کا امتحان اور اُن کے کفر ونفاق کا اظہار ہے اور بہت سی مصلحتیں ہیں جن کے ادراک سے اکثر انسانوں کی عقلیں قاصر ہیں مثل شیطان کو خلق کرنے کی مصلحت، اور نفس انسانی میں خواہشیں اور اُن کا فساد پر قادر بنانا وغیرہ۔ اور مومن کو چاہیئے کہ ہر معاملہ میں ایمان پر ثابت وقائم رہے اور شبہ واعتراض کا دروازہ اپنے اُوپر نہ کھولے اور شیطان کے وسوسوں میں نہ پھنسے اور ائمہ دین سے جو کچھ اس کو حاصل ہو اُس سے انکار نہ کرے اور اُن معاملات کا علم اُنہی پر چھوڑ دے۔ ۱۲

بحار الانوار

۱۲

علامہ محمد باقر مجلسی

ترجمہ

مولانا سید حسن امداد ممتاز الافاضل

درحالات

حضرت امام محمد مہدی آخر الزماں علیہ السلام

محفوظ بک ایجنسی • مارٹن روڈ کراچی

Tel: 4124286- 4917823 Fax: 4312882

E-mail: anisco@cyber.net.pk

کتابیات

قرب الاسناد
بشارۃ المصطفیٰ
فلاح السائل
ثواب الاعمال
احتجاج
مجالس المفید
فہرست النجاشی
جامع الاخبار
جمال الاسبوع
جنت
فرحت الغری
کتاب الاختصاص
منتخب البصائر
عدد
سرائر
محاسن
ارشاد
کشف الیقین
تفسیر العیاشی
قصص الانبیاء
استبصار
مصباح الزائر
صحیفۃ الرضاؑ
فقہ الرضاؑ
ضوء الشہاب
روضۃ الواعظین
صراط المستقیم
امان الاخطار
طب الائمۃ

علل الشرائع
دعائم الاسلام
عقائد
عدت
اعلام الوریٰ
عیون والمحاسن
غرر والدرر
غیبۃ الشیخ
غوالی اللئالی
تحف العقول
فتح الابواب
تفسیر علی بن ابراہیم
تفسیر فرات بن ابراہیم
کتاب الروضہ
کتاب العتیق الغروی
مناقب ابن شہر آشوب
قبس المصباح
قضاء الحقوق
اقبال الاعمال
دروع
کمال الدین
کافی
رجال الکشی
کشف الغمہ
مصباح الکفعمی
کنز جامع الفوائد و
تاویل الآیات الظاہرہ
معاً
خصال

بلد الامین
امالی الصدوق
تفسیر الامامؑ
امالی الشیخ
تمحیص
عمدۃ
مصباح الشریعہ
مصباحین
معانی الاخبار
مکارم الاخلاق
کامل الزیارۃ
منہاج
مہج الدعوات
عیون اخبار الرضاؑ
تنبیہ خاطر
کتاب نجوم
کفایہ
نہج البلاغہ
غیبۃ النعمانی
ہدایت
تہذیب
خرائج
توحید
بصائر الدرجات۔
طرائف
فضائل
کتاب الحسین بن سعید
اوکتابہ والنوادر
من لا یحضرہ الفقیہ

بحارُ الانوار (عربی جلد ۵۲، ۵۳) جلد دوازدہم ۱۲

درحالات حضرت امام العصر صاحب الامر علیہ السلام

بحار الانوار

باب ۲۸

بست ہشتم

ظہورِ امامؑ کے وقت کیا ہوگا؟

بروایت مفضلؒ بن عمر

ترجمۂ آیت: اور جو لوگ راہِ خدا میں قتل کیے گئے تم اُن ہرگز مردہ گمان نہ کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس سے رزق پاتے ہیں (۱۶۹) اور وہ اُس سے بہت خوش ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اور وہ اُن کے بارے میں بہت خوش بشاش ہیں جو ابھی اُن سے نہیں ملے اور اُنکے پیچھے رہ گئے ہیں کہ اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ آزردہ خاطر ہوں گے۔" (آل عمران ۱۶۹-۱۷۰)

رُجعت کا ذکر قرآن میں ہے

مفضّل نے عرض کیا: مولا! مگر آپ کے شیعوں میں سے بعض لوگ آپؑ حضرات کی رجعت کے قائل نہیں ہیں؟

فقال ع: انما سمعوا قول جدّنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نحن سائر الائمہ نقول:

الآیۃ: "وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ" (سورۃ السجدۃ آیت ۲۱)

قال الصادقؑ: العذاب الادنیٰ، عذاب الرجعۃ والعذاب الاکبر، عذاب یوم القیامۃ۔

الآیۃ: "يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ" (سورہ ابراہیم آیت ۴۸)

ترجمۂ روایت: آپ نے فرمایا: حالانکہ اُنھوں نے ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول اور ہم تمام ائمہؑ کا قول اس آیت کے متعلق سنا ہے:

ترجمۂ آیت: "اور یقیناً ہم انھیں عذابِ ادنیٰ کا مزا چکھائیں گے عذابِ اکبر کے علاوہ۔" (السجدہ آیت ۲۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں "عذابِ الادنیٰ" سے مراد رجعت کے زمانے کا عذاب ہے۔ اور "عذاب الاکبر" سے مراد قیامت کے دن کا عذاب ہے۔ جس میں زمین و آسمان بدل دیے جائیں گے۔ یعنی

ترجمۂ آیت: "جس دن زمین غیر زمین میں بدل دی جائے گی اور آسمان بھی، اور سب کے سب

مفضّل نے عرض کیا: اے میرے مولا! ہم جانتے ہیں کہ آپ حضرات (گروہِ ائمہ) اللہ تعالیٰ کے اس قول:

(الآیۃ) "نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ" (سورۃ انعام ۸۳)

ترجمہ: "ہم جس کے درجات چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں۔"

نیز فرمایا: "اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ" (انعام ۱۲۴)

ترجمہ: اللہ ہی سب سے بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دیتا ہے

اور یہ فرمایا: "إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ" (الآیۃ) (سورۃ آل عمران ۳۳-۳۴)

ترجمہ: "تحقیق اللہ نے آدمؑ کو اور نوحؑ کو اور آلِ ابراہیمؑ کو اور آلِ عمران کو تمام جہانوں پر فوقیت دیکر، منتخب (برگزیدہ) فرمایا۔ اُن میں سے بعض بعضوں کی ذرّیت ہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے۔"

(ان تمام آیات) کے بموجب اللہ کے منتخب بندے ہیں۔

قال الصادق علیہ السلام: یا مفضّل! فاین نحن فی ھذہ الآیۃ؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے مفضّل! اس قرآن میں ہمارا ذکر کہاں ہے؟

مفضّل نے عرض کیا: خدا کی قسم! یہ مندرجہ ذیل آیات بتاتی ہیں:

پہلی آیت: "إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ" (آل عمران ۶۸)

ترجمۂ آیت: "بیشک ابراہیمؑ سے قریب ترین انسانوں میں وہی لوگ ہیں جو اُن کی اور اس نبی کی اور اُن کی جو ایمان لائے پیروی کرتے ہیں اور اللہ مومنوں کا ولی ہے۔"

دوسری آیت: "مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ" (الحج: آیت ۷۸)

ترجمہ: (یہ تمہارے باپ ابراہیمؑ کا دین ہے اُس نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے)

تیسری آیت: قولِ حضرت ابراہیمؑ ہے: "وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ" (سورۃ ابراہیم ۳۵) یعنی "(اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بُت پرستی سے اجتناب کی توفیق دے)"

اور ہم لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی چشم زدن کے لیے بھی بُت و مورت کی پرستش نہیں کی اور نہ کبھی شرک کیا۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

(۱۹۸) مجھے وہ مقام زیادہ پسند ہے جہاں ؟

کتاب فضل بن شاذان میں سعد سے روایت ہے کہ حضرت ابوالائمہ امام علی بن ابوطالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ؛ اور اس روایت کو سعد نے حضرت ابومحمد امام حسن علیہ السلام سے نقل کیا کہ:

قال ع: " لموضع الرّجل فی الکوفة أحبّ الیّ من دار فی المدینة "

" وہ مقام جہاں اس مرد (امام قائم) کا مسکن ہوگا مجھے مدینہ کے گھر سے زیادہ پسند ہے "۔

★ اور سعد بن اصبغ نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ فرماتے تھے کہ:

" من کانت له دار بالکوفة فیتمسّك بها "

" جس کا گھر کوفہ میں ہو وہ اس سے متمسک رہے ، اسے نہ چھوڑے "۔

(۱۹۹) امام قائم اس کو شکست دینگے

اپنے اسناد کے ساتھ حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ:

" یہزم المہدیُّ علیہ السلام تحت شجرة اغصانها مدلّاة فی الحیرة طویلة "

" حضرت امام مہدی علیہ السلام مقام حیرہ میں ایک گھنے درخت کے نیچے (سفیانی) کو شکست دیں گے "۔

(۲۰۰) دو جھاؤ کے درختوں کو نکال کر جلائیں گے ؟

اپنے اسناد کے ساتھ بشیر نبال نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا:

قال ع " هل تدری اوّل ما یبدء به القائم علیه السلام ۔ ؟ "

قلت : لا ۔

قال ع : یخرج هذین رطبین غضّین فیحرقهما ویذریهما فی الرّیح ویکسر المسجد ۔ ثمّ قال ع: انّ رسول الله ص

قال ع عریش کعریش موسیٰ علیه السلام وذکر انّ مقدم مسجد رسول الله ص کان طیناً وجانبه جرید النّخل ۔ "

آپ نے فرمایا ؟ کیا تمھیں معلوم ہے کہ امام قائم ع اپنا عمل کہاں سے شروع کریں گے ؟

میں نے عرض کیا: (فرزند رسول ص !) مجھے تو علم نہیں ہے۔

آپ نے فرمایا: " سب سے پہلے اُن دو جھاؤ کے جھاڑوں کو (مدفن) سے) نکال کر جلا ڈالیں گے ، اور اُن کی راکھ کو ہوا میں اڑا دیں گے ، اس کے بعد مسجد کو مسمار کریں گے ۔

پھر فرمایا : حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ چھپر کا سائبان جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سائبان تھا۔

پھر فرمایا: مسجد رسول ص میں مٹی کا چبوترہ تھا جس کے ایک طرف کھجور کے تنے کا ستون تھا "۔

(۲۰۱) چہار دیواری کا انہدام

اور اپنے اسناد کے ساتھ اسحاق بن عمار نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ:

قال ع : اذا قدم القائم علیه السلام وثب ان یکسر الحائط الّذی علی القبر فیبعث الله تعالیٰ ریحاً شدیدةً وصواعق ورعوداً حتّی یقول النّاس : انّما ذا لذا ، فیتفرّق اصحابه عنه حتّی لا یبقیٰ معه احد ، فیاخذ المعول بیده ، فیکون اوّل من یضرب بالمعول ثمّ یرجع الیه اصحابه اذا رأوه یضرب المعول بیده ، فیکون ذالك الیوم فضل بعضهم علی بعض ویصلبهما ثمّ ینزلها ویحرقهما ثمّ یذریهما فی الرّیح

آپ نے فرمایا " جب امام قائم پیشقدمی کریں گے اور قبر کے گرد چہار دیواری کو توڑنے کے لیے آگے بڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ شدید آندھی کو گرج وچمک کے ساتھ بھیجے گا ۔ لوگ کہنے لگیں گے کہ یہ (آندھی وغیرہ) اسی وجہ سے ہے ۔ اور آپ کے ساتھی بھی آپ کا ساتھ چھوڑ جائیں گے اور کوئی باقی نہ رہے گا تو آپ کدال (کھدال) خود اپنے ہاتھ میں لیں گے اور آپ پہلے شخص ہوں گے جو اس پر کدال (کھدال) چلائیں گے ۔ پھر آپ کے ساتھی جب یہ دیکھیں گے تو وہ بھی آجائیں گے اور اس دن جسقدر جلد اور پہلے جو سبقت کرے گا اس کو اتنی ہی فضیلت حاصل ہوگی اور سب ملکر چہار دیواری کو منہدم کردیں گے پھر دو جھاؤ کے جھاڑوں کو نکال کر جلائیں گے اور اُس کی راکھ ہوا میں اڑا دیں گے ۔ "

باب 27 روایت 200 - 201

"وَ اِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۔" (سورۂ بقرہ: آیت ۱۲۴)

ترجمۂ آیت: "اور جب ابراہیمؑ کی آزمائش ان کے رب نے چند کلمات سے کی، اور وہ ان میں پورے اُترے تو اُس (اللہ) نے فرمایا: بیشک میں نے تمھیں لوگوں کا امام قرار دیا۔ اُنھوں (ابراہیمؑ) نے عرض کیا: اور میری اولاد میں سے (کس کو یہ عہدۂ امامت عطا ہوگا؟) اُس (اللہ) نے فرمایا: میرا عہد (یہ عہدۂ امامت) ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔"

اس آیت میں "عہد" سے مراد عہدۂ امامت ہے جو کسی ظالم کو نہیں ملے گا۔

آپؑ نے فرمایا: اے مفضّل! تمھیں کیسے معلوم کہ ظالم کو عہدۂ امامت نہ ملے گا؟

مفضّل نے عرض کیا: مولا و آقا! میرا امتحان نہ لیجیے، اس کی مجھ میں طاقت نہیں ہے میرے علم کو نہ آزمایئے، اس لیے کہ یہ علم تو ہمیں آپ ہی حضرات سے ملا ہے آپ حضرات سے تو ہم نے فیض حاصل کیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے مفضّل! تم سچ کہتے ہو۔ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس سلسلے میں عطا فرمائی ہے اگر تم اس کا اعتراف نہ کرتے تو آج تم ایسے نہ ہوتے۔

پھر فرمایا: اچھا مفضّل! یہ بتاؤ کہ قرآن مجید میں یہ کہاں ہے کہ کافر ظالم ہے؟

مفضّل نے عرض کیا: جی ہاں اے مولا! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

"وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۔" (سورۂ البقرہ آیت ۲۵۴)

اور کافر وہ ہیں جو ظالم ہیں۔ و[1]

"وَ الْكٰفِرُوْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۔"

"اور کافر ہی وہ ہیں جو فاسق ہیں"

اور جس نے کفر اختیار کیا، فسق کیا یا ظلم کیا اُس کو اللہ تعالیٰ لوگوں کا امام نہیں بنائے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے مفضّل! تم نے بڑی اچھی بات کہی۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم لوگ ہماری رجعت کے کس طرح قائل ہو جبکہ ہمارے مقصّرین شیعہ تو رجعت کا مطلب یہ سمجھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیاوی ملک و سلطنت واپس دلا[ئے گا]

[1] یہ آیت نہیں ہے بلکہ سورۂ مائدہ کی ۴۷ ویں آیت سے مفہوم لیا گیا ہے

اور امام مہدی علیہ السلام کو بادشاہ بنا دے گا، مگر ان لوگوں پر ہو وائے جو ہماری سلطنت اور ہمارا ملک ہم سے چھینا ہی کب گیا جو وہ ہمیں واپس کرے گا۔

مفضّل نے عرض کیا: خدا کی قسم آپ حضرات کی سلطنت اور ملک آپ سے ہرگز چھینا نہیں گیا۔ اس لیے کہ آپ حضرات کا ملک و سلطنت تو نبوّت، رسالت اور وصایت اور امامت ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے مفضّل! اگر ہمارے شیعہ قرآن میں تدبّر اور غور و فکر کرتے تو ہمارے فضائل میں کبھی شک نہ کرتے، کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے:

الآیۃ: "وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۙ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَ نُرِىَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۔" (سورۂ القصص آیت ۵-۶)

ترجمۂ آیت: "اور ہم نے چاہا کہ جو زمین میں بے بس کیے گئے تھے اُن پر احسان کریں اور اُنھیں امام بنائیں اور اُنھیں وارث قرار دیں۔ اور ہم اُنھیں زمین میں اقتدار بخشیں اور فرعون اور ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو وہ (عذاب) دکھائیں جس کا اُنھیں ڈر تھا۔"

واللہ یا مفضّل! انّ تنزیل هٰذہ الآیۃ فی بنی اسرائیل وتاویلها فینا وانّ فرعون وهامان تیم و عدی۔

ترجمہ: خدا کی قسم اے مفضّل! مندرجہ آیت اگرچہ بنی اسرائیل کے قصّے میں نازل ہوئی ہے مگر اس کی تاویل ہم لوگوں میں ہے اور فرعون و ہامان بنی تیم و عدی کے ہیں (یعنی فلان فلان)

مفضّل نے عرض کیا: اے میرے مولا! متعہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

قال الصادقؑ: المتعۃ حلال طلق والشاهد بها قول اللہ عزّوجلّ الآیۃ: "وَ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَ لٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ" (سورۂ البقرۃ ۲۳۵)

عنوان: رجعت کا ذکر قرآن میں   باب ۲۸ ظہورِ امامؑ کے وقت کیا ہوگا

(۳۱) ائمہ طاہرین علیہم السلام آیاتِ الٰہی ہیں

تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ آیۂ:

آیت "سَيُرِيكُمْ آيَاتِهِ فَتَعْرِفُونَهَا" (سورۂ نمل ۹۳)

ترجمہ (عنقریب وہ تمھیں اپنی نشانیاں (آیات) دکھلائے گا
پس تم ان کو پہچان جاؤ گے ۔) (قال امیرالمومنین والائمہ ۴)

اس آیت میں آیات سے مراد امیرالمومنین علیہ السلام اور جملہ ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں
"اذا رجعوا یعرفھم اعداؤھم اذا رأوھم والدلیل
علی انّ الآیات ھم الائمۃ: قول امیرالمومنین صلوات
اللہ علیہ: "ما للہ آیۃ اعظم منّی" فاذا رجعوا الی
الدنیا یعرفھم اعداؤھم اذا رأوھم فی الدنیا ۔"

ترجمہ روایت: "جب یہ رجعت فرمائیں گے ان کے دشمن انھیں دیکھ کر پہچان لیں گے
اور اس بات کی دلیل کہ آیات سے مراد ائمہ طاہرین ہیں تو امیرالمومنین ع
کا یہ قول ہے کہ "ما للہ آیۃ اعظم منّی"
یعنی: (اللہ تعالیٰ کی کوئی بھی آیت مجھ سے بڑی نہیں ہے)
جب یہ حضرات دنیا میں رجعت فرمائیں گے تو ان کے دشمن انھیں دیکھ کر
پہچان لیں گے۔" (تفسیر علی بن ابراہیم)

(۳۲) قرآن مجید میں حضرت موسیٰ و فرعون کا قصہ (تمثیلاً)

تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ سورۂ قصص میں ہے
"طٰسٓمّٓ ۔ تِلْكَ آيَاتُ الْكِتَابِ الْمُبِينِ ۔" (قصص ۱-۲)
اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کیا اور فرمایا کہ
اے محمدؐ! "نَتْلُوا عَلَيْكَ مِنْ نَبَإِ مُوسَىٰ وَفِرْعَوْنَ بِالْحَقِّ لِقَوْمٍ
يُؤْمِنُونَ ۔ إِنَّ فِرْعَوْنَ عَلَا فِي الْأَرْضِ وَجَعَلَ أَهْلَهَا
شِيَعًا يَسْتَضْعِفُ طَائِفَةً مِنْهُمْ يُذَبِّحُ أَبْنَاءَهُمْ
وَيَسْتَحْيِي نِسَاءَهُمْ ۚ إِنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُفْسِدِينَ ۔
وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ

وَنَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۔ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ
فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا مِنْهُمْ
مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ ۔ (قصص: ۱ تا ۶)

ترجمہ آیات: "ہم تمھیں ایماندار لوگوں کے لیے موسیٰ و فرعون کی سچی خبروں میں سے پڑھ کر
سناتے ہیں (۳) بیشک فرعون نے (مصر کی) سرزمین میں تکبر کیا اور اس کے
باشندوں کو کئی گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سے ایک گروہ کو
عاجز و کمزور کر رکھا تھا، ان کے بیٹوں کو ذبح کر دیتا تھا اور ان کی عورتوں
کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ بیشک وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا (۴)۔"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موسیٰ اور ان کے اصحاب
پر فرعون کی طرف سے جو کچھ ظلم اور قتل ہوا اس کی خبر دی ہے تاکہ آپؐ کی امت
کے ہاتھوں آپؐ کے اہلبیتؑ پر جو کچھ ظلم و ستم ہوگا اس پر ان کو صبر آجائے۔
پھر تلقین صبر کے بعد انھیں خوشخبری بھی سنائی کہ پھر ہم اس کے بعد
تمھارے اہلبیتؑ پر اپنا فضل اس طرح ظاہر کریں گے کہ انھیں زمین پر اپنا خلیفہ
بنائیں گے اور آپؐ کی امت پر ان کو امام قرار دیں گے۔ اور ان ائمہ کو ان کے دشمنوں
کے ساتھ دوبارہ دنیا میں بھیجیں گے تاکہ وہ اپنے دشمنوں سے اپنا بدلہ و انتقام
لیں۔ چنانچہ اس ضمن میں ارشاد فرمایا ہے:
"وَنُرِيدُ أَنْ نَمُنَّ عَلَى الَّذِينَ اسْتُضْعِفُوا فِي الْأَرْضِ وَ
نَجْعَلَهُمْ أَئِمَّةً وَنَجْعَلَهُمُ الْوَارِثِينَ ۔ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ
فِي الْأَرْضِ وَنُرِيَ فِرْعَوْنَ وَهَامَانَ وَجُنُودَهُمَا

ترجمہ آیت: اور ہم نے چاہا کہ جو زمین میں بے بس کر دیے گئے تھے ان پر احسان کریں
اور انھیں امام بنائیں اور انھیں وارث قرار دیں۔ اور ہم انھیں زمین میں
اقتدار بخشیں اور فرعون و ہامان اور ان دونوں کے لشکروں کو وہ (عذاب)
دکھائیں جس کا انھیں خوف تھا۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ ہم فرعون و ہامان اور ان دونوں کے گروہوں کو۔ یعنی ان لوگوں کو
جنھوں نے آلِ محمدؐ کا حق غصب کیا ہے "منھم" یعنی آلِ محمدؐ کی طرف
سے "مَا كَانُوا يَحْذَرُونَ" یعنی انھیں سزا اور قتل کا منظر دکھائیں۔
ولو کانت ھذہ الآیۃ نزلت فی موسیٰ و فرعون لقال "ونُری

(۷۶) صِدِّیقٌ اَنتَ : ؟

سعد نے موسیٰ بن عمر سے ، اُنھوں نے عثمان بن عیسیٰ سے ، اُنھوں نے خالد بن یحییٰ سے روایت کی ہے ۔ اور خالد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ : کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابوبکر کا نام صدیق رکھا تھا ؟

فقالؑ : نعم انه حيث كان معه ابوبكرٌ في الغار ، قال رسول اللهؐ اِنّی لأرىٰ سفينة بنی عبد المطلب تضطرب في البحر ضالّة ، فقال له ابوبكرٌ : وانّك لتراها ؟ قال : نعم !

فقال : یا رسول اللهؐ تقدر ان تُرینیها ؟

فقال : ادن منّی ، فدنا منه فمسح یده علی عینیه

ثمّ قال له : انظر ، فنظر ابوبكرٌ فرأى السفينه تضطرب في البحر ، ثمّ نظر الى قصور اهل المدينة ۔

فقال في نفسه : الآن صدّقت انّك ساحرٌ ۔

فقال له رسول اللهؐ : صِدِّیقٌ اَنتَ ۔

فقلت : لِمَ سمّى عمرُ الفاروق ؟

قال : نعم الا ترىٰ انّه قد فرّق بين الحقّ والباطل واخذ الناس بالباطل ۔

فقلت : فلم سمّى سالمًا الامين ؟

قال : لمّا ان كتبوا الكتب ، ووضعوها على يد سالم ۔ فصار الامين

قلت : اتّقوا دعوة سعد ؟

قال : نعم ،

قلت : وكيف ذلك ؟

قال : ان سعدًا يكرّ فيقاتل عليًّا عليه السّلام ۔

(ترجمہ)

آپؑ نے فرمایا : ہاں ۔ اس لیے کہ وہ غار میں اُن کے ساتھ تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بنی عبد المطلب کا سفینہ سمندر میں اِدھر اُدھر بھٹکتا پھر رہا ہے ۔

ابوبکرؓ نے کہا : کیا واقعاً آپ نے ایسا دیکھا ہے ؟ آپؐ نے فرمایا : ہاں ۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا : یا رسول اللہؐ ! آپ مجھے بھی دکھا سکتے ہیں ؟

آپ نے فرمایا : میرے قریب آؤ ۔

جب حضرت ابوبکرؓ قریب گئے تو آپ نے اپنا دستِ مبارک اُن کی آنکھوں پر پھیرا اور فرمایا : اب دیکھو ۔

حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ ایک سفینہ ہے جو سمندر میں اِدھر اُدھر ہچکولے کھا رہا ہے ۔ پھر آگے نظر ڈالی تو مدینہ کے مکانات نظر آنے لگے ۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دل میں کہا اب میں سمجھ گیا کہ آپ سچ مچ جادوگر ہیں ۔

حضرت رسولِ خداؐ نے فرمایا : صدیق تو تم ہو ۔

راوی نے دریافت کیا ، فرزندِ رسولؐ : اور آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کو فاروق کیوں کہا ؟

آپؑ نے فرمایا : ہاں ، اس لیے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اُنھوں نے حق و باطل کو جدا جدا کر دیا اور لوگوں نے باطل اختیار کر لیا ۔

پھر عرض کیا : اور "سالمؓ" کو امین کیوں فرمایا ؟

آپؑ نے فرمایا : اس لیے کہ جب لوگ کوئی تحریر بھیجتے تو اُسے آپ سالمؓ کے حوالے کر دیتے اس لیے وہ امین کہلاتے ۔

میں نے عرض کیا : آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سعد کی آواز پر لبیک کہنے سے بچو ؟ ایسا کیوں فرمایا ؟

آپؑ نے فرمایا : ہاں ۔ یہ اس لیے فرمایا کہ سعد دوبارہ اس دنیا میں واپس آکر حضرت علیؑ سے مقابلہ کرے گا ۔"

(منتخب البصائر)

(۷۷) امام رضاؑ سے پوچھا گیا کہ ۔۔۔ ؟

محمد بن حمیری نے اپنے والد سے ، اُنھوں نے علی بن سلیمان بن رشید سے اُنھوں نے حسن بن علی خزاز سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ علی ابن ابی حمزہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا : کیا آپ امام ہیں ؟

آپؑ نے فرمایا : ہاں ۔

اُس نے کہا : مگر میں نے آپ کے جد حضرت جعفر بن محمدؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام وہی ہوگا جس کے کوئی اولاد اور عقب ہو ۔ (لا يكون الامام الّا وله عقب ؟)

فقالؑ : اَنسيت يا شيخ ام تناسيت ؟ ليس هكذا ، قال جعفرؑ انما ۔

باب 29 روایت 76

مقاتلہ وجنگ کرے۔ جو شخص اس امر کا اعتقاد رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا کہ عثمان مظلوم قتل ہوا تو اس کی ملاقات اللہ سے اس حال میں ہوگی کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا خواہ وہ دجّال کے زمانے کو نہ پائے۔

ایک شخص نے عرض کیا، یا امیر المؤمنینؑ خواہ وہ دجّال کے زمانے سے پہلے ہی مرجائے ؟

آپ نے فرمایا: ہاں! وہ دجّال کے زمانے میں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور قبر سے اُٹھایا جائے گا اور وہ دجّال پر ایمان لائے گا تو اس کو ذلیل کیا جائے گا۔"

(منتخب البصائر)

(۹۳) جنابِ فاطمہ زہراؑ کا انتقام لیا جائیگا ؟

ماجیلویہ نے اپنے چچا سے، اُنھوں نے برقی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے محمد بن سلیمان سے، اُنھوں نے داود بن نعمان سے، اُنھوں نے عبدالرحیم قصیر سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ

" أما لو قد قام قائمنا لقد ردّت اليه الحميراء حتى يجلدها الحدّ وحتى ينتقم لابنة محمّد فاطمة ؑ منها

منها ." الى آخر ما مرّ فى باب سيلة ؑ "

ترجمہ ! جب ہمارے امام قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو حمیرا اُن کے پاس لائی جائے گی، وہ اس پر حد جاری کریں گے اور فاطمہؑ بنتِ محمدؐ کا اس سے انتقام لیں گے ..... وغیرہ وغیرہ۔ (۹۴) (علل الشرائع)

(۹۴) جمادی و رجب میں بارش

عبدالکریم خثعمی نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

قال ؑ : إذا آن قيام القائم مطر الناس جمادى الآخرة وعشرة أيام من رجب مطرًا لم تر الخلائق مثله فينبت الله به لحوم المؤمنين وابدانهم فى قبورهم ، وكأنّى أنظر اليهم مقبلين من قبل جهينة ، ينفضون شعورهم من التراب ."

آپ نے فرمایا:" جب امامِ قائم علیہ السلام کے ظہور کا وقت آئے گا تو جمادی الآخری اور ماہِ رجب کی دس تاریخ تک ایسی بارش ہوگی کہ ایسی بارش دنیا نے کبھی

نہ دیکھی ہوگی جس سے قبروں کے اندر مؤمنین کے جسموں پر گوشت اُگ آئیں گے۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ جہینہ کی طرف سے اپنے سروں سے خاک جھاڑتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔" (الارشاد)

(۹۵) امام قائمؑ کے ساتھ مالکِ اشتر بھی ہوں گے

مفضل بن عمر نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

قال ؑ:" يخرج مع القائم عليه السلام من ظهر الكوفة سبع وعشرون رجلاً خمسة عشر من قوم موسى عليه السلام الّذين كانوا يهدون بالحقّ وبه يعدلون " (الاعراف : ۱۵۹) وسبعة من اهل الكهف ، ويوشع بن نون وسلمان و ابودجانة الانصارى والمقداد ومالك الأشتر ، فيكونون بين يديه انصارًا وحكّامًا."

ترجمہ :" فرمایا: امام قائم علیہ السلام کے ساتھ پشتِ کوفہ سے ستائیس اشخاص ظہور کریں گے جن میں سے پندرہ اشخاص قومِ موسیٰؑ کے ہوں گے جن کے لیے قرآن میں ارشاد ہے: وَمِنْ قَوْمِ مُوسَىٰٓ أُمَّةٌ يَهْدُونَ بِالْحَقِّ وَبِهِ يَعْدِلُونَ ؛ یعنی (اور موسیٰؑ کی قوم میں سے ایک گروہ ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتا ہے اور اسی حق کے مطابق انصاف کرتا ہے۔) (اعراف : ۱۵۹) اور سات اشخاص اصحابِ کہف کے اور حضرت یوشع بن نون و حضرت سلمان و حضرت ابودجانہ انصاری و حضرت مقداد اور حضرت مالک اشتر علیہم السلام ہوں گے۔" (اعلام الوریٰ - الارشاد)

(۹۶)

احمد بن (محمد بن سعید) نے یحییٰ بن زکریا سے، اُنھوں نے یوسف بن کلیب سے، اُنھوں نے ابنِ بطائنی سے، اُنھوں نے ابن حمید سے، اور اُنھوں نے ثمالی سے اور ثمالی نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ

قال ؑ : لو قد خرج قائم آل محمّد لنصره الله بالملائكة وأوّل من يتبعه محمّد وعلىّ ؑ الثانى الى آخر ما مرّ ." (غیبتِ نعمانی)

آپ نے فرمایا:" جب قائم آلِ محمدؐ ظہور کریں گے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو اُن کی نصرت کے لیے بھیجے گا۔ اور سب سے پہلے حضرت محمدؐ اور دوسرے حضرت علیؑ اُن کے ساتھ ہوں گے۔ وغیرہ وغیرہ

ج: 29 صفحہ 626 - 627

کاندھا دیتے اور کبھی بائیں کو آپ نے فرمایا اس وقت میرا ہاتھ جبرئیل کے ہاتھ میں تھا وہ جدھر لیجاتے تھے میں جاتا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا آپ نے خود ان کے غسل کا حکم دیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی، انہیں قبر میں اتارا اور اس کے باوجود آپ نے فرمایا کہ سعد چند باتوں میں ماخوذ ہیں آپ نے فرمایا ہاں۔ ان کا برتاؤ اپنی اہل خانہ کے ساتھ اچھا نہ تھا۔

بحمد اللہ "جز اول" کا ترجمہ تمام

اللھم صل علی محمد وآل محمد

مورخہ ۲ رجب ۱۴۱۲ھ

بمطابق روز چہار شنبہ ۸ جنوری ۱۹۹۲ء

احقر العباد سید حسن امداد ممتاز الافاضل غازی پور

نہ کردیا پھر فرمایا ابنا الناس لو میں نے اپنے چچا کی لڑکی کا نکاح مقداد سے کر دیا تاکہ اس کی بنیاد پڑجائے۔

(۵) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی کہ سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبد الرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے عبد اللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ قسامت (ظالمانہ خون کی ایک جماعت پچاس آدمیوں کی قسم جب کہ ان کے پاس کوئی گواہ نہ ہو اور وہ قاتل کو پہچانتے ہوں) کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا اگر یہ نہ ہو تو ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور کچھ نہ رہ جائے۔ یہ قسامت ایک احاطہ ہے جس میں سب کا تحفظ ہے۔

(۶) میرے والد نے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ برقی سے انہوں نے محمد بن علی سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے اسماعیل جعفی سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ مغیرہ کا خیال ہے کہ حائضہ جس طرح روزے کی قضا کرے گی اسی طرح نماز کی بھی قضا پڑھے گی۔ آپ نے فرمایا اس کو کیا ہو گیا ہے اللہ اس کو توفیق نہ دے۔ دیکھو کہ عمران کی زوجہ نے کہا کہ انی نذرت لک مافی بطنی محررا (اے میرے پالنے والے میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کو میں دنیا کے کاموں سے آزاد کر کے تیرے نذر کرتی ہوں) سورہ آل عمران۔ آیت نمبر ۳۵ اور مسجد کے لئے آزاد کیا ہوا اس سے کبھی نہیں نکلتا جب وہ مریم کو جن چکیں تو قالت رب انی وضعتہا انثیٰ واللہ اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثیٰ (بولیں اے میرے پروردگار اب میں کیا کروں میں نے تو یہ لڑکی جنی ہوں اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کیا پیدا ہوئی ہے اور لڑکا لڑکی جیسا کیا گذرا نہیں ہوتا) سورۃ آل عمران۔ آیت نمبر ۳۶ الغرض جب وہ جن چکیں تو اس کو مسجد میں داخل کر دیا پس جب وہ وہاں پل بڑھ کر پوری عورت ہو گئیں تو انہیں مسجد سے نکالا تو انہوں نے ایام حیض ہی کہاں دیکھے جس زمانے کی نماز وہ قضا پڑھتیں ان پر تو واجب تھا کہ سارے زمانے مسجد میں رہتیں۔

(۷) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے انہوں نے عبد الحمید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گا اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے گا اس کے نامہ اعمال میں بھی دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذکر کو اپنے ذکر سے وابستہ کر لیا ہے۔

(۸) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے سعد بن عبد اللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے علی بن اسباط سے انہوں نے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے جو خراسان کا رہنے والا تھا اس نے اس حدیث کو مرفوع کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ایک مومن کے لئے گناہ کرنا تکبر سے زیادہ بہتر ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی مومن تا ابد بلا میں نہ بتلا ہوتا۔

(۹) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبد اللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے محمد حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک وہ مشت خاک جس سے اس نے آدم کو پیدا کیا منگوائی تو اس کے لئے حضرت جبرئیل کو بھیجا کہ جاؤ زمین سے ایک مشت خاک لاؤ زمین نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اس سے کہ تم مجھ میں سے کچھ لو۔ یہ سن کر حضرت جبرئیل واپس گئے اور عرض کی پروردگار اس زمین نے تو مجھ سے تیری پناہ چاہی۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل کو بھیجا مگر زمین نے ان سے بھی یہی کہا۔ پھر میکائیل کو بھیجا ان سے بھی یہی کہا تو آخر میں اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا ان سے بھی زمین نے اللہ کی پناہ چاہی کہ وہ اس میں کچھ نہ لیں تو ملک الموت نے کہا کہ میں بھی

اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ بغیر تجھ میں سے کچھ لئے ہوئے خالی ہاتھ واپس جاؤں آپ نے فرمایا کہ آدم کو آدم اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کی سطح (یعنی چیز) اکی مٹی سے پیدا ہوئے۔

(۱۰) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبد اللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے داؤد بن نعمان سے انہوں نے عبد الرحیم قصیر سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو ایک عورت کو ان کی طرف واپس بھیجا جائے گا تاکہ وہ اپنی حد جاری کریں اور محمد کی بیٹی فاطمہ کا ان سے انتقام لیں میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ان پر حد کوڑے کیوں لگائیں گے فرمایا اس لئے کہ انہوں نے ام ابراہیم کا جھوٹ اور تہمت لگائی تھی میں نے عرض کیا پھر اس حد اور سزا کو اللہ تعالیٰ نے حضرت امام قائم کے لئے کیوں مؤخر کر دیا آپ نے فرمایا اس لئے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور امام قائم کو بھیجے گا تو سختی اور سزا کے لئے۔

(۱۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے علی بن ابراہیم مشرقی سے یا کسی دوسرے شخص سے اور اس نے یہ حدیث مرفوع کی کہ اور کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا انسان کی سعادت اس میں ہے کہ اس کے دونوں رخسار ہلکے ہوں آپ نے فرمایا اس میں کون سی سعادت ہے اصل سعادت اس میں ہے کہ اس کے دونوں جبڑے تسبیح کی وجہ سے ہلکے ہوں۔

(۱۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اسماعیل بن مرار سے انہوں نے یونس بن عبد الرحمن سے انہوں نے زرعہ سے انہوں نے سماعہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم بیت الخلا میں جاؤ اور قضائے حاجات کرو اور آبدست نہ لو پھر وضو کر لو اور استنجا کرنا (آبدست) بھول جاؤ اور نماز پڑھنے کے بعد تمہیں آبدست و استنجا یاد آئے تو تم پر اعادہ واجب ہے۔ اور اگر تم نے پانی تو ڈالا اور عضو تناسل کو دھونا بھول گئے یہاں تک کہ تم نے نماز بھی پڑھ لی تو تم پر عضو تناسل کا دھونا اور وضو سب واجب اس لئے کہ پیشاب بھی پاخانہ کے مانند ہے۔

(۱۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے صالح بن سعید سے انہوں نے یونس سے انہوں عبد اللہ بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ چند لوگوں نے شراکت میں ایک کنیز خریدی اور اپنے میں سے کسی کو امانت دار بنایا اور کنیز اس کے حوالے کر دی اس نے اسی کنیز سے مباشرت کر لی؟ آپ نے فرمایا اس پر حد جاری کی جائے گی اور جتنے کوڑے چھوڑ دیئے جائیں گے جتنا اس کنیز میں اس کا حصہ ہے پھر اس کنیز کو فروخت کر دیا جائے گا پھر اگر یہ کنیز جتنے میں خریدی گئی ہے اس سے کم قیمت پر فروخت ہوتی ہے تو خرید اور فروخت دونوں قیمتوں میں جو قیمت زائد ہے وہ اس کو دینا لازم ہے اسی لئے کہ اس نے اپنے شرکاء کا نقصان کیا اور اگر خرید کرتے وقت سے وطی کے دن تک اس کی قیمت زیادہ دی گئی تھی تو اس کو وہ زیادہ قیمت دینی پڑے گی اس لئے کہ اس نے کنیز کو خراب کر دیا۔

(۱۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین سے انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آنجناب سے دریافت کیا کہ ایک شوہر دار عورت ہے اس نے زنا کیا اور حاملہ ہو گئی جب بچہ ہوا تو اسے پوشیدہ طور سے قتل کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس کو بچہ کو قتل پر سو کوڑے لگائے جائیں گے نیز اس کو رجم کیا جائے گا اس لئے وہ شوہر دار تھی۔

صفحہ 470 - 471

ایک ہی جلد میں دو حصے صفحہ 703 باب 385 نادر علل اسباب

اردو ترجمہ

حق الیقین

جلد اوّل

مصنفہ

علامہ سیّد محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

جناب سیّد بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی
(پاکستان)

دیں گے۔ پھر اُس کے بعد میرے لیے یہ ارادہ کیا۔ جب ان لوگوں نے یہ سُنا تو خدمت آنحضرتؐ میں آکر قسم کھائی کہ ایسا ارادہ ہم نے نہیں کیا ہے اُس وقت خداوندِ عالم نے یہ آیت بھیجی یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم وھموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیراً لھم وان یتولوا یعذبھم اللہ عذاباً الیماً فی الدنیا والاخرۃ وما لھم فی الارض من ولی ولا نصیر یعنی وہ لوگ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ جو باتیں اُن سے منسوب کی جاتی ہیں۔ انھوں نے نہیں کیا ہے حالانکہ یقیناً کلمۂ کفر کہا ہے اور اپنے اسلام کا اظہار کرنے کے بعد کافر ہو گئے اور اُس امر کا ارادہ کیا جس میں کامیاب نہیں ہوتے۔ مفسران عامہ میں سے کلبی اور مجاہد نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے اونٹ کو بھڑکا دیں اور حضرت کو ہلاک کر دیں اور دین اسلام میں کوئی عیب نہ پیدا کر سکے۔ مگر یہ کہ خدا اور اس کا رسُول ان کو اپنے فضل سے غنی کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر وُہ توبہ کریں تو اُن کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر حق سے پیٹھ پھیریں تو خداوندِ عالم ان پر دنیا و آخرت میں دردناک عذاب کریگا۔ اور زمین میں ان کا نہ کوئی دوست رہے گا نہ مددگار۔ اور حذیفہ کی طولانی حدیث میں مذکور ہے کہ اس گھاٹی کا نام ہرشٰی تھا۔ حضرتؐ نے مجھ کو اور عمار کو بُلایا اور مجھ کو حکم دیا کہ ناقہ کی مہار کھینچوں اور عمار کو حکم دیا ناقہ کو پیچھے سے ہنکائیں۔ جب ہم اُس درّہ کے قریب پہنچے تو وہ چودہ[۱۴] منافقین جو ڈبّوں کو ریت سے بھرے ہوئے ناقہ کے پیچھے آئے تھے اُن ڈبّوں کو ناقہ کے پیر کے نیچے پھینکا قریب تھا کہ ناقہ بھاگے۔ حضرتؐ نے اُس کو سختی سے فرمایا کہ ساکن رہ تجھ کو کوئی خوف نہیں ہے اُس وقت خدا نے ناقہ کو فصیح عربی ظاہر کرنے والی گویائی عطا فرمائی۔ اُس نے عرض کی یا رسُول اللہؐ خدا کی قسم میں ہاتھ کو ہاتھ کی جگہ سے اور پیر کو پیر کی جگہ سے حرکت نہ کروں گا۔ جب تک آپ میری پُشت پر ہیں۔ جب ان ملعونوں نے دیکھا کہ ناقہ نہیں بھاگتا۔ تو نزدیک آئے تاکہ ناقہ کو گرا دیں۔ اُس وقت میں نے اور عمار نے اپنی تلواریں کھینچیں اور اُن کی طرف بڑھے۔ رات بہت اندھیری تھی الغرض وہ ناامید ہو گئے۔ اُس ظلم سے جس کا انھوں نے ارادہ کیا تھا۔ اُسی وقت بجلی چمکی حذیفہ نے ان سب کو پہچان لیا اور کہا قریش میں سے نو اشخاص تھے۔ اوّل و دوم و سوم، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ جراح، معاویہ بن ابی سفیان، عمرو عاص اور پانچ افراد دوسرے تھے۔ ابوموسیٰ اشعری، مغیرہ بن شعبہ، اوس بن خدثان، ابوہریرہ اور ابوطلحہ انصاری[۱]

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ حدیث حذیفہ اگرچہ بہت فائدوں پر مشتمل ہے لیکن بہت طولانی ہے جو اس رسالہ کے لیے مناسب نہیں اور اس بارے میں تمام حدیثیں بھی بہت ہیں اور جو کچھ میں نے درج کیا ہے انصاف پسند کے لیے کافی ہے۔ ۱۲

کہ اُن حضرتؑ کی خدا اور رسولؐ سے وہ محبت ہے جس کے سبب سے وہ حضرتؑ ہرگز اُن کی مخالفت اختیار نہیں کر سکتے اور اُن کی راہ میں نہایت خوشی و رغبت سے اپنی جان و مال کو فدا کر سکتے ہیں اور خدا و رسولؐ کی آنحضرتؑ سے محبت سے یہ مُراد ہے کہ ہر معاملہ میں اور تمام حالات میں اور ہر پہلو سے وہ حضرتؑ ان کے محبوب ہیں اور یہ دونوں باتیں عصمت کے مرتبہ کے لیے لازم ہیں۔ اور عصمت امامت کے لیے لازم ہے۔ جیسا کہ مکرر مذکور ہوا۔ اور اگر دوسرے طریقے کے ساتھ گفتگو کریں اور کہیں کہ محبت یا تو تمام پہلوؤں سے ہے یا محبت فی الجملہ مراد ہے تو محبت فی الجملہ ایمان کی حیثیت سے ہر مومن کے ساتھ ہے۔ پھر یہ خصوصیت بلا وجہ ہے اور ہر پہلو کے ساتھ عصمت کو لازم قرار دیتی ہے کیونکہ ہر ترجیح دینے والی ہر صفت سے موصوف ہونا اس کا مستلزم ہے کہ اس وجہ سے اُن کو دوست نہیں رکھتے اور اگر ہم ان مراتب سے بھی قطع نظر کریں تب بھی اس میں شک نہیں کہ البتہ فضیلت و منقبت عظیم آنحضرتؑ کے لیے ہے لہٰذا اُن حضرتؑ پر غیر کو مقدم کرنا ترجیح مرجوح اور جاننے والے صاحب عقل کے نزدیک محال ہے۔

۲۔ یہ کہ تھوڑے تامل کے بعد صاحب عقل پر پوشیدہ نہیں رہتا کہ جب علم ابوبکر اور اس کے بعد عمر کو دیا گیا اور اُن کے بھاگنے سے آنحضرتؐ آزردہ ہوئے اُس کے بعد فرماتے ہیں کہ کل علم اُس شخص کو دُوں گا۔ جو ان صفتوں کا مالک ہوگا۔ اور اُس کے ہاتھ پر فتح ہوگی تو یقیناً وہ شخص چاہیئے کہ تمام صفتوں سے مخصوص ہو اور وہ صفتیں اُن لوگوں میں نہ ہوں جو ہزیمت کھا کر بھاگ آتے اور اگر آنحضرتؐ بجائے ان صفتوں کے فرماتے کہ کل علم اُس شخص کو دُوں گا جو مکہ والوں میں سے ہوگا۔ اور قریشی ہوگا۔ باوجودیکہ یہ دونوں صفتیں اُن دونوں حضرات میں موجود تھیں جو پہلے علم لے کر گئے تھے، یہ قول بلاغت کے خلاف تھا۔ لہٰذا اِس جگہ سے معلوم ہوا کہ ابوبکر و عمر خدا کے دوست نہ تھے اور خدا اور رسولؐ ان کو دوست نہیں رکھتے تھے اور اس میں شک نہیں یہ امر مرتبۂ خلافت و امامت کے منافی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص مومن ہو اور خدا و رسولؐ کو دوست نہ رکھے حالانکہ خدا فرماتا ہے وَالَّذِينَ آمَنُوا أَشَدُّ حُبًّا لِلَّهِ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ خدا سے محبت میں بہت زیادہ ہیں۔ بہ نسبت مشرکوں کے جو بُتوں کی محبت رکھتے ہیں۔ نیز فرمایا ہے کہ اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری (رسولؐ) کی پیروی کرو تو خدا بھی تم کو دوست رکھے گا۔ یہ بھی لازم آتا ہے کہ خداوند عالم نے ان کی کوئی عبادت قبول نہیں کی۔ کیونکہ خداوندِ عالم اُن لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور فرمایا ہے کہ خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور پاک و طاہر لوگوں کو۔ لہٰذا ان کا جہاد اور شرک سے توبہ کرنا اور اُن کا پاک ہونا جس معنی سے ہو لیکن پھر بھی نہ وہ صابروں سے تھے اور نہ پرہیزگاروں سے اور نہ توکل کرنے والوں سے اور نہ محسنین سے نہ مقسطین سے کیونکہ

کیونکہ وہ حق و باطل کے جُدا کرنے والے ہیں اور ابن عمر سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ جس نے علیؑ سے جدائی اختیار کی تو وہ مجھ سے جدا ہُوا اور جو مجھ سے جُدا ہوا وہ خدا سے جدا ہوگیا۔ اور ابوایوبؓ انصاری سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے عمار سے فرمایا کہ اگر تم دیکھو کہ علیؑ ایک وادی کی طرف جا رہے ہیں اور لوگ دوسری وادی کی طرف جا رہے ہیں تو تم علیؑ کے ساتھ جاؤ اور لوگوں کو چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ تم کو ضلالت میں داخل نہ کریں گے۔ اور ہدایت سے باہر نہ لے جائیں گے۔ اور ابوذر نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے اور وہ آپس سے جدا نہ ہوں گے، یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں۔ نیز اسی مضمون کو عائشہؓ سے روایت کی ہے اور ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ یہ حدیث میرے نزدیک ثابت ہے کہ جناب رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ اور علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ گھومتا ہے جس طرف وہ گھومتے ہیں۔ اور محمد شہرستانی نے علامہ حلیؒ کے جواب کشف الحق میں اسی حدیث سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ ان حضرتؑ کا حق کے ساتھ ہونا اور اُن کا حق سے جُدا نہ ہونا وہ امر ہے جس میں کسی کو شک نہیں ہے۔ کہ استدلال کی ضرورت ہو اور ابن حجر نے صواعق محرقہ میں روایت کی ہے طبرانی سے اس نے اُمِ سلمہؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ خداؐ سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں۔ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور یہ آپس سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر آئیں۔ ابن مردویہ نے بھی اسی مضمون کو متعدد طریقوں سے ام سلمہؓ و عائشہ سے روایت کی ہے اور مؤلف کتاب فضائل الصحابہ نے بھی عائشہ سے روایت کی ہے اور فردوس الاخبار میں رسولِ خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے علیؑ پر۔ اے خدا حق کو اُس کے ساتھ پھیر دے جدھر وہ جاتے۔ اور مخالفین میں سے کوئی اس مضمون کے انکار کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور جب ان حدیثوں کے مضامین ثابت ہوتے تو ان حضرت کی امامت ثابت ہوتی ہے، چند وجہوں سے: (پہلی وجہ) یہ کہ ان حضرتؑ کی عصمت پر دلالت کرتے ہیں اور یہ واضح ہے کہ عصمت دلیل امامت ہے۔ (دوسری وجہ) یہ کہ ان حضرت کی افضلیت پر دلالت کرتے ہیں اور تفضیل مفضول قبیح ہے۔ (تیسری وجہ) یہ کہ احادیثِ متواترہ اور جناب امیرؑ کے مشہور خطبوں سے جن کو عامہ و خاصہ نے روایت کی ہے۔ واضح ہے کہ امیرالمومنینؑ نے ہرگز خلفائے ثلثہ کی خلافت کی تصدیق نہیں کی اور ہمیشہ ان کو ظلم و جور سے نسبت دی ہے اور ان کے ستم کی شکایت کرتے تھے اور جبکہ وہ آنحضرتؑ کے خلاف رہے تو حق کے مخالف رہے اور ظالم و جابر وغیرہ رہے۔ اگرچہ ان حضرت

کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر امیرالمومنینؑ مجھ کو خاموش رہنے کا حکم نہ دیتے تو ہر آیت جو اس کی شان میں نازل ہوئی ہے اور ہر حدیث جو جناب رسول خداؐ سے اس کے اور ابوبکر کے حق میں سُنی تھی سب کو بیان کرتا۔ جب عمر نے دیکھا کہ میں خاموش ہو گیا تو تہدیداً کہا کہ تو اُن کا مطیع و فرمانبردار ہے۔ الغرض جب ابوذرؓ اور مقدادؓ نے بیعت کی اور کوئی بات نہ کہی تو عمر نے کہا اے سلمان کیوں تو خاموش نہیں ہوتا جس طرح تیرے دو ساتھیوں نے بیعت کی اور کچھ نہ کہا۔ اہلبیتؑ سے تیری محبت اور تیرا اُن کی تعظیم کرنا ان سے زیادہ نہیں ہے۔ ابوذرؓ نے کہا اے عمر کیا تو ہم کو محبت آل محمدؐ اور ان کی تعظیم پر طعن و طنز کرتا ہے۔ خدا لعنت کرے، اور کی ہے اُس شخص پر جو اُن کو دشمن رکھتا ہے اور اُن پر افترا کرتا ہے اور اُن کا حق ظلم کے ساتھ اُن سے لیتا ہے۔ اور لوگوں کو اُن پر مسلط کرتا ہے اور اس امت کو دین سے منحرف کرتا ہے۔ عمر نے کہا آمین خدا لعنت کرے۔ اس پر جو اُن کے حق میں ظلم کرے۔ خلافت میں اُن کا کوئی حق نہ تھا وہ اور تمام لوگ اس امر میں مساوی تھے۔ ابوذرؓ نے کہا پھر تم نے انصار پر قرابت رسولؐ سے کیوں حجت قائم کی۔ اُس وقت جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اے پسر ضہاک ہم کو اس میں کوئی حق نہیں ہے اور خلافت تجھ سے اور مکھی کھانے والی عورت کے دنی فرزند ابوبکر سے مخصوص ہے عمر نے کہا اب جبکہ تم نے بیعت کر لی ہے ان باتوں کو چھوڑ دو۔ عوام الناس میرے رفیق سے راضی ہوئے۔ اور تم سے راضی نہیں ہوئے اس میں میرا کیا گناہ ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا مگر خدا اور رسولؐ راضی نہیں ہیں لیکن میرے ساتھ۔ لہٰذا تم کو اور تمہارے صاحب کو اور ان لوگوں کو جنھوں نے تمہاری اطاعت اور مدد کی ہے خدا کے غضب اور اُس کے عذاب و خواری کی خوشخبری ہو، وائے ہو تجھ پر پسر خطاب تو نہیں جانتا کہ تو نے کیا کیا اور کیا عذاب اپنے اور اپنے صاحب کے لیے تو نے مہیا کیا ہے۔ ابوبکر نے کہا اے عمر اب جبکہ انھوں نے بیعت کر لی ہے اور ہم ان کے شر و فتنہ سے مطمئن ہو گئے ہیں چھوڑ دو جو چاہیں وہ کہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ایک بات کے سوا کچھ نہ کہوں گا۔ میں تم کو خدا کی یاد دلاتا ہوں اے چاروں افراد یعنی سلمانؓ ابوذر و مقداد و زبیر کیا تم نے نہیں سنا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جہنم میں آگ کا ایک صندوق ہے جس میں بارہ اشخاص ہوں گے چھ سابقہ امتوں میں سے اور چھ افراد اس امت کے اور وہ صندوق جہنم کے قعر میں ایک کنوئیں میں ہے اور اس کنوئیں کے منہ پر ایک پتھر ہے کہ جب چاہتا ہے کہ جہنم کو مشتعل کرے تو حکم دیتا ہے کہ اُس پتھر کو اس کنوئیں کے دہانے سے ہٹا دیں تو تمام جہنم اس کنوئیں کی حرارت سے مشتعل ہو جاتا ہے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ میں نے تمہارے روبرو رسول خداؐ سے سوال کیا کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ پہلا پسر آدمؑ ہے جس نے اپنے بھائی

کو مار ڈالا ۔ اور فرعون و نمرود اور بنی اسرائیل میں سے دو اشخاص ایک نے یہود کو گمراہ کیا اور دوسرے نے نصاریٰ کو اور اُن میں کا چھٹا ابلیس ہے ۔ اور اِس اُمت میں سے دجال ہے اور پانچ اشخاص وہ جنھوں نے صحیفۂ ملعونہ لکھنے پر اتفاق کیا اور اے میرے بھائی تمھاری عداوت پر اتفاق کیا اور ایک دوسرے کی، تمھارا حق غصب کرنے میں مدد کی۔ یہاں تک کہ اُن پانچوں اشخاص کے نام لیے تو ہم چاروں اشخاص نے گواہی دی کہ ہم اس واقعہ میں موجود تھے اور سب سُنا ہے ۔ عثمان نے کہا کیا تمھارے اور تمھارے اصحاب کے پاس کوئی حدیث ہے جو تم نے میرے حق میں سُنی ہو۔ علیؑ نے کہا ہاں میں نے رسُولِ خداؐ سے سُنا کہ حضرتؐ نے تم پر لعنت کی ہے ۔ پھر اُس لعنت کے بعد میں نے نہیں سُنا کہ استغفار کیا ہو۔ عثمان غضبناک ہوئے اور کہا مجھ کو تم سے کیا واسطہ تم کسی حال میں مجھ پر اختیار نہیں رکھتے نہ رسُولِ خداؐ کی حیات میں اور نہ اُن کی وفات کے بعد۔ زبیر نے کہا ہاں خدا تمھاری ناک خاک پر رگڑے ۔ عثمانؓ نے کہا خُدا کی قسم میں نے رسُولِ خداؐ سے سُنا کہ آپ نے فرمایا کہ زبیر مُرتد قتل کیا جائے گا ۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ اُس وقت جناب امیرؑ نے مجھ سے آہستہ فرمایا کہ سچ کہتا ہے ۔ زبیر قتلِ عثمان کے بعد مجھ سے بیعت کرے گا ۔ پھر میری بیعت توڑ دے گا اور مُرتد قتل ہوگا ۔ سلیم کہتے ہیں کہ پھر سلمان نے کہا کہ رسُولِ خداؐ کے بعد سب لوگ سوائے چار اشخاص کے مُرتد ہو گئے ۔ اور لوگ جناب رسُولِ خداؐ کے بعد بمنزلۂ ہارون اور اُن کے پیرو کے اور بمنزلۂ گوسالہ اور اس کے پیرو کے ہو گئے ۔ لہٰذا علی علیہ السّلام بمنزلۂ ہارونؑ اور اوّل بمنزلۂ گوسالہ اور دوم بمنزلۂ سامری کے۔ اور میں نے رسُولِ خداؐ سے سُنا کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک گروہ میرے اصحاب میں سے میرے پاس آئے گا جو بظاہر میرے نزدیک قرب و منزلت رکھتا ہوگا کہ صراط سے گزرے جب میں ان کو دیکھوں گا ۔ اور وہ مجھے دیکھیں گے اور میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھ کو پہچانیں گے تو ملائکہ ان کو میرے پاس سے اُچک لے جائیں گے ۔ میں کہونگا خداوندا یہ میرے اصحاب ہیں تو وہ مجھ سے کہیں گے کہ آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے ۔ جب آپ ان سے جُدا ہُوئے تو یہ مُرتد ہو گئے اور دین سے پھر گئے ۔ تو میں کہوں گا کہ ان کو دُور کرو ۔ اور میں نے رسُولِ خداؐ سے سُنا کہ (میرے اصحاب) بنی اسرائیل کی سنت اور طریقوں کے مُرتکب ہوں گے نعلین (جُوتے کے جوڑے) بالشت سے بالشت، ہاتھ سے ہاتھ کے موافق کیونکہ توریت اور قرآن مجید ایک ہاتھ، ایک قلم اور ایک صحیفہ سے لکھا ہوا ہے اور ان دونوں اُمتوں کی مثالیں اور طریقے مساوی ہیں اور حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب جناب امیرؑ کو بیعت کے لیے مکان سے نکالا جنابِ فاطمۂ زہراؑ باہر نکلیں، تمام بنی ہاشم کی عورتیں بھی آپ کے ساتھ

باہر نکلیں۔ جب وہ معصومہؑ جناب رسولِ خداؐ کی قبر کے نزدیک پہنچیں کہا میرے ابن عم کو چھوڑ دو، اُس خدائے برحق کی قسم جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر ان سے باز نہیں آتے ہو تو اپنے بال کھولتی ہوں اور پیراہن رسولِ خداؐ اپنے سر پہ رکھ کر بارگاہِ خدا میں فریاد بلند کرتی ہوں۔ خدا کے نزدیک ناقہ صالح مجھ سے زیادہ گرامی نہ تھا اور اُس کا بچہ میرے بچّے سے زیادہ بلند مرتبہ نہ تھا۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں اُن معظمہ کے قریب تھا۔ خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ مسجد کی دیواریں بُنیاد سے اکھڑ کر اس قدر بلند ہوئیں کہ اگر کوئی چاہتا تو اُس کے نیچے سے گذر سکتا تھا۔ میں اُن معظمہ کے نزدیک گیا اور کہا اے میری سیّدہ اور خاتون خدا نے آپ کے پدر کو عالمین کے لیے رحمت بنایا تھا آپ ان پر نزول عذاب کا سبب نہ ہوں تو وہ معظمہ مسجد سے باہر چلی گئیں اور مسجد کی دیواریں اپنی جگہ پر نیچے آئیں اور اُن کی جڑوں سے بہت زیادہ غبار بلند ہوا، اور ہماری ناکوں میں بھر گیا۔ دوسری روایت کے مطابق جناب فاطمہؑ نے حسنین علیہما السّلام کا ہاتھ پکڑا اور جناب رسولِ خداؐ کی قبرِ مطہر کی جانب روانہ ہوئیں تاکہ ان پر نفرین کریں امیرالمومنینؑ نے سلمان سے کہا کہ جاؤ اور دخترِ رسولؐ تک جلد پہنچو۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ مدینہ کی دیواریں حرکت میں آگئیں ہیں۔ اگر وہ اپنے بال کھولیں گی اور گریبان چاک کریں گی اور اپنے پدر بزرگوار کی قبر تک جاکر خدا کی درگاہ میں فریاد کریں گی تو اس جماعت کو مہلت نہ ملے گی۔ اور مدینہ زمین میں اپنی آبادی سمیت دھنس جائے گا۔ یہ سُن کر سلمان اُن معظمہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ واپس جائیے اور صبر کیجیے اور اس اُمت پر عذاب کا باعث نہ بنئے۔ یہ سُن کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ اگر اُن کا حکم ہے تو واپس جاتی ہوں اور صبر کرتی ہوں اور معتبر سندوں سے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جس وقت جناب امیرؑ کا گریبان پکڑ کر کھینچتے ہوئے ابوبکر کے پاس لائے۔ اور حضرت رسالت مآبؐ کی قبرِ مطہر کے پاس پہنچے امیرالمومنینؑ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی "یابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی"۔ اُسی وقت ایک ہاتھ قبر سے باہر نکلا اور ابوبکر کی طرف بڑھا۔ جس کو سب نے پہچانا کہ رسولِ خداؐ کا ہاتھ ہے اور ایک آواز آئی جس کو سب نے پہچانا کہ رسولِ خداؐ کی آواز ہے کہ اکفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا۔ یعنی کیا تو اُس خدا سے کافر ہوگیا جس نے تجھ کو خاک سے پھر نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر تجھ کو درست کرکے ایک مرد بنایا۔ خاصہ کے طریق سے جناب صادقؑ سے اور عامہ کے طریق سے زید بن وہب سے روایت کی ہے کہ اکابر مہاجر و انصار نے ابوبکر کی خلافت سے انکار کیا اور کافی حجتیں اُن پر تمام کیں۔ مہاجرین میں سے خالد بن سعید بن العاص جو بنی اُمیہ میں سے تھے۔ اور سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ و بریدہؓ اسلمی تھے اور انصار میں سے ابوالہیثم

اردو ترجمہ

حق الیقین

جلد دوم

مصنفہ

علامہ سید محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

جناب سید بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی

(پاکستان)

نیز روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے لوگوں نے حق تعالیٰ کے اس قول وجعلکم
انبیاء وجعلکم ملوکاً کی تفسیر دریافت کی یعنی تم کو انبیاء بنایا اور تم کو بادشاہ قرار دیا۔
حضرتؑ نے فرمایا کہ انبیاء جناب رسول خداؐ جناب ابراہیمؑ واسماعیلؑ اور اُن کی ذریت ہیں
اور ملوک آئمہ اطہارؑ ہیں۔ راوی نے کہا آپ کو کیسی بادشاہی عطا کی ہے۔ فرمایا کہ بہشت کی
بادشاہی اور امیرالمومنینؑ کی رجعت کی بادشاہی۔ اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں شہر
ابن حوشب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حجاج نے مجھ سے کہا کہ قرآن میں ایک آیت
ہے جس کی تفسیر نے مجھ کو عاجز کر دیا ہے۔ اور سمجھ میں نہیں آتی وہ آیت یہ ہے۔ وان من
اھل الکتاب الالیؤمنن بہ قبل موتہ یعنی اہل کتاب میں سے کوئی ایک نہیں مگر یہ کہ
حضرت عیسیٰؑ پر یقیناً ان کی موت سے پہلے ایمان لائے گا۔ اور خدا کی قسم میں حکم دوں گا کہ
یہودی اور نصرانی کی گردنیں ماردی جائیں اور میں دیکھوں گا کہ اُن کے لب حرکت نہیں کرتے
یہاں تک کہ وہ مر جائیں۔ شہر بن حوشب نے کہا اے امیر یہ مراد نہیں ہے جو آپ نے
سمجھا ہے۔ اُس نے کہا پھر اس کے کیا معنی ہیں۔ میں نے کہا حضرت عیسیٰؑ قیامت سے پہلے
آسمان سے زمین پر آئیں گے تو کوئی یہودی وغیرہ نہ ہوں گے جو حضرت عیسیٰؑ پر اُن کے مرنے
سے پہلے ایمان نہ لائیں۔ اور وہ حضرت مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حجاج نے کہا تجھ پر
وائے ہو۔ یہ تو نے کہاں سے سمجھا اور کس سے سُنا ہے۔ میں نے کہا حضرت امام محمد باقرؑ سے
میں نے سُنا ہے۔ یہ سُن کر اُس نے کہا کہ خدا کی قسم چشمۂ صافی سے تو نے لیا ہے۔ نیز اُس نے اور
دُوسروں نے خداوندِ عالم کے اس قول کی تاویل میں روایت کی ہے۔ بل کذبوا بما لم یحیطوا
بعلمہ ولما یاتھم تاویلہ۔ یعنی بلکہ جس چیز کا اُن کو علم نہیں اُس کی تکذیب کرتے ہیں اور
ابھی اس کی تاویل سے وہ ناواقف ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ آیت رجعت کے بارے میں ہے۔
اور اُس کے مانند ہے جس کا وقت ابھی نہیں آیا ہے اور وہ لوگ اُس کی تکذیب کرتے ہیں اور کہتے
ہیں کہ ایسا نہ ہوگا اور دُوسری معتبر سند سے روایت کی ہے کہ رجعت میں دُشمنان اہلبیت کی خوراک
ایک گندی شئے ہوگی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وان لہ معیشۃ ضنکا۔ نیز علی بن
ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام اور امام محمد باقر علیہ السّلام سے روایت کی ہے
کہ جس قوم کو حق تعالیٰ نے عذاب سے ہلاک کیا ہے وہ رجعت میں واپس نہ آئے گی جیسا کہ
خداوندِ عالم نے فرمایا ہے وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لایرجعون اور اس آیت
ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم
الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا

یحذرون کی تاویل میں فرمایا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ ایک مثال ہے۔ جس کو خدا نے اہلبیت رسالت کے لیے دی ہے تاکہ آنحضرت کی تسلی کا باعث ہو۔ کیونکہ فرعون اور ہامان اور قارون نے بنی اسرائیل پر ستم کیے ہیں۔ ان کو اور اُن کی اولاد کو مار ڈالتے تھے اور اس اُمت میں اُس کی مثال اوّل، دوم اور سوم اور اُن کی پیروی کرنے والے تھے جو اہلبیت رسالتؑ کے قتل اور اُن کو مٹانے کی کوشش کرتے تھے۔ خداوندِ عالم نے اپنے پیغمبر سے وعدہ فرمایا ہے کہ جس طرح ہم نے موسیٰؑ کی ولادت کو چھپایا اور فرعون سے اُن کو مخفی رکھا۔ اُس کے بعد ان کو ظاہر کیا۔ اور فرعون اور اُس کی متابعت کرنے والوں پر غالب کیا۔ اُس کے بعد اُن سب کو اُنہی کے ہاتھ سے ہلاک کیا۔ اِسی طرح حضرت قائمؑ اور آپ کی ولادت کو پوشیدہ رکھوں گا اور اُن کے زمانوں کے فرعونوں سے اُن کو پنہاں رکھوں گا۔ اور رجعت میں اُن کو ان کے دشمنوں پر غالب کردوں گا۔ تاکہ اُن سے اپنا انتقام لیں۔ لہٰذا آیات کی تاویل اس طرح ہے یعنی ہم چاہتے ہیں کہ اُن پر احسان کریں جن کو زمین پر کمزور کردیا ہے۔ جو اہلبیت رسالتؐ ہیں اور ہم ان کو امام واپس کریں گے اور رُوئے زمین کے وارث قرار دیں گے۔ روئے زمین کی بادشاہی ان کے لیے مسلّم ہوگی۔ اور ہم اُن کو تمکن واقتدار زمین پر دیں گے تاکہ باطل کو مٹائیں اور حق کو ظاہر کریں اور ان کے لشکر اُن کے دشمنوں کو دکھائیں۔ جنھوں نے آلِ محمدؐ کا حق غصب کیا منا... یعنی آلِ محمدؐ جو قتل اور آزار سے ڈرتے تھے۔ اِسی طرح امام حسین علیہ السّلام اور آپ کے اصحاب زندہ کیے جائیں گے اور اُن کے قتل کرنے والوں کو بھی زندہ کیا جائے گا تاکہ اُن سے اِنتقام لیں۔ چنانچہ قطب راوندی وغیرہم نے جابر سے اُنھوں نے امام محمدؐ باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے شہادت سے پہلے کربلا میں فرمایا کہ میرے جد جناب رسُولِ خداؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے فرزند تم کو عراق کی جانب اشقیا لے جائیں گے۔ اُس زمین پر جہاں انبیاء اور اوصیاء نے ایک دوسرے سے مُلاقات کی ہے یا کریں گے اُس زمین کو عمورا کہتے ہیں تم اُسی جگہ شہید ہوگے اور تمھارے اصحاب کی ایک جماعت تمھارے ساتھ شہید ہوگی۔ ان کو لوہے سے قتل ہونے اور زخم کھانے کی تکلیف واذیت نہ پہنچے گی جس طرح خُداوندِ عالم نے جناب ابراہیمؑ پر آگ کو سرد اور باعثِ سلامتی قرار دیا تھا۔ اسی طرح جنگ کی آگ تم پر اور تمھارے اصحاب پر سرد اور سلامتی کا سبب ہوگی۔ لہٰذا تم کو خوشخبری ہو اور تم خوش رہو۔ کیونکہ ہم اپنے پیغمبرؐ کے پاس جاتے ہیں اور اس عالم میں اتنی مُدّت تک رہیں گے جس قدر خُدا چاہے گا۔ لہٰذا جب زمین شگافتہ ہوگی تو سب سے پہلے جو شخص زمین سے باہر آئے گا میں ہوں گا۔ اور میرا باہر آنا امیر المومنینؑ کے باہر آنے کے موافق ہوگا۔ اور ہمارے قائمؑ کا قیام تو اُس وقت خداوند تعالیٰ کی جانب سے آسمان سے وہ گروہ جبرئیل ومیکائیل

کے درمیان واقع ہوگا اُس پر کس قدر تعجب بلکہ بالکل تعجب ہے۔ یہ سُن کر ایک مرد شرطۃ الخمیس نے پُوچھا کہ کیسا تعجب ہے جو آپ فرماتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ تعجب نہ کروں اس سے کہ چند مُردے زندہ ہوں گے اور تلوار زندوں کے سروں پر ماریں گے۔ اُس خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور سبزہ باہر نکالا اور خلائق کو پیدا کیا گویا میں دیکھتا ہوں کہ وہ لوگ کُوفہ کے بازاروں میں چلتے ہیں اور برہنہ شمشیریں اپنے کاندھوں پر رکھے ہُوئے ہیں اور خدا اور رسُولؐ اور مومنوں کے دُشمنوں کے سروں پر مارتے ہیں۔ یہ ہے اُس آیت کے معنی جو خدا نے فرمایا ہے کہ یا ایہا الذین اٰمنوا لا تتولوا قوما غضب اللہ علیہم قد یئسوا من الاخرۃ کما یئس الکفار من اصحاب القبور۔ اے مومنو! اُس قوم سے دوستی مت کرو جن پر خدا نے غضب فرمایا ہے۔ بیشک وہ لوگ آخرت سے ناامید ہوگئے ہیں جس طرح اہلِ قبور میں کُفّار ناامید ہوگئے ہیں۔

ابن بابویہ نے علل الشرائع میں روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جب ہمارا قائمؑ ظاہر ہوگا عائشہ کو زندہ کرے گا تاکہ اُس پر حد جاری کرے اور جنابِ فاطمہؑ کا انتقام لے اور شیخ مفید نے ارشاد میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آلِ محمدؐ کے قائمؑ کا قیام ماہ جمادی الاخریٰ میں ہوگا۔ اور رجب کے دس روز میں ایسی بارش ہوگی کہ دُنیا والوں نے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ پھر خداوند بزرگ و برتر اُس بارش سے مومنین کے گوشت اور بدن کو اُن کی قبروں میں پیدا کرے گا۔ گویا میں اُن کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ قبیلۂ جہینہ کی جانب سے خاکِ قبر اپنے سروں سے جھاڑتے ہُوئے آرہے ہیں۔ نیز اُنہیں حضرت سے روایت کی ہے کہ حضرت قائمؑ کے ساتھ پشت کُوفہ یعنی نجف اشرف سے ستائیس افراد حضرت مُوسیٰ کی قوم سے پندرہ افراد ان میں سے جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ حق کے ساتھ ہدایت کرتے تھے۔ اور حق کے ساتھ عدالت کرتے تھے اور سات افراد اصحابِ کہف سے اور یوشع بن نون اور سلمانؓ اور جابر بن عبد اللہ انصاری اور مقداد اور مالک اشتر آئیں گے اور یہ تمام خاصانِ خدا اُن حضرتؑ کے سامنے ہوں گے اور آپ کے مددگار اور حاکم یعنی لوگوں پر آپ کی جانب سے حاکم ہوں گے۔ عیاشی نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور نعمانی نے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا جب قائم آلِ محمد علیہم السلام ظاہر ہوں گے۔ خدا اُن کی ملائکہ سے مدد کرے گا اور سب سے پہلے جو شخص اُن کی بیعت کرے گا وہ محمدؐ ہوں گے اُن کے بعد علیؑ ہوں گے۔ (کیونکہ وہ امامؑ امامِ زمانہ ہوں گے)۔

اور شیخ طوسی اور نعمانی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت قائمؑ کے ظہور کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ حضرت برہنہ بدن قرصِ آفتاب کے سامنے ظاہر

اُسی جگہ غسل کیا اور وہ بہترین خطّہ ہے جہاں سے حضرت رسُولِ خداؐ نے معراج پائی اور بے انتہا خیر و رحمت اُس جگہ ہمارے شیعوں کے لیے مُہیا ہے۔ یہاں تک کہ حضرتؑ قائم ظاہر ہوں مفضل نے کہا اے میرے سیّد! پھر صاحب الامرؑ دوبارہ کہاں متوجہ ہوں گے۔ فرمایا کہ میرے جدِ رسُولِ خداؐ کے مدینہ کی جانب۔ جب وہاں پہنچیں گے تو اُن سے امرِ عجیب ظاہر ہوگا جو مومنین کی مُسترت و شادمانی کا اور کافروں کی ذلّت و خواری کا باعث ہوگا۔ مفضل نے پوچھا کہ وہ کون سا امر ہے۔ فرمایا کہ جب وُہ اپنے جدِ بزرگوار کی قبر کے پاس پہنچیں گے تو کہیں گے اے لوگو! یہ میرے جدِ بزرگوار رسُولِ خداؐ کی قبر ہے۔ لوگ کہیں گے کہ ہاں اے مہدیِ آلِ محمدؑ۔ حضرت پھر فرمائیں گے کہ یہ کون ہیں جو اُن کے پاس دفن کیے گئے ہیں۔ لوگ کہیں گے کہ ان کے مصاحب اور ہمخواب خلیفۂ اوّل و دوم ہیں۔ حضرت لوگوں کے سامنے مصلحۃً پوچھیں گے کہ اوّل کون ہیں اور دوم کون ہیں اور کس سبب سے تمام خلائق میں سے ان کو میرے جد کے پاس دفن کیا گیا۔ ممکن ہے کوئی دوسرے ہوں جو اس جگہ دفن کیے گئے ہوں۔ لوگ کہیں گے کہ اے مہدیِ آلِ محمدؑ اُن کے سوا کوئی اس جگہ نہیں دفن ہوا ہے۔ ان کو اس لیے اس جگہ دفن کیا گیا ہے کہ رسُولِ خداؐ کے خلیفہ اور اُن کی بیویوں کے باپ تھے۔ تو حضرتؑ فرمائیں گے کیا کوئی ہے جو اگر ان کو دیکھے تو پہچان لے، لوگ کہیں گے کہ ہاں ہم ان کے اوصاف سے پہچان لیں گے۔ پھر حضرتؑ فرمائیں گے کہ آیا کوئی ہے جس کو کچھ شک ہو کہ وہ اسی جگہ دفن ہوئے ہیں لوگ کہیں گے کہ نہیں کسی کو اس میں شک نہیں۔ پھر تین روز کے بعد حکم دیں گے کہ دیوار کو توڑ دو۔ اور دونوں کو قبر سے باہر نکالو۔ غرض دونوں کو تازہ بدن کے ساتھ اُسی شکل و صورت سے جو رکھتے ہونگے باہر نکالیں گے۔ پھر حضرت فرمائیں گے کہ ان کے کفن علیحدہ کر دیئے جائیں تو اُن کے کفن کھینچ لیے جائیں گے۔ پھر اُن کو ایک خشک درخت پر لٹکا دیں گے۔ اُس وقت امتحانِ خلق کے لیے وُہ درخت سبز ہو جائے گا۔ اُس میں شاخیں بلند ہوں گی پتّیاں نکل آئیں گی۔ اُس وقت وہ گروہ جو اُن کی محبت رکھتا تھا کہے گا کہ یہ ہے خدا کی قسم شرف و بزرگی اور ہم اُن کی محبت میں کامیاب ہوئے۔ جب یہ خبر منتشر ہوگی تو جس کے دل میں رائی کے برابر ان کی محبت ہوگی وہاں حاضر ہوگا۔ اُس وقت حضرتِ قائمؑ کی جانب سے منادی ندا دے گا کہ جو شخص رسُولِ خداؐ کے ان دونوں مصاحبوں کو دوست رکھتا ہو، لوگوں کے درمیان سے علیحدہ ہو کر ایک طرف کھڑا ہو جائے۔ اُس وقت دُنیا والے دو گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ اُن کو دوست رکھنے والوں کا اور ایک گروہ اُن پر لعنت کرنے والوں کا۔ پھر حضرتؑ اُن کو دوست رکھنے والوں سے فرمائیں گے کہ ان سے بیزاری اختیار کرو، ورنہ عذابِ الٰہی میں گرفتار ہو گے۔ وہ جواب دیں گے کہ اے مہدیِ آلِ محمدؑ! ہم اس سے پہلے جانتے تھے کہ خدا کے نزدیک ان

اور کوفہ کے قصر کو بھی توڑیں گے کیونکہ جس نے اس کی بنیاد رکھی تھی ملعون تھا۔ مفضل نے پوچھا مکہ معظمہ میں قیام فرمائیں گے؟ فرمایا نہیں بلکہ اپنے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص کو اس جگہ اپنا جانشین مقرر کریں گے اور جب حضرتؑ مکہ سے روانہ ہوں گے تو اہل مکہ آپ کے جانشین کو قتل کر دینگے۔ تو حضرتؑ پھر مکہ واپس آئیں گے تو وہ لوگ حضرتؑ کی خدمت میں سر جھکائے روتے گڑگڑاتے آئیں گے۔ اور کہیں گے کہ اے مہدیؑ آلِ محمدؐ ہم توبہ کرتے ہیں، ہماری توبہ قبول کیجیے۔ حضرتؑ ان کو پند و نصیحت کریں گے اور دُنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرائیں گے اور اہل مکہ میں سے ایک شخص کو اُن پر حاکم مقرر فرمائیں گے اور وہاں سے باہر روانہ ہوں گے۔ اہل مکہ اُس حاکم کو بھی قتل کر دیں گے۔ اُس وقت حضرتؑ جن اور نقیبوں میں سے اپنے مددگاروں کو اُن کی طرف واپس بھیجیں گے کہ ان سے کہیں کہ حق کی جانب پلٹ آئیں تو جو شخص ایمان لائے اُس کو بخش دو اور جو ایمان نہ لائے اُس کو قتل کر دو۔ جب یہ لشکر مکہ واپس آئے گا تو سو میں سے ایک شخص ایمان نہ لائے گا۔ بلکہ ہزار میں سے ایک بھی ایمان نہ لائے گا۔

مفضل نے پوچھا کہ میرے مولا! حضرت مہدیؑ کا مکان اور مومنین کے جمع ہونے کا مقام کہاں ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ حضرتؑ کا پایۂ تخت کوفہ ہوگا اور آپ کا دربار اور مقامِ فیصلہ مسجد کوفہ ہوگی اور تمام بیت المال اور غنیمت تقسیم ہونے کی جگہ مسجد سہلہ ہوگی اور ان کی تنہائی کی جگہ نجف اشرف ہوگا۔ مفضل نے پوچھا تمام مومنین کوفہ میں ہوں گے۔ فرمایا کہ ہاں، واللہ کوئی مومن نہ ہوگا۔ مگر کوفہ میں ہوگا یا کوفہ کے قرب و جوار میں یا اُس کا دل کوفہ کی طرف مائل ہوگا۔ اُس وقت کوفہ میں ایک گوسفند کے سونے کی جگہ کی قیمت دو ہزار درم ہوگی۔ اُس وقت شہر کی وسعت چوون ۵۴ میل یعنی اٹھارہ ۱۸ فرسخ ہوگی اور کوفہ کے قصر و محلات کربلائے معلیٰ سے متصل ہوں گے۔ اور خداوند تعالیٰ کربلا کو پناہ کی ایک جگہ قرار دے گا جو ہمیشہ فرشتوں اور مومنوں کی آمد و رفت کی جگہ ہوگی۔ خدائے تعالیٰ اُس زمین مقدس کو بہت بلند مرتبہ کرے گا اور اُس میں اس قدر برکتیں اور رحمتیں قرار دے گا کہ اگر کوئی مومن اُس جگہ کھڑا ہو اور خدا سے دُعا کرے تو ایک دُعا میں ہزار مرتبہ کے مانند دُنیا کا ملک اُس کو کرامت فرمائے گا۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا اے مفضل بیشک زمین کے ٹکڑوں نے ایک دوسرے پر فخر کیا اور کعبۂ معظمہ نے زمین کربلائے معلیٰ پر فخر کیا تو خدا نے کعبہ کو وحی کی کہ ساکت رہ اور کربلا پر فخر مت کر کیونکہ وہ بقعۂ مبارکہ وہ ہے جہاں شجرۂ مبارکہ سے اِنّی انا اللہ کی ندا موسیٰؑ کو پہنچی اور وہ وہی مقام بلند ہے جہاں مریم و عیسیٰؑ کو میں نے جگہ دی اور جس جگہ حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک شہادت کے بعد دھویا اُسی جگہ حضرت مریمؑ نے جناب عیسیٰؑ روح اللہ کو بعد ولادت غسل دیا اور خود

مفضل نے پوچھا کہ اس آیت میں فرعون اور ہامان سے کون مراد ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ اوّل و دوم ہیں۔ مفضل نے پوچھا کہ کیا جنابِ رسولِ خدا ؐ اور امیر المومنین ؑ حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے؟ فرمایا ہاں! ضروری ہے کہ وہ حضرات تمام روئے زمین پر گھومیں، یہاں تک کہ کوہ قاف کی پشت اور جو کچھ ظلمات اور تمام دریاؤں میں۔ حتیٰ کہ زمین کی کوئی جگہ باقی نہ رہے گی۔ مگر یہ کہ وہ حضرات طے کریں گے اور وہاں دینِ خدا کو قائم کریں گے۔ پھر فرمایا کہ اے مفضل گویا میں دیکھتا ہوں کہ اس روز ہم آئمہ اپنے جد رسولِ خدا کے پاس کھڑے ہیں اور آنحضرت ؐ سے اُن تمام مظالم کی شکایت کر رہے ہیں جو آنحضرت ؐ کی وفات کے بعد اُمت جفا کار نے ہم کو پہنچائے جیسے ہمارے اقوال کی تردید و تکذیب کرنا ہم کو گالیاں دینا اور ہم پہ لعنت کرنا اور ہم کو قتل سے ڈرانا اور حرم خدا و رسول ؐ سے خلفائے جور کا ہم کو نکال کر اپنے شہروں میں روکنا اور ہم کو قید میں رکھنا اور شہید کرنا۔ یہ تمام مظالم سُن کر جنابِ رسولِ خدا صلعم گریاں ہوں گے اور فرمائیں گے اے میرے فرزندو! جو کچھ تم پر گذری تم سے پہلے سب مجھ پہ گذر چکی تھی۔ اس کے بعد جنابِ فاطمہ زہرا ؑ اوّل و دوم کی شکایت کریں گی کہ فدک مجھ سے چھین لیا۔ اور کتنی ہی دلیلیں میں نے اُن پر پیش کیں۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور جو تحریر آپ نے مجھے فدک کے بارے میں لکھ کر دی تھی۔ مہاجر و انصار کے روبرو دوم نے اُس پہ تھوک کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور میں نے آپ کی قبر پہ جا کر شکایت کی۔ اوّل و دوم نے سقیفہ بنی ساعدہ میں جا کر منافقوں سے اتفاق کیا۔ اور میرے شوہر امیر المومنین ؑ کی خلافت غصب کی۔ اُس کے بعد آئے تاکہ ان کو بیعت کے لیے لے جائیں۔ اُنھوں نے انکار کیا تو اُن لوگوں نے ہمارے گھر پہ لکڑیاں جمع کیں تاکہ اہلبیت ؑ رسالت کو جلا دیں۔ اُس وقت میں نے چلا کر کہا کہ اے عمر یہ کیسی جرأت ہے جو خدا و رسول ؐ پر تو کرتا ہے کیا تو چاہتا ہے کہ نسلِ پیغمبر زمین سے نابود کر دے۔ عمر نے کہا اے فاطمہ ؑ خاموش رہو۔ کیونکہ پیغمبر موجود نہیں ہے کہ فرشتے آئیں گے اور آسمان سے امر و نہی کے احکام لائیں گے۔ علی ؑ سے کہو کہ آ کر بیعت کریں ورنہ گھر میں آگ لگا دوں گا۔ اُس وقت میں نے کہا اے خدا میں تجھ سے شکایت کرتی ہوں یہ کہ تیرا رسول ہمارے درمیان سے چلا گیا اور اُس کی ساری اُمت کافر ہو گئی ہے۔ ہمارا حق غصب کرتی ہے۔ یہ سُن کر عمر نے چلا کر کہا کہ عورتوں کی احمقانہ باتوں کو چھوڑو کیونکہ خدا نے پیغمبری اور امامت دونوں تم کو نہیں دی ہے۔ پھر عمر نے تازیانہ مار کر میرا بازو توڑ دیا اور دروازہ میرے شکم پہ گرا دیا اور میرے فرزند محسن کا چھ مہینہ کا حمل ساقط ہو گیا اور میں فریاد کر رہی تھی کہ وا ابتاہ وا رسول اللہ ؐ آپ کی دختر فاطمہ ؑ کو دروغ گو کہتے ہیں اور اُس کو تازیانہ مارتے ہیں اور اُس کے فرزند کو شہید کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ

وصالحؑ کا ترکہ۔ اور جناب ابراہیمؑ کا مجموعہ اور حضرت یوسفؑ کا پیمانہ۔ ترازوئے شعیبؑ اور عصائے موسیٰؑ اور تابوتِ موسیٰؑ۔ داؤدؑ کی زرہ، سلیمانؑ کی انگوٹھی اور تاج اور جناب عیسیٰؑ کے اسباب اور تمام پیغمبروں کی میراث سب دکھائیں گے۔ پھر جناب مہدیؑ حضرت رسول خداؐ کا عصا ایک سخت پتھر پر نصب کریں گے۔ اُسی وقت وہ ایک نہایت تناور بلند و بالا درخت ہو جائے گا جس کے سایہ میں تمام لشکر آجائے گا۔ پھر جوان حسنی کہے گا۔ اللہ اکبر آپ اپنا ہاتھ لائیے۔ میں آپ کی بیعت کروں اے فرزند رسولِ خداؐ۔ حضرت اپنا دستِ مبارک بڑھائیں گے۔ تو سید حسنی اور اُس کا تمام لشکر حضرت کی بیعت کرے گا سوائے چالیس ہزار افراد کے جو زیدیہ ہوں گے جو اس کے لشکر کے ساتھ ہوں گے اور اپنی گردنوں میں قرآن حمائل کئے ہوں گے۔ وہ کہیں گے کہ یہ سخت جادو تھا۔ جناب قائمؑ ہر چند اُن کو پند و موعظہ فرمائیں گے اور معجزات دکھائیں گے مگر اُن پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ تین روز کے بعد حکم دیں گے کہ سب قتل کر دیئے جائیں تو مفضل نے پوچھا پھر کیا کریں گے۔ فرمایا کہ بہت سے لشکر سفیانی کی جانب بھیجیں گے۔ یہاں تک کہ اُس کو دمشق میں پکڑیں گے اور صخرۂ بیت المقدس پر ذبح کریں گے۔ اُس وقت حضرت امام حسینؑ بارہ ہزار صدیق اور بہتر افراد کے ساتھ جو اُن حضرتؑ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے آئیں گے اور کوئی رجعت اس رجعت سے خوشتر نہیں۔ پھر صدیق اکبر امیر المومنین علیؑ ابن ابیطالب تشریف لائیں گے آپ کے لئے ایک قبہ نجفِ اشرف میں نصب کیا جائے گا جس کا ایک ستون نجفِ اشرف میں ہوگا۔ دوسرا بحرین میں تیسرا صنعائے یمن میں اور چوتھا مدینۂ طیبہ میں۔ گویا میں اُس کے چراغ اور قندیلیں دیکھ رہا ہوں جو آسمان و زمین کو آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشنی کئے ہوئے ہیں۔ پھر سید اکبر حضرت محمد رسول اللہ اُن لوگوں کے ساتھ آئیں گے۔ جو حضرتؐ پر مہاجرین و انصار میں سے ایمان لائے ہوں گے۔ اور جو لوگ لڑائیوں میں شہید ہوئے ہوں گے اور خدا اُن لوگوں کو بھی زندہ کرے گا جنھوں نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی تھی اور آپ کی حقیقت میں شک کرتے تھے یا آپ کے ارشادات کو رد کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ کاہن ہے، ساحر ہے، دیوانہ ہے اور اپنی خواہش سے کلام کرتا ہے۔ الغرض جن لوگوں نے حضرتؐ سے جنگ کی ہوگی سب کو ان کا بدلہ دیں گے۔ اسی طرح امام مہدیؑ تک ایک ایک امام کو واپس کرے گا۔ اور اُن لوگوں کو بھی جنھوں نے ان کی مدد کی ہوگی تاکہ خوش و شاد ہوں اور جو لوگ ان حضرات سے علیحدہ رہے ہوں گے۔ ان کو بھی واپس کرے گا تاکہ آخرت کے عذاب سے پہلے دُنیا کے عذاب و ذلت میں مبتلا ہوں اُس وقت اس آیۂ کریمہ کی تاویل ظاہر ہوگی جس کا ترجمہ گذر چکا اور نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض تا آخر آیت۔

اُسی جگہ غسل کیا اور وہ بہترین خطہ ہے جہاں سے حضرت رسولِ خداؐ نے معراج پائی اور بے انتہا
خیر و رحمت اس جگہ ہمارے شیعوں کے لیے مُہیا ہے۔ یہاں تک کہ حضرتؑ قائم ظاہر ہوں۔ مفضل نے
کہا اے میرے سید! پھر صاحب الامرؑ دوبارہ کہاں متوجہ ہوں گے۔ فرمایا کہ میرے جد رسول خداؐ کے
مدینہ کی جانب۔ جب وہاں پہنچیں گے تو اُن سے امر عجیب ظاہر ہوگا جو مومنین کی مسرت و شادمانی
کا اور کافروں کی ذلت و خواری کا باعث ہوگا۔ مفضل نے پوچھا کہ وہ کون سا امر ہے۔ فرمایا کہ جب
وُہ اپنے جد بزرگوار کی قبر کے پاس پہنچیں گے تو کہیں گے اے لوگو! یہ میرے جد بزرگوار رسولِ خداؐ
کی قبر ہے۔ لوگ کہیں گے کہ ہاں اے مہدیؑ آلِ محمدؐ۔ حضرت پھر فرمائیں گے کہ یہ کون ہیں جو اُن
کے پاس دفن کئے گئے ہیں۔ لوگ کہیں گے کہ ان کے مصاحب اور ہمخواب خلیفۂ اول و دوم
ہیں۔ حضرت لوگوں کے سامنے مصلحتاً پوچھیں گے کہ اول کون ہیں اور دوم کون ہیں اور کس سبب
سے تمام خلائق میں سے ان کو میرے جد کے پاس دفن کیا گیا۔ ممکن ہے کوئی دوسرے ہوں جو
اس جگہ دفن کئے گئے ہوں۔ لوگ کہیں گے کہ اے مہدیؑ آلِ محمدؐ اُن کے سوا کوئی اس جگہ نہیں
دفن ہوا ہے۔ ان کو اس لیے اس جگہ دفن کیا گیا ہے کہ رسولِ خداؐ کے خلیفہ اور اُن کی بیویوں کے
باپ تھے۔ تو حضرتؑ فرمائیں گے کیا کوئی ہے جو اگر ان کو دیکھے تو پہچان لے، لوگ کہیں گے کہ ہاں
ہم ان کے اوصاف سے پہچان لیں گے۔ پھر حضرتؑ فرمائیں گے کہ آیا کوئی ہے جس کو کچھ شک ہو
کہ وہ اسی جگہ دفن ہوئے ہیں لوگ کہیں گے کہ نہیں کسی کو اس میں شک نہیں۔ پھر تین روز کے
بعد حکم دیں گے کہ دیوار کو توڑ دو۔ اور دونوں کو قبر سے باہر نکالو۔ غرض دونوں کو تازہ بدن کے ساتھ
اُسی شکل و صورت سے جو رکھتے ہونگے باہر نکالیں گے۔ پھر حضرت فرمائیں گے کہ ان کے کفن علیحدہ کر دیئے جائیں
تو اُن کے کفن کھینچ لیے جائیں گے۔ پھر اُن کو ایک خشک درخت پر لٹکا دیں گے۔ اُس وقت
امتحان خلق کے لیے وُہ درخت سبز ہو جائے گا۔ اُس میں شاخیں بلند ہوں گی پتیاں نکل آئیں گی۔
اُس وقت وہ گروہ جو اُن کی محبت رکھتا تھا کہے گا کہ یہ ہے خدا کی قسم شرف و بزرگی اور ہم اُن
کی محبت میں کامیاب ہوئے۔ جب یہ خبر منتشر ہوگی تو جس کے دل میں رائی کے برابر ان کی محبت
ہوگی وہاں حاضر ہوگا۔ اُس وقت حضرت قائمؑ کی جانب سے منادی ندا دے گا کہ جو شخص رسولِ
خداؐ کے ان دونوں مصاحبوں کو دوست رکھتا ہو، لوگوں کے درمیان سے علیحدہ ہو کر ایک
طرف کھڑا ہو جائے۔ اُس وقت دُنیا والے دو گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ اُن کو دوست
رکھنے والوں کا اور ایک گروہ اُن پر لعنت کرنے والوں کا۔ پھر حضرتؑ اُن کو دوست رکھنے
والوں سے فرمائیں گے کہ ان سے بیزاری اختیار کرو، ورنہ عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوگے۔ وہ
جواب دیں گے کہ اے مہدیؑ آلِ محمدؐ! ہم اس سے پہلے جانتے تھے کہ خدا کے نزدیک ان

کی قدر و منزلت ہے۔ اس لیے اُن سے بیزاری نہ کی تو آج کس طرح بیزاری کریں جبکہ ان کی بہت سی کرامتیں ہم پر ظاہر ہو چکی ہیں اور ہم کو علم ہو چکا کہ وُہ مقربان بارگاہِ ربّ العزت سے ہیں۔ بلکہ ہم آپ سے بیزار ہیں اور اُن سے بھی جو آپ پر ایمان لائے ہیں اور اس سے بھی جو اُن پر ایمان نہیں لایا اور اُس سے بھی ہم بیزار ہیں جو اُن کو اس ذلت و خواری سے قبر سے باہر لایا اور دار پر کھینچا۔ اُس وقت حضرت مہدیؑ ایک سیاہ ہوا کو حکم دیں گے کہ ان پر چلے اور اُن کو ہلاک کرے۔ پھر حکم دیں گے کہ ان دونوں کو دار سے نیچے لائیں۔ پھر اُن کو بقدرتِ خدا اندھا کریں گے اور خلائق کو حکم دیں گے کہ جمع ہوں۔ پھر ہر ظلم و جور جو ابتدائے عالم سے آخر تک ہوا اُن سب کا گناہ اُن کی گردن پر لازم قرار دیں گے اور سلمان فارسی کو مارنے اور امیر المومنینؑ کے خانۂ اقدس کو آگ لگانے اور جنابِ فاطمہ علیہا السّلام اور حسنؑ و حسینؑ علیہما السّلام کو جلانے اور امام حسنؑ کو زہر دینے اور امام حسینؑ اور اُن کے اطفال اور اُن کے چچا کی اولاد کو اور اُن کے دوستوں اور مددگاروں کو قتل کرنے اور ذریتِ رسولؐ کو اسیر کرنے اور ہر زمانہ میں آلِ محمدؐ کا خون بہانے اور ہر خون جو ناحق بہایا گیا اور ہر زنا جو عالم میں کیا گیا اور ہر سود اور حرام جو کھایا گیا اور ہر گناہ، ظلم اور ستم جو قیام قائم آلِ محمدؐ تک واقع ہوا۔ سب اُن ہی دونوں کی گردنوں پر بار کیا جائے گا کہ تم ہی سے سرزد ہوا۔ اور وُہ دونوں اعتراف و اقرار کریں گے۔ کیونکہ اگر روزِ اوّل خلیفہ برحق کا حق غصب نہ کرتے تو یہ سب نہ ہوتا۔ پھر حکم دیں گے کہ ہر ظلم کے عوض جو شخص موجود ہو ان دونوں سے قصاص لے۔ پھر اُن کے لیے فرمائیں گے کہ درخت سے لٹکا دیں اور ایک آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے برآمد ہو اور اُن کو درخت کے ساتھ جلائے۔ اور ایک ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو دریاؤں میں پھینک دے۔

مفضل نے عرض کی کہ اے میرے مولا! کیا یہ ان کا آخری عذاب ہوگا؟ فرمایا افسوس اے مفضل! خدا کی قسم سیدِ اکبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صدیق اکبر امیر المومنین علیہ السّلام اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبیٰ اور حسین شہیدِ کربلا علیہم السّلام اور سارے ائمہ ہدیٰ صلوات اللہ علیہم زندہ ہوں گے اور جو شخص محض خالص ایمان رکھتا رہا اور جو کافر محض رہا ہوگا سب کے سب زندہ ہوں گے اور تمام ائمہ اطہار اور مومنین کے لیے ان پر عذاب کیا جائے گا۔ یہاں تک ایک شبانہ روز میں ہزار مرتبہ اُن کو مار ڈالیں گے اور زندہ کریں گے۔ پھر خدا جہاں چاہے گا اُن کو لے جائے گا اور معذب کرے گا۔

وہاں سے حضرت مہدیؑ کوفہ کی جانب متوجہ ہوں گے اور کوفہ و نجف کے درمیان چھیالیس ہزار فرشتوں اور چھ ہزار جنوں اور تین سو تیرہ نقیبوں کے ساتھ قیام فرمائیں گے۔ مفضل نے پوچھا کہ زورا

لیے کافی ہے؟ عرض کی ہاں یا حضرتؑ! میرے لیے کافی ہے اور بسند معتبر عمر بن ثابت سے منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل جہنم آگ میں عذاب الٰہی کی اذیت وشدت سے جو اُن کو پہنچے گی کتوں اور بھیڑیوں کے مانند چلائیں گے۔ اے عمر تم کیا سمجھتے ہو جن کو موت نہ آئے گی عذاب سے نجات پائیں گے؟ عذاب میں ہرگز کمی نہ ہوگی اور آگ میں بھوکے اور پیاسے اور بہرے، گونگے اور اندھے ہوں گے اور اُن کے چہرے سیاہ ہوگئے ہوں گے اور محروم ونادم وپشیمان ہوں گے اور اپنے پروردگار کے غضب میں گرفتار ہونگے۔ اُن پر رحم نہ کیا جائے گا۔ اُن کے عذاب میں کمی نہ کی جائے گی۔ آگ اُن پر بھڑکائی جاتی رہے گی اور جہنم کا کھولتا ہوا پانی بجائے پانی کے پئیں گے۔ اور بجائے کھانے کے زقوم جہنم کھائیں گے اور آگ کے آنکڑوں سے اُن کے بدن پھاڑے جائیں گے آہنی گرز اُن کے سر پر ماریں گے۔ نہایت سخت مزاج اور بے حد شدید طبیعت فرشتے ان کو شکنجہ میں کسیں گے اور اُن پر رحم نہ کریں گے اور اُن کو آگ میں شیطانوں کے ساتھ کھینچیں گے اور زنجیر وطوق کی بندشوں میں ان کو مقید رکھیں گے۔ اگر وہ دُعا کریں گے تو اُن کی دُعا مستجاب نہ ہوگی۔ اگر کوئی حاجت پیش کریں گے تو پوری نہ کی جائے گی۔ یہ ہے اُس گروہ کا حال جو جہنم میں جائیں گے۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے فرعون، ہامان اور قارون جن سے فلاں فلاں اور فلاں کی طرف اشارہ ہے جائیں گے ایک دروازہ سے بنی اُمیہ داخل ہوں گے جو اُن کے لیے مخصوص ہے کوئی اس دروازہ سے اُن کے ساتھ نہ جائے گا۔ ایک دوسرا دروازہ باب لظیٰ ہے اور ایک دوسرا باب سقر ہے اور ایک دوسرا باب ہاویہ ہے کہ جو شخص اس میں سے داخل ہوگا۔ وہ ستر سال تک نیچے چلا جاتا رہے گا اور ہمیشہ اُن کا حال جہنم میں ایسا ہی ہے اور ایک دروازہ وہ ہے کہ جس سے ہمارے دُشمن اور وُہ جس نے ہم سے جنگ کی ہوگی اور جس نے ہماری مدد نہ کی ہوگی داخل ہوں گے اور یہ دروازہ سب سے بڑا ہے اور اُس کی گرمی اور شدت سب سے زیادہ ہے۔

بسندِ مُعتبر منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے فلق کے بارے میں دریافت کیا حضرتؑ نے فرمایا جہنم میں وُہ ایک درّہ ہے جس میں ہزار مکانات ہیں اور ہر مکان میں ستر ہزار کمرے ہیں اور ہر کمرے میں ستر ہزار کالے سانپ ہیں اور ہر سانپ میں زہر کے ستر مٹکے ہیں اور ہر اہل جہنم کو اسی درّہ سے گذرنا ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ یہ تمھاری آگ جو دنیا میں ہے جہنم کی آگ کے ستر جزو میں سے ایک جزو ہے جس کو ستر مرتبہ پانی سے بجھایا ہے اور پھر جلی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو تم میں سے کوئی اس کے قریب جانے کی طاقت نہ رکھتا یقیناً جہنم کو روزِ قیامت

بحوالہ تاریخی دستاویز صفحہ ٭ دیکھیں فارسی صفحہ 500 وہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان غنیؓ کا نام لکھا ہے 507

سوویں فصل پانچواں باب فصل جہنم کے بعض خصوصیات اور وہاں کے عقوبات عذاب و اذیتیں

جل جائے گی تو خداوندِ عالم اُس کے بدلے دوسری کھال اُس کے بدن پر پیدا کر دے گا (۶) سعیر ہے اُس میں آگ کے تین سو قصر ہیں اور ہر قصر میں تین سو قصر آگ کے ہیں۔ پھر ہر قصر میں تین سو مکان آگ کے ہیں اور ہر مکان میں تین سو قسم کے عذاب مقرّر ہیں۔ اُس میں آگ کے سانپ بچھو ہیں اور آنکڑے اور زنجیریں اُس طبقہ والوں کے لیے تیار کی ہوئی ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے کافروں کے لیے طوق اور زنجیریں آگ کی تیار کی ہوئی ہیں (۷) جہنّم ہے جس میں فلق ہے اور وہ جہنّم میں ایک کنواں ہے۔ جب اُس کے دروازہ کو کھول دیتے ہیں جہنّم بھڑکنے لگتی ہے اور یہ طبقہ سب سے بدتر طبقہ ہے اور صعود اجہنّم کے درمیان تانبے کا ایک پہاڑ ہے۔ اثاماً پگھلے ہوئے تانبے کی ایک بڑی نہر ہے جو اُس پہاڑ کے گرد جاری ہے اور یہ مقام اُس طبقہ والوں کے لیے بدترین مُقام ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جہنّم میں ایک وادی ہے جس کو سقر کہتے ہیں کہ جس روز سے خدا نے اس کو خلق فرمایا ہے اُس نے سانس نہیں کھینچی ہے۔ اگر خدا اُس کو اجازت دے کہ ایک سُوئی کے سُوراخ کے برابر سانس کھینچے تو یقیناً زمین پر جو کچھ ہے سب کو جلا دے اور خدا کی قسم اہلِ جہنّم اُس وادی کی حرارت گندگی اور کثافت سے اور جو کچھ خدا نے اس کے لوگوں کے لیے اپنے عذاب سے تیار کیا ہے پناہ مانگتے ہیں اور اُس وادی میں ایک پہاڑ ہے کہ اُس کی گرمی تعفّن اور کثافت سے جو خدا نے اس کے اہل کے لیے مُہیّا کیے ہیں۔ اُس وادی کے تمام لوگ خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور اُس کوہ میں ایک درّہ ہے جس کی گرمی کثافت اور عذاب سے اُس پہاڑ والے پناہ مانگتے ہیں۔ اِس درّہ میں ایک کنواں ہے کہ اُس کی گرمی، تعفّن، اور کثافت اور عذابِ شدید سے اُس درّہ والے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور اُس کنوئیں میں ایک سانپ ہے کہ اُس کنوئیں والے اُس کی خباثت بدبُو اور کثافت وغیرہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور اُس سانپ کے شکم میں سات صندوق ہیں جو گزشتہ اُمتوں میں سے پانچ اشخاص کی جگہ ہے اور اس اُمت کے دو اشخاص کی جگہ۔۔ وہ پانچ اشخاص میں قابیلؔ ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔ دُوسرا نمرُود ہے جس نے جناب ابراہیمؑ سے نزاع کی اور کہا کہ میں بھی مارتا ہوں اور جلاتا ہوں۔ تیسرا فرعون ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ چوتھا یہودا ہے جس نے یہودیوں کو گمراہ کیا۔ پانچواں مجوس ہے جس نے نصاریٰ کو گمراہ کیا اور اس اُمّت کے دو اشخاص ہیں جو خدا پر ایمان نہیں لائے یعنی اوّل و دوم۔ اور حضرت امیر المومنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ گنہگاروں کے لیے جہنّم کے اندر چند نقب تیار کی گئی ہیں۔ اور اُن کے پیروں میں زنجیر پڑی ہے اور اُن کے ہاتھ گردن میں طوق (کی طرح بندھے) ہیں اور ان کے جسموں پر پگھلے ہوئے تانبے کے کُرتے پہنائے ہیں اور اُن کے

فصل 16

اُوپر سے آگ کے جُبّے اُن کے لیے قطع کیے ہیں اور اُن پر باندھے ہیں اور عذاب میں گرفتار ہیں جس کی گرمی جگر کو پہنچی ہے اور جہنّم کے دروازے اُن کے لیے بند کر دیئے گئے کبھی اُن کے دروازوں کو نہ کھولیں گے اور نہ کبھی ہوا اُن کے لیے اندر پہنچے گی اور ہرگز اُن کی تکلیف برطرف نہ ہوگی اور اُن کے عذاب میں ہمیشہ شدّت ہوتی رہے گی اور ہمیشہ عذاب تازہ بتازہ اُن پر ہوتا رہے گا نہ اُن کا مقام فانی ہے اور نہ عمر ختم ہوگی۔ مالک سے فریاد کریں گے کہ خدا سے دُعا کرو کہ ہم کو مار ڈالے۔ وہ جواب دیں گے کہ ہمیشہ اس عذاب میں مبتلا رہو گے۔

بسندِ معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جہنّم میں ایک کنواں ہے کہ جس سے اہلِ جہنّم فریاد کریں گے اور وہ ہر مغرور اور متکبر جبّار اور عداوت رکھنے والے کی جگہ ہے اور سرکش شیطان اور ہر اہلِ غرور کی جگہ ہے جو روزِ قیامت پر ایمان نہیں رکھتا اور جو شخص محمدؐ و آلِ محمدؐ سے عداوت رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ جہنّم میں جس شخص کا عذاب سب سے کم ہوگا وہ ہے جو آگ کے دو دریاؤں کے درمیان ہوگا۔ اُس کے پیروں میں آگ کے دو جُوتے ہوں گے اور اُس کے جُوتے کے بند آگ کے ہوں گے جس کی حرارت کی شدّت سے اُس کے دماغ کا مغز دیگ کے مانند جوش کھائے گا اور وُہ گمان کرے گا کہ اُس کا عذاب تمام اہلِ جہنّم سے زیادہ سخت ہے حالانکہ اُس کا عذاب سب سے ہلکا ہے۔ اور دُوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ فلق ایک کنواں ہے جہنّم میں کہ اہلِ جہنّم اُس کی شدّتِ حرارت سے خدا سے پناہ طلب کرتے ہیں کہ وہ سانس لے اور جب وہ سانس لیتا ہے جہنّم کو جلا دیتا ہے اور اُس میں آگ کا ایک صندوق ہے کہ اُس کنوئیں والے اُس صندوق کی گرمی اور حرارت سے پناہ مانگتے ہیں اور اُس صندوق میں اگلے چھ آدمیوں کی جگہ ہے اور اِس اُمّت کے چھ اشخاص ہوں گے۔ پہلے والوں میں سے چھ اشخاص میں پہلا شخص پسرِ آدمؑ (قابیل) ہے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ دوسرا نمرود ہے جس نے جناب ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا۔ تیسرا فرعون۔ چوتھا سامری جس نے اپنا دین گوسالہ پرستی کو قرار دیا اور پانچواں وہ شخص جس نے یہودیوں کو اُن کے پیغمبر کے بعد گمراہ کیا۔[1] اور اِس اُمّت کے چھ اشخاص جن میں تینوں خلفائے جور، معاویہ، سرگروہ خوارج نہرواں اور ابن ملجم ہے۔ اور جنابِ رسُولِ خداؐ سے منقول ہے آپؐ نے فرمایا کہ اگر اس مسجد میں ہزار اشخاص یا زیادہ ہوں اور اہلِ جہنّم میں ایک شخص سانس لے اور اُس کا اثر اُن تک پہنچے تو مسجد اور جو اُس میں ہے سب کو یقیناً جلا دے اور فرمایا کہ جہنّم میں ایسے سانپ ہیں جو موٹائی میں اُونٹوں کی گردن کی طرح ہیں کہ اُن میں ایک اگر کسی کو ڈس لے تو چالیس قرن یا چالیس سال اُسی کی تکلیف میں رہے گا اور اُس صندوق میں

---

[1] چھٹے شخص کا تذکرہ اصل کتاب میں نہیں ہے شاید نسیان ہوگا واللہ اعلم کاتب یا خود مؤلف سے سہو ہوا ہو۔ مترجم

فصل ۱۸

کہ میں نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جو تجھ سے زیادہ شقی ہے۔ جا خازن جہنم کے پاس تاکہ اُس کی صورت یا جگہ تجھ کو دکھاتے۔ میں مالک، خازن جہنم کے پاس گیا اور کہا خداوند بزرگ و برتر تجھ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ مجھے اُس کو دکھا دے جو مجھ سے زیادہ شقی ہے۔ مالک مجھے جہنم کی طرف لے گیا اور جہنم پر سے سرپوش اٹھایا ایک سیاہ آگ باہر نکلی تو میں نے گمان کیا کہ مجھ کو اور مالک کو وہ کھالے گی۔ مالک نے اُس سے کہا کہ ساکن ہو، وہ ساکن ہوئی پھر مجھ کو طبقۂ دوم میں لے گیا۔ ایک آگ اُس میں سے باہر نکلی جو پہلے طبقہ کی آگ سے زیادہ سیاہ تھی اور زیادہ گرم تھی۔ مالک نے اُس سے بھی کہا کہ ساکن ہو، وہ ساکن ہوئی۔ اسی طرح جس طبقہ میں وہ مجھ کو لے گیا سابق طبقہ سے زیادہ تیرہ و تار اور زیادہ گرم آگ تھی۔ یہاں تک کہ ساتویں طبقہ میں مجھ کو لے گیا۔ اُس میں سے ایک آگ برآمد ہوئی کہ میں نے گمان کیا کہ مجھ کو اور مالک کو اور اُن تمام چیزوں کو جو خدا نے پیدا کیا ہے جلا دے گی۔ اُس کو دیکھ کر میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا اے مالک اس کو حکم دو کہ یہ سرد و ساکن ہو ورنہ میں مر جاؤں گا۔ مالک نے کہا تو وقتِ معلوم تک نہ مرے گا۔ میں نے وہاں دو مردوں کو دیکھا جن کی گردنوں میں آگ کی زنجیریں تھیں اور اُن کو اوپر لٹکایا تھا اور اُن کے سروں پر ایک گروہ کھڑا تھا اور آگ کے گرز ان کے ہاتھوں میں تھے وہ اُن کے سروں پر مارتے تھے۔ میں نے مالک سے پوچھا یہ کون ہیں اُس نے کہا کہ تو نے شاید وہ تحریر نہیں پڑھی جو ساق عرش پر لکھی تھی میں نے اُس کو دیکھا ہے جس کو خدا نے دو ہزار سال قبل اس کے کہ دنیا یا آدمؑ کو پیدا کرے لکھا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَیَّدْتُہٗ وَنَصَرْتُہٗ بِعَلِیٍّ یہ دونوں اُن دونوں حضرات کے دشمن اور اُن کو اذیت دینے والے ہیں یعنی منافق اول و دوم۔

کلینی نے طولانی حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کتابِ خدا میں کفر کی پانچ صورتیں ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک کفر جحود کا ہے اور وہ خدا کی پروردگاری سے انکار کرنا ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ کوئی پروردگار نہیں ہے اور نہ کوئی بہشت ہے نہ دوزخ۔ اور یہ قول زندیقوں کے دو گروہ کا ہے جن کو دہریہ کہتے ہیں۔

اور سید ابن طاؤس نے کتاب زہد النبی سے جناب امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ اُس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین کے پہاڑوں پر ٹپکا دیا جائے تو سب زمین کے ساتویں طبقہ میں جا کر دھنس جائیں اور اُس قطرہ کا تحمل نہ کر سکیں۔ لہٰذا اُس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا طعام وہ ہوگا۔ اور اُس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر غسلین کا ایک قطرہ زمین کے پہاڑوں پر ٹپکا دیا جائے

تو وہ سب نیچے ساتویں طبقہ زمین تک چلے جائیں اور اُس کے برداشت کی طاقت اُن کو نہ ہوگی لہٰذا اُس شخص کا کیا حال ہوگا جس کے پینے کا پانی وہ ہوگا۔ اور اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر ایک ہتھوڑا جس کا ذکر خداوندِ عالم نے اپنے کلام پاک میں کیا ہے۔ زمین کے پہاڑوں پر رکھ دیں تو سب پہاڑ نیچے زمین کے ساتویں طبقہ تک دھنس جائیں اور اُس کے برداشت کی طاقت اُن کو نہ ہوگی پھر کیا حال ہوگا اُس کا جس کے سر کو جہنّم میں اُس سے کچلیں گے۔

اُسی کتاب میں مذکور ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "یقیناً جہنّم تمام کافروں کی وعدہ گاہ ہے جس میں سات دروازے ہیں اور ہر دروازہ کے لیے اُس میں ایک حصّہ کافروں اور گنہگاروں کے لیے مقرّر ہے"۔ یہ فرما کر آنحضرتؐ شدّت سے روئے اور آنحضرتؐ کے اصحاب بھی حضرتؐ کے رونے سے روتے اور نہیں جانتے تھے کہ جبریلؑ کیا خبر لائے ہیں اور حضرتؐ سے دریافت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ آنحضرتؐ جنابِ فاطمہؑ کو جب دیکھتے تھے تو شاد و خرم ہو جاتے تھے۔ الغرض ایک صحابی جنابِ فاطمہؑ کے درِ اقدس پر گئے تاکہ اُنؑ کو بُلا لائیں تو معلوم ہُوا کہ وہ آٹا گوندھ رہی ہیں اور فرماتی جاتی ہیں کہ وما عند اللہ خیر و ابقیٰ صحابی نے معصومۂ عالم کو سلام کہلایا اور آنحضرتؐ کے رونے کا حال بیان کیا۔ یہ سُن کر جنابِ فاطمہؑ اُٹھیں اور چادرِ کہنہ سر پر لپیٹی جس میں چودہ جگہوں پر لیف خرما کے پیوند لگے تھے۔ جب حضرت سلمانؓ کی نگاہ اُس چادر پر پڑی تو رونے لگے اور کہا واحزناہ قیصر بادشاہ رُوم اور کسریٰ بادشاہ عجم ریشم و سندس پہنیں اور فاطمہؑ دخترِ محمد صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جو بہترینِ خلق ہیں ایسا لباس پہنتی ہیں۔ الغرض جب حضرت فاطمہؑ اپنے پدرِ بزرگوار کی خدمت میں آئیں تو عرض کیا یا رسُول اللہؐ سلمانؓ تعجب کرتے ہیں کہ میرا لباس ایسا ہے اُس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ خلق پر مبعوث کیا ہے کہ میرے اور علیؑ کے لیے سوائے اُس گوسفند کی کھال کے کچھ نہیں ہے جس پر دن میں اونٹ دانہ کھاتا ہے اور رات کو ہم اُسے اپنے نیچے بچھا لیتے ہیں اور ہمارے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ ہوتا ہے جس میں خرمے کی پتیاں بھری ہوئی ہیں۔ یہ سُن کر جنابِ رسُولِ خداؐ نے فرمایا اے سلمانؓ میری دختر اُس گروہ میں ہوگی جو سب سے پہلے جنّت میں جائے گا۔ مختصر یہ کہ جنابِ فاطمہؑ نے پوچھا کہ اے پدرِ بزرگوار آپ کے رونے کا کیا سبب ہُوا حضرتؐ نے فرمایا کہ جبریلؑ ابھی آئے اور یہ دو آیتیں لائے تھے۔ جنابِ فاطمہؑ نے وہ دونوں آیتیں سُنیں تو دروازہ کے سامنے گر پڑیں اور کہا کہ وائے ہو اُس پر جو جہنّم میں داخل کیا جائے اور سلمانؓ نے کہا کاش میں ایک گوسفند ہوتا اور مجھ کو ذبح کرتے اور میرا گوشت کھا لیا جاتا اور میں جہنّم کا ذکر نہ سُنتا اور حضرت ابُوذرؓ نے کہا کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا اور جہنّم کا نام نہ سُنتا جنابِ عمارؓ

بولے کاش میں کوئی پرندہ ہوتا اور جنگلوں میں پرواز کرتا اور میرے لیے کوئی حساب اور عذاب نہ ہوتا اور میں جہنم کا نام نہ سنتا۔ اور جناب امیرؑ نے فرمایا کاش درندے میرا گوشت کھاتے یا میں پیدا نہ ہوا ہوتا اور جہنم کا نام نہ سنتا۔ پھر جناب امیرؑ نے سر پہ ہاتھ رکھا اور روتے تھے اور کہتے تھے آہ کیسا دراز سفر ہے اور قیامت کے سفر میں زادِ راہ کس قدر کم ہے جہنم میں ڈالے جاتے ہیں اور آگ کے آنکڑے سے لوگوں کے گوشت جسم سے چھیلے جاتے ہیں۔ آہ آہ! وہاں وہ بیمار ہیں جن کی عیادت کے لیے کوئی نہیں جاتا اور ایسے زخمی ہیں جن کے زخموں کا کوئی علاج نہیں کرتا اور ایسے قیدی ہیں جن کی رہائی کی کوئی کوشش نہیں کرتا۔ آگ کھاتے ہیں اور آگ پیتے ہیں اور جہنم کے طبقوں کے درمیان سراسیمہ پھرتے ہیں اور نرم و عمدہ لباس پہننے کے بعد آگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور عورتوں سے بغلگیر ہونے کے بعد شیاطین سے لپٹتے ہیں۔

جہنم کے اوصاف اور اُس کے عذاب اور سختیوں اور تکلیفوں کے بارے میں آیتیں اور حدیثیں بہت ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں اسی قدر درج کرنے پر اکتفا کی۔ اکثر بحارالانوار میں جمع کر دی ہیں۔ خداوندِ عالم تمام مومنین کو خوابِ غفلت سے بیدار کرے اور ضلالت کی بیہوشی سے ہوش میں لائے۔ بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ۔ آمین ثم آمین۔

سترھویں فصل

اعراف کا بیان :

خداوندِ عالم نے فرمایا ہے کہ اہلِ بہشت اصحابِ دوزخ کو آواز دیں گے کہ ہم نے اپنے پروردگار سے وہ تمام ثواب پائے جن کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا اور وہ سب حق اور سچ تھا تو کیا تم نے بھی وہ تمام عقوبات اور عذاب پائے جن کا تم سے تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا کہ وہ سب حق تھا تو وہ کہیں گے ہاں۔ اُس وقت ایک مؤذن اذان کہے گا۔ یعنی اُن کے درمیان ندا دے گا جس کو جنتی اور دوزخی دونوں گروہ سنیں گے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے جو راہِ خدا سے لوگوں کو منع کرتے تھے اور خدا کی راہ میں کجی نکالتے تھے۔

عامہ و خاصہ کے طریقہ سے متواترہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ جو مؤذن روزِ قیامت یہ ندا دے گا وہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام ہوں گے اور ابنِ عباس سے مروی ہے کہ کتابِ خدا میں علیؑ کے بہت سے نام ہیں جن کو لوگ نہیں جانتے۔ ایک نام مؤذن ہے جو اس آیت میں وارد ہوا ہے اور وہ ندا دیں گے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ جنھوں نے میری ولایت و امامت کی تکذیب کی اور میرے حق کو خفیف کیا۔ اس کے بعد فرمایا ہے کہ دوزخ اور بہشت کے درمیان ایک پردہ ہوگا۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ اعراف ہے جو جہنم اور بہشت کے درمیان ایک حصار ہے۔ کہتے ہیں کہ اعراف پر چند مرد ہوں گے جو ہر ایک کو اُس کی پیشانی سے پہچان لیں گے اور بہشتی لوگوں کو آواز دیں گے کہ تم پر سلام ہو۔ اور وہ ابھی داخلِ بہشت نہ ہوئے ہوں گے اور

اعراف کا بیان سترھویں فصل پانچواں باب

بھی مسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کفار و منافقین جن پر حجت تمام ہوگئی ہوگی
ہمیشہ عذابِ جہنم میں رہیں گے اور ان کا عذاب کبھی کم اور ہلکا نہ ہوگا۔ اس بارے میں بہت سی
آیتیں گزر چکیں اور کفار کے اطفال اور جنین یقیناً داخلِ بہشت نہ ہوں گے اور یہ گزر چکا کہ
آیا وہ بہشت میں داخل ہوں گے یا اعراف میں رہیں گے یا اُن کو دوسری تکلیف دے کر امتحان
لیا جائے گا۔ اور اکثر ضعیف العقل لوگ جو حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے یا وہ گروہ جو اسلامی
شہروں سے دور رہتے ہیں اور دین کی تلاش نہیں کر سکتے یا زمانۂ جاہلیت و فترت میں رہتے
ہوں اور حجت اُن پر تمام نہیں ہوئی ہوگی وہ مرجون لامر اللہ میں داخل ہیں اُن کے لیے نجات
کا احتمال ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ جو شخص ضروریاتِ دینِ اسلام میں سے کسی
ایک کا انکار کرے وہ حکمِ کفار میں ہے اور ہمیشہ جہنم میں رہے گا اور ضروریِ دینِ اسلام سے
یہ ہے کہ جو دینِ اسلام میں بدیہی رہا ہو، اور جو شخص اس دین میں ہوتا ہے اس کو جانتا ہے سوائے
اس کے جو شاذ و نادر مثل اُس کے ہے جو تازہ مسلمان ہوا ہو۔ اور ابھی اُس کے نزدیک ضروری
نہ ہوا ہو، جیسے نماز و روزۂ ماہ مبارک رمضان و حج و زکوٰۃ اور انہی کے مثل جو اُن امور کو ترک
کرتا ہے کافر نہیں ہے اور جو شخص ان امور کے ترک کو حلال جانتا ہو کافر ہے اور مستحقِ قتل
ہے۔ اسی طرح اگر اُس سے کوئی فعل عمداً صادر ہو جو دین کی اہانت یا محرماتِ الٰہی میں سے
ہو جو عمداً قرآن مجید کو جلاتا ہے یا نابدان میں پھینکتا ہے یا اُس کو پیروں سے کچلتا ہے یا حق تعالیٰ
یا فرشتوں کو یا کسی پیغمبر کو گالی دیتا ہے یا ایسی بات کہتا ہے جو استخفاف کا باعث ہو خواہ نظم میں
ہو یا نثر میں یا کعبۂ معظمہ کو بے سبب خراب کرتا ہو یا عمداً اُس میں پیشاب یا پائخانہ کرتا ہو،
اسی طرح جنابِ رسولِ خداؐ اور ائمہؑ کے روضہ ہائے مقدس کی اہانت قول یا فعل سے کرتا ہو
یا قول و فعل سے جنابِ امام حسین علیہ السلام کی تربتِ شریف کی بے ادبی کرتا ہو یا مثل اُس
کے کہ العیاذاً باللہ اُس میں استنجا کرتا ہو۔ یا کتبِ حدیثِ شیعہ کی بے ادبی کرتا ہو۔ اور بعض کتب
فقہ شیعہ کو بھی اسی قابل سمجھتا ہو کہ کسی عبادت کا مذاق اڑاتا ہو جو ضروریِ دین سے ہو یا اہانت
کرتا ہو۔ یا بُت یا غیر بُت کو اپنا معبود قرار دیتا ہو، اور اس کو عبادت کے قصد سے سجدہ
کرتا ہو یا کافروں کے طریقہ کو جو اظہارِ کفر کے ضمن میں ہو ظاہر کرتا ہو۔ جیسے زنار اس قصد سے
باندھتا ہو یا ہندوؤں کے طریقہ سے اُن کے شعار کے اظہار کے قصد سے اپنی پیشانی پر ٹیکہ
لگاتا ہو کافر اور مستحقِ قتل ہے۔ یہ تمام امور بعض دوسرے امورِ دین کی ضروریات کے ضمن میں
مذکور ہوں گے انشاء اللہ اور غیر شیعہ امامیہ جیسے زیدیہ اور سنیوں کے فرقے اور فطحیہ، واقفیہ، کیسانیہ
ناووسیہ اور تمام مخالفین فرقے۔ اگر ضروریاتِ دینِ اسلام میں کسی کا انکار کریں تو وہ سب کافر ہیں

وآخرت دونوں میں کافر کا حکم رکھتے ہیں اور آخرت میں ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے۔ سیّد مرتضیٰ اور ایک جماعت کے لوگ اسی کے قائل ہیں اور اکثر علمائے امامیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ دُنیا میں حکم اسلام اُن پر جاری ہے اور آخرت میں جہنّم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ جہنّم میں داخل ہونے کے بعد باہر نکالے جائیں گے۔ لیکن بہشت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ اعراف میں رہیں گے، اور یہ شاذ و نادر لوگ قائل ہیں کہ طویل عذاب کے بعد بہشت میں داخل ہوں گے اور یہ قول نادر اور ضعیف ہے

اور علامہ حلی نے شرح یاقوت میں لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ نص خلافت امیرالمومنینؑ پر نہیں ہوئی ہے۔ اُن کے بارے میں ہمارے اکثر اصحاب قائل ہیں کہ وُہ کافر ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ فاسق ہیں۔ ایسے لوگوں نے اُن کی آخرت کے حکم کے بارے میں اختلاف کیا ہے اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ وہ ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ عذاب سے رہائی پائیں گے اور بہشت میں جائیں گے اور یہ قول مصنّف کے نزدیک نادر ہے اور وہ قائل ہے کہ وہ عذاب سے رہائی پائیں گے۔ لیکن بہشت میں نہ جائیں گے اور جو روایتیں مخالفین کے کفر پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ وہ ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے اور اُن کے اعمال مقبُول نہیں ہیں وہ عامہ وخاصہ کے طریقوں سے متواتر ہیں اور جو قول اُن کے بارے میں یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جہنّم میں نہ رہیں گے یا بہشت میں داخل ہوں گے وہ نہایت ندرت کا قول ہے اور اُس کا قائل معلوم نہیں۔ یہ قول متاخرین متکلمین میں ظاہر ہوا ہے جو اخبار و آثار و اقوال قدما سے واقف نہیں ہیں۔ ابن بابویہ نے رسالہ عقائد میں لکھا ہے کہ جو شخص امامت کا دعوےٰ کرے اور وُہ درحقیقت امام نہ ہو وہ ظالم و ملعُون ہے۔ اور جو شخص امامت کا اُس کے اہل کے غیر کا قائل ہو وہ بھی ظالم و ملعُون ہے، اور جناب رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے بعد علیؑ کی امامت سے انکار کرے تو اُس نے میری پیغمبری سے انکار کیا ہے اور جو شخص میری پیغمبری سے انکار کرے اُس نے خدا کی پروردگاری سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہمارا اعتقاد اُس کے حق میں جو امیرالمومنینؑ کی امامت اور ان کے بعد کے اماموں کی امامت سے انکار کرے اُس کے مانند ہے کہ جس نے پیغمبروں کی پیغمبری سے انکار کیا ہے اور اُس شخص کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے جو امیرالمومنینؑ کی امامت کا اقرار کرے اور ان کے بعد اماموں میں سے کسی ایک کی امامت سے انکار کرے تو وہ ایسے شخص کے مانند ہے جو تمام پیغمبروں پر تو ایمان لاتا ہے اور محمدؐ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی پیغمبری سے انکار کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہمارے آخر کا منکر ہمارے اوّل کا منکر ہے اور جناب رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بارہ امام ہوں گے اُن میں سے سب سے پہلے امام حضرت امیرالمومنینؑ ہیں اور ان میں سب سے آخر

حضرت قائمؑ ہیں۔ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے جس نے اُن میں سے کسی ایک کا انکار کیا اُس نے میرا انکار کیا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے دشمنوں کے کفر میں شک کرے وہ ہم پر ظلم کرنے والا کافر ہے اور ہمارا اعتقاد اُن کے بارے میں جنھوں نے حضرت علیؑ سے جنگ کی ہے پیغمبر کے ارشاد کے مانند ہے کہ جو علیؑ سے جنگ کرے اُس نے مجھ سے جنگ کی اور جس نے مجھ سے جنگ کی اُس نے خدا سے جنگ کی ہے اور آنحضرتؐ کا یہ ارشاد کہ میری اُس کے ساتھ جنگ ہے جو علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام سے جنگ کرتا ہے اور میری صلح ہے اُس سے جو ان سے صلح رکھتا ہے اور ہمارا اعتقاد بیزاری سے متعلق یہ ہے کہ چاروں بتوں سے بیزاری اختیار کی جائے جن میں تین مشہور منافق اور چوتھا معاویہ ہے اور چار عورتیں ہیں جن میں دو منافقہ مشہور ہیں جو ہندا ور ام الحکیم ہیں اور ان کے سارے پیروی کرنے والوں اور فرمانبرداروں سے بیزاری رکھنا چاہیئے اور یہ کہ وہ خلق خدا میں سب سے بدتر ہیں اور یہ کہ اعتقاد کامل نہیں ہوتا مگر یہ کہ خدا و رسولؐ و ائمہؑ کے اقرار اور ان کے دشمنوں سے بیزاری کے ساتھ کامل ہوتا ہے۔

اور شیخ مفید نے کتاب المسائل میں کہا ہے کہ امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ جو شخص اماموں میں سے کسی ایک امام کی امامت سے انکار کرے اور اُن کی اطاعت کے فرائض میں سے کسی چیز سے انکار کرے جس کو خدا نے اُس پر واجب کیا ہے تو وہ کافر ہے اور گمراہ ہے اور جہنم میں ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے۔ دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ امامیہ کا اس پر اتفاق ہے کہ اہل بدعت سب کافر ہیں اور امام پر لازم ہے کہ اُن سے توبہ کرائے جس وقت کہ وہ متمکن ہو اس کے بعد جبکہ اُن کو دین حق کی دعوت دے اور اُن پر حجت تمام کرے۔ اگر وہ اپنی بدعتوں سے توبہ کریں اور راہِ راست پر آجائیں تو قبول کرے ورنہ ان کو قتل کر دے اس لیے کہ وہ ایمان سے مرتد ہو گئے ہیں اور جو شخص اسی مذہب پر مر جائے وہ اہل جہنم سے ہے اور سید مرتضیٰ نے شافی میں اور شیخ طوسی نے تلخیص میں کہا ہے کہ ہم امامیہ کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ جو شخص جناب امیرؑ سے جنگ کرے وہ کافر ہے اور اس پر فرقہ حقہ امامیہ کا اجماع دلیل ہے اور ان کا اجماع حجت ہے نیز ہم جانتے ہیں کہ جو شخص حضرتؑ سے جنگ کرتا ہے وہ حضرتؑ کی امامت کا منکر ہوگا اور اُن کی امامت کا انکار کفر ہے جس طرح انکارِ نبوت کفر ہے کیونکہ اس بارہ میں دونوں مدا علت ایک طرح کی ہے لہذا بہت سی حدیثوں سے استدلال اس بارہ میں کیا ہے اور شیخ زین الدین نے رسالہ حقائق الایمان میں بھی بہت باتیں اس بارے میں کی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کا واقعی کفر اجماعی جانتے ہیں اور جو کچھ اس بارے میں حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مخالفین

لوگوں کے واسطے کوئی خوف نہیں ہے۔ آپ لوگ کبھی غمگین اور اندوہناک نہ ہوں گے اور علل میں جناب موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ ہر نماز کے وقت جبکہ یہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں تو خدا ان پر لعنت کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا کیوں ایسا ہے۔ فرمایا اس لیے کہ امامت کے متعلق ہمارے حق کا انکار کرتے ہیں اور ہماری تکذیب کرتے ہیں اور معانی الاخبار میں بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے عمران سے فرمایا کہ دین حق اور اہلبیتؑ کی ولایت کی رسّی کو اپنے اور تمام اہل عالم کے درمیان کھینچو جو شخص ولایت وامامت اہلبیتؑ کے بارے میں تمہارا مخالف ہوگا اگرچہ وہ محمدؐ وعلیؑ وفاطمہؑ کے نسل سے ہو وہ زندیق ہے اور مثل صحیح دوسری سند حسن سے روایت کے مطابق فرمایا کہ جو شخص تمہاری مخالفت کرے اور ریسمان ولایت سے باہر ہو جائے اس سے علیحدگی اختیار کرو ہر چند وہ علی و فاطمہ علیہما السلام کی نسل سے ہو اور انہی حضرتؑ سے عقاب الاعمال میں روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے علیؑ کو اپنے اور اپنی خلق کے درمیان نشان قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی نشان نہیں ہے۔ جو شخص اُن کی پیروی کرتا ہے مومن ہے اور جو انکار کرتا ہے کافر ہے اور جو شخص اس کے بارے میں شک کرے مشرک ہے۔ ایضاً انہی حضرتؑ سے منقول ہے اگر تمام لوگ جو زمین میں ہیں حضرت امیرالمومنینؑ سے انکار کریں تو خدا سب کو معذب فرمائیگا۔ اور جہنم میں داخل کرے گا۔ ایضاً اکمال الدین میں حضرت کاظم علیہ السلام سے مروی ہے کہ جو شخص ہر زمانہ کے امام کی شخصیت اور اُن کی نصیحت کے بارے میں شک کرے وہ کافر ہوگیا اُن تمام امُور سے جو خدا نے نازل کیا ہے، اور کتاب اختصاص میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ائمہ اطہارؑ ہمارے پیغمبرؐ کے بعد بارہ نجیب ہیں جن سے فرشتہ باتیں کرتا ہے اور جو شخص اُن میں سے ایک بھی کم یا زیادہ کرے گا۔ خدا کے دین سے خارج ہو جائے گا اور ہماری ولایت سے کچھ بہرہ ور نہ ہوگا۔ اور تقریب المعارف میں روایت کی ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السلام کے آزاد کردہ نے انہی حضرتؑ سے پوچھا کہ آپ کے اُوپر میرا کچھ حق خدمت ہے۔ لہٰذا مجھے اوّل ودوم کے حال سے آگاہ فرمائیے۔ حضرتؑ نے فرمایا وہ دونوں کافر تھے اور جو شخص ان کو دوست رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ابوحمزہ ثمالی نے انہی حضرتؑ سے اوّل ودوم کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ وہ کافر تھے اور جو اُن کی ولایت کا اقرار کرتا ہے وہ بھی کافر ہے

اس بارے میں حدیثیں بہت ہیں جو متفرق کتابوں میں درج ہیں اور اکثر بحارالانوار میں مذکور ہیں اور شیعہ امامیہ کے بڑے بڑے لوگ جن سے گناہان کبیرہ سرزد ہوئے ہوں گے اور بغیر توبہ مرگئے ہوں گے علمائے امامیہ کے درمیان اختلاف نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہیں گے اور جناب رسولِ خداؐ اور ائمہ اطہار علیہم السلام کی شفاعت یقیناً اُن کو حاصل ہوگی جیسا کہ بیان

خیرٌ من النوم کا اذان میں غیر مستحب ہونا اور سجدہ دوم کے بعد ایک احتمال پر جلسہ استراحت اور سجدۂ شکر کا بعد نماز مستحب ہونا اور زیارت قبور رسول خدا اور آئمہ اطہار اور ان کی تعظیم و تعمیر کا بلکہ شیعوں کے صالحین اور عزیزوں اور رشتہ داروں کی قبروں کی زیارت کا مستحب ہونا مطلقاً بنا بر اظہر۔ اور کتے اور تمام درندوں کے اور حشرات الارض کے گوشت کا حرام ہونا جیسے بلی سانپ وغیرہ انھیں کے مثل کا بھی حرام ہونا بنا بر احتمال اظہر اور محارم کے ساتھ عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر وطی کرنے کی حرمت احتمال پر بلکہ جبریہ قول کے نہ ہونے کے ساتھ مطلقاً اور عبادات کا ساقط نہ ہونا ان تمام امور کو مجملاً ضروریات دین اسلام میں شمار کیا جا سکتا ہے اور جن امور کا دین و ایمان اور مذہب اثنا عشری میں ظہور اس حد تک پہنچا ہو کہ جو شخص اس دین میں داخل ہو جان لے تو یہ سب ضروریاتِ دین و ایمان میں سے ہوگا اور ان کا انکار اس کے بانی کا انکار ہے۔ اگرچہ اکثر علماء کے کلام میں اس کی تصریح نہیں ہے لیکن ان کی دلیل سے اس دین کے ضروری ہونے کے سبب سے منکر کا کفر لازم آتا ہے اور بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ہم میں سے نہیں ہے وہ جو ہماری رجعت پر ایمان نہ رکھتا ہو اور متعہ کو حلال نہ جانتا ہو اور اوّل و دوم اور ان کے گروہ سے اور تمام دشمن اور مخالفین سے علیحدگی اور برأت نہ رکھتا ہو۔ احادیث متواترہ میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ان سے بیزاری اختیار نہ کرے وہ ہمارا شیعہ نہیں بلکہ ہمارا دشمن ہے اور کتاب نفحات الاموات میں عامہ و خاصہ کے طریقہ سے متواتر حدیثیں اس بارے میں لکھی گئیں اور اس سے زیادہ بحار الانوار میں لکھی گئی ہیں اور رسالہ شرائع دین میں حضرت امام رضاؑ سے جو آپ نے مامون کے لیے لکھا تھا مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ صرف اور خالص ایمان وہ ہے کہ گواہی دو کہ خدا یکتا ہے اور اپنا شریک نہیں رکھتا اور واحد حقیقی ہے اور اعضاء و جوارح نہیں رکھتا اور تمام خلق اُس کی محتاج ہے اور وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور تمام چیزیں اُسی کے سبب سے قائم ہیں اور وُہ سننے والا اور دیکھنے والا اور تمام امور پر قادر ہے اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ ایسا عالم ہے کہ کسی چیز سے ناواقف نہیں اور ایسا قادر ہے کہ کبھی عاجز نہیں ہوتا اور ایسا بے نیاز ہے کہ کبھی محتاج نہیں ہوتا اور ایسا عادل ہے کہ کبھی ظلم نہیں کرتا ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اُس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ اپنا کوئی شبیہ اور ضد اور ہمسر نہیں رکھتا اور وُہی عبادت، دُعا، اُس سے اُمیدوار ہونے اور ڈرنے میں مقصودِ خلق ہے اور محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اُس کے بندہ اور امین اور اُس کی مخلوق میں سب سے برگزیدہ ہیں اور تمام انبیاء سے بہتر ہیں اور خاتم المرسلین ہیں اُن کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ اُن کی ملت اور شریعت کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ جو کچھ حضرتؐ نے خدا کی جانب سے خبر دی ہے حق ہے اور اُس کی تصدیق

حق الیقین ج۲ … کفر و ارتداد کے معنی کے بیان میں (پانچویں اصل) حقیقی شیعہ کی شناخت

نہ ہو تو حرمت پر تاکید کرنا مشکل ہے۔ اور ہر حال میں بغیر ضرورت و بلا مصلحت کی قید لگانا چاہیئے چنانچہ کلینی نے بسند صحیح عبدالرحمٰن بن حجاج سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کی کہ اگر مجھے طبیب نصرانی کی حاجت ہو تو کیا میں اُس کو سلام کروں اور دُعا کروں؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں لیکن تمہاری دُعا اس کو فائدہ نہ دے گی۔ ایضاً بسند حسن مثل صحیح کے بھی اس مضمون کی روایت کی ہے اور علامہ نے کہا ہے کہ اہلِ ذمہ پر سلام کی ابتداء نہ کرنی چاہیئے۔ اور اگر ذمی یعنی کسی کافر کو سلام کیا جو امان میں ہو یا جو شخص اس کو نہ پہچانے اور سلام کے بعد معلوم ہو کہ وہ ذمی تھا تو اُس کے جواب میں بغیر سلام کے کہے ھداك اللہ یعنی خدا تیری ہدایت کرے۔ انعم اللہ صباحك یعنی خدا تیرے صبح کرنے کو نیک کرے یا اطال اللہ بقائك یعنی خدا تیری زندگی کو دراز کرے۔ اور اگر سلام کا جواب دے تو کہے وعلیك علامہ کا کلام تمام ہوا۔ اور بسند حسن مثل صحیح کے حضرت امام محمد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان تم کو سلام کرے۔ تو کہو وعلیک السلام اور اگر اہل ذمہ سلام کرے تو کہو علیک۔ اور بسند موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اہلِ کتاب سے سلام کی ابتداء نہ کرو۔ اگر وہ تم کو سلام کریں تو جواب میں کہو وعلیکم۔ اور بسند موثق دیگر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ اگر یہودی و نصرانی اور مشرک و بُت پرست کسی پر سلام کرے اور وہ بیٹھا ہو تو کہے علیکم اور دوسری موثق مثل صحیح حدیث میں فرمایا کہ کہو علیک۔ الغرض ان احادیث معتبرہ سے معلوم ہوا کہ کفار سے مطلقاً سلام کی ابتدا نہ کرنی چاہیئے اور دوسری حدیثیں اس بارے میں بہت ہیں۔ مگر ضرورت کے موقع پر اُن کے جواب میں علیک یا وعلیک یا علیکم یا وعلیکم 'واو' کے ساتھ دونوں جائز ہے اور بعض عامہ نے واؤ کے ساتھ تجویز نہیں کیا ہے اور کیا ان کو پورا سلام نہ کہنا چاہیئے؟ بعض نے مکروہ اور بعض نے حرام جانا ہے۔ احوط ترک ہے۔ کیا اُن کا ان مذکورہ جوابوں میں سے کسی ایک سے جواب دینا واجب ہے؟ اس میں اختلاف ہے اور احوط یہ ہے کہ ترک نہ کرے۔ اور اُن غیر سلام کی عبارتوں کو علامہ نے کہا ہے کہ میں نے کسی حدیث میں نہیں دیکھا ہے اور کلینی نے حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں نے کہا کہ یہودی و نصرانی کے لیے ہم کیسے دُعا کریں۔ آپ نے فرمایا تم کہو بارك اللہ لك فی دنیاك یعنی خدا تمہاری دُنیا میں تم کو برکت دے۔ اور خالد قلانسی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ میں ایک ذمی سے ملاقات کرتا ہوں اور وہ مجھ سے مصافحہ کرتا ہے۔ فرمایا اپنے ہاتھ کو خاک یا دیوار پر مل لو۔ میں نے عرض کی ناصبی اور دشمن اہل بیت سے مصافحہ کا کیا حکم ہے۔ فرمایا اپنے ہاتھ کو دھوؤ۔ اور حدیث صحیح میں حضرت باقرؑ سے روایت کی ہے کہ

هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوقِنُوْنَ

الحمد للہ والمنہ کہ بعد کشاکش یک عالم رنج وغم وتراکم مصائب بیم کہ بوجہ انتقال دو فرزندان نوجوانان کہ یکی بسن ہیجدہ ودوم بسن بست ویک سالگی داغ مفارقت خویش بر قلب مجروح مترجم گزاشتند

ضمیمہ جات مقبول ترجمہ وحواشی

مرتبہ ومولفہ ومترجمہ

عالی جناب فضائل مآب مہبط فیوض ربانی دقیقہ شناس رموز قرآنی نکتہ سنج حقائق فرقانی متکلم مناظر لاثانی حضرت مولانا مولوی حکیم سیدی حاجی مقبول احمد صاحب قبلہ دہلوی مد ظلہم العالی دام فیوضہم

حیدری کتب خانہ مرزا علی اسٹریٹ امام باڑہ روڈ بمبئی ۹

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمجات پارۂ چہارم

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۹۷

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور من لایحضرہ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ جب اللہ تعالےٰ نے یہ چاہا کہ زمین کو پیدا کرے تو اُس نے ہواؤں کو حکم دیا اور ہوا نے پانی کو خوب ٹکرایا جس سے موج پیدا ہو گئی پھر جھاگ بنے پھر جھاگ مل کر اکٹھے ہوئے پھر ان سب کو اس جگہ جمع کر دیا جہاں بیت اللہ ہے پھر اُنہی جھاگوں سے ایک پہاڑ بنا دیا۔ پھر اُسی کے نیچے سے زمین پھیلا دی اور خدائے تعالےٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَيْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِيْ بِبَكَّةَ مُبٰرَكًا (دیکھو صفحہ ۹ سطر ۹) اور من لایحضرہ الفقیہ میں اتنا اور زیادہ ہے کہ زمین میں پہلی جگہ جو خدائے تعالےٰ نے پیدا کی وہ کعبہ ہے۔ پھر اُس سے اور زمین پھیلائی گئی اور اُس کتاب میں یہ بھی ہے کہ خدائے تعالےٰ نے ہر چیز میں سے ایک چیز کو پسند فرمایا ہے چنانچہ ساری زمین میں سے کعبہ کی جگہ کو پسند فرمایا ہے۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مکہ کا نام بکہ اس لئے رکھا گیا کہ مرد بھی اس میں روتے ہیں اور عورتیں بھی۔ اور عورت وہاں تمہارے آگے اور پیچھے اور داہنی اور بائیں اور سامنے نماز پڑھ سکتی ہے اور اس کا کچھ بھی مضائقہ نہیں حالانکہ عورت کا اس طرح نماز پڑھنا اور تمام ملکوں میں مکروہ ہے۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مکہ کے پانچ نام ہیں اُم القریٰ۔ مکہ۔ بکہ۔ بساسہ (اس کے معنی یہ ہیں کہ جو اس میں رہ کر ظلم کرتا ہے اُسے یا تو خارج کر دیتا ہے یا ہلاک) اور اُم رحم (اس کا یہ مطلب ہے کہ جو اُس میں آ رہے ہیں اُن پر خدا رحم کرتا ہے) اسی کے ہم معنی ایک حدیث من لایحضرہ الفقیہ میں منقول ہے نیز اُسی کتاب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مکانِ کعبہ کو پروردگارِ عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کی خاطر جنت سے اُتارا تھا اُس وقت وہ ایک سفید موتی تھا پھر اُسے اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اُٹھا لیا فقط اُس کی بنیاد باقی رہ گئی اور وہ موجودہ بیت اللہ کے گرداگرد ہے۔ اور ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے حکم خدا سے آتے ہیں جو پھر دوبارہ نہیں آ سکتے۔ پس خدائے تعالےٰ نے حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ اُنہی بنیادوں پر اس مکان کو بنائیں۔ من لایحضرہ الفقیہ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کعبہ کی زمین کل روئے زمین پر ایک بلند ٹیلا تھا جو سورج اور چاند کی طرح چمکتا تھا۔ یہ حالت اُس وقت تک رہی جب تک کہ آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل نہ کیا۔ اس واقعہ کے بعد وہ

عرض کی کہ پروردگارا! بدکار تو اپنی بدی کے سبب عذاب پائیں گے۔ یہ نیکوکار کیوں عذاب دیے جائیں گے؟ ارشاد ہوا کہ اس سبب سے کہ بدکاروں کی بدیوں سے چشم پوشی کیا کرتے تھے۔ اور میرے ناراض ہونے پر بھی اُن سے ناراض نہ ہوتے تھے۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۹۹

اُن پانچ جھنڈوں میں سے پہلا جھنڈا اِس اُمّت کے گوسالہ (ابوبکر) کا ہوگا۔ اس میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے سوال کرونگا کہ تم نے میرے بعد۔ اُن دو گرانقدر چیزوں کے ساتھ جو میں تم میں چھوڑ آیا تھا کیا برتاؤ کیا؟ وہ جواب دیں گے کہ ثقلِ اکبر (یعنی کتابِ خدا) میں تو ہم نے تحریف کی اور اُسے پس پشت ڈالدیا اور رہا ثقلِ اصغر (یعنی اہلبیتِ رسولؐ)، اُن سے ہم نے عداوت اور بغض رکھا اور ظلم کیا آنحضرتؐ فرماتے ہیں میں اُن سے یہ کہوں گا کہ تمہارے کالے مُنہ ہوں تم جہنّم میں بھوکے پیاسے چلے جاؤ۔ پھر دوسرا جھنڈا اِس اُمّت کے فرعون (عمر) کا میرے پاس آئیگا اور میں اُن سے سوال کرونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ جواب دیں گے ثقلِ اکبر میں تو ہم نے تحریف کی اور اُسے پھاڑ ڈالا اور اُس کی مخالفت کی۔ اب رہا ثقلِ اصغر اُن سے ہم نے دشمنی کی اور اُن سے لڑے تو میں اُن سے کہونگا کہ تمہارا بھی کالا مُنہ ہو تم بھی جہنّم میں پیاسے چلے جاؤ۔ اس کے بعد تیسرا جھنڈا اِس اُمّت کے سامری (عثمان) کا آئے گا۔ اُن سے بھی میں یہی سوال کرونگا کہ تم نے میرے بعد میرے متعلقین کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ جواب دینگے ثقلِ اکبر کی ہم نے نافرمانی کی اور اُسے چھوڑ دیا اور ثقلِ اصغر کی ہم نے ہم نے نصرت چھوڑ دی اور ان کو ضائع کردیا تو میں اُن سے کہوں گا کہ تمہارا بھی مُنہ کالا ہو جہنّم میں پیاسے چلے جاؤ۔ اس کے بعد چوتھا جھنڈا ذوالثدیہ کا جس کے ساتھ اول سے آخر تک کل خوارج ہونگے آئیگا میں اُن سے بھی یہ سوال کرونگا کہ میرے بعد ثقلین کے ساتھ تم نے کیا کیا؟ وہ یہ کہیں گے کہ ثقلِ اکبر تو ہم نے پھاڑ ڈالا اور اُس سے علیحدہ رہے اور ثقلِ اصغر کے ساتھ ہم لڑے اور اُن کو قتل کیا میں اُن سے کہونگا جاؤ جہنّم میں پیاسے چلے جاؤ۔ پھر پانچواں جھنڈا امام المتقین سیّد الوصیّین قائد الغر المحجلین وصی رسول رب العٰلمین کا میرے پاس وارد ہوگا۔ میں اُن سے دریافت کرونگا کہ تم میرے بعد ثقلین کے ساتھ کس کس طرح پیش آئے؟ وہ جواب میں عرض کرینگے کہ ثقلِ اکبر کی ہم نے پیروی اور اطاعت کی اور ثقلِ اصغر سے ہم نے محبت و موالات کی اور اُن کو یہانتک مدد دی کہ اُن کے بارے میں ہمارے خون تک بہا دیے گئے۔ پس اُن سے میں کہونگا کہ تم سیر و سیراب ہو کر سفید رو بنکر جنّت میں چلے جاؤ۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں جو يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ سے هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ تک ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۹۹ سطر ۱۱ و صفحہ ۱۰۰ سطر ۴)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۱۰۳

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے غزوۂ احد

پارہ نمبر ۱

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ضمیمہ جات بابت پارہ بست و یکم

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۶۴۱

التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ خدا نے اپنے بندوں پہ نماز کو محافظ مقرر کیا ہے کہ جب تک آدمی نماز پڑھتا ہے گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر اُن جناب نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ کافی میں ہے کہ سعد خفاف نے جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا۔ اے مولا! کیا قرآن بھی کلام کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے تبسم کیا اور فرمایا خدا ہمارے ضعفاء شیعہ پر رحمت نازل کرے کہ وہ ہمارے مطیع ہیں۔ اے سعد! (قرآن کا تو ذکر ہی کیا ہے) نماز بھی باتیں کرتی ہے اور اُس کے لئے صورت بھی ہے اور خلقت بھی۔ وہ حکم بھی دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے۔ سعد کہتا ہے کہ یہ سُنکر تو میرا رنگ متغیر ہوگیا اور دل میں کہنے لگا کہ یہ بات تو میں کسی آدمی سے بھی بیان نہ کروں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں کے سوا اور کسی میں انسانیت ہی نہیں ہے۔ جس نے نماز کو نہ پہچانا وہ ہمارے حق کا منکر ہے۔ اے سعد! میں تم کو قرآن کا کلام سُناؤں! میں نے عرض کی آپ پر خدائے تعالےٰ کا درود و سلام ہو ضرور سُنایئے! حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ پھر فرمایا کہ نماز کا منع کرنا یہ تو اُس کا کلام ہے۔ (اور) فحشاء اور منکر سے مخصوص لوگ مراد ہیں اور ذکرِ خدا سے ہم اہلبیت رسالت مُراد ہیں (اور) ہم ہی اکبر (یعنی سب سے زیادہ بزرگ) ہیں

قولِ صاحب تفسیرِ صافی۔ الفحشاء و المنکر سے مراد حضرتِ اول اور جناب ثانی ہیں اس لئے کہ دونوں صاحب ازروئے صورت و سیرت مجسّم بے حیائی و بدکاری تھے اور اصلی نماز وہی ہے جو ان دونوں کی محبت سے باز رکھے اور المعروف سے مراد ویسی ہی نماز ہے۔

قول مترجم۔ اس سے زیادہ بے حیائی کیا ہوگی کہ فخرِ مریم و حوّا۔ صدیقۂ کبریٰ۔ بتولِ عذرا جناب سیدہ فاطمہ زہرا بنتِ رسولِ خدا علیہا التحیۃ والثناء کو جن کی تعظیم کے لئے خود آنحضرت سروقد کھڑے ہو جایا کرتے تھے معاملۂ فدک میں رُو در رُو جھٹلایا۔ اور اس طرح خود کو موردِ لعنت بنالیا۔ رہا منکر وہ اتفاق سے ثانی کے مشہور نام کا ہم عدد بھی ہے۔ اور قیامت کے دن اس کی دوستی اور جان پہچان کا ہر مُرید اسی طرح مُنکر ہوگا جس طرح دنیا میں کوئی شخص کسی بدی

کا مرتکب ہو کر بھی اُس کا اقرار نہیں کیا کرتا۔ اس طرح ہر مُرید تو مُنکر ثابت ہوگا اور وہ گورو گھنشال خلیفہ جی مُنکر۔

طبرسی نے روایت کی ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ آیا نماز اُس کی قبول ہوئی یا نہیں۔ اُس کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا نماز نے اُس کو فحشاء اور منکر سے باز رکھا ہے یا نہیں۔ پس جس قدر اُس نے اُسے فحشاء اور منکر سے باز رکھا ہوگا اُتنی ہی اُس کی نماز قبول ہوئی ہوگی۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ا متعلق صفحہ ۶۵۰

جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابوبکر کے پاس سے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام تو دولت سرا کو تشریف لے گئے۔ اور جناب سیدہ روضہ جناب رسولِ خدا کی طرف روانہ ہوگئیں۔ جب روضہ میں داخل ہوئیں تو جناب رسولِ خدا کی قبر اطہر کا طواف کرنے لگیں۔ اثنائے طواف میں رو رو کے یہ مرثیہ پڑھتی تھیں اور بین جگر خراش کرتی تھیں۔ نوحہ

اِنَّا فَقَدْنَاكَ فَقْدَ الْاَرْضِ وَابِلَهَا	وَاخْتَلَّ قَوْمُكَ فَاشْهَدْهُمْ وَلَا تَغِبْ

بابا! آپ ہم سے ایسے جدا ہوگئے جیسے قحط کے زمانہ میں زمین سے بارش جُدا رہتی ہے۔ آپ کی قوم میں خلل پیدا ہوگیا ہے۔ پس آپ اُن کے شاہد رہیں اور غائب نہ ہوں۔

قَدْ كَانَ بَعْدَكَ اَنْبَاءٌ وَهَنْبَثَةٌ	لَوْ كُنْتَ شَاهِدَهَا لَمْ تَكْثُرِ الْخُطَبُ

آپ کے بعد طرح طرح کی دُشواریاں اور مصیبتیں پیش آئیں۔ اگر آپ اُن کے دیکھنے والے ہوتے تو مصیبتیں اتنی نہ پڑتیں۔

قَدْ كَانَ جِبْرِيْلُ بِالْاٰيَاتِ يُؤْنِسُنَا	اِذْ غِبْتَ عَنَّا فَنَحْنُ الْيَوْمَ نُغْتَصَبُ

ایک زمانہ وہ تھا کہ جبرئیلؑ ہم کو آیاتِ قرآنی سُنا کر تسلّی دیا کرتے تھے۔ بابا! آپ کی وفات کے بعد ایک زمانہ ایسا آگیا کہ لوگ ہمارا حق غصب کر رہے ہیں۔

فَكُلُّ اَهْلٍ لَهٗ قُرْبٰى وَمَنْزِلَةٌ اَبْدَتْ رِجَالٌ لَنَا نَجْوٰى صُدُوْرِهِمْ	عِنْدَ الْاِلٰهِ عَلَى الْاَدْنَيْنَ نَقْتَرِبُ لَمَّا مَضَيْتَ وَحَالَتْ دُوْنَكَ الْكُتُبُ

ہر ایک نبی کے اہل بیت کو تمام آدمیوں سے زیادہ خدا کے نزدیک قرب و منزلت حاصل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مکہ معظمہ میں قریش نے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ استدعا کی کہ اپنے پروردگار کی صفت ہمارے لئے بیان کیجئے تاکہ ہم اُس کو پہچان لیں اور اُس کی عبادت کریں۔ پس خدائے تعالےٰ نے اپنے نبیؐ پر سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ نازل فرمایا۔ اَحَدٌ کے یہ معنی ہیں کہ اُسکے حصّے اور اجزا نہیں ہوسکتے۔ اور نہ اُس میں کوئی کیفیت باقی جاتی ہے اور نہ اُس پر گنتی راست آسکتی ہے۔ اور نہ اُس میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ پھر فرمایا اَللّٰهُ الصَّمَدُ کا مطلب یہ ہے کہ سرداری اُسی پر ختم ہے۔ اور کُل آسمانوں کے اور زمین کے رہنے والے اپنی اپنی حاجتوں کے سبب اُسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا لَمْ یَلِدْ کا یہ مطلب ہے کہ نہ تو عزیرؑ اُس سے پیدا ہوئے جیسا کہ ملعون یہودی کہتے ہیں اور نہ مسیحؑ اُس سے پیدا ہوئے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔ خدا اُن پر غضب نازل کرے۔ اور نہ سورج، چاند اور ستارے اُس کی ذات سے نکلے جیسا کہ مجوسیوں کا قول ہے۔ خدا اُن پر لعنت کرے۔ اور نہ فرشتے اُس کی بیٹیاں ہیں جیسا کہ مشرکینِ عرب بکا کرتے تھے وَلَمْ یُوْلَدْ کا یہ مطلب ہے کہ نہ اُس کا کوئی شبیہ ہے اور نہ نظیر اور نہ برابر والا۔ اور جو کچھ اُس نے اپنے فضل سے تم کو عطا کیا ہے اُس کی مخلوق میں سے کوئی بھی ویسا نہیں دے سکتا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۹۶۵

معانی الاخبار میں منقول ہے کہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ الفلق کیا چیز ہے؟ فرمایا کہ آتشِ جہنّم میں ایک دراڑ ہے جس میں ستّر ہزار میدان ہیں اور ہر میدان میں ستّر ہزار مکان ہیں اور ہر مکان میں ستّر ستّر ہزار کالے ناگ ہیں۔ اور ہر ناگ کے اندر اتنا اتنا زہر ہے کہ ستّر ستّر ہزار مٹکے ایک ایک کے زہر سے بھر جائیں۔ اور تمام دوزخیوں کو جبرًا و قہرًا اس فلق پر سے گزرنا پڑیگا۔

تفسیر قمّی میں ہے کہ فلق جہنّم کی ایک گہران ہے جس کی حرارت کی شدّت سے اہلِ جہنّم بھی پناہ مانگتے رہتے ہیں۔ اس فلق نے ایک دفعہ خدا تعالےٰ سے دم کشی کی اجازت مانگی تھی۔ اجازت ملنے پر جب دم کھینچا تو تمام جہنّم بھڑک اُٹھا۔ اور اُس گہران میں آگ کا ایک صندوق ہے جس کی حرارت سے اُس گہران میں رہنے والے بھی پناہ مانگتے رہتے ہیں۔ اس صندوق میں چھ پہلوں میں سے ہونگے اور چھ پچھلوں میں سے۔ اوّل کے چھ یہ ہیں۔ آدمؑ کا وہ بیٹا[۱] جس نے اپنے بھائی کو سب سے پہلے قتل کیا تھا۔ نمرود[۲] جس نے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوایا تھا۔ وہ فرعون[۳] جس نے موسےٰؑ سے مقابلہ کیا تھا۔ سامری[۴] جس نے سب سے پہلے گوسالہ پرستی سکھائی تھی۔ وہ شخص[۵] جس نے یہودیوں کو یہودی بنایا (یعنی اُن سے عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہلوا دیا) وہ شخص[۶] جس نے نصرانیوں کو نصرانی بنا دیا (یعنی تثلیث کو اُن کے عقیدہ میں داخل کر دیا اور حضرت عیسےٰؑ کو اُن سے خدا کا بیٹا کہلوا دیا) اور پچھلوں میں سے چھ یہ ہونگے

حضرت اول۔ جناب ثانی۔ مسٹر ثالث۔ جس کو نواصب نے چہارم مانا۔ اور صفین کی لڑائی کے بعد سے اپنا خلیفہ تسلیم کیا حالانکہ خود اپنے ہاں کی احادیث میں مُلکِ عضوض (کٹکھنا بادشاہ) تسلیم کرتے ہیں وہ شخص جس نے گروہ خوارج کی بُنیاد ڈالی۔ ابنِ ملجم۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۹۶۵

جنابِ امیر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اس کام کو چلا اور زنوزان کے کنوئیں میں جاکر اُتر گیا تو اُس کا پانی جادو کے سبب سے ایسا ہوگیا تھا جیسے منہدی کا پانی۔ میں نے جلدی جلدی ڈھونڈا یہانتک کہ کنوئیں کی تہ میں پہنچ گیا۔ مگر اُسکے پالینے میں کامیاب نہیں ہوا۔ پھر جو لوگ میرے ساتھ آئے تھے اُنھوں نے کہا کہ اس میں کچھ نہیں ہے۔ اب نکلئے اور چلئے۔ میں نے جواب دیا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا واللہ نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ (معاذاللہ) آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے غلط فرمایا ہے اور قولِ جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نسبت میرے نفس کی حالت تم لوگوں کے نفس کی سی نہیں ہے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے سہج سہج تلاش کیا تو ایک ڈبہ نکالا جسے آنحضرتؐ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پہنچایا۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اسے کھولو۔ جب کھولا تو اُس میں کھجور کی چھال کا ایک ٹکڑا تھا۔ اُس کے بیچ میں ایک لمبا ریشہ تھا جس میں گیارہ گرہیں دی ہوئی تھیں۔ اور جبرئیلؑ امین یہ دونوں سورتیں یعنی مُعَوّذتین لاچکے تھے۔ پس آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم دیا کہ یا علیؑ! تم اِن سورتوں کو اس ریشہ پر پڑھو۔ پس جناب امیر علیہ السّلام نے شروع کیا۔ جیسے ہی ایک آیت پڑھتے تھے ویسے ہی ایک گرہ کھل جاتی تھی۔ جب ان دونوں سورتوں کے پڑھنے سے فارغ ہوئے۔ خدائے تعالےٰ نے سحر کے اثر کو دفع فرمادیا اور اپنے نبیؐ کو عافیت عطا فرمائی۔

دوسری روایت میں یوں وارد ہُوا ہے کہ جبرئیلؑ و میکائیلؑ دونوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آئے۔ ایک تو آنحضرتؐ کے داہنی طرف بیٹھ گئے اور دوسرے بائیں طرف تو جبرئیلؑ نے میکائیلؑ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مرض کیا ہے؟ میکائیلؑ نے جواب دیا کہ ان پر سحر کیا گیا ہے۔ جبرئیلؑ نے دریافت کیا کہ اِن پر سحر کیا کس نے ہے؟ میکائیلؑ نے کہا کہ لبید ابن عاصم یہودی نے باقی روایت وہی ہے جو اُوپر بیان ہوئی۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۴ متعلق صفحہ ۹۶۵

اس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا کہ تو جانتا بھی ہے کہ مُعَوّذتین کے معنی کیا ہیں اور وہ نازل کس بارے میں ہوئی ہیں۔ یہ سمجھ لے کہ جنابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر لبید ابنِ عاصم یہودی نے سحر کیا تھا۔ ابوبصیر نے دریافت کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر بھی سحر کا اثر ہوا؟ اور ہوا تو کس

النشريات الاسلامية ٤

كتاب

فرق الشيعة

تأليف

ابي محمد الحسن بن موسى النوبختي

عنى بتصحيحه

هـ . ريتر

استانبول : مطبعة الدولة ١٩٣١

الجمعية المستشرقين الالمانية

وفرقة منهم يُسمَّون « الجارودية » قالوا بتفضيل عليّ عليه السلم ولم
يروا مقامه يجوز لاحد سواه وزعموا ان من دفع عليًّا عن هذا المقام
فهو كافر وان الامّة كفرت وضلّت فى تركها بيعته وجعلوا الامامة ٣
بعده فى الحسن بن على عليهما السلم ثم فى الحسين عليه السلم ثم هى
شورى بين اولادهما فمن خرج منهم مستحقًّا للامامة فهو الامام وهاتان
الفرقتان هما اللتان ينتحلان امر زيد بن على بن الحسين وامر زيد بن ٦
الحسن بن على بن ابى طالب ومنهما تشعّبت صنوف « الزيدية »

فلما قُتل عليّ عليه السلم افترقت التى ثبتت على امامته وانها فرض
من الله عز وجل ورسوله عليه السلم فصاروا فرقًا ثلثًا : فرقة منهم قالت ٩
ان عليًّا لم يُقتل ولم يمت ولا يُقتل ولا يموت حتى يسوق العرب بعصاه
ويملأ الارض عدلاً وقسطًا كما ملئت ظلمًا وجوراً وهى اول فرقة
قالت فى الاسلام بالوقف بعد النبيّ صلى الله عليه وآله من هذه ١٢
الامة [و]اول من قال منها بالغلوّ وهذه الفرقة تسمّى « السبأية » اصحاب
« عبد الله بن سبأ » وكان ممن اظهر الطعن على ابى بكر وعمر وعثمان
والصحابة وتبرّأ منهم وقال ان عليًّا عليه السلم امره بذلك فاخذه ١٥
عليّ فسأله عن قوله هذا فاقرّ به فأمر بقتله فصاح الناس اليه : يا امير
المؤمنين أتقتل رجلاً يدعو الى حبّكم اهل البيت والى ولايتك
والبراءة من اعدائك فصيّره الى المدائن ، وحكى جماعة من اهل العلم ١٨

(١٦) اليه : عليه ـ مختصر ش (١٨) فصيره : كذا فى المختصر وفى ل ـ فسيره

الكافي

المجلد الثامن

للمحدث الجليل والعالم الفقيه الشيخ محمد بن يعقوب الكليني المعروف بثقة الإسلام الكليني

المتوفى سنة ٣٢٩ هجرية

ترقيم الصفحات يوافق طبعة دار الكتب الاسلامية

دَارَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحَى وَ أَبَوْا أَنْ يُبَايِعُوا حَتَّى جَاءُوا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام) مُكْرَهاً فَبَايَعَ وَ ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَ ما مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَ فَإِنْ ماتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلى أَعْقابِكُمْ وَ مَنْ يَنْقَلِبْ عَلى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئاً وَ سَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ .

٣٤٢- حَنَانٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) الْمِنْبَرَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ تَفَاخُرَهَا بِآبَائِهَا أَلَا إِنَّكُمْ مِنْ آدَمَ (عليه السلام) وَ آدَمُ مِنْ طِينٍ أَلَا إِنَّ خَيْرَ عِبَادِ اللَّهِ عَبْدٌ اتَّقَاهُ إِنَّ الْعَرَبِيَّةَ لَيْسَتْ بِأَبٍ وَالِدٍ وَ لَكِنَّهَا لِسَانٌ نَاطِقٌ فَمَنْ قَصَرَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُبْلِغْهُ حَسَبُهُ أَلَا إِنَّ كُلَّ دَمٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ إِحْنَةٍ وَ الْإِحْنَةُ الشَّحْنَاءُ فَهِيَ تَحْتَ قَدَمِي هَذِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

٣٤٣- حَنَانٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا كَانَ وُلْدُ يَعْقُوبَ أَنْبِيَاءَ قَالَ لَا وَ لَكِنَّهُمْ كَانُوا أَسْبَاطَ أَوْلَادِ الْأَنْبِيَاءِ وَ لَمْ يَكُنْ يُفَارِقُوا الدُّنْيَا إِلَّا سُعَدَاءَ تَابُوا وَ تَذَكَّرُوا مَا صَنَعُوا وَ إِنَّ الشَّيْخَيْنِ فَارَقَا الدُّنْيَا وَ لَمْ يَتُوبَا وَ لَمْ يَتَذَكَّرَا مَا صَنَعَا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام) فَعَلَيْهِمَا لَعْنَةُ اللَّهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ .

٣٤٤- حَنَانٌ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدٍ صَالِحٍ (عليه السلام) قَالَ إِنَّ النَّاسَ أَصَابَهُمْ قَحْطٌ شَدِيدٌ عَلَى عَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ (عليهما السلام) فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَيْهِ وَ طَلَبُوا إِلَيْهِ أَنْ يَسْتَسْقِيَ لَهُمْ قَالَ فَقَالَ لَهُمْ إِذَا صَلَّيْتُ الْغَدَاةَ مَضَيْتُ فَلَمَّا صَلَّى الْغَدَاةَ مَضَى وَ مَضَوْا فَلَمَّا أَنْ كَانَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ إِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ يَدَهَا إِلَى السَّمَاءِ وَاضِعَةٍ قَدَمَيْهَا إِلَى الْأَرْضِ وَ هِيَ تَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّا خَلْقٌ مِنْ خَلْقِكَ وَ لَا غِنَى بِنَا عَنْ رِزْقِكَ فَلَا تُهْلِكْنَا بِذُنُوبِ بَنِي آدَمَ قَالَ فَقَالَ سُلَيْمَانُ (عليه السلام) ارْجِعُوا فَقَدْ سُقِيتُمْ بِغَيْرِكُمْ قَالَ فَسُقُوا فِي ذَلِكَ الْعَامِ مَا لَمْ يُسْقَوْا مِثْلَهُ قَطُّ .

٣٤٥- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ

سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) فَقَالَ لَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِدٍ إِنَّ الزَّيْدِيَّةَ قَوْمٌ قَدْ عُرِفُوا وَ جُرِّبُوا وَ شَهَرَهُمُ النَّاسُ وَ مَا فِي الْأَرْضِ مُحَمَّدِيٌّ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْكَ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُدْنِيَهُمْ وَ تُقَرِّبَهُمْ مِنْكَ فَافْعَلْ فَقَالَ يَا سُلَيْمَانَ بْنَ خَالِدٍ إِنْ كَانَ هَؤُلَاءِ السُّفَهَاءُ يُرِيدُونَ أَنْ يَصُدُّونَا عَنْ عِلْمِنَا إِلَى جَهْلِهِمْ فَلَا مَرْحَباً بِهِمْ وَ لَا أَهْلًا وَ إِنْ كَانُوا يَسْمَعُونَ قَوْلَنَا وَ يَنْتَظِرُونَ أَمْرَنَا فَلَا بَأْسَ .

١٥٩- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) وَ هُوَ فِي جَنَازَةٍ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِسْعِهِ لِيُنَاوِلَهُ فَقَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ شِسْعَكَ فَإِنَّ صَاحِبَ الْمُصِيبَةِ أَوْلَى بِالصَّبْرِ عَلَيْهَا .

١٦٠- سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ الْحِجَامَةُ فِي الرَّأْسِ هِيَ الْمُغِيثَةُ تَنْفَعُ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ وَ شَبَرَ مِنَ الْحَاجِبَيْنِ إِلَى حَيْثُ بَلَغَ إِبْهَامُهُ ثُمَّ قَالَ هَاهُنَا .

١٦١- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ قَالَ أَ تَدْرِي يَا رِفَاعَةُ لِمَ سُمِّيَ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِناً قَالَ قُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ لِأَنَّهُ يُؤْمِنُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَيُجِيزُ [اللَّهُ] لَهُ أَمَانَهُ .

١٦٢- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنْ حَنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) أَنَّهُ قَالَ لَا يُبَالِي النَّاصِبُ صَلَّى أَمْ زَنَى وَ هَذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ فِيهِمْ

؟

ناصبی

الأنوار النعمانية

لمؤلفه

العالم العامل والكامل الباذل صدر الحكماء ورئيس العلماء

السيد نعمة الله الجزائري

طاب ثراه وجعل الجنة مثواه

المتوفى ١١١٢ هـ

الجزء الثاني

دار الكوفة

دار القارئ

لمؤلفه

العالم العامل والكامل الباذل صدر الحكماء ورئيس العلماء

السيد نعمة الله الجزائري

طاب ثراه وجعل الجنة مثواه

المتوفى ١١١٢ هـ

الجزء الثاني

دار الكوفة

دار القارئ

تحدَث مع امرأة غيره واخرجها من منزله وسافر بها كان اشد الناس عداوة له وكيف اطاعها على ذلك آلاف من المسلمين.

وبالجملة فاستقصاء الاخبار الدالة على حقية مذهب الامامية والدلائل العقلية مما يوجب تطويل الكتاب.

تذييل في تفصيل بعض الكتب السماوية.

اما التورية فهي خمسة اسفار السفر الاول يذكر فيه بدؤ الخلق والتاريخ من آدم الى يوسف ﵇، السفر الثاني فيه استخدام المصريين لبني اسرائيل وظهور موسى ﵇ وهلاك فرعون وامامة هارون، ونزول الكلمات العشر وسماع القوم كلام الله، السفر الثالث يذكر فيه تعليم القرابين بالاجمال، السفر الرابع يذكر فيه عدد القوم وتقسيم الارض عليهم واحوال الرسل التي بعثها موسى ﵇ الى الشام واخبار المن والسلوى والغمام، السفر الخامس يذكر فيه بعض الاحكام ووفاة هارون وخلافة يوشع ﵇ والربانيون وقد بقى من الفرق الاسلامية فرقتان الصوفية والنواصب فلا بأس بعقد ظلمة في بيان احوالهما.

(ظلمة حالكة في بيان أحوال الصوفية والنواصب)

إعلم أن هذا الأسم وهو التصوف كان مستعملاً في فرقة من الحكماء الزايغين عن الطريق الحق، ثم قد استعمل بعدهم في جماعة من الزنادقة؛ وبعد مجيءالأسلام أستعمل في جماعة من أهل الخلاف كالحسن البصري وسفيان الثوري وأبي هاشم الكوفي ونحوهم وقد كانوا في طرف من الخلاف مع الائمة ﵈، فأن هولاء المذكورين قد عارضوا الأئمة ﵈ في أعصارهم وباحثوهم وأرادوا إطفاء نور الله، والله متم نوره ولو كره الكافرون، والذي وجد منهم في أعصار علمائنا رضوان الله عليهم قد عارضهم ورد عليهم وصنف علماؤنا(رض) كتبا في ذمهم والرد عليهم خصوصاً شيخنا المفيد (ره) فأنه قد أكثر من الرد على الحسين بن منصور الحلاج ومتابعيه وله قصص وحكايات مذكورة في كتب أصحابنا مثل كتاب الغيبة والأقتصاد للشيخ الطوسي (ره)؛ وأنهم أدعوا الألهية له و ورود التوقيع من صاحب الأمر ﵇ بلعنه وهو الذي كان يقول ليس في جبتي سوى الله وكان يمنع أصحابة من السفر الى مكة للحج، ويقول طوفوا حولي فمكة بيت الله وأنا الله؛ الى غير ذلك من أباطيله؛

وقد أستمر الحال الى هذه الأعصار وماقار بها، ثم ان جماعة من علماء الشيعة طالعوا كتبهم وأطلعوا على مذاهبهم فرأوا فيها بعض الرخص والمسامحات مثل قولهم بأن الغناء المحرم

هو الذي يستعمل في مجالس الشرب وأهل الفسوق كما صرح به الغزالي وأضرابه، فأباحوا أفراد الغناء وأنواعة لمتابعيهم وكانوا من أهل العلم؛ والناس يميلون الى من يسهل عليهم مثل هذه الأمور التي يحصل النفس إلتذاذ؛ وكتركهم التزويج والأقبال على الغلمان الحسان؛ فان كل من كان عنده غلام مقبول او ولد حسن الصورة أتى به الى شيخ الصوفية والتمس منه أن يجعلة خادماً عنده ؛ ثم لم يظهر له حاله الأ عندما يفتك بالولد ويفسق به ؛ فيأخذه أبوه منه لكن بعد خراب البصرة.

والعجب من بعض الشيعة كيف مال الى هذه الطريقة مع اطلاعه على انها مخالفة لطريقة اهل البيت عليهم السلام اعتقاداً واعمالاً، اما الاعتقاد فقد قالوا بالحلول وهو ان الله سبحانه قد حلَّ بكل مخلوقاته حتى بالقاذورات تعالى الله عما يقول الكافرون وقد مثلوا حلول الله بهذه المخلوقات بالبحر وقت اضطراب امواجه فان ماء الامواج وان كان متعدداً الا انه كله ماء واحد في بحر واحد كثره التموّج فهي واحدة بالحقيقة متعددة بالاعتبار فالمخلوقات كلها عين الله سبحانه وهو عينها والتعدد انما جاء من هذه العوارض الخارجية والتشخصات العارضة للمادة.

وكان من اعظم مشايخهم عندهم الشيخ العطار ولما سمع سلطان ذلك الزمان بكفره واغوائه المسلمين ارسل اليه جلاداً يأخذ رأسه فلما أتي اليه الجلاد واخبره بما اتى به فقال الشيخ العطار، انت ربي بأي صورة شئت فتصور فان اردت قتلي فانا هذا ثم قتله، ومن ذلك اعتقادهم ان السالك اذا عبد الله تعالى بلغ الى مرتبة اليقين حتى لا يحتاج الى العبادة بعد لقوله تعالى فاعبد ربك حتى يأتيك اليقين، واليقين عندهم هو العلم والمعرفة بالله سبحانه وعند اهل البيت عليهم السلام اليقين هو الموت.

وقد حكى العلامة الحلي قدس الله روحه في كتاب نهج الحق قال شاهدت جماعة من الصوفية في حضرة مولانا الحسين عليه السلام وقد صلّوا المغرب سوى شخص واحد منهم كان جالساً ولم يصل ثم صلّوا بعد ساعة العشاء سوى ذلك الشخص، فسألت بعضهم عن ترك ذلك الشخص لصلوته فقال وما حاجة هذا الى الصلوة وثد وصل أيجوز ان يجعل بينه وبين الله تعالى حاجباً؟ فقلت لا فقال الصوة حاجب بين العبد والرب، وفرّعوا على هذا الاصل جواز ان يكون بعض السالكين منهم أعلى درجة وافضل مرتبة من مراتب الانبياء والائمة عليهم السلام وذلك ان السالك بزعمهم اذا فاق عبادة الانبياء فاق درجاتهم.

وقد وقع مثل هذا التجاوز لمراتب الانبياء لكثير من مشايخ الصوفية بزعمهم، وهذا الفرع منبي على ذلك الاصل، وهذا وهم باطل اذ لو استغنى عنها احد لاستغنى عنها سيد

المرسلين واشرف الواصلين وقد كان ﷺ يقوم في الصلوة الى ان ورمت قدماه، وقد كان امير المؤمنين عليه السلام الذي تنتهي اليه سلسلة اهل العرفان يصلي كل ليلة الف ركعة الى آخر عمره الشريف وكذا شأن جميع الاولياء والعارفين كما هو في التواريخ مسطور وعلى الالسنة مشهور.

ومن اعتقاداتهم واعمالهم الفاسدة انهم تركوا العبادات المأثورة عن اهل البيت عليهم السلام ودوّنها الشيعة في كتبهم واقبلوا على اختراع عبادات واذكار لم تذكر في الشريعة وليس هذا الا لقصد الخلاف على علماء اهل البيت حتى يكونوا في طرف النقيض فلا يقال لهم انهم مقلدوا العلماء فيزدادون بذلك اعتباراً من عوام الناس وغثائهم وما علموا ان الله سبحانه لا يقبل من العبادات الا ما ارسل به حججه وقال على السنتهم والا فقد عرفت سابقاً ان الشيطان لم يتكبر على السجود لله تعالى لكنه قال انا اسجد لك يا رب ولا اسج لادم وذلك ان الله سبحانه يحب ان يطاع من حيث امر كما قال واتوا البيوت من ابوابها.

وقد كان في زماننا رجل من الصوفية ويزعم انه من علماء الشيعة، كان يخطب اصحابه يوماً فقال وهو على المنبر اني كتبت الاصول الاربعة يعني الكليني والتهذيب والاستبصار والفقيه وقرأتها وصححتها ولما رأيتها عديمة الفائدة بعتها بدرهم واحد ورميت ذلك الدرهم في الماء فانظر الى ايمان هذا الرجل عليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين وقد كان مع اصحابه في حضرة مولانا الرضا عليه السلام مشغولين بذكرهم الجلي وهو ما اشتمل على الغناء والرقص والترنم والوجد فهوى بعضهم على محجّر القبر الشريف فشجّ رأسه وسال دمه وبلغ الى المحجر فاحتال الخدمة في ازالة ذلك الدم، فقال شيخ الصوفية لا تحتالوا بهذه الحيل لازالة هذا الدم فان هذا من دم العشاق ودم العشاق طاهر، ثم لما لم يسمع الناس هذا منه موّه عليهم كلاماً آخر وقال ان الشمس ذكروا انها من المطهرات فكيف لا يكون شمس الرضا ء مطهرة لهذا الدم فقبل هذا الكلام منه بعض البهائم من اتباعه ثم بعد زمان قليل خذله الله سبحانه وسقط عن درجته واعتباره وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون.

ورأيت في شيراز رجلاً صوفياً وكان صاحب ذكر وحلقة واتباع وكان كل ليلة جمعة يأتي الى قبة السيد الاجل السيد احمد بن الامام موسى الكاظم [1] عليه السلام فيضع الذكر المعهود وقد كان غرباً لم يتزوج نعم كان عنده ولد مقبول من اولاد شيراز وكان ذلك الرجل صاحب تحصيل لحطام الدنيا وكل ما يحصل في نهاره يعطيه ذلك الولد ويبقى لنفسه شيئاً يسع قوت الشعير وكان اذا خرج من البلاد ثم دخل اليها يسئله بعض خواصه اين كنت؟ فيقول كنت

---

(١) هو احمد بن موسى المعروف عند الفرس (شاه جراغ) له قبة بشيراز.

ازرع الادميين، وقد استمر على هذا الحال برهة من الزمان فظهر عليه وعلى اصحابه انهم ارادوا الخروج وادعى واحد منهم انه الرب وآخر انه النبي وثالث انه الامام الى غير ذلك، فأخذهم حاكم تلك البلاد وامر بقتلهم وكنت من الحاضرين ذلك الوقت فلما آتوا بشيخهم الى الميدان ليقتلوه كانت اخته فوق سطح جدار تنظر الى ما يصنع بأخيها وتضحك فقيل لها لم تضحكين ؟ فقالت ان اخي هذا رجل شايب فاذا قتلوه يجيء بعد اربعين يوماً بصورة شاب حسن الوجه قوي البدن فظهر انهم كانوا قائلين بالتناسخ ايضاً.

وقد رأينا منهم في شيراز وقائع غريبة واطوار عجيبة لا توافق الا مذاهب الملاحدة والزنادقة وقد كان صاحب الكشاف شديد الانكار على الصوفية وقد اكثر في الكشاف من التشنيع عليهم في مواضع عديدة وقال في قوله تعالى قل ان كنتم تحبون الله الاية واذا رأيت من يذكر محبة الله ويصفق بيديه مع ذكرها ويطرب وينعر ويصعق فلا تشك في انه لا يعرف الله ولا يدري ما محبة الله وما تصفيقه وطربه ونعيره وصعقته الا تصوّر في نفسه الخبيثة صورة مستجلبة (خ) معشقة) فسماها الله بجهله ودعا الى ربه ثم صفق وطرب ونعر وصعق على تصورها وربما رأيت المني قد ملأ ازار ذلك المحب عند صعقته وحمقاء العامة حواليه قد ملأوا اردانهم بالدموع لما رقتهم من حاله.

ومن ذلك الاعتقاد ان افضلهم الغزالي وقد ادعى في احيائه انه من اهل الكشف وانه قد انكشف له فضل ابي بكر على امير المؤمنين عليه السلام وادعى انه انكشف له ايضاً عدم جواز سبّ يزيد لانه رجل مسلم ولو كان قاتلاً الحسين عليه السلام لم يجز سبّه ايضاً لان غاية هذا انه فعل كبيرة وذلك لا يجوز سبّه.

وانكشف له بطلان مذهب الامامية بعد ان ترك التدريس وانقطع في دمشق ومكة المشرفة نحواً من عشرين سنة ملازماً للخلوة في آخر عمره وصنّف كتاباً سماه المنقذ من الضلال يتضمن الرد على من يدعي العصمة وابطال مذهبهم وسمّاهم اهل التعليم وضرب لهم مثلاً بأخذهم عن المعصوم بمن تلوث بجميع النجاسات ثم طلب ماء يستطهر (يتطهر خ) منها وسعى في طلب ذلك الماء فلم يجد ماء يطهره ويزيل عنه الاخباث فبقى مرتكشاً في النجاسات طول عمره.

وتكرر منه في الاحياء وغيره قالت الروافض خذلهم الله وقال فيه انه لو جاء الينا رافضي وادعى ان له طلب دم عند احد قلنا له ان دمك هدر لان استيفائه مشروط بحضور امامك فاحضره حتى يستوفي لك، وقد تقدم الجواب عن هذا وقد صرّح في كتابه المنقذ انه كان يستفيد من الانبياء والملائكة مع مشاهدتهم على وجه القطع كلما يريد نعم ربما نسب اليه كتاب يسمى

واما سيد الموحدين عليه السلام فحاله في الزهد اشهر من ان يذكر قال سويد بن غفلة دخلت على امير المؤمنين عليه السلام بعدما بويع بالخلافة وهو جالس على حصير صغير ليس في البيت غيره، فقلت يا امير المؤمنين بيدك بيت المال وليس ارى في بيتك شيئاً مما يحتاج اليه البيت، فقال يا ابن غفلة ان اللبيب لا يتأثث في دار النقلة ولنا دار أمن قد نقلنا خير متاعنا اليها، وانا عن قليل اليها صائرون، وكان عليه السلام اذا اراد ان يكتسى دخل السوق فيشتري الثوبين فيخير قنبراً بأجودهما ويلبس آخر، ثم يأتي النجار فيمدّ له احدى كميّه ويقول خذها بقدومك تخرج في مصلحة اخرى ويبقى الكم الاخرى بحالها ويقول هذه نأخذ فيها من السوق للحسن والحسين عليهما السلام.

ومن هذا جمع بعض المحققين بين الاخبار بحمل الاخبار الدالة على استحباب لبس الخشن واكل الجشب على من يعرف من نفسه النخوة والعجب وجماحة[1] النفس فيكون ذلك المأكل والملبس سوطاً تخوفها به وتسوقها الى موافاة الاخيار، واما من عرف من نفسه عكس هذا فيكون الاولى له استعمال نعم الله عليه من الملابس والملاذ ونحوهما، فان حالات النفس عجيبة فهي كحمار السوء ان جاع نهق وان شبع زقط، فان اردت ان تعرفها فانظرها وقت ارادتها شهوتها فانك لو توسلت اليها بالانبياء والمرسلين وعرضت عليها الجنة والنار، وقلت لها هذه الجنة ان تركت هذا الذنب فهي مهيأة لك وان فعلت فأنت من الداخلين الى هذه النار كانت حريصة على الاتيان بذلك الذنب وتركت كل تلك الوسائل ولو كانت جايعة (عر) عوصتها عن (على خ) تلك الوسائل رغيفا من خبز الشعير اقلعت عن ذلك الذنب ورضيت بذلك الرغيف فانظر كيف صار عندها رغيف الشعير احسن من وسيلة الانبياء والجنة والنار والحور العين، ما هذا الا عجب عجيب وامر غريب.

واما الناصبي واحواله واحكامه فهو مما يتمّ ببيان امرين الاول في بيان معنى الناصب الذي ورد في الاخبار انه نجس وانه شرّ من اليهودي والنصراني والمجوسي وانه كافر نجس باجماع علماء الامامية رضوان الله عليهم فالذي ذهب اليه اكثر الاصحاب هو ان المراد به من نصب العداوة لآل بيت محمد صلى الله عليه وآله وتظاهر ببغضهم كما هو الموجود في الخوارج وبعض ما وراء النهر ورتبوا الاحكام في باب الطهارة والنجاسة والكفر والايمان وجواز النكاح وعدمه على الناصبي بهذا المعنى.

وقد تفطنَ شيخنا الشهيد الثاني قدّس الله روحه من الاطلاع على غرائب الاخبار فذهب الى ان الناصبي هو الذي نصب العداوة لشيعة اهل البيت عليهم السلام وتظاهر بالرقوع فيهم

---

(١) جمح جمحاً وجماحاً وجموحاً الفرس: تغلي على راكبه وذهب به لاينثني استعصى فهو جامع بلفظ واحد للمذكور لمؤنث جمع جوامع ومنه جمحت المرأة زوجها اذا تركته وغادرت بيته الى اهلها.

كما هو حال اكثر المخالفين لنا في هذه الاعصار في كل الامصار، وعلى هذا فلا يخرج من النصب سوى المستضعفين منهم والمقلدين والبله والنساء ونحو ذلك وهذا المعنى هو الاولى، ويدلّ عليه ما رواه الصدوق قدس الله روحه في كتاب علل الشرايع باسناد معتبر عن الصادق عليه السلام قال ليس الناصب من نصب لنا اهل البيت لانك لا تجد رجلاً يقول انا ابغض محمداً وآل محمد ولكن الناصب من نصب لكم وهو يعلم انكم تتولونا وانكم من شيعتنا وفي معناه اخبار كثيرة.

وقد روى عن النبي صلى الله عليه وآله ان علامة النواصب تقديم غير عليّ عليه وهذه خاصة شاملة لا خاصة ويمكن ارجاعها ايضاً الى الاول بان يكون المراد تقديم غيره عليه على وجه الاعتقاد والجزم ليخرج المقلّدون والمستضعفون فان تقديمهم غيره عليه انما نشأ من تقليد علمائهم وآبائهم واسلافهم والا فليس لهم الى الاطلاع والجزم بهذا سبيل.

ويؤيد هذا المعنى ان الائمة عليهم السلام وخواصهم اطلقوا لفظ الناصبي على ابي حنيفة وامثاله مع ان ابا حنيفة لم يكن ممن نصب العداوة لاهل البيت عليهم السلام بل كان له انقطاع اليهم وكان يظهر لهم التودد نعم كان يخالف آرائهم ويقول قال علي وانا اقول، ومن هذا يقوى قول السيد المرتضى وابن ادريس قدّس الله روحيهما وبعض مشائخنا المعاصرين بنجاسة المخالفين كلهم نظراً الى اطلاق الكفر والشرك عليهم في الكتاب والسنة فيتناولهم هذا اللفظ حيث يطلق، ولانك قد تحققت ان اكثرهم نواصب بهذا المعنى.

الثاني في جواز قتلهم واستباحة اموالهم قد عرفت ان اكثر الاصحاب ذكروا للناصبي ذلك المعنى الخاص في باب الطهارات والنجاسات وحكمه عندهم كالكافر الحربي في اكثر الاحكام واما على ما ذكرناه له من التفسير فيكون الحكم شاملاً كما عرفت روى الصدوق طاب ثراه في العلل مسنداً الى داود بن فرقد قال قلت لابي عبد الله عليه السلام ما تقول في قتل الناصب؟ قال حلال الدم لكني اتقي عليك فان قدرت ان تقلب عليه حائطاً او تغرقه في ماء لكي لا يشهد به عليك فافعل فقلت فما ترى في ماله؟ قال خذه ما قدرت.

وروى شيخ الطائفة نوّر الله مرقده في باب الخمس والغنائم في كتاب التهذيب بسند صحيح عن مولانا الصادق عليه السلام قال خذ مال الناصب حيث ما وجدت وابعث الينا بالخمس وروى بعده بطريق حسن عن المعلّى قال مال الناصب حيث وجدت وابعث الينا بالخمس قال ابن ادريس (ره) الناصب المعنى في هذين الخبرين اهل الحرب لانهم ينصبون الحرب للمسلمين، والا فلا يجوز اخذ مال مسلم ولا ذمي على وجه من الوجوه انتهى وللنظر فيه مجال:

اما اولاً فلان الناصبي قد صار في الاطلاقات حقيقة في غير اهل الحرب ولو كانوا هم المراد لكان الاولى التعبير عنهم بلفظهم من جهة ملاحظة التقية لكن لما اراد عليه السلام بيان الحكم الواقعي عبّر بما ترى واما قوله لا يجوز اخذ مال مسلم ولا ذمي فهو مسلّم ولكن انىٰ لهم والاسلام وقد هجروا اهل بيت نبيهم المأمور بودادهم في محكم الكتاب بقوله تعالى قل لا اسئلكم عليه اجراً الا المودة في القربى فهم قد انكروا ما علم من الدين ضرورة واما اطلاق الاسلام عليهم في بعض الروايات فلضرب من التشبيه والمجاز والتفاتاً الى جانب التقية التي هي مناط هذه الاحكام.

وفي الروايات ان علي بن يقطين وهو وزير الرشيد قد اجتمع في حبسه جماعة من المخالفين وكان من خواص الشيعى فأمر غلمانه وهدموا سقف المحبس على المحبوسين فماتوا كلهم وكانوا خمسمائة رجل تقريباً فاراد الخلاص من تبعات دمائهم فأرسل الى الامام مولانا الكاظم عليه السلام فكتب عليه السلام اليه جواب كتابه بأنك لو كنت تقدمت اليّ قبل قتلهم لما كان عليك شيء من دمائهم وحيث انك لم تتقدم اليّ فكفر عن كل رجل قتلته منهم بتيس والتيس[1] خير منه فانظر الى هذه الدية الجزيلة التي لا تعادل دية اخيهم الاصغر وهو كلب الصيد فان ديته عشرون درهماً ولا دية اخيهم الاكبر وهو اليهودي او المجوسي فانها ثمانمائة درهم وحالهم في الاخرة اخسّ وانجس.

بقي الكلام في احوال جماعة يسمّون القلندرية وحالهم انهم يلبسون جلود الضأن على قلوب الذئاب كما قال عليه السلام في بيان احوالهم فأبدانهم ووجوههم مسودة وقلوبهم اشدّ سواداً، وقد تركوا الكسب وطلب المعايش المأمور بهما واقبلوا على الادبار وصاروا كلاً على الناس اينما كانوا يتكففون الارزاق من جماعة ضعيفي الابدان وقوتهم وابدانهم اشد من اغلب الناس، وحالهم في ترك العبادات خصوصاً الصلاة مشهور حتى انه ورد في امثال العوام ان شيئين لا يطرقان ابواب السموات صعوداً خبز الملاّ وصلوة القلندر ومن اقبح اعمالهم اللواط واضلال اولاد الناس من اهاليهم ليصحبونهم معهم، فهؤلاء كالصوفية بل هم اقبح افعالاً منهم.

وقد صنّف بعض العلماء ممن قارب عصرنا رسالة شبّه فيها الدنيا برجل له رأس وقلب ويدان ورجلان الى غير ذلك من الاعضاء فشبّه الملوك بأنهم راسه والعلماء بأنهم قلبه وجعل اهل كلّ صنعة عضواً من اعضائه لان كل احد تراه فله دخل في الجملة في تمشية هذا العالم ولما اتى الى جماعة القلندرية واشباههم شبّههم بشعر العانة والابطين بجامع انهم لا يدخلون في

---

(١) التيس من الغر والجمع تيوس واتياس.

تمشية هذا العالم بوجه من الوجود وان الذي يصدر منهم الاضرار بالناس فهم كالشعر المذكور اذا طال فكما ان علاج دفع الشعر في ازالته بالنورة (وغيرها) نحوها فكذا ينبغي ازالة هؤلاء من وجه الارض حسماً لمادة فسادهم وكثيراً ما رأوهم يشربون الخمر بدل الماء والانسان يحسب انه ماء وكثيراً ما يكلفون الناس بالتكاليف الشاقة بان يصعدوا على مرتفع او يقفوا الى ميدان فيطلبون (فيطلبوا خ) اشياء كثيرة من الدراهم والاقمشة والمأكولات ونحوها، ويريدون كلما طلبوا من شخص واحد، وربما بقوا على هذه الحالة سنين واعوام خذلهم الله واخزاهم واكثرهم يتعمد رواية قصيدة او نحوها في مدح امير المؤمنين او احد الائمة عليهم السلام ليجعلها وسيلة الى تكففه الناس وسؤالهم وايصالهم الضرر اليهم.

فان قلت قد ورد في الاخبار ان من تبسم في وجه تارك الصلوة فكأنما هدم البيت المعمور سبع مرات وكأنما قتل الف ملك من الملائكة المقربين والانبياء المرسلين ولا ايمان لمن لا صلوة له ولا حظ في الاسلام لمن لا صلوة له، ومن احرق سبعين مصحفاً وقتل سبعين نبياً، وزنا امه سبعين مرة وافتض سبعين بكراً بطريق الزنا فهو اقرب الى رحمة الله من تارك الصلوة متعمداً، ومن اعان تارك الصلوة بلقمة او كسوة فكأنما قتل سبعين نبياً، ومن أخر الصلوة عن وقتها او تركها حبس على الصراط ثمانين حقباً كل حقبة ثلثمائة وستون يوماً كل يوم كعمر الدنيا فمن اقامها اقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين، فاذا قد روى مثل هذا فهل يباح اعطاء السائل الذي يظن او يعلم بالعادات تركه للصلوة؟

قلت هذه المسألة مشكلة والكلام فيها يحتاج الى تأمل وتفكر والذي يقتضيه ظاهر النظر هو ان الاصحاب رضوان الله عليهم قيدوا الاخبار الدالة على تكفير تارك الصلوة بتاركها عمداً مستحلاً لذلك الترك ومن ثم ترتبت هذه العقوبات على ذلك الترك ولكن الاحاديث الواردة بكون تارك الصلوة كافراً خالية من هذا القيد بل ربما دلت على خلافه.

كما رواه الصدوق قدس الله روحه عن مسعدة بن صدقة قال سأل ابو عبد الله عليه السلام ما بال الزاني لا تسميه كافراً وتارك الصلوة تسميه كافراً وما الحجة في ذلك؟ فقال لان الزاني وما اشبهه انما يفعل ذلك لمكان الشهوة لانها تغلبه، وتارك الصلوة لا يتركها الا استخفافاً بها وذلك لانك لا تجد الزاني يأتي المرأة الا وهو مستلذ لاتيانه اياها قاصداً اليها وكل من ترك الصلوة قاصداً لتركها فليس يكون قصده لتركها اللذة فاذا نفيت اللذة وقع الاستخفاف واذا وقع الاستخفاف وقع الكفر، فانه لو كان المراد الاستحلال لم يبق فرق بين الزاني وبين تارك الصلوة.

وروى شيخ الطائفة نوّر الله مرقده في باب الخمس والغنائم من كتاب التهذيب بسند صحيح عن مولانا الصادق عليه السلام قال خذ مال الناصب حيث ما وجدته وابعث الينا بالخمس وروى بعده بطريق حسن عن المعلّى قال خذ مال الناصب حيث وجدت وابعث الينا بالخمس قال ابن ادريس (ره) الناصب المعنيّ في هذين الخبرين أهل الحرب لأنّهم ينصبون الحرب للمسلمين ، والاّ فلا يجوز أخذ مال مسلم ولا ذمّي على وجه من الوجوه إنتهى وللنظر فيه مجال :

امّا أوّلا فلأنّ الناصبي قد صار في الاطلاقات حقيقة في غير اهل الحرب ، ولو كانوا هم المراد لكان الأولى التعبير عنهم بلفظهم من جهة ملاحظة التقيّة لكن لمّا أراد عليه السلام بيان الحكم الواقعي عبّر بما ترى ؛ وامّا قوله لايجوز أخذ مال مسلم ولاذمّي فهو مسلّم ولكن أنّى لهم والاسلام وقد هجروا أهل بيت نبيّهم المأمور بودادهم في محكم الكتاب بقوله تعالى قل لاأسئلكم عليه اجراً الاّ المودّة في القربى فهم قد أنكروا ما علم من الدين ضرورة وامّا إطلاق الإسلام عليهم في بعض الروايات فلضرب من التشبيه والمجاز والتفاتا الى جانب التقيّة الّتي هي مناط هذه الأحكام

وفي الروايات ان عليّ بن يقطين وهو وزير الرشيد قد اجتمع في حبسه جماعة من المخالفين وكان من خواصّ الشيعة ، فأمر غلمانه وهدّوا سقف المحبس على المحبوسين فماتوا كلّهم ، وكانوا خمسمائة رجل تقريباً فأراد الخلاص من تبعات دمائهم ، فأرسل الى الإمام مولانا الكاظم عليه السلام فكتب عليه السلام اليه جواب كتابه بأنّك لو كنت تقدّمت اليّ قبل قتلهم لما كان عليك شيء من دمائهم وحيث انّك لم تتقدّم اليّ فكفّر عن كلّ رجل قتلته منهم بتيس والتيس (١) خير منه فانظر الى هذه الدية الجزيلة الّتي لاتعادل دية أخيهم الأصغر وهو كلب الصيد فانّ ديته عشرون درهما ، ولادية أخيهم الأكبر وهو اليهودي او المجوسي فانّها ثمانمائة درهم وحالهم في الآخرة أخسّ وأنجس

نور في الكلام في احوال جماعة يسمّون القلندريّة ؛ وحالهم أنّهم يلبسون جلود

(١) التيس من المعز والجمع تيوس واتياس

الانوار النعمانية

هذا فلا يخرج من النصب سوى المستضعفين منهم والمقلّدين والبله والنساء ونحو ذلك وهذا المعنى هو الأولى ؛ ويدلّ عليه مارواه الصدوق قدّس الله روحه في كتاب علل الشرايع باسناد معتبر عن الصادق عليه السلام قال ليس الناصب من نصب لنا أهل البيت ؛ لأنك لاتجد رجلا يقول أنا أبغض محمداً وآل محمد؛ ولكنّ الناصب من نصب لكم وهو يعلم أنكم تتولّونا وانكم من شيعتنا ؛ وفي معناه أخبار كثيرة

وقد روى عن النبي صلى الله عليه وآله أنّ علامة النواصب تقديم غير عليّ عليه ؛ وهذه خاصّة شاملة لاخاصّة ، ويمكن إرجاعها ايضا الى الأوّل بأن يكون المراد تقديم غيره عليه على وجه الإعتقاد والجزم ، ليخرج المقلّدون والمستضعفون ؛ فانّ تقديمهم غيره عليه انّما نشأ من تقليد علمائهم وآبائهم وأسلافهم ؛ والاّ فليس لهم الى الإطّلاع والجزم بهذا سبيل .

ويؤيّد هذا المعنى انّ الأئمة عليهم السلام وخواصّهم أطلقوا لفظ الناصبي على ابي حنيفة وأمثاله ، مع أنّ ابا حنيفة لم يكن ممّن نصب العداوة لأهل البيت عليهم السلام بل كان له إنقطاع اليهم ؛ وكان يظهر لهم التودّد ، نعم كان يخالف آرائهم ويقول قال عليّ وانا أقول ، ومن هذا يقوى قول السيّد المرتضى وابن ادريس قدّس الله روحيهما وبعض مشائخنا المعاصرين بنجاسة المخالفين كلّهم ، نظرا الى إطلاق الكفر والشرك عليهم في الكتاب والسنّة فيتناولهم هذا اللفظ حيث يطلق ، ولأنّك قد تحقّقت انّ أكثرهم نواصب بهذا المعنى

الثاني في جواز قتلهم وإستباحة أموالهم؛ قد عرفت انّ أكثر الأصحاب ذكروا للناصبي ذلك المعنى الخاصّ في باب الطهارات و النجاسات ، وحكمه عندهم كالكافر الحربيّ في أكثر الأحكام ؛ وأمّا على ما ذكرناه له من التفسير فيكون الحكم شاملا كما عرفت ، روى الصدوق طاب ثراه في العلل مسندا الى داود بن فرقد قال قلت لأبي عبدالله عليه السلام ما تقول في قتل الناصب؟ قال حلال الدم لكنّي أتّقي عليك ؛ فان قدرت أن تقلب عليه حائطا او تغرقه في ماء لكي لايشهد به عليك فافعل ، فقلت فما ترى في ماله؟ قال خذه ما قدرت

الانوار النعمانية

جلاء العيون

سيرة رسول الله (ص) وإبنته الزهراء (ع)
والأئمة الإثني عشر (ع)

تأليف العلامة الكبير والمحدث الشهير
السيد عبد الله شبر

١ ـ ٣

الجزء الأول

دار المرتضى
بيروت

الفصل العاشر

في يوم خروجه، وكيفيته، ومدّة ملكه عليه السلام

في (الإكمال) عن الهروي، قال: «قلت للرضا عليه السلام: ما علامة القائم منكم إذا خرج؟ قال: علامته أن يكون شيخ السنّ شاب المنظر حتّى إن الناظر إليه ليحسبه ابن أربعين سنة أو دونها، وإنّ من علامته أن لا يهرم بمرور الأيّام والليالي عليه حتّى يأتي أجله».

وفي (غيبة الشيخ) عن أبي بصير، قال: «قال أبو عبد الله عليه السلام: إنّ القائم عليه السلام ينادى باسمه ليلة ثلاث وعشرين، ويقوم يوم عاشوراء يوم قُتل فيه الحسين بن عليّ عليه السلام».

وعن أبي جعفر عليه السلام، قال: «كأنّي بالقائم يوم عاشوراء يوم السبت قائماً بين الركن والمقام، بين يديه جبرئيل ينادي: البيعة لله، فيملأها عدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً».

وعن الصادق عليه السلام، قال: «خروج القائم من المحتوم، قلت: وكيف يكون النداء؟ قال: ينادي منادٍ من السماء أوّل النهار: ألا إنّ الحق في عليّ وشيعته، ثمّ ينادي إبليس في آخر النهار: ألا إنّ الحق في عثمان وشيعته، فعند ذلك يرتاب المبطلون».

وعن محمّد بن مسلم، قال: «ينادي مناد من السماء باسم القائم، فيسمع ما بين المشرق إلى المغرب، فلا يبقى راقد إلاّ قام، ولا قائم إلا قعد، ولا قاعد إلاّ قام على رجليه من ذلك الصوت، وهو صوت جبرئيل الروح الأمين».

وعن الصادق عليه السلام، قال: «يملك القائم سبع سنين، تكون سبعين سنة من سنينكم هذه».

وعن أبي بصير عن الصادق عليه السلام، قال: «لا يخرج القائم إلاّ في وتر من السنين، سنة إحدى، أو ثلاث، أو خمس، أو سبع، أو تسع».

قال النبی صلعم فی زیارة الحسین علیه السلام من زاره بعد وفاته کتب الله له حجة من حججی

مجموعهٔ اعمال روز عاشورا و اربعین و بست و هشتم صفر

در حیدرآباد در مطبع عزیز دکن طبع گردید

یعنی ایکاشکه میبودم با ایشان پس رستکاری می یافتم رستکاری

بزرك واکر خواهی که در درجات عالیهٔ بهشت با ما باشی از برای

اندوه ما اندوهناك باش و از برای شادی ما شاد باش و شیخ

مفید رحمه الله کفته که روز نهم و دهم را روزه ندارید زیرا که بنی امیه

این دو روز را برای برکت و شماتت بر قتل انحضرت روزه

میداشته اند و احادیث بسیار در فضیلت این دو روز روزه

انها بر حضرت رسول صلی الله علیه واله وسلم بسته اند و از طریق

اهل بیت علیهم السلام احادیث بسیار در مذمت روزهٔ

این دو روز خصوصا روز عاشورا وارد شده است و ایضا

بنی امیه علیهم اللعنه از برای برکت اذوقه سال را در روز عاشورا

در خانه ذخیره میکرده اند طلذا از حضرت امام رضا علیه السلام

منقول است

يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْكَ
اِنِّيْ سِلْمٌ لِمَنْ سَالَمَكُمْ وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكُمْ
اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَلَعَنَ اللّٰهُ اٰلَ زِيَادٍ وَّاٰلَ
مَرْوَانَ وَلَعَنَ اللّٰهُ بَنِيْ اُمَيَّةَ قَاطِبَةً وَلَعَنَ
اللّٰهُ ابْنَ مَرْجَانَةَ وَلَعَنَ اللّٰهُ عُمَرَ ابْنَ سَعْدٍ
وَلَعَنَ اللّٰهُ شِمْرًا وَلَعَنَ اللّٰهُ اُمَّةً اَسْرَجَتْ
وَاَلْجَمَتْ وَتَنَقَّبَتْ وَتَهَيَّاَتْ لِقِتَالِكَ بِاَبِيْ
اَنْتَ وَاُمِّيْ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْكَ
لَقَدْ عَظُمَ مُصَابِيْ بِكَ فَاَسْئَلُ اللّٰهَ الَّذِيْ
اَكْرَمَ مَقَامَكَ وَاَكْرَمَنِيْ بِكَ اَنْ يَّرْزُقَنِيْ
طَلَبَ ثَارِكَ مَعَ اِمَامٍ مَّنْصُوْرٍ مِّنْ اَهْلِ بَيْتِ

مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي
عِنْدَكَ وَجِيهًا بِالْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ يَا اَبَا عَبْدِاللّٰهِ صَلَوَاتُ
اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْكَ اِنِّي اَتَقَرَّبُ اِلَى اللّٰهِ
وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ وَاِلٰى اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِلٰى فَاطِمَةَ
وَاِلَى الْحَسَنِ وَاِلَيْكَ بِمُوَالَاتِكَ وَبِالْبَرَائَةِ مِمَّنْ
قَاتَلَكَ وَنَصَبَ لَكَ الْحَرْبَ وَبِالْبَرَائَةِ مِمَّنْ
اَسَّسَ اَسَاسَ الظُّلْمِ وَالْجَوْرِ عَلَيْكُمْ وَاَبْرَءُ
اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ
وَسَلَّمَ مِمَّنْ اَسَّسَ اَسَاسَ ذٰلِكَ وَبَنٰى عَلَيْهِ
بُنْيَانَهٗ وَجَرٰى فِي ظُلْمِهٖ وَجَوْرِهٖ عَلَيْكُمْ وَ

عَلىٰ اَشْيَاعِكُمْ بَرِئْتُ اِلَى اللهِ وَاِلَيْكُمْ مِنْهُمْ وَ

اَتَقَرَّبُ اِلَى اللهِ وَاِلىٰ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ اِلَيْكُمْ

بِمُوَالَاتِكُمْ وَمُوَالَاةِ وَلِيِّكُمْ وَبِالْبَرَآئَةِ

مِنْ اَعْدَآئِكُمْ وَالنَّاصِبِيْنَ لَكُمُ الْحَرْبَ وَ

بِالْبَرَآءَةِ مِنْ اَشْيَاعِهِمْ وَاَتْبَاعِهِمْ وَ

اَوْلِيَآئِهِمْ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ اِنِّيْ سِلْمٌ لِمَنْ

سَالَمَكُمْ وَحَرْبٌ لِمَنْ حَارَبَكُمْ وَوَلِيٌّ لِمَنْ

وَالَاكُمْ وَعَدُوٌّ لِمَنْ عَادَاكُمْ فَاَسْئَلُ

اللهَ الَّذِيْ اَكْرَمَنِيْ بِمَعْرِفَتِكُمْ وَمَعْرِفَةِ

اَوْلِيَآئِكُمْ وَرَزَقَنِيَ الْبَرَآئَةَ مِنْ اَعْدَآئِكُمْ

اَنْ يَجْعَلَنِيْ مَعَكُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَنْ

يُثبت لِي عِندكُم قدمَ صِدقٍ فِي الدُّنيا
وَالآخرة وَاسئَلُه ان يبلِّغني المقامَ
المحمُود الَّذِي لكُم عِندالله وان يرزُقني
طلبَ ثَارِي مَع اِمامٍ مَهدِيّ ظَاهِرٍ
نَاطِق بِالحقِّ مِنكُم اسئَلُ الله بِحقِّكُم وَ
بِالشَّأنِ الَّذِي لكُم عِندَهُ ان يُعطِيني
بِمُصَابِي بِكُم اَفضَلَ مَا يُعطِي مُصَابًا
بِمُصِيبَةٍ يَالهَا مُصِيبَةً مَا اعظمهَا
وَاعظَمَ رَزِيَّتهَا فِي الاِسلَامِ وَفِي جَمِيع
اَهلِ السَّموَاتِ وَالاَرضِ اَللّٰهُمَّ اجعلنِي
فِي مَقَامِي هٰذا مِمَّن تَنالُهُ مِنكَ صلَوَاتٌ

وَرَحْمَةً وَمَغْفِرَةً اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ مَحْيَايَ

مَحْيَا مُحَمَّدٍ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ وَمَمَاتِيْ مَمَاتَ مُحَمَّدٍ وَ

اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلَوَاتُكَ وَسَلَامُكَ عَلَيْهِمْ

اَللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا يَوْمٌ تَبَرَّكَتْ بِهٖ بَنُوْ اُمَيَّةَ

وَابْنُ اٰكِلَةِ الْاَكْبَادِ اللَّعِيْنُ ابْنُ اللَّعِيْنِ عَلٰى

لِسَانِكَ وَلِسَانِ نَبِيِّكَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ

اٰلِهٖ فِيْ كُلِّ مَوْطِنٍ وَمَوْقِفٍ وَقَفَ فِيْهِ نَبِيُّكَ

صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَللّٰهُمَّ الْعَنْ اَبَا

سُفْيَانَ وَمُعَاوِيَةَ ابْنَ اَبِيْ سُفْيَانَ وَ

يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ وَاٰلَ مَرْوَانَ عَلَيْهِمْ مِنْكَ

اللَّعْنَةُ اَبَدَ الْاٰبِدِيْنَ وَهٰذَا يَوْمٌ فَرِحَتْ بِهٖ

آلُ زِيَادٍ وَآلُ مَرْوَانَ عَلَيْهِمُ اللَّعْنَةُ بِقَتْلِهِمْ
الْحُسَيْنَ صَلَوَاتُ اللهِ عَلَيْهِ اَللّٰهُمَّ فَضَاعِفْ
عَلَيْهِمُ اللَّعْنَ مِنْكَ وَالْعَذَابَ الْاَلِيْمَ
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَتَقَرَّبُ اِلَيْكَ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ وَفِيْ
مَوْقِفِيْ هٰذَا وَاَيَّامِ حَيٰوتِيْ بِالْبَرَآئَةِ مِنْهُمْ وَ
اللَّعْنَةِ عَلَيْهِمْ وَبِالْمُوَالَاةِ لِنَبِيِّكَ وَآلِ
نَبِيِّكَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ پس دو رکعت نماز زیارت
امام حسین علیہ السلام بجا آورده این دعای هدیۂ نماز بخواند
اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ صَلَّيْتُ وَرَكَعْتُ وَسَجَدْتُ لَكَ
وَحْدَكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لِاَنَّ الصَّلٰوةَ وَالرُّكُوْعَ
وَالسُّجُوْدَ لَاتَكُوْنُ اِلَّا لَكَ لِاَنَّكَ اَنْتَ اللهُ

لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَ
اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اَبْلِغْهُمْ عَنِّيْ اَفْضَلَ السَّلَامِ
وَ التَّحِيَّةِ وَ ارْدُدْ عَلَيَّ مِنْهُمُ السَّلَامَ اَللّٰهُمَّ
فَهَاتَانِ الرَّكْعَتَانِ هَدِيَّةٌ مِّنِّيْ اِلٰى مَوْلَايَ
الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ اَللّٰهُمَّ
صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ عَلَيْهِ وَ تَقَبَّلْهَا مِنِّيْ وَ اَجْزِنِيْ
عَلٰى ذٰلِكَ بِاَفْضَلِ اَمَلِيْ وَ رَجَآئِيْ فِيْكَ
وَ فِيْ وَلِيِّكَ يَا وَلِيَّ الْمُؤْمِنِيْنَ پس صد مرتبه
میگوئی اَللّٰهُمَّ الْعَنْ اَوَّلَ ظَالِمٍ ظَلَمَ حَقَّ
مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ اٰخِرَ تَابِعٍ لَّهٗ عَلٰى ذٰلِكَ
اَللّٰهُمَّ الْعَنِ الْعِصَابَةَ الَّتِيْ جَاهَدَتِ

الْحُسَيْنَ صَلَوَاتُكَ عَلَيْهِ وَشَايَعَتْ
وَبَايَعَتْ وَتَابَعَتْ عَلٰى قَتْلِهٖ اَللّٰهُمَّ
الْعَنْهُمْ جَمِيعًا پس صد مرتبہ میگوئی اَلسَّلَامُ
عَلَيْكَ يَا اَبَا عَبْدِ اللهِ وَعَلَى الْاَرْوَاحِ الَّتِي
حَلَّتْ بِفِنَائِكَ عَلَيْكَ مِنِّيْ سَلَامُ اللهِ
اَبَدًا مَا بَقِيتُ وَبَقِيَ اللَّيْلُ وَالنَّهَارُ
وَلَاجَعَلَهُ اللهُ اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنِّيْ لِزِيَارَتِكَ
اَلسَّلَامُ عَلَى الْحُسَيْنِ وَعَلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ
وَعَلٰى اَوْلَادِ الْحُسَيْنِ وَعَلٰى اَصْحَابِ الْحُسَيْنِ
پس میگوئی اَللّٰهُمَّ خُصَّ اَنْتَ اَوَّلَ ظَالِمٍ
بِاللَّعْنِ مِنِّيْ وَابْدَأْ بِهٖ اَوَّلًا ثُمَّ

وَاَنَاخَتْ بِرَحْلِكَ

الثَّانِي ثُمَّ الثَّالِثَ ثُمَّ الرَّابِعَ اَللّٰهُمَّ
الْعَنْ يَزِيْدَ بْنَ مُعَاوِيَةَ خَامِسًا وَالْعَنْ
عُبَيْدَ اللهِ بْنَ زِيَادٍ وَابْنَ مَرْجَانَةَ وَعُمَرَ
بْنَ سَعْدٍ وَشِمْرًا وَآلَ اَبِيْ سُفْيَانَ وَ
آلَ زِيَادٍ وَآلَ مَرْوَانَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
پس بسجدہ میروی ومیگوئی اَللّٰهُمَّ لَكَ
الْحَمْدُ حَمْدَ الشَّاكِرِيْنَ لَكَ عَلٰى مُصَابِهِمْ
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى عَظِيْمِ رَزِيَّتِيْ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ
شَفَاعَةَ الْحُسَيْنِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَوْمَ
الْوُرُوْدِ وَثَبِّتْ لِيْ قَدَمَ صِدْقٍ
عِنْدَكَ مَعَ الْحُسَيْنِ وَاَوْلَادِ الْحُسَيْنِ

عبدالحسين النيشابوري
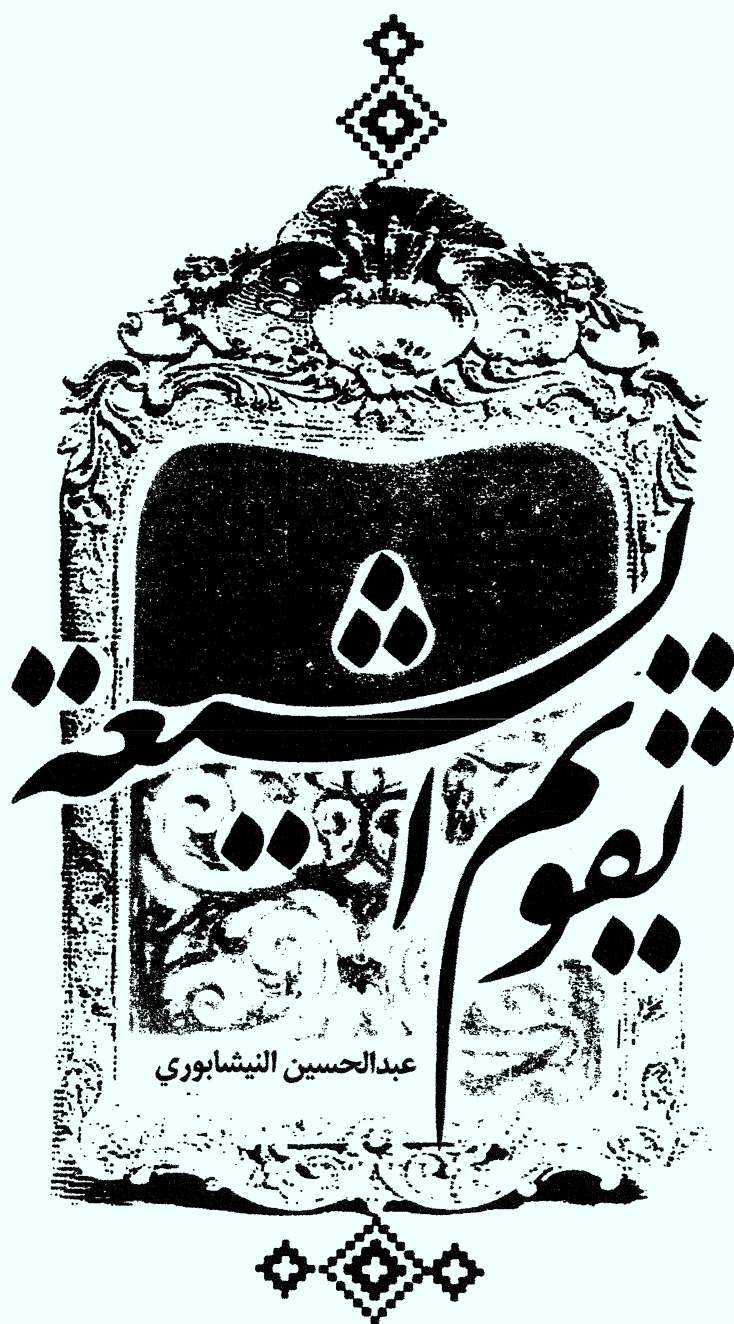
▼
تقويم الشيعة
عبدالحسين النيشابوري
منشورات دليل‌ما
الطبعة الاولى: ١٤٢٨ هـ.ق ـ ١٣٨٥ هـ.ش.
طبع في ٣٠٠٠ نسخة
المطبعة: نگارش
السعر مُجلّداً ٤٢٠٠ توماناً
شابك (ردمك): ١ ـ ٢٦٩ ـ ٣٩٧ ـ ٩٦٤ ـ ٩٧٨ ISBN
العنوان: ايران، قم، شارع معلم، ساحة روح الله، رقم ٦٥
هاتف وفكس: ٧٧٣٣٤١٣، ٧٧٤٤٩٨٨ (٠٢٥١)
صندوق البريد: ١١٥٣ ـ ٣٧١٣٥
WWW.Dalilema.com
info@Dalilema.com

مركز التوزيع:
١) قم، شارع صفائيه، مقابل زقاق رقم ٣٨، منشورات دليل‌ما، الهاتف ٧٧٣٧٠١١ ـ ٧٧٣٧٠٠١
٢) طهران، شارع إنقلاب، شارع فخررازي، رقم ٣٢، الهاتف ٦٦٤٦٤١٤١
٣) مشهد، شارع الشهداء، شمالي حديقة النادري، زقاق خوراكيان، بناية گنجينه كتاب التجارية، الطابق الأول، منشورات دليل‌ما، الهاتف ٥ ـ ٢٢٣٧١١٣

سرشناسه	:نیشابوری، عبدالحسین، ١٣٤٣ –
عنوان و پدیدآور	:تقویم الشیعة / عبدالحسین النیشابوری.
مشخصات نشر	:قم: دلیل ما، ١٣٨٥.
مشخصات ظاهری	:٥٢٨ ص.
شابک	:1 - 269 - 397 - 964 - 978
یادداشت	:فیپا
موضوع	:حسین بن علی ﷺ، امام سوم، ٤ – ٦١ ق.
موضوع	:واقعه کربلاء، ٦١ ق.
موضوع	:گاهشماری اسلامی.
موضوع	:ماههای قمری.
رده بندی کنگره	:١٣٨٥ ٧ت ٩٦ ن / ٥ / ٤١ BP
رده بندی دیویی	:٢٩٧/٩٥٣٤
شماره کتابخانه ملی	:٣٩٩٤٣ـ٨٥م

٩ ربيع الأوّل

١ . بدء إمامة إمام العصر عليه السلام

بدأت إمامة مولانا صاحب الأمر عجّل الله فرجه الشريف وبدأت معهما غيبته الصغرى بشهادة أبيه الحسن العسكري عليه السلام وقد كان عليه السلام ولده الوحيد.[١]

وهذا اليوم من أعياد الشيعة لأنّه أوّل أيّام إمامة آخر الحجج منقذ البشرية المولى بقيّة الله الأعظم الحجّة بن الحسن عليه السلام وعجّل الله فرجه الشريف وذلك سنة ٢٦٠ للهجرة النبويّة الشريفة.

٢ . قتل عمر بن الخطّاب

في الهزيع الأخير من ليلة التاسع من شهر ربيع الأوّل سنة ٢٣ وقيل: ٢٤ هـ مات عمر بن الخطّاب.[٢] والقول الآخر للعامّة انّ موته يوم الأربعاء ٢٦ من ذي الحجّة.[٣]

وهذا يوم فرح أهل البيت عليهم السلام بل فرح الأنبياء والملائكة وسكنة الجنان ومحبّي أميرالمؤمنين وأولاده الطاهرين عليهم السلام لأنّ فيه أجيبت[٤] دعوة[٥] السيّدة المظلومة

---

١ . الإرشاد: ٣٣٦/٢. كشف الغمّة: ٤٠٢/٢ . المستجاد: ٢٢٦. الإقبال: ١١٤/٣. فيض العلام: ٢١١. زاد المعاد: ٣٣٤. مفاتيح الجنان: أعمال شهر ربيع الأوّل.

٢ . مدينة المعاجز: ٩٧/٢. الإقبال: ١١٤/٣. المحتضر: ٤٥ . بحار الأنوار: ١٢٠/٣١ ـ ١١٩، ١٣٢، و ٣٧٢/٥٥، و ١٩٩/٩٥، ٣٥٥. مستدرك سفينة البحار: ٦٨/٤، و ٢١٠/٥. إختيارات: ٣٤. زاد المعاد: ٣٣٥. جنّات الخلود: ٤٤ . قلائد النحور: ربيع الأوّل/٥٩. تقويم الأئمة عليهم السلام: ٧٨. وراجع رسالة فيروزية، وشاخة طوبى، وآسياب تبرّي، وفصل الخطاب في تاريخ قتل عمر.

٣ . أخبار الطوال: ١٣٩. الطبقات الكبرى: ٣٦٥/٣. شرح نهج البلاغة: ١٨٤/١٢. تاريخ دمشق: ٤٦٣/٤٤ . أسد الغابة: ٧٧/٤.

٤ . المحتضر: ٥٤. بحار الأنوار: ١٢٦/٣١، و ٣٥٤/٩٥. مجمع النورين: ٢٣٣. زاد المعاد: ٣٣٨.

٥ . دلائل الإمامة: ١١٩. الهجوم على بيت فاطمة عليها السلام: ٣٤٥. رسالة فيروزية. شرح نهج البلاغة: ٢٣٥/١٦.

فاطمة الزهراء عليها السلام، وهذا يوم عظيم وعيد كبير وقد جعله رسول الله صلى الله عليه وآله وأمر أن يتّخذه الناس عيداً وذكرت له بعض الأعمال. فمن أنفق في هذا اليوم غفر الله له. ويستحبّ فيه إطعام الإخوان والتعطّر ولبس الجديد والتوسعة على العيال وشكر الله تعالى وعبادته،[١] ويستحب الغسل في هذا اليوم.[٢]

وذكرت لهذا اليوم فضائل وأسماء منها: يوم عيد الله الأكبر والغدير الثاني ويوم الفطر الثاني ويوم فرح الشيعة ويوم عيد أهل البيت عليهم السلام ويوم قتل النفاق ويوم قبول الأعمال ويوم نصر المظلوم ويوم التودّد ويوم التجاوز عن المؤمنين ويوم الزهد في الكبائر ويوم هدم الضلالة ويوم قبول الأعمال.[٣]

قصّة قتل عمر

كان قتل عمر على يد أبي لؤلؤة رحمه الله وهو غلام للمغيرة بن شعبة اسمه فيروز وذلك بعدّة طعنات بخنجر طعنه في كتفه وخاصرته أدّت إلى موته.[٤]

وعلى المشهور عندما أراد أبو لؤلؤة رحمه الله الفرار بعد أن طعن عمر، منعه عدّة من الحاضرين فجرح إثني عشر مات ستّة منهم.[٥]

عمر في فراش الموت

عندما حملوا عمر إلى داره أتوه بنبيذ شديد، فشربه فخرج من جرحه ولم يتبيّن فسقوه لبناً فخرج من جرحه فقالوا: لا بأس عليك. لكن ضربة خنجر

---

١. بحار الأنوار: ١١٩/٣١. ٣٧٢/٥٥. ١٨٩/٩٥. المصباح للكفعمي: ٥٩٦/٢. تقويم المحسنين: ١٦. زاد المعاد: ٣٤٤_٣٤٣. فيض العلام: ٢١١. مفاتيح الجنان: أعمال شهر ربيع الأوّل.

٢. العروة الوثقى: ٤٦١/١. مستمسك العروة: ٢٨١/٤.

٣. المحتضر: ٥٥ـ ٤٥. بحار الأنوار: ١٢٩/٣١ ـ ١٢١. ٣٥٦/٩٥ ـ ٣٥١. زاد المعاد: ٣٤٤ ـ ٣٣٤. موسوعة الإمام الجواد عليه السلام: ٦٥٠.

٤. العدد القويّة: ٣٢٨. توضيح المقاصد: ٣٣. بحار الأنوار: ١٩٩/٩٥. فيض العلام: ١٢٩.

٥. بحار الأنوار: ١١٣/٣١، و ١٩٩/٩٥. أسد الغابة: ٢٥٦/٤. تاريخ المدينة: ٩٠٠/٣. صحيح البخاري: ٢٠٤/٤.

أبي لؤلؤةﷺ أثّرت أثرها وألحقت عمر بصاحبه.[١]

وتمّ دفنه في بيت رسول اللهﷺ على الرغم من ادّعائهم بأنّ الرسولﷺ قد قال: «**نحن معاشر الأنبياء لا نورّث وما تركناه صدقة!!**». فكيف يُعقل أن ترث عائشة وحفصة من رسول اللهﷺ في حين أنّ نسبة الإرث تلك لاتتعدّى الثُمن ويجب تقسيمها بالتساوي بين نساء النبيﷺ وعلى هذا فلن يكون نصيب عائشة وحفصة سوى شبر في شبر!!! كيف تسنّى لهم دفن آبائهم، ولم يسمحوا لبضعة الرسولﷺ وريحانته الإمام الحسنﷺ بأن يدفن إلى جانب قبر جدّه، بل لم يسمحوا حتّى بطواف جنازتهﷺ حول القبر النبويّ الشريف!!

وهو أوّل من تلقّب بأميرالمؤمنين، وأوّل من دعاه بهذا اللقب على المنبر أبو موسى الأشعري.[٢]

بدع عمر

عن ابن عبّاس قال: قال لي عمر: إنّي فكرت فلم أدر فيمن أجعل هذا الأمر بعدي. ثمّ قال: لعلّك ترى صاحبك لها أهلاً؟ قال ابن عبّاس: وما يمنعه من ذلك مع جهاده وسابقته وقرابته وعلمه! قال: صدقتَ، ولكنّه امرؤ فيه دعابة. قلت: فأين أنت من طلحة؟ قال: هو ذو البأو[٣] بإصبعه المقطوعة. قلت: فعبد الرحمن؟ قال: رجل ضعيف لو صار الأمر إليه لوضع خاتمه في يد امرأته. قلت: فالزبير؟ قال شكس لقس،[٤] ويلاطم في البقيع في صاع من برّ. قلت: فسعد بن أبي وقّاص؟

---

١. الغدير: ٢٥٧/٦. تاريخ الخلفاء: ١٣٤ ـ ١٣٣. شرح نهج البلاغة: ١٨٦/١٢.

٢. تتمّة المنتهى: ١١. مستدرك سفينة البحار: ٢١٠/٥.

٣. البأو: الكبر والفخر.

٤. الشكس: الصعب الخلق، واللقس العسر.

صاحب مقنب[1] وسلاح. قلت: فعثمان، قال: أوه أوه، مراراً. ثمّ قال: والله لئن ولّيها ليحملنّ بني أبي معيط على رقاب الناس ... ثمّ أقبل عليّ‌ عليه السلام فقال عمر: إنّ أحراهم أن يحملهم على كتاب ربّهم وسنّة نبيّهم لَصاحبُك، والله لئن ولّيها ليحملنّهم على المحجّة البيضاء والصراط المستقيم.[2]

وقد روي أنّ عمر قال لأصحاب الشورى: روحوا إليّ، فلمّا نظر إليهم قال: قد جاءني كلّ واحد منهم يهزّ عقيرته يرجو أن يكون خليفة، أمّا أنت يا طلحة أفلست القائل: إن قبض النبي أنكح أزواجه من بعده؟ فما جعل الله محمّداً بأحقّ ببنات أعمامنا، فأنزل الله فيك: **«وَما كانَ لَكُمْ أَنْ تُؤْذُوا رسول الله وَلا أَنْ تَنْكِحُوا أَزْواجَهُ مِنْ بَعْدِهِ أَبَداً»**.[3]

وأمّا أنت يا زبير! فوالله ما لان قلبك يوماً ولا ليلة، وما زلت جلفا جافياً، وأمّا أنت يا عثمان فوالله لروثة أهلِك خير منك، وأمّا أنت يا عبد الرحمن فإنّك رجل عاجز تحبّ قومك جميعاً، وأمّا أنت يا سعد فصاحب عصبيّة وفتنة، وأمّا أنت يا عليّ فوالله لو وزن إيمانك بإيمان أهل الأرض لرجحهم، فقام عليّ‌ عليه السلام مولّياً يخرج، فقال عمر: والله إنّي لأعلم مكان الرجل لو ولّيتموه أمركم لحملكم على المحجّة البيضاء، قالوا: من هو؟ قال: هذا المولّي من بينكم. قالوا: فما يمنعك من ذلك؟ قال: ليس إلى ذلك سبيل!![4]

---

١. المقنب: جماعة الخيل.

٢. الغدير: ٣٦٤/٥، و ١٤٤/٧. بحار الأنوار: ٦٢/٣١، ٣٥٤، ٣٩٤. مواقف الشيعة: ١٤٩/١، و ١٩/٢. الإحتجاج: ١٥٣/٢. منتخب التواريخ: ١٥٣. شرح نهج البلاغة: ٣٢٧/٦ـ٣٢٦، و ٥١/١٢، ٢٥٩. كنز العمّال: ٧٣٧/٥. تاريخ المدينة: ٨٨٠/٣ .

٣. الأحزاب: ٥٣.

٤. بحار الأنوار: ٦٢/٣١. الشافي في الإمامة: ٢٠٤/٤. تقريب المعارف: ٣٥٠. نهج الحق: ٢٨٧. شرح نهج البلاغة: ٢٥٩/١٢.

وهنا تطرح عدّة أسئلة:

بماذا كان عمر مشغولاً في الجاهلية، وما هو عمله في أسفاره التجارية؟

من هو صاحب الإعتراضات الكثيرة على الرسولﷺ في الحديبية وغيرها؟

من الذي نسب الهجر إلى رسول اللهﷺ؟

من الذي أحرق باب دار أميرالمؤمنين؈ وقال: أريد إحراق الدار بأهلها وإن كانت فيها فاطمة؟

من الذي قتل المحسن بن عليّ؈؟

من الذي أمر قنفذاً ليضرب فاطمة؈ بضعة رسول اللهﷺ بالسوط؟[1]

من الذي رغّب لأبي بكر ابن أبي قحافة بغصب فدك وردّ شهادة أميرالمؤمنين؈ وأمّ أيمن والحسنين؈؟

من الذي أخذ من الصدّيقة الطاهرة؈ فدك ومزّقها وتجاسر عليها؟

من الذي ابتدع التكتّف في الصلاة؟

من الذي منع ذوي القربى حقّهم بمعيّة أبي بكر؟

من الذي بايع أميرالمؤمنين؈ في الغدير وقال: بخٍّ بخٍّ لك يابن أبي طالب أصبحت مولاي ومولى كلّ مؤمن ومؤمنة؟

من هو أوّل من توضّأ من أواني النصارى واعتبرها طاهرة؟

من هو أوّل من أسقط شهادة الملوك؟

← البلاغة: ١٨٥/١.

١ . أنظر: كتاب سليم بن قيس الهلالي؈. الهجوم على بيت فاطمة؈. مأساة الزهراء؈. فاطمة الزهراء؈ بهجة قلب المصطفىﷺ. بحار الأنوار ج ٤٣. عوالم العلوم ج فاطمة الزهراء؈. الموسوعة الكبرى عن فاطمة الزهراء؈.

فقد عاش الرضاؑ أربعين سنة وأشهراً، وليس له ولد، وكان الشيعة قلقين على أمر الإمامة، فلمّا ولد الجوادؑ زال القلق، وولّى الشك.

٢ . ولادة عليّ بن الحسين الأصغرؑ

ولد عليّ **الأصغر باب الحوائج**ؑ في هذا اليوم،[١] نظراً إلى أنّهؑ استشهد يوم عاشوراء وله ستّة أشهر،[٢] فتكون ولادته في هذا اليوم. ومنهم من ذهب إلى أنّها كانت في ثامن هذا الشهر أو تاسعه.

إسمه الشريف: عبد الله والمعروف بـ«عليّ الأصغر». وألقابه باب الحوائج، **الرضيع، المذبوح من الأذن إلى الأذن**. والده المكرّم الإمام الحسينؑ وأمّه السيّدة **الربابؑ** بنت امرئ القيس الكلبية.

قتله حرملة بن كاهل الأسدي في شدّة عطش الحسين وعيالهؑ ذبحاً بسهم من الوريد إلى الوريد بما أفجع قلب الحسينؑ وأهل البيتؑ وأشياعهم بل كلّ من يسمع بتلك المصيبة.

١٢ رجب

موت معاوية

في هذا اليوم من سنة ٦٠ هـ هلك معاوية بن أبي سفيان في الشام وعمره ٧٨

١ . تقويم الأئمةؑ: ٧٣، ٧٨. سحاب رحمت: ٥٣٥.

٢ . كلمات الإمام الحسينؑ: ٤٧٨. معالي السبطين: ٢٥٩/١. ينابيع المودّة: ٧٩/٣.

سنة.[١] وهو يوم فرح المؤمنين وحزن المنافقين ويستحبّ صيام هذا اليوم شكراً لله لهلاك معاوية.[٢]

نسب معاوية

روى الكلبي النسّابة وابن روزبهان وهما من الثقات عند أهل السنّة أنّ **معاوية كان ولداً لأربعة رجال هم**: عمارة بن الوليد بن المغيرة ومسافر بن أبي عمرو، وأبو سفيان ورجلاً لم يذكراه، ونقل راغب الإصفهاني في المحاضرات وابن أبي‌الحديد في شرح النهج عن الزمخشري في ربيع الأبرار أنّ معاوية نسب إلى أربعة أشخاص هم: **مسافر وعمارة و عبّاس وصباح** الذي كان مغنّي عمارة بن الوليد وكان لهند أمّ معاوية علاقة شديدة بصباح الذي كان شابّاً جميلاً وكان عاملاً عند أبي سفيان لكن نسب معاوية في الظاهر إلى أبي سفيان.

وكان أبو سفيان قبيح المنظر قصيراً، عميت إحدى عينيه في الطائف والثانية في اليرموك،[٣] وكان من زُناة مكّة،[٤] وباطنه أعمى من ظاهره وكان شديد العداوة لرسول الله ﷺ وكانت له يد في كلّ حرب وتوطئة أحيكت ضدّ الرسول ﷺ وقد أسلم في الظاهر عام الفتح خوفاً من القتل وعاش منافقاً إلى **سنة ٣٠ هـ فهلك عن ٨٢ سنة.**

ولا يخفى أن حمامة وهي إحدى جدّات معاوية وكانت من ذوات الأعلام في

---

١. مسارّ الشيعة: ٣٤. وقائع الشهور: ١٢٠.

٢. الإقبال: ٣/٢٦٠. فيض العلام: ٣١٦.

٣. الكنى والألقاب: ١/٨٨ . أسد الغابة: ٣/١٣ـ١٢. تاريخ دمشق: ٢٣/٤٣٧ . الآحاد والمثاني: ١/٣٦٣. الأعلام للزركلي: ٣/٢٠١.

٤. الغدير: ٢/١٢٣. تذكرة الخواص: ١٨٦. لطائف المعارف: ٩٩.

سوق **المجاز** ومن هنا يتّضح نسب أبي سفيان، وكانت أمّ معاوية هند أيضاً من ذوات الأعلام وكانت تحبّ الغلمان السود كثيراً وكانت إذا ولدت أسود دفنته ومن توضيح حال أب معاوية يتبيّن وضع أمّه هندا![1]

إنّ النبيّ ﷺ كان يلعن معاوية دائماً ويقول: **«لعن الله معاوية الطليق بن الطليق اللعين بن اللعين»** وقال ﷺ: **«إذا رأيتم معاوية على منبري فاقتلوه»** وكان من المؤلّفة قلوبهم ولم يزل مشركاً مدّة كون النبيّ ﷺ مبعوثاً وكان يكذب بالوحي ويستهزئ بالشرع وكان يوم فتح مكّة في بلاد اليمن وكان يطعن على رسول الله ﷺ ويكتب إلى أبيه صخر يعيّره بإسلامه ويقول له: أصبوت إلى دين محمّد بن عبد الله وفضحتنا؟ بئس ما فعلت، وكان يراسله بالشعر قبل إسلامه وينهاه عن ذلك ومعاوية يومئذ مقيم على الشرك هارب من رسول الله ﷺ لأنّه كان قد هدر دمه فهرب على وجهه إلى بلاد اليمن فلمّا لم يجد له مأوى صار إلى النبيّ ﷺ مضطرّاً وأظهر الإسلام وكان إسلامه قبل شهادة رسول الله ﷺ بخمسة أشهر وطرح نفسه على العبّاس عمّ رسول الله ﷺ ليشفع إلى رسول الله ﷺ فتشفّع فيه رسول الله ﷺ فعفى عنه.[2]

حكومة معاوية في الشام

لمّا غزا يزيد بن أبي سفيان الشام من قبل أبي بكر كان معاوية معه، ولمّا مات

---

١. بحار الأنوار: ١٩٨/٣٣، ٢٠١. الغدير: ١٦٩/١٠، ١٧٠. نهج الحق: ٣٠٧. إلزام النواصب: ١٦٦. الطرائف: ٥٠١. الصراط المستقيم: ٤٦/٣ . إحقاق الحق (الأصل): ٢٦٣. الأربعين للقمي: ٦٣١. تتمّة المنتهى: ٥٢ـ٤٧. كشف الهاوية: ١٥ـ١٤. شرح نهج البلاغة: ٣٣٥/١. مثالب العرب: ٧٣ـ٧٢، ٧٧. ربيع الأبرار: باب القرابات والأنساب. تذكرة الخواص: ١٨٤.

٢. المنتخب للطريحي: ١٤. إحقاق الحق: ٢٦٥. التعجّب من أغلاط العامّة: ١٠٦. نهج الحق: ٣١٠. تتمّة المنتهى: ٤٧.

من هو أوّل من حرَّم متعتَي النساء والحجّ؟[1]
من هو أوّل من سنَّ الجماعة في نوافل رمضان؟
من هو أوّل من قال: إنّ الأعاجم لا يتوارثون؟[2]

لماذا سكر ذلك الشخص الذي شرب من قربة الخليفة؟[3]
من الذي قسّم ثمن تركته بعد موته فكان سهم كلّ واحدة من نسائه الأربعة ٨٣٠٠٠ ديناراً؟

من الذي قال كلّ الناس أفقه منّي حتّى العجائز؟[4]

من الذي كان يسأل فيعييه الجواب فيقول إنّ الإشتغال بالتجارة منعني عن التعلّم؟ أمّا ما يذكر في كتب التاريخ أنّ أبا بكر نصب عمر لخلافة المسلمين فمحلّ هذه التساؤلات:

---

١. الغدير: ٢١٣/٦ـ ١٩٨.
٢. الغدير: ١٨٧/٦. كتاب سليم بن قيس الهلالي ﷺ: ٧٤٠/٢. بحار الأنوار: ٤٠/٣١، و ٣٦٢/٣٣. النص والإجتهاد: ٢٦٧. كتاب الموطّاء: ٥٢٠/٢. المدونة الكبرى: ٣٣٨/٣، ٣٦٥، ٣٨٣. تحفة الأحوذي: ٦٣/١. كنز العمّال: ٢٩/١١. المحلّى: ٣٠٣/٩.
٣. الغدير: ٢٥٨/٦ ـ ٢٥٧. ماذا تقضون؟: ٥٣٩. أحكام القرآن للجصّاص: ٥٨١/٢. سنن الدارقطني: ١٧٤/٤. نصب الراية: ١٦١/٤. العقد الفريد: ٤١٦/٣. الجوهر النقيّ: ٣٠٦. كنز العمّال: ٥١٧/٥. المصنّف للصنعاني: ٢٢٤/٩.
٤. أنظر هذه العبارة وأمثالها في: الغدير: ٣٢٨، ٩٨ـ ٩٥، ١٠٧ ـ ١٠٤، ١١١، ١٤٤. بحار الأنوار: ٦٦٠/٣٠ـ ٦٥٥، ٦٩٧. خلاصة عبقات الأنوار: ١٨٤/٣. نفحات الأزهار: ١٧٢/٣ ـ ١٧١. تقريب المعارف: ٣١٩، ٣٤٦. المسترشد: ٥٣٠، ٥٤٨. التعجّب: ٦٠ (١٤٢). شرح الأخبار: ٣٢٩/٢. شرح نهج البلاغة: ١٨٢/١، و ١٥/١٢، ٢٠٨، و ١٧١/١٧. كشف الخفاء: ٢٦٩/١، ٣٨٨، و ١١٧/٢، ١١٨. علل الدار قطني: ٢٣٩/٢. مجمع الزوائد: ٢٨٤/٤. المبسوط: ١٥٣/١٠. سنن البيهقي: ٢٣٣/٧. كنز العمّال: ٥٣٧/١٦، ٣٥٨. عمر بن الخطّاب: ١٣٠ ـ ١٢٧، ٢٢٨، ٢٥٣. المصنّف لابن أبي شيبة: ٨١/٧. الدر المنثور: ١٣٣/٢. فتح القدير: ٤٤٣/١. تفسير ابن كثير: ٤٧٨/١. تفسير القرطبي: ٩٩/٥، و ١٧٩/١٥. سبل السلام: ١٤٩/٣. الأحكام: ٢٣٧/٢.

القاسم وعبد الله اللذين كانا يدعيان الطيّب والطاهر، وعلى التحقيق إنّ **فاطمة**عليها السلام هي بنتها الوحيدة والأخريات بنات أختها.

مُسلّم ومُعيّن أنّه كانت للسيّدة العذراء خديجة بنت خويلدعليها السلام أختاً تدعى«هالة» وكان لهذه الأخيرة أولاد من زوجها منهم «زينب» و «رقيّة» و ... وبعد وفاة زوجها تكفّلت السيّدة خديجةعليها السلام بكلّ احتياجاتها وأبنائها، حتّى وافى الأجل السيّدة «هالة بنت خويلد» أخت السيّدة «خديجة»عليها السلام بعد أيّام، فظلّت السيّدة خديجةعليها السلام تُشرف وتدير معيشة بنات السيّدة هالة الصغار، حيث أسكنتهنّ في بيتها الرّحب وبقينَ تحت إشراف وتربية الرسول الأكرمصلى الله عليه وآله وزوجه خديجةعليها السلام حتّى بلغنَ سنّ الرّشد وتزوّجنَ، واشتهر في الألسنة بأنّهنّ بنات رسول اللهصلى الله عليه وآله.[1]

ولهذا قام العديد من العلماء بتأليف الكُتب بهذا الشأن وخاصّة «ربائب الرسولصلى الله عليه وآله» للمرحوم المقرّم وهو مخطوط، وبنات النبيصلى الله عليه وآله أو ربائبه للسيّد جعفر مرتضى العاملي.

وحسبها شرفاً أنّها أمّ الصدّيقة الطاهرة فاطمة الزهراء البتولعليها السلام، زوج أميرالمؤمنين وأمّ الحسنين وأمّ الأئمّة المعصومينعليهم السلام. عاشت مع الرسولصلى الله عليه وآله **أربعاً وعشرين عاماً وشهراً**، ولم يتزوّج عليها مادامت معه. ووهبت السيّدة خديجةعليها السلام **كلّ أموالها للنبيّ**صلى الله عليه وآله. وكانت عائشة تقول: قلّما خرج رسول الله من الدار، **ولم يذكر خديجة بخير** حتّى غاضني ذلك فقلت حسداً: يا رسول الله إلى متى تذكر عجوزاً أبدلك الله خيراً منها؟ فغضب رسول اللهصلى الله عليه وآله وقال: والله ما أبدلني الله خيراً منها،

---

١ . الإقتباس من: الإستغاثة في بدع الثلاثة. مناقب آل أبي طالبعليهم السلام: ٢٠٦/١. بحار الأنوار: ١٩١/٢٢. بنات النبيصلى الله عليه وآله أم ربائبه. التعجّب من أغلاط العامّة: ٣٥(١٠١). الصحيح من السيرة، ج ٢. أزواج النبيصلى الله عليه وآله وبناته. الخصائص الفاطميّةعليها السلام: ٤٣٩/١. خلفيّات كتاب مأساة الزهراءعليها السلام، ج ٦.

٤ . موت أحمد بن حنبل

في هذا اليوم سنة ٢٤١ هـ مات رئيس الحنابلة أحمد بن حنبل في بغداد، ودفن فيها. **جدّه هو ذوالثدية رئيس خوارج النهروان** الذي قتله أميرالمؤمنين عليه السلام.[1]

١٤ ربيع الأول

١ . هلاك يزيد بن معاوية

في هذا اليوم سنة ٦٤ هـ هلك يزيد بن معاوية عن ٣٩ أو ٣٧ أو ٣٥ سنة.[2] وقيل: في الخامس عشر منه.[3]

أمّه ميسون بنت بجدل الكلبية التي حملت به من غلام أبيه ولذا روي عن الأئمّة الطاهرين عليهم السلام **أنّ قاتل الحسين عليه السلام ابن زنا** وهكذا حال شمر وعمر بن سعد وابن زياد وغيرهم من قتلة أبناء الأنبياء عليهم السلام. **وكان شارب خمر قماراً لاعباً بالقرود ناكحاً للمحارم تاركاً للصلاة، له أشعار فيها كفر صريح.**

هو الذي أوجد واقعة كربلاء المحزنة وقتل الحسين سيّد الشهداء عليه السلام وأهل بيته وصحبه الأبرار رضوان الله عليهم في فاجعة كربلاء، وسبى عياله وبضمنها عليّ بن

---

١ . روضات الجنّات: ١٨٥/١. مراقد المعارف: ١٢٠/١. قلائد النحور ج ربيع الأول: ٨٣. تاريخ دمشق: ٣٢٧/٥. التاريخ الصغير: ٣٤٤/٢.

٢ . مسارّ الشيعة: ٥٠. الإقبال: ١١٨/٣. ذوب النضار: ٧١. توضيح المقاصد: ٨ ـ ٧. بحار الأنوار: ١٨٩/٩٥، ٣٥٧، و١٠١/٩٨. العوالم، مقتل: ٢٢٤. تقويم المحسنين: ١٦. زاد المعاد: ٣٤٥. إختيارات: ٣٤. مستدرك سفينة البحار: ٦٨/٤. فيض العلام: ٢١٥. تتمّة المنتهى: ٥٥. تاريخ الطبري: ٣٨٣/٤. البداية والنهاية: ٢٤٧/٨. تاريخ خليفة بن خياط: ١٩٥. تاريخ دمشق: ٤٥٨/٣٧.

٣ . تاريخ الطبري: ٣٨٩/٤. تاريخ دمشق: ٣٠٥/٥٩. أسد الغابة: ١٦٣/٣.

وبكته الزهراء عليها السلام كثيراً قبيل فراقه، فدعاها إليه، وحدّثها بشيء انفرج به غمّها، وساعة سئلت عن ذلك قالت: **«أخبرني أبي أنّي أوّل من يلحق به من أهل بيته، ولن يطول فراقي له».**[١]

٢. بدء إمامة أميرالمؤمنين عليه السلام

يوم رحلة الرسول صلى الله عليه وآله هو أوّل أيّام **إمامة** أميرالمؤمنين عليّ بن أبي طالب عليه السلام، وزيارته في ذلك اليوم مستحبّة.[٢]

٣. بداية غصب الخلافة

وهذا اليوم هو أوّل أيّام غصب خلافة أميرالمؤمنين عليه السلام **ونكث بيعة الغدير في سقيفة بني ساعدة.**[٣]

٤. إجبار النّاس على البيعة

قال البراء بن عازب: لمّا قبض رسول الله صلى الله عليه وآله تخوّفتُ أن يتظاهر قريش على إخراج هذا الأمر من بني هاشم، فأخذني ما يأخذ الواله الثكول مع ما بي من الحزن لوفاة رسول الله صلى الله عليه وآله، فجعلت أتردّد وأرمق وجوه الناس، وقد خلا الهاشميّون برسول الله صلى الله عليه وآله لغسله وتحنيطه، .. وكأنّي لكذلك إذ فقدت أبا بكر وعمر، ثمّ لم ألبث حتّى إذا أنا بأبي بكر وعمر وأبي عبيدة قد أقبلوا في

---

١. الإرشاد: ١٨٧/١. أمالي الصدوق: ٦٩٢. دلائل الإمامة: ١٣١. شرح الأخبار: ٤٠/٣. بحار الأنوار: ٤٧٠/٢٢، ٥٣٣، و ٥١/٤٣، ٢٠٧. صحيح البخاري: ١٨٣/٤، ٢١٠. صحيح مسلم: ١٤٣/٧. مسند أحمد: ٢٨٢/٦. الطبقات الكبرى: ٢٧/٨.

٢. بحار الأنوار: ٣٨٤/٩٧. تحفة الزائر: ١٤٢.

٣. الهجوم على بيت فاطمة عليها السلام: ٨٤. الخصال: ٣٨٥. إختيارات: ٢٢. تتمّة المنتهى: ٩. تاريخ طبري: ٤٤٢/٢. أسد الغابة: ٢١٩/٣.

وكانت مارية قد أهديت لرسول الله‌ﷺ هي وأختها شيرين وأخوها مابور وألف مثقال ذهباً وعشرون بزة حريراً وحمار يدعى يعفور وبغلة تدعى دلدل في **السنة السابعة للهجرة من ملك الإسكندرية.**

وتزوّجها رسول الله‌ﷺ، وأسكنها بالعالية وهي اسم لكلّ ما كان من جهة نجد من المدينة قراها وعمائرها إلى تهامة في المكان المدعوّ بـ«مشربة أمّ إبراهيم»، وولدت له إبراهيمعليه‌السلام.

وسرَّ أميرالمؤمنينعليه‌السلام بولادة إبراهيم سروراً عظيماً، وكان يهتمّ به، ولهذا فإنّ عائشة كانت غير مرتاحة لموقف أميرالمؤمنينعليه‌السلام.[1] وينقل عن عائشة أنّها كانت تقول: **«ما غرتُ على إمرأة إلاّ دون ما غرت على مارية وذلك أنّها كانت جميلة من النساء، جعدة فأعجب بها رسول الله ... فكان ذلك أشدّ علينا ثمّ رزق الله منها الولد وحرمنا منه».**[2] وأدّى بها هذا الحسد لتتّهم مارية وقد نزلت آية شريفة[3] تنكر هذا الفعل من عائشة[4] وقد ذكر ذلك بالتفصيل في تفاسير الشيعة والسنة.

---

١. شرح نهج البلاغة ١٩٥/٩.

٢. الصحيح من السيرة: ٢٩٥/٣. رياحين الشريعة ٣٤٢/٢. أزواج النبيّ‌ﷺ وبناته: ٥٧. الطبقات الكبرى ٢١٢/٨. الإصابة: ٣١١/٨.

٣. النور: ١١.

٤. بحار الأنوار: ١٥٥/٢٢ـ ١٥٣، ٢٤٢، و ٣١٥/٥٢. تفسير القمّي: ٩٩/٢، ٣١٨. المحاسن: ٣٣٩/٢. علل الشرائع: ٥٨٠/٢. دلائل الإمامة: ٤٨٥ . الهداية الكبرى: ٢٩٦. المحتضر: ٢١٣. الصحيح من السيرة: ٢٩٦/٣. رسالة حول خبر مارية للشيخ المفيدرحمه‌الله.

قال الإمام عليه السلام: «إذا أردت أن تعلم من الغالب، فاصبر حتّى يرتفع الأذان وعند ذلك تعرف ذكر من الباقي إلى يوم القيامة».[١]

تتمة المحرّم

١. كتابة الصحيفة الملعونة

في هذا الشهر من السنة الأخيرة من حياة النبيّ الأكرم صلى الله عليه وآله كتبت الصحيفة الملعونة الثانية ووقّعها المنافقون.[٢] ومضمونها أن لا يدعوا خلافة وإمامة المسلمين تصل بعد النبيّ صلى الله عليه وآله إلى أميرالمؤمنين عليّ بن أبي طالب عليه السلام، وعلى ضوئها أسّسوا المقدّمات وهيّأوا الأرضية لغصب الخلافة بأيّ شكل ممكن وبكتابة تلك الصحيفة أسّس أساس الظلم والجور على أهل البيت عليهم السلام حتّى أنّ الإمام الصادق عليه السلام كان يقول: **«إذا كتب الكتاب قتل الحسين عليه السلام».**[٣]

٢. وفاة أمّ المؤمنين مارية القبطية رضوان الله عليها

في المحرّم من سنة ١٥ أو ١٦ هـ توفّيت السيّدة مارية بنت شمعون القبطية ـ رضوان الله عليها ـ في المدينة.[٤]

---

١. أمالي الطوسي: ٦٧٧. بحار الأنوار: ١٧٧/٤٥. العوالم ج الإمام الحسين عليه السلام: ٤١٤. قلائد النحور: ج المحرّم والصفر/٣٣٦.

٢. إرشاد القلوب: ٣٣٥/٢. بحار الأنوار: ١٠٤/٢٨. الدرجات الرفيعة: ٣٠٢. الصوارم المهرقة: ٧٧.

٣. الكافي: ١٧٩/٨. بحار الأنوار: ٣٦٦/٢٤، و ١٢٣/٢٨، و ٦٣٥/٣١. تفسير نور الثقلين: ٦١٦/٤. تأويل الآيات: ٦٧٢/٢.

٤. رياحين الشريعة: ٣٤٢/٢. الإستيعاب: ١٩١٢/٤. الطبقات الكبرى: ٢١٦/٨. تاريخ دمشق: ٢٣٨/٣. تاريخ الطبري: ١٤٤/٣. البداية والنهاية ٣٢٦/٥. السيرة النبويّة لابن كثير: ٦٠٣/٤.

٤. وفاة زرارة بن أعين رضي الله عنه

في هذا الشهر سنة ١٤٨ هـ توفّى الفقيه زرارة بن أعين رضي الله عنه بعد شهادة الإمام جعفر بن محمّد الصادق عليه السلام بشهرين أو أقلّ، وكان في فراش المرض أيّام شهادة الإمام الصادق عليه السلام.[1] ومنهم من يرى وفاته كانت سنة ١٥٠ هـ.[2] وهو رجل فقيه، متكلّم، شاعر، أديب، والمشهور أنّه من أوائل فقهاء أصحاب الأئمّة عليهم السلام.

إسمه عبد ربّه، ولقبه زرارة، وكنيته أبو الحسن، وربما كنّوه بأبي عليّ، وبنوه حسن وحسين ورومي وعبيد وعبد الله ويحيى.

كان رجلاً جميل المحيا آتاه الله بسطة في الجسم والعقل وهيبة في القلوب ظهرت عليه آثار العبادة، وكان الناس يجتمعون لرؤيته، ويزدحمون عند عودته إلى بيته.[3]

قال ابن أبي عمير رضي الله عنه ـ وهو من كبار الشيعة ـ: عندما كنّا نحضر مجلس جميل بن درّاج قلت له: ما أحسن محضرك! وأزين في مجلسك! فقال رضي الله عنه: **«إي والله ما كنّا حول زرارة بن أعين إلاّ بمنزلة الصبيان في الكتّاب حول المعلّم»**.[4]

← النبيّ صلى الله عليه وآله: ٧٨ ـ ٧٢. تتمّة المنتهى: ٣١، ٤١. تاريخ دمشق: ١٠٠/٣٢ ـ ١٤. تذكرة الحفّاظ: ٢٤/١. شرح نهج البلاغة: ٣١٥/١٣ـ٣٠٣.

١. رجال الكشّي: ١٤٣ـ١٤٢. مسند زرارة بن أعين رضي الله عنه: ٢٤ـ٢٣. معجم رجال الحديث: ٢٢٨/٨، ٢٤١.

٢. رجال النجاشي: ١٧٥. مسند زرارة بن أعين رضي الله عنه: ٢٦.

٣. مسند زرارة بن أعين رضي الله عنه: ٢٩. منتهى الآمال: ١٧١/٢.

٤. رجال الكشّي: ١٣٤. الكنى والألقاب: ٢٨٣/١. معجم رجال الحديث: ٢٣١/٨. تهذيب المقال: ١٤/٥. منتهى الآمال: ١٧١/٢.

قال الإمام الكاظم عليه السلام: **«إذا كان يوم القيامة نادى مناد أين حواري محمّد بن عبد الله رسول الله صلى الله عليه وآله الذين لم ينقضوا العهد ومضوا عليه فيقوم سلمان والمقداد وأبوذرّ».**[١]

وهو أيضاً من الذين أنكروا على أبي بكر ما فعل من أمر الخلافة ... ثمّ قام أبوذر فقال: يا معشر قريش قد علم خياركم أنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال: **«هذا الأمر لعليّ بعدي ولولده من بعده»** فلِمَ تتركون قوله وتخالفون أمره، أنسيتم أم تناسيتم أو ضللتم وأطعتم الدنيا الفانية، رغبة عن نعمة الآخرة، حذو من كان قبلكم، حذو النعل بالنعل والقذّة بالقذّة، فعمّا قليل ترون غبّ رأيكم وترون وبال أمركم، وما الله يريد ظلماً للعباد.[٢]

وفي أيّام عثمان كان أبو ذر يجلس في مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله ويجتمع إليه الناس فيحدّثهم بما فيه طعن عثمان، فلمّا بلغه أنّ أباذر يقع فيه ويذكر ما غيّر وبدّل من سنن رسول الله صلى الله عليه وآله سيّره إلى الشام وكان يجلس في مسجدها فيقول كما كان يقول ويجتمع إليه الناس حتّى كثر من يجتمع إليه ويسمع منه، وكان يدعو الناس إلى ولاية خليفة رسول الله صلى الله عليه وآله بالحقّ المولى أميرالمؤمنين عليه السلام ويذكر فضائله لأهل الشام بحيث مال كثير منهم إلى التشيُّع، فكتب معاوية إلى عثمان: إنّك قد أفسدت الشام على نفسك بأبي‌ذر، فكتب إليه أن احمله على رحل بغير وطاء فقدم به إلى عثمان وقد ذهب لحم فخذيه وهو رجل مسنّ ضعيف وطويل ...

---

١. الإختصاص: ٦١. بحار الأنوار: ٣٤٢/٢٢. نهج السعادة: ١٢٨/٨. الشيعة في أحاديث الفريقين: ٥١٨. الدرجات الرفيعة: ٤٣٢.

٢. رجال البرقي ١٥٠ ـ ١٤٩. وانظر: الإحتجاج: ١٠٠/١. الخصال: ٤٦٣. بحار الأنوار: ١٩٦/٢٨، ٢١١. اليقين: ٣٣٩. مواقف الشيعة: ٤٢٦/١، ٤٣٤. الأربعين للقمّيّ: ٢٤٠. الدرجات الرفيعة: ٢٣٧. نهج الإيمان: ٥٨١. مجمع النورين: ٨٦.

علينا ابن أبي‌طالب، فقالوا: قد علمنا أنّ محمّداً صادق فيما يقول ولكنّا نتولّاه ولانطيع عليّاً فيما أمرنا.

قال‌ﷺ: فنزلت هذه الآية «يَعْرِفُونَ نِعْمَةَ اللهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَها» يعرفون يعني ولاية عليّ بن أبي‌طالب‌ﷺ وأكثرهم الكافرون بالولاية.[1]

قال بعض المخالفين: ما اتّفق لأحد الجمع بين العبادتين المالية والبدنية في وقت واحد، إلاّ لعليّ بن أبي‌طالب‌ﷺ، وما كان لأحد من الفضائل مثل ما لعليّ‌ﷺ منها.

٣ . المنازل التي مرّ بها الحسين‌ﷺ من مكّة إلى كربلاء

المنزل الخامس عشر: القاع

نزل‌ﷺ يوم الخميس ٢٤ ذي الحجّة.[2] القاع منزل بطريق مكّة بعد العقبة للمتوجّه إلى مكّة.[3]

٢٥ ذي الحجّة

١ . نزول سورة الإنسان

في هذا اليوم الأغرّ نزلت سورة الإنسان، أي: الدهر، أو هل أتى في شأن عليّ وفاطمة والحسن والحسين‌ﷺ بعد ثلاثة أيّام من الصيام أعطوا فطورهم مسكيناً

---

١ . الكافي: ٤٢٧/١ . بحار الأنوار: ٦٣/٢٤، ١٩١/٣٥. تفسير البرهان: ٤٧٩/١ . تفسير نور الثقلين: ٦٤٤/١. غاية المرام: ١٥/٢.

٢ . الإمام الحسين‌ﷺ وأصحابه‌ﷺ: ١٧٨/١.

٣ . مراصد الإطّلاع: ١٠٥٨/٣.

الحول على النصارى كلّهم حتّى يهلكوا».[1]

٢. تصدّق أميرالمؤمنين عليه السلام في الصلاة[2]

في هذا اليوم تصدّق أميرالمؤمنين عليه السلام بخاتمه وهو يصلّي في مسجد رسول الله صلى الله عليه وآله ونزلت في شأنه الآية المباركة:[3] **«إِنَّما وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكاةَ وَهُمْ راكِعُونَ».**[4]

قال الإمام جعفر بن محمّد الصادق، عن أبيه، عن جدّه عليهم السلام في قوله عزّ وجلّ: **«يَعْرِفُونَ نِعْمَةَ اللهِ ثُمَّ يُنْكِرُونَها»**[5] قال عليه السلام: لمّا نزلت **«إِنَّما وَلِيُّكُمُ اللهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكاةَ وَهُمْ راكِعُونَ»** اجتمع نفر من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وآله في مسجد المدينة، فقال بعضهم لبعض: ما تقولون في هذه الآية؟ فقال بعضهم: إن كفرنا بهذه الآية نكفر بسائرها وإن آمنّا فإنّ هذا ذلٌّ حين يسلّط

---

١. أنظر: الإقبال: ٣٥٠/٢ـ ٣٠٩. بحار الأنوار: ٢٧٨/٢١، ٢٨١، ٣٤٥، و ٢٥٩/٣٥، ٢٦١. تفسير البرهان: ٢٨٨/١ـ ٢٨٧. روضة الواعظين: ١٦٤. قلائد النحور: ج ذي‌الحجة ٤٣٨ ـ ٤٢٧. تاريخ المدينة: ٥٨٢/٢. الدرّ المنثور: ٣٩/٢. جامع البيان: ٤٠٩/٣.

٢. قلائد النحور: ج ذي الحجّة/٤٢٦، إتّفق كثير من علماء العامّة على نزول قوله تعالى «إِنَّما وَلِيُّكُمُ اللهُ ...» في شأن أميرالمؤمنين عليه السلام، كالفخر الرازي، محمّد صدر عالم، ابن مردويه، الخطيب البغدادي، ابن عساكر، محمّد بن إسماعيل الأمير، ابن المغازلي، أبو الليث السمرقندي، الثعلبي، سبط بن الجوزي، شهاب الدين أحمد، ابن صباغ، أبو نعيم، ملا عليّ القوشجي، السمعاني، الواقدي، البيهقي، النسائي، الخوارزمي، الطبري، الكلبي، الحمويني.

٣. مسارّ الشيعة: ٢٣. مصباح المتهجّد: ٧٠٣. السرائر: ٤١٨/١. العدد القويّة: ٣٠٨. بحار الأنوار: ١٩٠/٣٥، و ١٩٨/٩٥. ٣٨٤/٩٧. توضيح المقاصد: ٣٢. إختيارات: ٤٠. وقائع الشهور: ٢٤٢. قلائد النحور: ج ذي‌الحجّة /٤٢٦. الأنوار العلوية: ١٢٥.

٤. المائدة: ٥٥.

٥. النحل: ٨٣.

ظَهِيرٌ». فالخطاب بقوله «تظاهرا» لعائشة وحفصة إذ هما اللتان تعاونتا على إفشاء سرّ النبيّ ﷺ وإيذائه وإيذاء أزواجه كما نقل ذلك عن عمر.[١]

٣ . المنازل التي مرّ بها الحسين عليه السلام من مكّة إلى كربلاء

المنزل السادس: ذات عرق

نزل عليه السلام به في يوم الإثنين ١٤ ذي الحجّة.[٢] وهو ميقات أهل العراق للإحرام وهو الحدّ بين تهامة ونَجد.[٣]

١٥ ذي الحجة

١ . ولادة الإمام الهادي عليه السلام

ولد الإمام عليّ الهادي عليه السلام في قرية صريا قرب المدينة المنوّرة في هذا اليوم من سنة ٢١٢ أو سنة ٢١٤ للهجرة المقدّسة.[٤] ونقل أن ولادته عليه السلام كانت في ٢٧ جمادى الآخرة،[٥] كما نقل أنها في ١ و ٢ و ٨ و ٥ و ١٣ من شهر رجب،[٦] وفي ٢٧ ذي الحجّة،

---

١ . بحار الأنوار: ٢٣٢/٢٢، ٢٤١. صحيح البخاري ٦٩/٦، و ٤٦/٧. صحيح مسلم: ١٨٩/٤. مسند أحمد: ٤٨/١. جامع البيان: ٢٠٧/٢٨. مسند ابن راهويه: ٢١/٤. كنز العمّال: ٥٣٣/٢. الطبقات الكبرى: ١٨٥/٨. تفسير القرطبي: ٢٦/١، و ١٨٩/١٨.

٢ . الإمام الحسين عليه السلام وأصحابه عليهم السلام: ١٥٨/١.

٣ . مراصد الإطّلاع: ٩٣٢/٢.

٤ . الكافي: ٤٩٧/١ . تهذيب الأحكام: ٩٢/٦. الإرشاد: ٢٩٨/٢. إعلام الورى: ١٠٩/٢. مناقب آل أبي طالب عليهم السلام: ٤٣٣/٤ . بحار الأنوار: ١١٧/٥٠ ـ ١١٦. روضة الواعظين: ٢٤٦. تاج المواليد: ٥٥. تاريخ قم: ٢٠١. توضيح المقاصد: ٣٠. فيض العلام: ١٢١.

٥ . مناقب آل أبي طالب عليهم السلام: ٤٣٣/٤ .

٦ . بحار الأنوار: ١١٤/٥٠، ١١٧ و ٧٩/٩٩. إختيارات: ٣٦. تاريخ قم: ٢٠١. مناقب آل أبي طالب عليهم السلام: ٤٣٣/٤ .

٢ . إفشاء سرّ الولاية من قبل عائشة وحفصة[1]

في هذا اليوم من السنة العاشرة في **حجّة الوداع** أسرّ النبيّ ﷺ إلى زوجه عائشة سرّاً، أخبرها أنّ عليها لعنة الله والملائكة والناس إذا أذاعت به.

فأفشته من ساعتها إلى حفصة، وأخبرت كل واحدة منهما أباها، وأخبر هو عمر، حتّى بلغ الأمر أن صمّم الأربعة على **أن يسمّوا رسول الله ﷺ**.[2] وعلى قول كان في ١٢ من هذا الشهر.[3]

وأعلم جبرئيل عليه السلام النبيّ ﷺ بما جرى، وأعلمهم النبيّ ﷺ بإفشاء السرّ وما عزموا عليه بالمؤامرة وإفشاء السرّ. وطلّق حفصة، لكنّه أرجعها بإصرار عليه، ونزلت فيهما آيات سورة التحريم.[4]

فما الذي فعلته هاتان المرأتان حتّى شبّهتا بإمرأة نوح وإمرأة لوط في سورة التحريم؟[5] حيث جاء في آخر الآية الرابعة من هذه السورة: **«وَإِنْ تَظاهَرا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ مَوْلاهُ وَجِبْرِيلُ وَصالِحُ الْمُؤْمِنِينَ** (يعني أميرالمؤمنين عليه السلام)[6] **وَالْمَلائِكَةُ بَعْدَ ذلِكَ**

---

١ . الغدير: ٣٤٢/٥. تفسير القرطبي: ١٧٢/٥. مجمع الزوائد: ١٧٨/٥، و١٢٦/٧. الدرّ المنثور: ٢٤٠/٦. المعجم الكبير: ٩٢/١٢. صحيح البخاري: ١٠٦/٣. الطبقات الكبرى: ١٨٤/٨، ١٨٧، ١٩٠. تفسير الجلالين: ٧٥١. سنن الدارقطني: ٨٨/٤ .

٢ . إرشاد القلوب: ٣٣٠/٢. بحار الأنوار: ٩٧/٢٨. الدرجات الرفيعة: ٢٩٧. الأنوار العلوية: ٧٣. الصراط المستقيم: ١٦٧/٣.

٣ . وقائع الشهور: ٢٢٩.

٤ . الآيتان ٣ و ٤: وَإِذْ أَسَرَّ النَّبِيُّ إِلى بَعْضِ أَزْواجِهِ حَدِيثاً فَلَمّا نَبَّأَتْ بِهِ وَأَظْهَرَهُ اللهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهُ وَأَعْرَضَ عَنْ بَعْضٍ فَلَمّا نَبَّأَها بِهِ قالَتْ مَنْ أَنْبَأَكَ هذا قالَ نَبَّأَنِيَ الْعَلِيمُ الْخَبِيرُ. إِنْ تَتُوبا إِلَى اللهِ فَقَدْ صَغَتْ قُلُوبُكُما وَإِنْ تَظاهَرا عَلَيْهِ فَإِنَّ اللهَ هُوَ مَوْلاهُ وَجِبْرِيلُ وَصالِحُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمَلائِكَةُ بَعْدَ ذلِكَ ظَهِيرٌ.

٥ . بحار الأنوار: ٢٣٢/٢٢ـ٢٢٨، و ٩٧/٢٨. رياحين الشريعة: ٣٨٣/٢ـ٣٨٢. عن تفاسير المخالفين.

٦ . بحار الأنوار: ٢٣٢/٢٢، ٢٤٠، ٥٠٠، و٢٧/٣٦. الغدير: ٣٩٤/١. غاية المرام: ٨٣/٤ . شرح إحقاق الحق: ج ٣؛ ١٤؛ ٢٠ و ٣٠.

في بيته اللّهوات والدنسات وممّن في بيته التطهير والآيات؟ هيهات. وأنتم وقعتم في الغلطة التي قد وقعت فيها قريش لأنّهم أرادوا قتل رسول الله ﷺ وأنتم تريدون قتل ابن بنت نبيّكم، ولا يمكن لهم مادام أميرالمؤمنين عليه السلام حيّاً وكيف يمكن لكم قتل أبي عبد الله الحسين عليه السلام ما دمتُ حيّاً سليلاً؟ تعالوا أخبركم بسبيله، بادروا قتلي واضربوا عنقي ليحصل مرادكم لا بلغ الله مداركم وبدّد أعماركم وأولادكم ولعن الله عليكم وعلى أجدادكم.[1]

٣. أخذ الإمام الكاظم عليه السلام إلى سجن البصرة

على رواية في هذا اليوم أخذ الإمام الكاظم عليه السلام مغلولاً إلى سجن البصرة، وبقي فيه عاماً عند عيسى بن جعفر بن أبي جعفر المنصور ثمّ حملوه إلى بغداد.

وكان عيسى قد حبسه في غرفة قريبة من بيته وأقفل عليه وشغله عنه العيد، قال الفيض بن صالح وكان نصرانياً ثمّ أظهر الإسلام وكان كاتباً لعيسى بن جعفر: **«لقد سمع هذا الرجل الصالح ـ يعني الإمام الكاظم عليه السلام ـ في أيّام حبسه في هذه الدار من ضروب الفواحش والمناكير ما أعلم ولا أشكّ أنّه لم يخطر بباله».**

وقد حبس مولانا الكاظم عليه السلام في البصرة سنة كاملة **وبعدها حملوه إلى بغداد وحبس هناك في سجن الفضل بن الربيع.**[2]

---

١. خطيب كعبة لعلي أصغر يونسيان، نقلاً عن مناقب السادة الكرام لعين العارفين الهندي.

٢. عيون أخبار الرضا عليه السلام: ٨٢/٢. الغيبة للطوسي: ٢٩. الإمام موسى بن جعفر عليه السلام في بحار الأنوار: ٢٠٧، ٢١٩.

أوصى أبو جعفر عليه السلام بثمانمائة درهم لمأتمه وكان ذلك من السنّة لأنّ رسول الله صلى الله عليه وآله قال: إتّخذوا لآل جعفر عليه السلام طعاماً فقد شغلوا.[1] قال الصادق عليه السلام: قال لي أبي عليه السلام: «**يا جعفر أوقف لي من مالي كذا وكذا لِنوادب تندبني عشر سنين بمنى أيّام مِنى**».[2]

وكان سيّدنا ومولانا الإمام الباقر عليه السلام قد حضر كربلاء وليلة الحادي عشر وفي شوارع وسوق الكوفة وبجنب الرؤوس المطهّرة، الأسر في الشام ومجلس يزيد وكان يبكي كلّما تذكّر شهادة الحسين بن عليّ عليه السلام وأسر عمّاته وأهل بيته عليهم السلام.

٢. الخطبة العبّاسيّة عليه السلام

في هذا اليوم سنة ٦٠ هـ قبل خروج مولانا الإمام الحسين عليه السلام من مكّة إلى كربلاء بيوم، صعد قمر بني هاشم عليه السلام فوق البيت وقال عليه السلام: «ألحمد لله الذي شرّف هذا بقدوم أبيه، مَن كان بالأمس بيتاً أصبح قبلة. أيّها الكفرة الفجرة! أتصدّون طريق البيت لإمام البررة، من هو أحقّ به من سائر البريّة؟ من هو أدنى به؟ ولولا حكم الله الجليّة وأسراره العليّة واختباره البريّة لطار البيت إليه قبل أن يمشي لديه. قد استلم الناس الحجر والحجر يستلم يديه ولو لم تكن مشيّةُ مولاي مجبولة من مشيّة الرحمن، لوقعتُ عليكم كالسقر الغضبان على عصافير الطيران، أتخوّفون قوماً يلعب بالموت في الطفوليّة فكيف كان في الرجوليّة، ولفديت بالحامّات لسيّد البريّات دون الحيوانات.

هيهات فانظروا ثمّ انظروا ممّن شارب الخمر وممّن صاحب الحوض والكوثر؟ وممّن في بيته الغواني السكران وممّن في بيته الوحي والقرآن؟ وممّن

---

١. الكافي: ٢١٧/٣. من لا يحضره الفقيه: ١٨٢/١. وسائل الشيعة: ٢٣٨/٣. بحار الأنوار: ٢١٥/٤٦، و ٧٢/٧٩.
٢. الكافي: ١١٧/٥. بحار الأنوار: ٢٢٠/٤٦. الغدير: ٢١/٢.

وأبوجهل بن هشام والأوّل والثاني، ويزيد قاتل ولدي ورجل من ولد العبّاس يلقّب بالدوانيقيّ اسمه المنصور.[١]

٧ ذي الحجة

١. شهادة الإمام الباقر عليه السلام

في مثل هذا اليوم الإثنين من سنة ١١٤ هـ استشهد الإمام محمّد الباقر عليه السلام بسمّ دسّه هشام بن عبد الملك.[٢]

عن أبي عبد الله عليه السلام قال: كنت عند أبي في اليوم الذي قبض فيه فأوصاني بأشياء في غسله وفي كفنه وفي دخوله قبره، فقلت: يا أباه والله ما رأيتك منذ اشتكيت أحسن منك اليوم، ما رأيت عليك أثر الموت، فقال: يا بنيّ أما سمعت عليّ بن الحسين عليه السلام ينادي من وراء الجدار: **«يا محمّد تعال، عجِّل»**؟[٣]

وبقي عليه السلام بضعة أيّام وعلى رواية ثلاثة أيّام يعاني من أثر السمّ إلى أن استشهد، وفي اليوم الثاني دفن البدن المطهّر الذي كان بحراً من العلوم الإلهية بجنب الإمام المجتبى والإمام السجّاد عليهما السلام في البقيع.[٤]

---

١. بحار الأنوار: ٤١٩/٣٠، و ٣٠٩/٤٧.

٢. توضيح المقاصد: ٢٩. الدروس: ١٢/٢. بحار الأنوار: ٢١٧/٤٦، و ٢١٠/٩٧. فيض العلام: ١١٠. تثبيت الإمامة: ٧٠.

٣. الكافي: ٢٦٠/١. بصائر الدرجات: ٥٠٢. بحار الأنوار: ٢١٣/٤٦. مدينة المعاجز: ٤٣٧/٤.

٤. فيض العلام: ١١١ ـ ١١٠. الأنوار البهية: ٦٩.

والزواج بعد رجوعه من بدر وذلك لأيّام خلت من شوّال أو في يوم الثلاثاء لستّ خلون من ذي الحجّة،[١] أو في ١٩ ذي الحجّة،[٢] أو ٢١ محرّم سنة ٣ هـ،[٣] أو في ليلتان بقين من صفر بعد البدر بأربعة أشهر.[٤]

٢ . موت المنصور العبّاسي

في هذا اليوم من سنة ١٥٨ هـ مات المنصور الدوانيقي القاسي البخيل في سفره إلى الحجّ، ودفن في الحجون، وعمره ٦٣ سنة.[٥] وهو شبيه هشام بن عبدالملك الأموي في كلّ شيء، كان يقلّده تقليداً تامّاً. وهو خلاف أخيه السفّاح، كان يفيض عداوة وظلماً لأهل البيت، فقتل منهم كثيراً بغير ذنب. وأكبر جناياته سمّه الإمام جعفر الصادق، وقتله عبد الله المحض والحسن المثلّث وكثير من بني الحسن.

ولمّا بنى مدينة بغداد في يوم ٦ ربيع الثاني سنة ١٤٦ هـ أمر بوضع السادات من سلالة فاطمة في أعمدتها وجدرانها بأن تبنى عليهم وهم أحياء.[٦]

قد روي عن رسول الله أنّه قال: لجهنّم سبعة أبواب وهي الأركان لسبعة فراعنة: نمرود بن كنعان فرعون الخليل، مصعب بن الوليد فرعون موسى،

← فيض العلام: ١٠٦.

١ . أمالي الطوسي: ٤٣. بحار الأنوار: ٩٧/٤٣. وسائل الشيعة: ٢٤٠/٢٠. فيض العلام: ١٠٩.

٢ . تقويم المحسنين: ١٤. وقائع الشهور: ٢٣٩.

٣ . مسارّ الشيعة: ٢٦. بحار الأنوار: ١٩٧/٩٥.

٤ . نظم درر السمطين: ١٨٩. مقتل الحسين للخوارزمي: ١٢٨/١.

٥ . مستدرك سفينة البحار: ٢٢٠/٥. تتمّة المنتهى: ١٦٠. فيض العلام: ١٠٩. تاريخ دمشق: ٣٤٧/٣٢. تاريخ الطبري: ٣٤٧/٦.

٦ . وقائع الشهور: ٨٤.

حياة الإمام الحسين عليه السلام

عاش الإمام الحسين عليه السلام مع جدّه المكرّم الرسول المصطفى صلى الله عليه وآله **أشهراً وستّ سنوات**، ومع والده المكرّم مولى المتّقين أميرالمؤمنين عليّ بن أبي طالب عليه السلام **ثلاثين سنة** واشترك في معارك الجمل وصفّين والنهروان.

وفي أيّام الحكومة الغاصبة لعمر دخل الحسين عليه السلام **وهو في العاشرة من عمره** إلى المسجد فشاهده يتكلّم من على منبر رسول الله صلى الله عليه وآله فصعد المنبر وصاح: «**إنزل أيّها الكذّاب عن منبر أبي رسول الله صلى الله عليه وآله لا منبر أبيك**».[1]

وبعد شهادة مولانا أميرالمؤمنين عليه السلام شارك أخاه الإمام المجتبى عليه السلام آلامه وشاهد كيف انّ معاوية وغيره من المنافقين كان ينالون من أميرالمؤمنين عليه السلام وأخيه الإمام الحسن عليه السلام.

وبعد أن استشهد الإمام المجتبى عليه السلام مظلوماً انتقلت الإمامة إلى شخصه الكريم وبعد ما قاسى من المصائب والأذى استشهد في يوم عاشوراء.

وفي هذا اليوم صدر التوقيع الشريف من جانب المولى صاحب الزمان إلى **القاسم بن علاء الهمداني** رحمه الله حول ولادة الإمام الحسين عليه السلام.[2]

---

١. كلمات الإمام الحسين عليه السلام: ١٢٠ ـ ١١٦. بحار الأنوار: ٢٣٢/٢٨، و ٤٧/٣٠، ٥١. الغدير: ١٢٦/٧. إحقاق الحق: ٤٢٥/١١. الإصابة: ٦٩/٢. كنز العمّال: ٦٥٤/١٣. معرفة الثقات: ٣٠٢/١. تاريخ دمشق: ١٧٥/١٤، ١٧٦. ينابيع المودّة: ٤٢/٢، ٤٦٦.

٢. مصباح المتهجّد: ٧٥٨. مستدرك الوسائل: ٥٣٨/٧. بحار الأنوار: ٢٠١/٤٤، و ٧٩/٩٤.

وفي يوم ۸ شوّال ۱۳٤۳ ق ـ وبعد محاولات عدّة ـ هجموا على المدينة المنوّرة وهدموا أوّلاً قبّة وُضعت لشهداء أحد كانت واقعة في خارج المدينة.

ولمّا دخلوها فكروا أنّهم لو أرادوا هدم الأماكن المقدّسة في البقيع عليهم تهيئة الأرضية المناسبة لذلك من خلال إقناع الرأي العام في الحجاز الذي كان في ذلك الوقت يخالفهم تماماً والحصول على فتوى العلماء في ذلك، فأرسلوا قاضي قضاة نجد سليمان بن جليهد إلى المدينة ليحصل لهم على تلك الفتاوي التي تتناسب والعمل الذي ينوون القيام به.

وبالفعل ذهب إليهم وطرح عليهم الأسئلة ووضع لهم الإجابة وطلب الإمضاء عليها وإن لم يفعلوا حكم عليهم بالردّة والكفر والشرك وبذلك يستحقّون الموت.

وبعد صدور الفتاوي من قبل خمسة عشر من وعّاظ السلاطين أو ما يسمّون أنفسهم بالعلماء،[1] وزعت بين الناس في الحجاز وفي نفس العام وبعد أن أصبح لهم غطاء شرعيّ لأفعالهم المشينة قاموا بتخريب وهدم قبور الأئمّة الأربعة الأطهارﷺ ومحو كلّ الآثار والمعالم المتعلّقة بأهل البيتﷺ وسلبوا كلّ الأشياء الثمينة لها ولم يسلم منها إلاّ قبر النبيّ الأكرمﷺ، بعد أن سرقوا كلّ الأموال والمجوهرات في الخزانة. وعدم التعرّض إلى القبر الشريف ليس من باب العظمة والإحترام لأنّ محمد بن عبد الوهاب قد تجاسر على شخصيّة رسول اللهﷺ وقال عنهﷺ: «إنّ العصا التي في يدي هي أفضل وأنفع من رسول اللهﷺ الذي ذهب عن الدنيا ومات». وإنّما لم يتعرضوا لهدم القبة الشريفة لأجل وجود قبر أبيبكر وعمر في ذلك المكان؛ فإذا هدموا قبر الرسولﷺ فسوف يحصل اعتداء عليهما وهو مرفوض لديهم.[2] ألا لعنة الله على القوم الظالمين.

---

١. نشرت صحيفة «أمّ القرى» تلك الأسئلة والأجوبة وذلك في تاريخ ۱۷ شهر شوّال سنة ۱۳٤۳ هـ.

٢. الإقتباس من: منتخب التواريخ؛ مرآة الوهّابيّة؛ كشف الإرتياب؛ الدليل على الحرمين الشريفين؛ هذه هي

من لا يحضره الفقيه

الجزء: ١

الشيخ الصدوق

لولا أن الناس يقولون: إن بني هاشم لا يصلون على الصغار من أولادهم، ما صليت عليه " (١).

٤٨٨ - " وسئل (٢) متى تجب الصلاة عليه؟ قال: إذا عقل الصلاة وكان ابن ست سنين ".

٤٨٩ - وروى زرارة ومحمد بن مسلم عن أبي جعفر عليه السلام أنه قال: " الصلاة على المستضعف والذي لا يعرف مذهبه: يصلى على النبي صلى الله عليه وآله ويدعو للمؤمنين والمؤمنات ويقال: " اللهم اغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم ".
ويقال في الصلاة على من لم يعرف مذهبه: " اللهم إن هذه النفس أنت أحييتها وأنت أمتها، اللهم ولها ما تولت. واحشرها مع من أحبت ".

٤٩٠ - وروى صفوان بن مهران الجمال عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال: " مات رجل من المنافقين فخرج الحسين بن علي عليهما السلام يمشي فلقي مولى له فقال له: إلى أين تذهب؟ فقال: أفر من جنازة هذا المنافق أن أصلي عليه، فقال له الحسين عليه السلام: قم إلى جنبي فما سمعتني أقول فقل مثله، قال: فرفع يديه فقال: " اللهم أخز عبدك في عبادك وبلادك، اللهم أصله أشد نارك، اللهم أذقه حر عذابك فإنه كان يوالي أعداءك ويعادي أولياءك ويبغض أهل بيت نبيك ".

٤٩١ - وروى عبيد الله بن علي الحلبي عن أبي عبد الله عليه السلام أنه قال: " إذا صليت على عدو الله عز وجل فقل: " اللهم إنا لا نعلم منه إلا أنه عدو لك ولرسولك، اللهم فاحش قبره نارا، واحش جوفه نارا، وعجله إلى النار، فإنه كان يوالي أعداءك ويعادي أولياءك ويبغض أهل بيت نبيك، اللهم ضيق عليه قبره ". فإذا رفع فقل: " اللهم لا ترفعه ولا تزكه " وإن كان مستضعفا فقل: " اللهم اغفر للذين تابوا واتبعوا سبيلك وقهم عذاب الجحيم ". فإذا كنت لا تدري ما حاله فقل: " اللهم إن كان يحب الخير وأهله فاغفر له وارحمه وتجاوز عنه ".

---

(١) ظاهره عدم استحباب الصلاة على الصغار.
(٢) ظاهره أن المسؤول كان أبا جعفر (ع) ومروي في الكافي عن الصادق عليه السلام.

اُردو

من لا يحضره الفقيه

تالیف

الشیخ الصدوق ابی جعفر محمد بن علی
ابن الحسین بن موسیٰ بن بابو القمی
المتوفی ۳۸۱ھ

پیشکش

سید اشفاق حسین نقوی

ناشر

الکساء پبلیشرز

آر- ۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

نام کتاب	من لا یحضرۃ الفقیہ (اردو)
مولف	شیخ الصدوق علیہ الرحمہ
مترجم	سید حسن امداد ممتاز الافاضل (غازی پوری)
تزئین	سید فیضیاب علی رضوی
کمپوزنگ	شگفتہ کمپوزنگ اینڈ گرافکس سینٹر
اشاعت اول	نومبر ۱۹۹۴ء
اشاعت دوئم	جولائی ۱۹۹۶ء
قیمت	۴۰۰ روپے

آر-۱۵۹ سیکٹر ۵ بی ۲ نارتھ کراچی

پر درود بھیجا جائیگا اور مومنین و مومنات کیلئے دعا کی جائیگی اسکے بعد کہا جائیگا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (اے اللہ بخش دے ان لوگوں کو جنہوں نے توبہ کرلی اور تیرے راستے پر چلے اور بچا ان کو جہنم کے عذاب سے) اور وہ شخص جو اپنے مذہب ہی کو نہیں جانتا اسکی نماز میں کہا جائے گا اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذِہِ النَّفْسَ اَنْتَ اَحْیَیْتَھَا وَ اَنْتَ اَمَتَّھَا اَللّٰھُمَّ وَلِّھَا مَاتَوَلَّتْ وَ احْشُرْھَا مَعَ مَنْ اَحَبَّتْ (اے اللہ اس شخص کو تو ہی نے حیات دی اور تو ہی نے موت۔ پروردگار تو ان کے ساتھ اسکو کردے جن سے یہ الفت رکھتا ہے اور اسکا حشر کر اس کے ساتھ جس سے اس کو محبت تھی)

(۴۹۰) صفوان بن مہران جمّال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرد منافق مرگیا تو حضرت حسین ابن علی علیہ السلام اس کیلئے پاپیادہ نکلے راستہ میں آپ کا ایک غلام مل گا آپ نے پوچھا تم کہاں جارہے ہو؟ اس نے کہا میں اس منافق پر نماز پڑھنے سے بھاگ رہا ہوں۔ آپ نے فرمایا تم میرے پہلو میں کھڑے ہوجانا اور جو تم مجھے کہتے ہوئے سنو وہی تم بھی کہنا راوی کا بیان ہے کہ آپ نے پھر اپنے ہاتھ بلند کئے اور کہا۔ اَللّٰھُمَّ اَخْزِ عَبْدَکَ فِیْ عِبَادِکَ وَ بِلَادِکَ اَللّٰھُمَّ اَصْلِہٖ اَشَدَّ نَارِکَ اَللّٰھُمَّ اَذِقْہُ حَرَّ عَذَابِکَ فَاِنَّہٗ کَانَ یُوَالِیْ اَعْدَاءَکَ وَ یُعَادِیْ اَوْلِیَاءَکَ وَ یُبْغِضُ اَھْلَ بَیْتِ نَبِیِّکَ۔ (اے اللہ اس تیرے بندے نے خرابی ڈالی تیرے بندوں میں اور تیرے شہروں میں اے اللہ تو اپنی شدید آگ میں اسکو تپادے۔ اے اللہ تو اس کو اپنے عذاب کی گرمی کا مزا چکھا اسلئے کہ یہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا اور تیرے دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا اور تیرے نبی کے اہل بیت سے بغض رکھتا تھا۔

(۴۹۱) عبید اللہ بن علی حلبی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جب تم کسی دشمن خدا پر نماز پڑھو تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اِنَّا لَا نَعْلَمُ مِنْہُ اِلَّا اَنَّہٗ عَدُوٌّ لَکَ وَ لِرَسُوْلِکَ اَللّٰھُمَّ فَاحْشُ قَبْرَہٗ نَارًا وَ احْشُ جَوْفَہٗ نَارًا وَ عَجِّلْہُ اِلَی النَّارِ فَاِنَّہٗ کَانَ یُوَالِیْ اَعْدَاءَکَ وَ یُعَادِیْ اَوْلِیَاءَکَ وَ یُبْغِضُ اَھْلَ بَیْتِ نَبِیِّکَ اَللّٰھُمَّ ضَیِّقْ عَلَیْہِ قَبْرَہٗ۔ (اے اللہ ہم نہیں جانتے سوائے اس کے کہ یہ ترا اور تیرے رسول کا دشمن تھا اے اللہ تو اسکی قبر کو آگ سے بھردے اور اسکے پیٹ میں آگ بھردے اور اسے جہنم کی طرف بھیجنے میں جلدی کر اسلئے کہ یہ تیرے دشمنوں سے دوستی رکھتا تھا اور تیرے دوستوں سے دشمنی رکھتا تھا اور تیرے نبی کے اہلبیت سے بغض رکھتا تھا۔ اے اللہ تو اسکی قبر کو تنگ کر) اور جب میت اٹھائی جائے تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ لَا تَرْفَعْہُ وَ لَا تُزَکِّہٖ (اے اللہ تو اسکو بلند نہ کر اور پاک نہ کر) اور اگر وہ مستضعف ہے (دشمنوں میں گھرا ہوا بے بس ہے) تو یہ کہو اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَ اتَّبَعُوْا سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ (اے اللہ تو مغفرت کر ان لوگوں کی جنہوں نے توبہ کرلی اور تیرے راستے پر چلے اور انہیں جہنم کے عذاب سے بچا) اور اگر تم نہیں جانتے کہ اسکا کیا حال ہے (دشمن ہے یا دوست) تو کہو اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ یُحِبُّ الْخَیْرَ وَ اَھْلَہٗ فَاغْفِرْ لَہٗ وَ ارْحَمْہُ وَ تَجَاوَزْ عَنْہُ

الأنوار النعمانية

لمؤلفه

العالم العامل والكامل الباذل صدر الحكماء ورئيس العلماء

السيد نعمة الله الجزائري

طاب ثراه وجعل الجنة مثواه

المتوفى ١١١٢ هـ

الجزء الأول

دار القارئ

دار الكوفة

تخدمه فجعلها علي عليه السلام في منزل فاطمة عليها السلام فدخلت عليها السلام يوماً فنظرت الى رأس علي عليه السلام في حجر الجارية فقالت يا ابا الحسن فعلتها فقال لا والله يا بنت محمد صلى الله عليه وآله ما فعلت شيئاً، فما الذي تريدين قالت تأذن لي في المسير الى منزل ابي رسول الله صلى الله عليه وآله فقال لها ذنت لك فتجلببت بجلبابها وتبرقعت ببرقعها وارادت النبي صلى الله عليه وآله، فهبط جبرئيل عليه السلام فقال يا محمد ان الله يقرئك السلام ويقول ان هذه فاطمة تشكو علياً فلا تقبل منها في علي شيئاً، فدخلت فاطمة فقال رسول الله صلى الله عليه وآله جئتني تشكو علياً قالت أي والله رب الكعبة، فقال لها ارجعي اليه فقولي له رغم انفي لرضاك ثلاثاً فرجعت فاطمة عليها السلام الى علي عليه السلام فقالت يا ابا الحسن رغم انفي لرضاك فقال علي عليه السلام شكوتني الى خليلي وحبيبي رسول الله واسئتاه من رسول الله صلى الله عليه وآله اشهد الله يا فاطمة ان الجارية حرة لوجه الله تعالى وان الاربعمائة درهم التي فضلت من عطائي صدقة على فقراء اهل المدينة ثم تلبس وتنعل واراد النبي صلى الله عليه وآله .

فهبط جبرئيل عليه السلام فقال يا محمد ان الله يقرئك السلام ويقول لك قل لعلي ان الله يقرئك السلام ويقول لك قد اعطيتك الجنة يعتقك الجارية في رضا فاطمة والنار بالاربعمائة دراهم التي تصدقت بها، فادخل الجنة من شئت برحمتي واخرج من النار من شئت بعفوي فعندها قال علي عليه السلام انا قسيم الله بين الجنة والنار، وترتب مثل هذه الفائدة الجليلة على مثل هذا حسن جداً، وبالجملة فان اندفعنا الى ذكر بعض اوصاف الزهراء عليها السلام لطال الكتاب ولكنّا من اهل طلب المحال.

واول عداوة خربت الدنيا وبنى عليها جميع الكفر والنفاق الى يوم القيامة هي عداوة عائشة لمولاتها الزهراء عليها السلام على ما روى عن الطاهرين عليهم السلام وذلك لما روى ان النبي صلى الله عليه وآله كان يحب فاطمة حباً مفرطاً، وكان اذا اشتاق الى الجنة وثمارها اتى الى فاطمة عليها السلام وقبّلها، وما كان ينام ليلة الا بعد ان يأتي اليها ويشمها ويقبلها، وذلك انه صلى الله عليه وآله لما عرج الى السماء ودخل الجنة ناوله جبرئيل عليه السلام تفاحة من تفاحها فأكلها ولما نزل الى الارض واقع خديجة فكانت النطفة من تلك التفاحة، ومن ثم كان حمرة وجهها منها، وقد انتقلت الى الائمة عليهم السلام فكانت في وجوههم فغارت عايشة وبغضت مولاتها فاطمة لهذا وسرت هذه العداوة من عايشة الى ابي بكر فعادا مولاه امير المؤمنين عليه السلام وعمر كان من احباب ابي بكر لجامع النفاق فشركه في العداوة فاستمرت الى يوم القيامة.

واما قوله واما عثمان فهو وان شاركه في كونه ختناً أقول الاختان اللتان اخذهما عثمان هما رقية تزوجها عتبة بن ابي لهب فطلقها قبل ان يدخل بها ولحقها منه اذى فقال النبي صلى الله عليه وآله اللهم سلط على عتبة كلباً من كلابك فتناوله الاسد من بين اصحابه وتزوجها بعده بالمدينة عثمان

بن عفان فولدت له عبد الله ومات صغيراً نقره ديك على عينيه فمرض ومات، وتوفيت بالمدينة زمن بدر فتخلف عثمان على دفنها ومنعه ذلك ان يشهد بدراً، وقد كان عثمان هاجر الى الحبشة ومعه رقية، والاخرى ام كلثوم تزوجها ايضاً عثمان بعد اختها رقية وتوفيت عنده.

وقد اختلف العلماء لاختلاف الروايات في انهما هل هما من بنات النبي ﷺ من خديجة او انهما ربيبتاه من احد زوجيها الاولين فانه اولاً قد تزوجها عتيق بن عائذ المخزومي فولدت له جارية، ثم تزوجها ابو هالة الاسدي فولدت له هنداً بنت هالة، ثم تزوجها رسول الله ﷺ وهذا الاختلاف لا أثر له لأن عثمان في زمن النبي ﷺ قد كان ممن أظهر الاسلام وأبطن النفاق وهو ﷺ قد كان مكلفاً بظواهر الاوامر كحالنا نحن ايضاً وكان يميل الى مواصلة المنافقين رجاء الايمان الباطني منهم، مع أنه ﷺ لو اراد الايمان الواقعي لكان أقل قليل، فأن اغلب الصحابة كانوا على النفاق لكن كانت نار نفاقهم كامنة في زمنه، فلما انتقل الى جوار ربه برزت نار نفاقهم لوصيه ورجعوا القهقرى، ولذا قال عليه السلام إرتد الناس كلهم بعد النبي ﷺ الا اربعة سلمان وابو ذر والمقداد وعمار وهذا مما لا اشكال فيه.

وانما الاشكال في تزويج علي عليه السلام ام كلثوم لعمر بن الخطاب وقت تخلفه لانه قد ظهرت منه المناكير وارتد عن الدين ارتداداً اعظم من كل من ارتد، حتى انه قد وردت في روايات الخاصة ان الشيطان يغلّ بسبعين غلاً من حديد جهنم ويساق الى المحشر فينظر ويرى رجلاً امامه تقوده ملائكة العذاب وفي عنقه مائة وعشرون غلاًمن اغلال جهنم فيدنو الشيطان اليه ويقول ما فعل الشقي حتى زاد عليّ في العذاب وانا اغويت الخلق واوردتهم موارد الهلاك، فيقول عمر للشيطان ما فعلت شيئاً سوى اني غصبت خلافة علي بن ابي طالب، والظاهر انه قد استقل سبب شقاوته ومزيد عذابه، ولم يعلم ان كل ما وقع في الدنيا الى يوم القيامة من الكفر والنفاق واستيلاء اهل الجور والظلم انما هو من فعلته هذه، وسيأتي لهذا مزيد تحقيق ان شاء الله تعالى.

فاذا ارتد على هذا النحو من الارتداد فكيف ساغ في الشريعة مناكحته وقد حرم الله تعالى نكاح اهل الكفر والارتداد واتفق عليه علماء الخاصة.

فنقول قد تفصّى الاصحاب عن هذا بوجهين عامي وخاصي.

اما الاول فقد استفاض في اخبارهم عن الصادق عليه السلام لما سئل عن هذه المناكحة فقال انه اول فرج غصبناه، وتفصيل هذا ان الخلافة قد كانت اعزّ على امير المؤمنين عليه السلام من الاولاد والبنات والازواج ووالاموال، وذلك لان بها انتظام الدين واتمام السنة ورفع الجور واحياء الحق وموت الباطل، وجميع فوائد الدنيا والاخرة، فاذا لم يقدر على الدفع عن مثل هذا الامر الجليل الذي ما تمكن من الدفع عنه زمان معاوية وقد بذل عليه الارواح وسفك فيه المهج، حتى أنه قتل

لاجله ستين الفاً في معركة صفين وقتل من عسكره عشرون الفاً، وواقعة الطفوف اشهر من أن تذكر، فاذا قبلنا منه العذر في ترك هذا الامر الجليل وقد كان معذوراً كما سيأتي الكلام فيه عند ذكر اسباب تقاعده عليه السلام عن الحرب في زمان الثلاثة ان شاء الله تعالى. والتقية باب فتحه الله سبحانه للعباد وامرهم بارتكابه والزمهم به، كما اوجب عليهم الصلوة والصيام حتى انه ورد عن الائمة الطاهرين عليهم السلام لا دين لمن لا تقية له، فقبل عذره عليه السلام في مثل هذا الامر الجزئي، وذلك انه قد روى الكليني (ره) عن ابن ابي عمير عن هشام بن سالم عن ابي عبد الله عليه السلام قال لما خطب اليه قال له امير المؤمنين عليه السلام انها صبية، قال فلقى العباس فقال له ما لي أبي بأس، قال وما ذاك قال خطبت الى ابن اخيك فردني اما والله لاعودنَ زمزم ولا ادع لكم مكرمة الا هدمتها ولا قيمن عليه شاهدين بأنه سرق ولاقطعنّ يمينه، فأتاه العباس واخبره وسأله ان يجعل الامر اليه فجعل اليه.

واما الشبهة الواردة على هذا وهي انه يلزم ان يكون عمر زانياً في ذلك النكاح وهو مما لا يقبله العقل بالنظر الى ام كلثوم فالجواب عنها من وجهين.

احدهما ان ام كلثوم لا حرج عليها في مثله لا ظاهراً، ولا واقعاً وهو ظاهر، واما هو فليس بزان في ظاهر الشريعة لانه دخول ترتب على عقد باذن الولي الشرعي، واما في الواقع وفي نفس الامر فعليه عذاب الزاني، بل عذاب كل أهل المساوي والقبائح. الثاني ان الحال لما آل الى ما ذكرنا من التقية فيجوز ان يكون قد رضى عليه السلام بتلك المناكحة رفعاً لدخوله في سلك غير الوطي المباح.

واما الثاني وهو الوجه الخاصي فقد رواه السيد العالم بهاء الدين علي بن عبد الحميد الحسيني النجفي في المجلد الاول من كتابه المسمى بالانوار المضيئة قال مما جاز لي روايته عن الشيخ السعيد محمد بن محمد بن النعمان المفيد (ره) رفعه الى عمر بن اذينة قال قلت لابي عبد الله عليه السلام ان الناس يحتجون علينا ان امير المؤمنين عليه السلام زوّج فلانا ابنته ام كلثوم وكان عليه السلام متكياً فجلس وقال اتقبلون ان علياً عليه السلام انكح فلاناً ابنته، ان قوماً يزعمون ذلك ما يهتدون الى سواء السبيل ولا الرشاد، ثم صفق بيده وقال سبحان الله ما الله ما كان امير المؤمنين عليه السلام يقدر ان يحول بينه وبينها كذبوا لم يكن ما قالوا ان فلانا خطب الى علي عليه السلام بنته ام كلثوم فأبى فقال للعباس والله لئن لم يزوجني لانزعن منك السقاية وزمزم، فأتى العباس علياً عليه السلام فكلمه، فأبى عليه فألح عليه العباس، فلما رأى امير المؤمنين عليه السلام مشقة كلام الرجل على العباس وانه سيفعل معه ما قال، ارسل الى جنية من اهل نجران يهودية يقال لها سحيفة بن حريرية، فأمرها فتمثلت في مثال ام كلثوم وحجبت الابصار عن ام كلثوم بها، وبعث بها الى الرجل فلم تزل عنده حتى انه استراب بها يوماً

وقال ما في الارض اهل بيت أسحر من بني هاشم، ثم اراد ان يظهر للناس فقتل فأخذت الميراث وانصرفت الى نجران واظهر امير المؤمنين عليه السلام أم كلثوم اقول وعلى هذا فحديث اول فرج عصبناه محمول على التقية والاتقاء من عوام الشيعة كما لا يخفى.

ظلمة حالكة في ما بقي من فضائل الشيخين اعلم ان من أقوى الدلائل والمناقب التي ذكروها لابي بكر هي حكاية الغار، لانها المصرح بها في محكم القرآن حيث قال ثاني اثنين إذ هما في الغار. الاية.

ويعجبني نقل كلام وقع اليَ من جانب شيخنا المفيد نور الله ضريحه، قال رأيت فيما يرى النائم كأني اجتزت في بعض الطرق فاذا انا بحلقة كبيرة دائرة وفيها رجل يعظ، فقلت من هذا فقيل عمر بن الخطاب فاستفرجت الناس فافرجوا اليّ فدخلت اليه فقت أتأذن لي في مسألة فقال سل، فقلت أخبرني عن فضل صاحبك عتيق بن ابي قحافة من قول الله ثاني اثنين اذ هما في الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته عليه، فاني أرى من ينتحل مودتكما يذكر ان له فضلاً كثيراً، فقال الدلالة على فضل صاحبي عتيق ابن ابي قحافة من هذه الاية من ستة اماكن.

الاول: ان الله عز وجل ذكر النبي صلى الله عليه وآله وذكر ابا بكر فجعله ثانيه فقال ثاني اثنين، الثاني وصفهما بالاجتماع في مكان واحد لتأليفه بينهما فقال اذ هما في الغار، الثالث انه قد اضافه اليه بذكر الصحبة ليجمع بينهما في الرتبة، اذ يقول لصاحبه الرابع انه اخبر عن شفقته عليه ورفقته به لمكانه عنده، فقال اذ يقول لصاحبه لا تحزن الخامس انه اخبر عن كون الله معهما على حد سواء ناصراً لهما ودافعاً عنهما، فقال ان الله معنا، السادس انه اخبر عن نزول السكينة على ابي بكر لان الرسول صلى الله عليه وآله لم تفارقه السكينة قطّ فقال فأنزل الله سكينته عليه فهذه اماكن لا يمكنك ولا غيرك الطعن فيها على وجه من الوجوه ولا سبب من الاسباب، فقلت له حررت كلامك هنا واستقصيت البيان فيه واتيت بما لا يقدر احد ان يزيد عليه غير اني بعون الله سأجعله كرماد اشتدت به الريح في يوم عاصف.

اما قولك ان الله تعالى ذكر النبي وذكر ابا بكر فجعله ثانيه فهو عند التحقيق إخبار عن العدد فقط، ولعمري لقد كانا اثنين فما في ذلك من الفضل، ونحن نعلم ضرورة ان مؤمناً ومؤمناً اثنان ومؤمناً وكافراً اثنان، فما أرى في ذلك العدد طائلاً يعتمد عليه.

واما قولك انه وصفهما بالاجتماع في مكان واحد فهو كالفضل الاول واضعف لان المكان يجمع المؤمنين والكفار كما يجمع العدد المؤمنين والكفار وذلك ان مسجد النبي صلى الله عليه وآله افضل واشرف من الغار وقد جمع النبي والمنافقين والكفار، قال الله عز وجل فما للذين كفروا قبلك

انوار نعمانيه جزء ١

بحار الأنوار
الجزء: ٥٢

العلامة المجلسي

أو إخوانهم أو عشيرتهم، أولئك كتب في قلوبهم الايمان وأيدهم بروح منه " (١)
والروح هو روح الايمان كما مر.
" مشتبهة " أي على الخلق أو متشابهة يشبه بعضها بعضا ظاهرا، و " لا يدرى " على بناء المجهول، و " أي " مرفوع به، أي لا يدرى أي منها حق متميزا من أي منها هو باطل. فهو تفسير للاشتباه، وقيل: " أي " مبتدأ و " من أي " خبره أي كل راية منها لا يعرف كونه من أي جهة؟ من جهة الحق؟ أو من جهة الباطل؟ وقيل: لا يدرى أي رجل من أي راية، لتبدو النظام منهم، والأول أظهر].
١٠ - إكمال الدين: السناني، عن الأسدي، عن سهل، عن عبد العظيم الحسني قال: قلت لمحمد بن علي بن موسى عليهم السلام: إني لأرجو أن تكون القائم من أهل بيت محمد الذي يملأ الأرض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا، فقال عليه السلام: يا أبا القاسم ما منا إلا قائم بأمر الله عز وجل وهاد إلى دينه، ولكن القائم الذي يطهر الله به الأرض من أهل الكفر والجحود، ويملأها عدلا وقسطا هو الذي يخفى على الناس ولادته ويغيب عنهم شخصه، ويحرم عليهم تسميته، وهو سمي رسول الله وكنيه، وهو الذي تطوى له الأرض، ويذل له كل صعب، يجتمع إليه أصحابه عدة أهل بدر ثلاثمائة وثلاثة عشر رجلا من أقاصي الأرض وذلك قول الله عز وجل " أينما تكونوا يأت بكم الله جميعا إن الله علي كل شئ قدير " (٢).
فإذا اجتمعت له هذه العدة من أهل الاخلاص أظهر أمره، فإذا أكمل له العقد، وهو عشرة آلاف رجل، خرج بإذن الله عز وجل، فلا يزال يقتل أعداء الله حتى يرضى الله عز وجل.
قال عبد العظيم: فقلت له: يا سيدي وكيف يعلم أن الله قد رضي؟ قال: يلقي في قلبه الرحمة. فإذا دخل المدينة أخرج اللات والعزى فأحرقهما.

*

(١) المجادلة: ٢٢.
(٢) البقرة: ١٤٨. وترى الحديث في المصدر ج ٢ ص ٤٩.

بحار الانوار جلد 52 (110 جلدوں والی بحار) باب 26 = یوم خروجہ وما یدل علیہ وما یحدث عندہ

الإحتجاج: عن عبد العظيم مثله.
بيان: يعني باللات والعزى صنمي قريش أبا بكر وعمر.
١١ - غيبة الشيخ الطوسي: جماعة، عن أبي المفضل، عن محمد الحميري، عن أبيه، عن ابن
أبي الخطاب، عن موسى بن سعدان، عن عبد الله بن القاسم، عن المفضل بن عمر قال: سألت أبا عبد الله عليه السلام عن تفسير جابر فقال: لا تحدث به السفلة فيذيعونه أما تقرأ كتاب الله " فإذا نقر في الناقور " (١) إن منا إماما مستترا فإذا أراد الله إظهار أمره نكت في قلبه نكتة فظهر فقام بأمر الله.
رجال الكشي: آدم بن محمد البلخي، عن علي بن الحسن بن هارون الدقاق، عن علي بن أحمد، عن أحمد بن علي بن سليمان، عن ابن فضال، عن علي بن حسان عن المفضل مثله.
بيان: ذكر الآية لبيان أن في زمانه عليه السلام يمكن إظهار تلك الأمور أو استشهاد بأن من تفاسيرنا مالا يحتمله عامة الخلق مثل تفسير تلك الآية.
١٢ - كنز جامع الفوائد وتأويل الآيات الظاهرة: محمد بن العباس، عن عبد الله بن أسد، عن إبراهيم بن محمد، عن
أحمد بن معمر الأسدي، عن محمد بن فضيل، عن الكلبي، عن أبي صالح، عن ابن عباس، في قوله عز وجل: " إن نشأ ننزل عليهم من السماء آية فظلت أعناقهم لها خاضعين " (٢) قال: هذه نزلت فينا وفي بني أمية، تكون لنا دولة تذل أعناقهم لنا بعد صعوبة، وهوان بعد عز.
١٣ - كنز جامع الفوائد وتأويل الآيات الظاهرة: محمد بن العباس، عن أحمد بن الحسن بن علي، عن أبيه، عن
أبيه، عن محمد بن إسماعيل، عن حنان بن سدير، عن أبي جعفر عليه السلام قال: سألته عن قول الله عز وجل: إن نشأ ننزل " الآية قال: نزلت في قائم آل محمد صلى الله عليه وآله
ينادى باسمه من السماء.

---

(١) المدثر: ٨. والحديث في المصدر ص ١١٣. ورواه الصدوق في كمال الدين ج ٢ ص ١٨.
(٢) الشعراء: ٤. وترى مثله في غيبة الشيخ ص ١٢٠ و ١٢١.

بحار الأنوار
الجزء: ٨٢

العلامة المجلسي

٤ - مصباح الشيخ: وغيره يستحب أن يقنت في الفجر بعد القراءة وقبل الركوع فيقول: (لا إله إلا الله الحليم الكريم، لا إله إلا الله العلي العظيم، سبحان الله رب السماوات السبع ورب الأرضين السبع وما فيهن وما بينهن ورب العرش العظيم، وسلام على المرسلين، والحمد لله رب العالمين، يا الله الذي ليس كمثله شئ وهو السميع العليم، أسألك أن تصلي على محمد وآل محمد، وأن تعجل فرجهم، اللهم من كان أصبح وثقته ورجاؤه غيرك فأنت ثقتي ورجائي في الأمور كلها، يا أجود من سئل، ويا أرحم من استرحم، ارحم ضعفي، وقلة حيلتي، وامنن علي بالجنة طولا منك، وفك رقبتي من النار، وعافني في نفسي وفي جميع أموري برحمتك يا أرحم الراحمين.

٥ - البلد الأمين وجنة الأمان: هذا الدعاء رفيع الشأن عظيم المنزلة و رواه عبد الله بن عباس عن علي عليه السلام أنه كان يقنت به، وقال: إن الداعي به كالرامي مع النبي صلى الله عليه وآله في بدر واحد وحنين بألف ألف سهم.

الدعاء: اللهم العن صنمي قريش وجبتيها وطاغوتيها وإفكيها، وابنتيهما اللذين خالفا أمرك وأنكرا وحيك، وجحدا إنعامك، وعصيا رسولك، وقلبا دينك وحرفا كتابك، وعطلا أحكامك، وأبطلا فرائضك، وألحدا في آياتك، وعاديا أولياءك ووواليا أعداءك، وخربا بلادك، وأفسدا عبادك.

اللهم العنهما وأنصارهما فقد أخربا بيت النبوة، ورد ما بابه، ونقضا سقفه، وألحقا سماءه بأرضه، وعاليه بسافله، وظاهره بباطنه، واستأصلا أهله، وأبادا أنصاره. وقتلا أطفاله، وأخليا منبره من وصيه ووارثه، وجحدا نبوته، وأشركا بربهما، فعظم ذنبهما وخلدهما في سقر! وما أدريك ما سقر؟ لا تبقي ولا تذر.

اللهم العنهم بعدد كل منكر أتوه، وحق أخفوه، ومنبر علوه، ومنافق ولوه ومؤمن أرجوه، وولي آذوه، وطريد آووه، وصادق طردوه، وكافر نصروه، وإمام قهروه، وفرض غيروه، وأثر أنكروه، وشر أضمروه، ودم أراقوه، وخبر بدلوه، وحكم قلبوه، وكفر أبدعوه، وكذب دلسوه، وإرث غصبوه، وفيئ اقتطعوه، و

سحت أكلوه، وخمس استحلوه وباطل أسسوه، وجور بسطوه، وظلم نشروه، ووعد أخلفوه، وعهد نقضوه، وحلال حرموه وحرام حللوه، ونفاق أسروه، وغدر أضمروه وبطن فتقوه، وضلع كسروه، وصك مزقوه، وشمل بددوه، وذليل أعزوه، وعزيز أذلوه، وحق منعوه، وإمام خالفوه.
اللهم العنهما بكل آية حرفوها، وفريضة تركوها، وسنة غيروها، وأحكام عطلوها، وأرحام قطعوها، وشهادات كتموها، ووصية ضيعوها، وأيمان نكثوها ودعوى أبطلوها، وبينة أنكروها، وحيلة أحدثوها، وخيانة أوردوها، وعقبة ارتقوها ودباب دحرجوها، وأزياف لزموها [وأمانة خانوها] ظ.
اللهم العنهما في مكنون السر وظاهر العلانية لعنا كثيرا دائبا أبدا دائما سرمدا لا انقطاع لامده، ولا نفاد لعدده، ويغدو أوله ولا يروح آخره، لهم ولأعوانهم و أنصارهم ومحبيهم ومواليهم والمسلمين لهم، والمائلين إليهم والناهضين بأجنحتهم والمقتدين بكلامهم، والمصدقين بأحكامهم.
ثم يقول: اللهم عذبهم عذابا يستغيث منه أهل النار آمين رب العالمين) أربع مرات، ودعا عليه السلام في قنوته:
اللهم صل على محمد وآل محمد، وقنعني بحلالك عن حرامك، وأعذني من الفقر إني أسأت وظلمت نفسي، واعترفت بذنوبي، فها أنا واقف بين يديك، فخذ لنفسك رضاها من نفسي، لك العتبى لا أعود، فان عدت فعد علي بالمغفرة والعفو، ثم قال عليه السلام: العفو العفو مائة مرة، ثم قال: أستغفر الله العظيم من ظلمي وجرمي و إسرافي على نفسي وأتوب إليه، مائة مرة، فلما فرغ عليه السلام من الاستغفار ركع وسجد وتشهد وسلم (١).
بيان: قال الكفعمي رحمه الله، عند ذكر الدعاء الأول: هذا الدعاء من غوامض الاسرار، وكرائم الأذكار، وكان أمير المؤمنين عليه السلام يواظب في ليله ونهاره وأوقات أسحاره، والضمير (في جبتيها وطاغوتيها وإفكيها) راجع إلى قريش و

---

(١) البلد الأمين: ٥٥١ - ٥٥٢.

من قرأ (جبتيهما وطاغوتيهما وإفكيهما) على التثنية فليس بصحيح، لان الضمير حينئذ يكون راجعا في اللغة إلى جبتي الصنمين وطاغوتيهما وإفكيهما، وذلك ليس مراد أمير المؤمنين عليه السلام وإنما مراده عليه السلام لعن صنمي قريش، ووصفه عليه السلام لهذين الصنمين
بالجبتين والطاغوتين والآفكين تفخيما لفسادهما وتعظيما لعنادهما، وإشارة إلى ما أبطلاه من فرائض الله، وعطلاه من أحكام رسول الله صلى الله عليه وآله.
والصنمان هما الفحشاء والمنكر. قال شارح هذا الدعاء: الشيخ العالم أبو - السعادات أسعد بن عبد القاهر في كتابه رشح البلاء في شرح هذا الدعاء، الصنمان الملعونان، هما الفحشاء والمنكر، وإنما شبهتهما عليه السلام بالجبت والطاغوت لوجهين: إما لكون المنافقين يتبعونهما في الأوامر والنواهي غير المشروعة، كما اتبع الكفار هذين الصنمين، وإما لكون البراءة منهما واجبة لقوله تعالى: (فمن يكفر بالطاغوت ويؤمن بالله فقد استمسك بالعروة الوثقى) (١).
وقوله: (اللذين خالفا أمرك) إشارة إلى قوله تعالى: (يا أيها الذين آمنوا أطيعوا الله وأطيعوا الرسول) (٢) فخالفا الله ورسوله في وصيه بعد ما سمعا من النص عليه ما لا يحتمله هذا المكان، ومنعاه في حقه فضلوا وأضلوا وهلكوا وأهلكوا وإنكارهما الوحي إشارة إلى قوله تعالى: (بلغ ما انزل إليك من ربك فإن لم تفعل فما بلغت رسالته) (٣).
(وجحدهما الانعام) إشارة إلى أنه تعالى بعث محمدا صلى الله عليه وآله رحمة للعالمين، ليتبعوا أوامره، ويجتنبوا نواهيه، فإذا أبوا أحكامه وردوا كلمته فقد جحدوا نعمته وكانوا كما قال سبحانه: (كلما جاءهم رسول بما لا تهوى أنفسهم فريقا كذبوا وفريقا يقتلون) (٤).

---

(١) البقرة: ٢٥٦.
(٢) النساء: ٥٩.
(٣) المائدة: ٦٧.
(٤) المائدة: ٧٠.

وأما عصيانهم الرسول صلى الله عليه وآله فلقوله صلى الله عليه وآله: يا علي من أطاعك فقد أطاعني،
ومن عصاك فقد عصاني، وأما قلبهما الدين فهو إشارة إلى ما غيراه من دين الله كتحريم عمر المتعتين وغير ذلك مما لا يحتمله هذا المكان وأما تغييرهما الفرض إشارة إلى ما روي عنه عليه السلام أنه رأى ليلة الاسرى مكتوبا على ورقة من آس أني افترضت محبة علي على أمتك، فغيروا فرضه، ومهدوا لمن بعدهم بغضه، وسبه حتى سبوه على منابرهم ألف شهر.
و (الامام المقهور منهم) يعني نفسه عليه السلام، ونصرهم الكافر إشارة إلى كل من خذل عليا عليه السلام وحاد الله ورسوله، وهو سبحانه يقول: (لا تجد قوما يؤمنون بالله واليوم الآخر يوادون من حاد الله) (١) الآية (وطردهم الصادق) إشارة إلى أبي ذر طرده عثمان إلى الربذة، وقد قال النبي صلى الله عليه في حقه: ما أظلت الخضراء ولا أقلت الغبراء الحديث (وإيواؤهم الطريد) وهو الحكم بن أبي العاص طرده النبي صلى الله عليه وآله فلما تولى عثمان آواه (وإيذائهم الولي) يعني عليا عليه السلام (وتوليتهم
المنافق) إشارة إلى معاوية وعمرو بن العاص والمغيرة بن شعبة والوليد بن عتبة و عبد الله بن أبي سرح والنعمان بن بشير (وإرجائهم المؤمن) إشارة إلى أصحاب علي عليه السلام كسلمان والمقداد وعمار وأبي ذر، والارجاء التأخير، ومنه قوله تعالى: (أرجه وأخاه) (٢) مع أن النبي صلى الله عليه وآله كان يقدم هؤلاء وأشباههم على غيرهم.
والحق المخفي هو الإشارة إلى فضائل علي عليه السلام وما نص عليه النبي صلى الله عليه وآله في
الغدير وكحديث الطاير وقوله عليه السلام: يوم خيبر لأعطين الراية غدا الحديث، و حديث السطل والمنديل، وهوي النجم في داره، ونزول هل أتى فيه وغير ذلك مما لا يتسع لذكره هذا الكتاب:
وأما المنكرات التي أتوها فكثيرة جدا وغير محصورة عدا حتى روي أن

---

(١) المجادلة: ٢٢.
(٢) الأعراف: ١١١.

عمر قضى في الجده بسبعين قضية غير مشروعة، وقد ذكر العلامة قدس الله سره في
كتاب كشف الحق ونهج الصدق، فمن أراد الاطلاع على جملة مناكرهم، وما صدر
من الموبقات عن أولهم وآخرهم، فعليه بالكتاب المذكور، وكذا كتاب الاستغاثة
في بدع الثلاثة وكتاب مسالب الغواصب في مثالب النواصب، وكتاب الفاضح، وكتاب
الصراط المستقيم، وغير ذلك مما لا يحتمل هذا المكان ذكر الكتب فضلا
عما فيها.
وقوله: (فقد أخربا بيت النبوة اه) إشارة إلى ما فعله الأول والثاني مع
علي عليه السلام وفاطمة عليها السلام من الايذاء، وأرادا إحراق بيت علي عليه السلام
بالنار، وقاداه
قهرا كاجمل المخشوش، وضغطا فاطمة عليها السلام في بابها حتى سقطت بمحسن،
وأمرت
أن تدفن ليلا لئلا يحضر الأول والثاني جنازتها وغير ذلك من المناكير.
وعن الباقر عليه السلام ما أهرقت محجمة دم إلا وكان وزرها في أعناقهما إلى يوم
القيامة، من غير أن ينتقص من وزر العاملين شئ، وسئل زيد بن علي بن الحسين
عليهما السلام وقد أصابه سهم في جبينه: من رماك به؟ قال: هما رمياني، هما
قتلاني.
وقوله: (وحرفا كتابك) يريد به حمل الكتاب على خلاف مراد الشرع لترك
أوامره ونواهيه، ومحبتهما الأعداء إشارة إلى الشجرة الملعونة بني أمية ومحبتهما
لهم، حتى مهدا لهم أمر الخلافة بعدهما، وجحدهما الآلاء كجحدهما النعماء، و
قد مر ذكره، وتعطيلهما الاحكام يعلم مما تقدم، وكذا إبطال الفرائض، والالحاد
في الدين الميل عنه.
(ومعاداتهما الأولياء) إشارة إلى قوله تعالى: (إنما وليكم الله
ورسوله) (١) الآية (وتخريبهما البلاد وإفسادهما العباد) هو مما هدموا من قواعد
الدين، وتغييرهم أحكام الشريعة، وأحكام القرآن، وتقديم المفضول على الفاضل
(والأثر الذي أنكروه) إشارة إلى استيثار النبي صلى الله عليه وآله عليا من بين أفاضل أقاربه
و

---

(١) المائدة: ٥٥.

جعله أخا ووصيا، وقال له: أنت مني بمنزلة هارون من موسى وغير ذلك ثم بعد
ذلك كلها أنكروه (والشر الذي آثروه) هو إيثارهم الغير عليه، وهو إيثار شر
متروك مجهول على خير مأخوذ معلوم، هذا مثل قوله عليه السلام: (علي خير البشر من
أبى فقد كفر).
(والدم المهراق) هو جميع من قتل من العلويين، لأنهم أسسوا ذلك كما
ذكرناه من قبل من كلام الباقر عليه السلام (ما أهرقت محجمة دم) اه حتى قيل * وأريتكم
أن الحسين أصيب في يوم الثقيفة * (١) والخبر المبدل منهم عن النبي صلى الله عليه وآله
كثير كقولهم أبو بكر وعمر سيدا كهول أهل الجنة وغير ذلك مما هو مذكور
في مظانه.
والكفر المنصوب: هو أن النبي صلى الله عليه وآله نصب عليا عليه السلام علما للناس
وهاديا فنصبوا
كافرا وفاجرا، والإرث المغصوب: هو فدك فاطمة عليها السلام، والسحت المأكول هي
التصرفات الفاسدة في بيت مال المسلمين، وكذا ما حصلوه من ارتفاع الفدك من التمر
والشعير، فإنها كانت سحتا محضا، والخمس المستحل: هو الذي جعله سبحانه
لآل محمد صلى الله عليه وآله فمنعوهم إياه واستحلوه حتى أعطى عثمان مروان بن الحكم
خمس
إفريقية وكان خمس مائة ألف دينار بغيا وجورا، والباطل المؤسس: هي الاحكام
الباطلة التي أسسوها وجعلوها قدوة لمن بعدهم، والجور المبسوط هو بعض جورهم
الذي مر ذكره.
(والنفاق الذي أسروه) هو قولهم في أنفسهم لما نصب النبي صلى الله عليه وآله عليا عليه
السلام
للخلافة قالوا: والله لا نرضى أن تكون النبوة والخلافة لبيت واحد، فلما توفي
النبي صلى الله عليه وآله أظهر واما أسروه من النفاق، ولهذا قال علي عليه السلام: والذي
فلق الحبة و
برئ النسمة ما أسلموا، ولكن استسلموا: أسروا الكفر، فلما رأوا أعوانا عليه أظهروه.
وأما الغدر المضمر: هو ما ذكرناه من إسرارهم النفاق، والظلم المنشور كثير
أوله أخذهم الخلافة منه عليه السلام بعد فوت النبي صلى الله عليه وآله، والوعد المخلف
هو ما وعدوا

---

(١) راجع كشف الغمة ج ٢ ص ٦٩.

الكافي

المجلد الثامن

للمحدِّث الجليل والعالم الفقيه الشيخ محمد بن يعقوب الكليني المعروف بثقة الإسلام الكليني

المتوفى سنة ٣٢٩ هجرية

ترقيم الصفحات يوافق طبعة دار الكتب الاسلامية

وَ أَمَّا قَوْلُكَ أَشْبَاهُ النَّاسِ فَهُمْ شِيعَتُنَا وَ هُمْ مَوَالِينَا وَ هُمْ مِنَّا وَ لِذَلِكَ قَالَ إِبْرَاهِيمُ (عليه السلام) فَمَنْ تَبِعَنِي فَإِنَّهُ مِنِّي وَ أَمَّا قَوْلُكَ النَّسْنَاسُ فَهُمُ السَّوَادُ الْأَعْظَمُ وَ أَشَارَ بِيَدِهِ إِلَى جَمَاعَةِ النَّاسِ ثُمَّ قَالَ إِنْ هُمْ إِلَّا كَالْأَنْعامِ بَلْ هُمْ أَضَلُّ سَبِيلًا .

٣٤٠- عَلِيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ وَ مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِسْمَاعِيلَ عَنْ حَنَانِ بْنِ سَدِيرٍ عَنْ أَبِيهِ قَالَ سَأَلْتُ أَبَا جَعْفَرٍ (عليه السلام) عَنْهُمَا فَقَالَ يَا أَبَا الْفَضْلِ مَا تَسْأَلُنِي عَنْهُمَا فَوَ اللَّهِ مَا مَاتَ مِنَّا مَيِّتٌ قَطُّ إِلَّا سَاخِطاً عَلَيْهِمَا وَ مَا مِنَّا الْيَوْمَ إِلَّا سَاخِطاً عَلَيْهِمَا يُوصِي بِذَلِكَ الْكَبِيرُ مِنَّا الصَّغِيرَ إِنَّهُمَا ظَلَمَانَا حَقَّنَا وَ مَنَعَانَا فَيْئَنَا وَ كَانَا أَوَّلَ مَنْ رَكِبَ أَعْنَاقَنَا وَ بَثَقَا عَلَيْنَا بَثْقاً فِي الْإِسْلَامِ لَا يُسْكَرُ أَبَداً حَتَّى يَقُومَ قَائِمُنَا أَوْ يَتَكَلَّمَ مُتَكَلِّمُنَا ثُمَّ قَالَ أَمَا وَ اللَّهِ لَوْ قَدْ قَامَ قَائِمُنَا أَوْ تَكَلَّمَ مُتَكَلِّمُنَا لَأَبْدَى مِنْ أُمُورِهِمَا مَا كَانَ يُكْتَمُ وَ لَكَتَمَ مِنْ أُمُورِهِمَا مَا كَانَ يُظْهَرُ وَ اللَّهِ مَا أُسِّسَتْ مِنْ بَلِيَّةٍ وَ لَا قَضِيَّةٍ تَجْرِي عَلَيْنَا أَهْلَ الْبَيْتِ إِلَّا هُمَا أَسَّسَا أَوَّلَهَا فَعَلَيْهِمَا لَعْنَةُ اللَّهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ .

٣٤١- حَنَانٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ كَانَ النَّاسُ أَهْلَ رِدَّةٍ بَعْدَ النَّبِيِّ (صلى الله عليه وآله) إِلَّا ثَلَاثَةً فَقُلْتُ وَ مَنِ الثَّلَاثَةُ فَقَالَ الْمِقْدَادُ بْنُ الْأَسْوَدِ وَ أَبُو ذَرٍّ الْغِفَارِيُّ وَ سَلْمَانُ الْفَارِسِيُّ رَحْمَةُ اللَّهِ وَ بَرَكَاتُهُ عَلَيْهِمْ ثُمَّ عَرَفَ أُنَاسٌ بَعْدَ يَسِيرٍ وَ قَالَ هَؤُلَاءِ الَّذِينَ

دَارَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحَى وَ أَبَوْا أَنْ يُبَايِعُوا حَتَّى جَاءُوا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام) مُكْرَهاً فَبَايَعَ وَ ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَ ما مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَ فَإِنْ ماتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلى أَعْقابِكُمْ وَ مَنْ يَنْقَلِبْ عَلى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئاً وَ سَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ .

٣٤٢- حَنَانٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) الْمِنْبَرَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ تَفَاخُرَهَا بِآبَائِهَا أَلَا إِنَّكُمْ مِنْ آدَمَ (عليه السلام) وَ آدَمُ مِنْ طِينٍ أَلَا إِنَّ خَيْرَ عِبَادِ اللَّهِ عَبْدٌ اتَّقَاهُ إِنَّ الْعَرَبِيَّةَ لَيْسَتْ بِأَبٍ وَالِدٍ وَ لَكِنَّهَا لِسَانٌ نَاطِقٌ فَمَنْ قَصَرَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُبْلِغْهُ حَسَبُهُ أَلَا إِنَّ كُلَّ دَمٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ إِحْنَةٍ وَ الْإِحْنَةُ الشَّحْنَاءُ فَهِيَ تَحْتَ قَدَمِي هَذِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

٣٤٣- حَنَانٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا كَانَ وُلْدُ يَعْقُوبَ أَنْبِيَاءَ قَالَ لَا وَ لَكِنَّهُمْ كَانُوا أَسْبَاطَ أَوْلَادِ الْأَنْبِيَاءِ وَ لَمْ يَكُنْ يُفَارِقُوا الدُّنْيَا إِلَّا سُعَدَاءَ تَابُوا وَ تَذَكَّرُوا مَا صَنَعُوا وَ إِنَّ الشَّيْخَيْنِ فَارَقَا الدُّنْيَا وَ لَمْ يَتُوبَا وَ لَمْ يَتَذَكَّرَا مَا صَنَعَا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام) فَعَلَيْهِمَا لَعْنَةُ اللَّهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ .

٣٤٤- حَنَانٌ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدٍ صَالِحٍ (عليه السلام) قَالَ إِنَّ النَّاسَ أَصَابَهُمْ قَحْطٌ شَدِيدٌ عَلَى عَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ (عليهما السلام) فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَيْهِ وَ طَلَبُوا إِلَيْهِ أَنْ يَسْتَسْقِيَ لَهُمْ قَالَ فَقَالَ لَهُمْ إِذَا صَلَّيْتُ الْغَدَاةَ مَضَيْتُ فَلَمَّا صَلَّى الْغَدَاةَ مَضَى وَ مَضَوْا فَلَمَّا أَنْ كَانَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ إِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ يَدَهَا إِلَى السَّمَاءِ وَاضِعَةٍ قَدَمَيْهَا إِلَى الْأَرْضِ وَ هِيَ تَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّا خَلْقٌ مِنْ خَلْقِكَ وَ لَا غِنَى بِنَا عَنْ رِزْقِكَ فَلَا تُهْلِكْنَا بِذُنُوبِ بَنِي آدَمَ قَالَ فَقَالَ سُلَيْمَانُ (عليه السلام) ارْجِعُوا فَقَدْ سُقِيتُمْ بِغَيْرِكُمْ قَالَ فَسُقُوا فِي ذَلِكَ الْعَامِ مَا لَمْ يُسْقَوْا مِثْلَهُ قَطُّ .

٣٤٥- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ

لمؤلفه

العالم العامل والكامل الباذل صدر الحكماء ورئيس العلماء

السيد نعمة الله الجزائري

طاب ثراه وجعل الجنة مثواه

المتوفى ١١١٢ هـ

الجزء الثاني

دار القارئ

دار الكوفة

الى كل مذهب اما الاشاعرة فقالوا ان مع الله تعالى معاني قديمة موجودة في الخارج كالقدرة وغير ذلك فجعلوه تعالى مفتقراً في كونه عالماً الى ثبوت معنى هو العلم لذاته ولا عالماً لذاته ولا حياً لذاته ولا مدركاً لذاته بل لمعان قديمة يفتقر في هذه الصفات اليها فجعلوه محتاجاً ناقصاً في ذاته كاملاً بغيره تعالى الله عن ذلك ولا يقولون هذه الصفات ذاتية واعترض شيخهم فخر الدين الرازي عليهم بأنه (بان خ) قال ان النصارى كفروا لانهم قالوا ان القدماء ثلاثة والاشاعرة اثبتوا قدماء تسعة.

اقول فالاشاعرة لم يعرفوا ربهم بوجه صحيح بل عرفوه بوجه غير صحيح فلا فرق بين معرفتهم هذه وبين معرفة باقي الكفار لانه ما من قوم ولا ملة الا وهم يدينون بالله سبحانه ويثبتونه وانه الخالق سوى شرذمة شاذة وهم الدهرية القائلون وما يهلكنا الا الدهر واسوء الناس حالا المشركين اهل عبادة الاوثان ومع هذا فهم انما يعبدون الاصنام لتقربهم الى الله سبحانه زلفى كما حكاه عنهم في محكم الكتاب بطريق الحصر فتكون الاصنام وسائل لهم الى ربهم فقد عرفوا الله سبحانه بذا الباطل وهو كون الاصنام مقربة اليه وكذلك اليهود حيث قالوا عزير ابن الله والنصارى حيث قالوا المسيح بن الله، فهما قد عرفاه سبحانه بأنه رب ذو ولد فقد عرفاه بهذا العنوان وكذلك من قال بالجسم والصورة والتخطيط وذلك لما عرفت في اول الكتاب من ان الكل قد طلبوا معرفته وخاضوا بحار وحدانيته وكانت مشايق وعرة وسبلاً مظلمة فمن كان له دليل عارف عرف الله سبحانه، ومن كان دليله اعمى مثله خاض معه بحار الظلمات وما زاده كثرة السير الا بعداً، فالاشاعرة ومتابعوهم اسوء حالاً في باب معرفة الصانع من المشركين والنصارى وذلك ان من قال بالولد او الشريك لم يقل انه تعالى محتاج اليهما في ايجاد افعاله وبدائع محكماته، فمعرفتهم له سبحانه على هذا الوجه الباطل من جملة الاسباب التي تورثت خلودهم في النار مع اخوانهم الكفار وافادتهم الكلمة الاسلامية حقن الدماء والاموال في الدنيا فقد تباينا وانفصلنا عنهم في باب الربوبية فربنا من تفرد بالقدم والازل وربهم من كان شركاؤه في القدم ثمانية.

ووجه آخر لهذا لا اعلم الا اني رأيته في بعض الاخبار وحاصله انا لم نجتمع معهم على اله ولا على نبي ولا على امام وذلك انهم يقولون ان ربهم هو الذي كان محمد ﷺ نبيه وخليفته بعده ابو بكر، ونحن لا نقول بهذا الرب ولا بذلك النبي بل نقول ان الرب الذي خليفة نبيه ابو بكر ليس ربنا ولا ذلك النبي نبينا ووجه آخر لكنه جواب عن جواز لعن المتخلفين بل هو دال على وجوب اللعن وذلك ان الامامة كالنبوة والالهية مركبة من ايجاب وسلب اما الاله فمن قال الله اله ولم ينف عنه الشركاء والاضداد فهو ليس بموحد باجماع المسلمين ولا مسلم

ايضاً اما النبوة فمن قال ان محمداً نبي ولم ينف نبوة من ادعاها كمسيلمة ونحوه فهو ليس بمسلم ايضاً، فالسلب واجب فيها كالايجاب، واما الامامة فهي كذلك ايضاً فمن قال ان علياً امام ولم ينف امامة من ادعاها ونازعه عليها وغصبها فليس بمؤمن عند اهل البيت عليهم السلام فظهر من هذا ان البراءة من اولئك الاقوام من اعظم اركان الايمان ومخالفونا قد خالفونا في هذا ايضاً ومن هذا التحقيق ظهر ان المراد بالقدرية في قوله صلى الله عليه وآله القدرية مجوس هذه الامة هم الاشاعرة وذلك ان نسبتهم اليهم قوية جداً كما لا يخفى.

ومنها ما نقله العلامة الحلي عن شيخه نصير الدين الطوسي قدس الله روحيهما قال سألته عن المذاهب فقال بحثنا عنها وعن قول رسول الله صلى الله عليه وآله ستفترق امتي على ثلث وسبعين فرقة واحدة منها ناجية والباقي في النار، وقد عيَّن صلى الله عليه وآله الفرقة الناجية والهالكة في حديث آخر صحيح متفق عليه وهو قوله صلى الله عليه وآله مثل اهل بيتي كمثل سفينة نوح من ركبها نجا، ومن تخلف عنها غرق وهوى، فوجدنا الفرقة الناجية ي الفرقة الامامية لانهم باينوا جميع المذاهب وجميع المذاهب قد اشتركوا في اصول العقائد وهذا تحقيق متين وحاصله انه لو كان الفرقة الناجية غير الامامية لكان الناجي كلهم لا فرقة واحدة وذلك لانهم متشاركون في الاصول والعقايد الموجبة لدخول الجنة ولا يخالفهم احد سوى الامامية فانهم اشترطوا في دخول الجنة ولاية الائمة الاثنى عشر والقول بامامتهم.

ومنها انهم اخذوا دينهم عن الائمة المعصومين المشهورين عند العدو والولي بالفضل والورع والعبادة الذين نزلت في شأنهم سورة هل أتى وآية الطهارة وايجاب المودة لهم، وآية الابتهال وغير ذلك، فهم جازمون بصحة دينهم ونجاتهم كجزم ائمتهم عليهم السلام واما غيرهم من الفرق فهم وائمتهم شاكون في النجاة ومتابعة الجازم اولى من متابعة الشاك.

ومنها ان الامامية لم يذهبوا الى التعصب في غير الحق بخلاف غيرهم فقد ذكر الغزالي والمتوكل وكانا امامين للشافعية ان تسطيح القبور هو المشروع لكن لما جعلته الرافضة شعاراً لهم عدلنا عنه الى التسنيم وذكر الزمخشري وكان من ائمة الحنفية في تفسير قوله تعالى هو الذي يصلي عليكم وملائكته انه يجوز بمقتضى هذه الاية ان يصلي على آحاد المسلمين لكن لما اتخذته الرافضة في ائمتهم منعنا عن غير النبي صلى الله عليه وآله وقال مصنف الهداية من الحنفية المشروع التختم في اليمين لكن لما اتخذته الرافضة عادة جعلنا التختم في اليسار وامثال ذلك فانظر بعين البصيرة الى من يغيّر الشرع ويبدّل الاحكام التي ورد بها الشرع مع انهم ابتدعو اشياء اعترفوا بأنها بدعة كقول عمر متعتان كانتا محللتين في عهد رسول الله صلى الله عليه وآله وانا انهى عنهما واعاقب عليهما وكخروج طلحة والزبير بعائشة ولا نعلم بأي وجه يلقون رسول الله صلى الله عليه وآله مع ان الواحد منّا لو

لمؤلفه

العالم العامل والكامل الباذل صدر الحكماء ورئيس العلماء

السيد نعمة الله الجزائري

طاب ثراه وجعل الجنة مثواه

المتوفى ١١١٢ هـ

الجزء الثاني

دار القارئ

دار الكوفة

وانظر الى اختلافاتهم التي وقعت زمن مرضه ﷺ روى محمد بن اسماعيل البخاري في مسنده عن عبد الله بن عباس رضي الله عنه قال لما اشتد بالنبي ﷺ مرضه الذي مات فيه قال ائتوني بدواة وقرطاس اكتب لكم كتاباً لا تضلوا بعدي ابدا فقال عمر ان رسول الله ﷺ قد غلب عليه الوجع وفي اكثر الاحاديث بهذا اللفظ ان الرجل ليهجر أي يتكلم من غير شعور وهو الهذيان فكثر اللفظ فقال رسول الله ﷺ قوموا عني لا ينبغي عندي التنازع.

قال ابن عباس الرزية ما حال بيننا وبين رسول الله وقوله ﷺ في مرضه جهزوا جيش اسامة لعن الله من تخلف عنها، فقال قوم يجب علينا امتثال امره واسامة قد برز من المدينة وقال الاعرابيان قد اشتد مرض النبي ﷺ فلا تسع قلوبنا مفارقته وكانا كاذبين في هذا القول، وانما الذي دعاهما الى التخلف عن جيش اسامة هو ارادة الوثوب على الخلافة التي تعاقدوا عليها زمن حيوة النبي ﷺ وقد فهما ان غرضه عليه من تأمير اسامة عليهما واخراجهما من المدينة في ذلك الوقت ان تخلوا المدينة حتى لا ينازع احد علياً عليه السلام في امر الخلافة فلما فهما هذا رجعا من خارج المدينة ودخلاها واتفق انهما لما دخلا كان النبي ﷺ قد غشى عليه فلما افاق قال كلاماً معناه انه طرق المدينة طارق في هذه الساعة عليه لعنة الله وسيكون هلاك امتي على يديه.

واما بعد موته فقد اختلفوا ايضاً فقال العامة والخاصة عن عمر انه قال من قال ان محمداً قد مات قتلته بسيفي هذا، وانما رفع الى السماء كما رفع عيسى عليه السلام فقال له بعض الصحابة من كان يعبد محمداً فان محمداً قد مات ومن كان يعبد الله فانه حي لا يموت وقرأ هذه الاية ﴿وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل أفأن مات او قتل انقلبتم على اعقابكم﴾ فرجع القوم الى قوله فقال عمر كأني ما سمعت بهذه الاية حتى قرأها بعضهم فانظر الى جهل هذا الرجل بأحوال الانبياء وقد كان ﷺ اكثر ما يحدث اصحابه في حيوته عن الموت واهواله وموت الانبياء وموته هو ﷺ فلعمرك لقد كان هذا الرجل أصم أذن الرأس كما كان أصم أذن القلب، وقد وقع الخلاف أيضاً في موضع دفنه ،فأراد أهل مكة من المهاجري رده الى مكة ودفنه بها لأنها موطنه وأراد أهل المدينة دفنه في المدينة لأنها دار هجرته وأرادة جماعة نقله الى بيت المقدس لأنها مدفن الأنبياء ومنه معراجه الى السماء ،فقال علي عليه السلام ان الله لم يقبض روح نبيه الآ في أشرف البقاع فرجعوا الى قوله وهذا يدل على أنهم وقت مرضه ﷺ ما كانوا ملازمين حتى يسمعوا منه موضع الدفن.

وأما الخلاف العظيم وهو الخلاف في الأمامة التي عمت بليته الخاص والعام وأهلك الأمة بعد نبيها فهو مشهور وفي الكتب مسطور، وقد ظهر في زمان علي عليه السلام الخوارج مثل الأشعث بن قيس ومسعود بن فدك التميمي وزيد بن حصين الطائي وغيرهم وكذلك ظهر في

لمؤلفه

العالم العامل والكامل الباذل صدر الحكماء ورئيس العلماء

السيد نعمة الله الجزائري

طاب ثراه وجعل الجنة مثواه

المتوفى ١١١٢ هـ

الجزء الثاني

دار الكوفة — دار القارئ

واما المسيح عليه السلام فقد روى انه كان له غيبات يسبح فيها في الارض فلا يعرف قومه وشيعته خبره، ثم ظهر فأوصى الى شمعون بن حمون عليه السلام فلما مضى شمعون غابت الحجج بعده واشتد الطلب وعظمت البلوى ودرس الدين، واميتت الفروض والسنن فذهب الناس يميناً وشمالاً لا يعرفون اياً من أي فكانت مأتين وخمسين سنة، وقال الصادق عليه السلام كان بين عيسى وبين محمد صلوات الله عليهما خمسمائة عام، منها مأتين وخمسون عاماً ليس فيها نبي ولا عالم ظاهر قلت فما كانوا قال كانوا متمسكين بدين عيسى عليه السلام واما النبي صلى الله عليه وآله فغيبته المشهورة قد كانت في الغار، وكل المسلمين اطبقوا على انّغيبته في الغار انما كانت تقية من المشركين وخوفاً على نفسه حتى انه لو لم يذهب الى الغار لقتلوه، لانهم قد كانوا مهدّوا له القتل، وسوّل لهم الشيطان وعلّمهم لطائف الحيل في قتله، وأخذ معه ابا بكر خوفاً منه لئلا يدلَ على الناس عليه كما قالوه في كتبهم.

وروى سعد بن عبد الله القمي قال بليت بأشد النواصب منازعة فقال لي يوماً ان الصديق فوق الصحابة بسبب سبق الاسلام الا تعلمون ان رسول الله صلى الله عليه وآله انما ذهب به ليلة الغار لانه خاف عليه كما خاف على نفسه، ولما علم انه يكون الخليفة في امته واراد ان يصونه كما يصون صلى الله عليه وآله خاصة نفسه كيلا يختلَ حال الدين من بعده ويكون الاسلام منتظماً وقد انام علياً على فراشه، لما كان في علمه انه لو قتل لا يختل الاسلام لقتله لانه يكون من الصحابة من يقوم مقامه لا جرم لم يبال من قتله، فأتى سعد بهذه المسألة مع عدة مسائل، ودخل على مولانا الحسن العسكري عليه السلام وكان صاحب الزمان عليه السلام طفلاً يلعب بين يديه فأمر الحسن العسكري عليه السلام ذلك الطفل ان يجيب عن تلك المسائل.

فأجاب حتى انتهى الى هذه المسألة فقال يا سعد من ادعى ان النبي صلى الله عليه وآله وهو خصمك ذهب بمختار هذه الامة مع نفسه الى الغار فانه خاف عليه كما خاف على نفسه لما علم انه الخليفة من بعده على امته لانه لم يكن من حكم الاختفاء ان يذهب بغيره معه وانما اقام علياً عليه السلام على مبيته لانه علم انه ان قتل لا يكون من الخلل بقتله ما يكون بقتل ابي بكر، لانه يكون لعلي من يقوم مقامه في الامور لم لم تنتقض عليه بقولك اولستم تقولون ان النبي صلى الله عليه وآله قال ان الخلافة من بعدي ثلاثون سنة وصيرها موقوفة على اعمار هذه الاربعة ابي بكر وعمر وعثمان وعلي فانهم كانوا على مذهبكم خلفاء رسول الله صلى الله عليه وآله فان خصمك لم يجد بداً من قوله بلى، ثم قل له فاذا كان الامر كذلك فكما كان ابو بكر الخليفة من بعده كان هذه الثلثة خلفاء امته من بعده، فلم ذهب بخليفة واحد وهو ابو بكر الى الغار ولم يذهب بهذه، فعلى هذا الاساس يكون النبي صلى الله عليه وآله مستخفاً بهم دون ابي بكر، فأنه يجب عليه ان يفعل بهم ما فعل بأبي بكر فلما

لم يفعل ذلك بهم يكون متهاوناً بحقوقهم وتاركاً للشفقة عليهم بعد ان كان يجب عليه ان يفعل بهم جميعاً على ترتيب خلافتهم كما فعل بأبي بكر الحديث.

وبالجملة فغيبة هؤلاء الانبياء والاوصياء كما لا تقدح في نبوتهم ووصايتهم، كذلك غيبة مولانا صاحب الزمان ﷺ مع قوله ﷺ يجرى في هذه الامة ما جرى في الامم السابقة، حذو النعل بالنعل والقذة بالقذة، ولم تقع غيبة لوصي في الامة الا به ﷺ وقد نقل مخالفونا هذا الحديث وصححوه وكذلك هو عندنا صحيح ايضاً، وهو قوله ﷺ من مات ولم يعرف امام زمانه مات ميتة جاهلية فاضطروا الى بيان المراد من الامام فيه فاكثرهم قالوا ان المراد به سلاطين العصر والحكام لانهم المراد بزعمهم من قوله تعالى ﴿اطيعوا الله واطيعوا الرسول واولي الامر منكم﴾ سواء كانوا فجّارا او كفاراً، فمن مات ولم يعرف حاكم عصره الفاسق المتجاهر باللواطة وشرب الخمور وسفك الدماء وانواع الظلم والجور مات على دين الكفر والضلال، ونحن نقول لهم ان فائدة معرفة مثل هذا السلطان المأمور بها المؤكدة بانواع التأكيد ما المراد منها، ان كان المراد منها الرجوع اليه في الاحكام الشرعية والعمل بأقواله وافعاله فقد عرفت أنه جاهل فاسق لا يعرف الاحكام ولا يعمل بها ولا يأمر بها بل هو تايه في غيّه يأمر الناس بمثل افعاله كما هو المشاهد من سلاطين عصرنا من الشيعة واهل السنة، فان من وافقهم على شرب الخمور ونحوها رفعوا درجته واقبلوا عليه بانواع اللطف ومن لم يوافقهم ابعدوه عنهم، وان كان المراد مجرّد معرفته وكونه فلان بن فلان من غير فائدة تترتب عليها فهذا محال في العقول.

وبعض المخالفين لما تفطن لما قلناه قال المراد من الامام في الحديث هو كتاب الله فاضطره الامر الى ان الظاهر من الحديث ومن قوله امام زمانه هو التغيّر والتبدّل على ذلك الامام لانه لم يقل من مات ولم يعرف الامام فتحيّر في المراد من الخبر ولقى الله سبحانه على تلك الحيرة، وهذا شأن علمائهم واهل مذهبهم.

وقد نقل لي انّ الفاضل الدواني صاحب حاشية القديم كان يدرّس في الاحاديث فلما وصل الى هذا الحديث قال لتلامذته ما المراد من الامام هنا فقد قالت الشيعة هو المهدي الان وانتم أي شيء تقولون؟ فقالوا المراد سلطان العصر، وهو الحاكم كما هو مذهبهم، وسلطان ذلك العصر من سلسلة الصفوية وهو الشاه اسماعيل عليه الرحمة والرضوان وهو شيعي، والدواني وتلامذته كانوا من المخالفين، فقال لهم اذن قد اوجب الله علينا معرفة هذا السلطان الرافضي والعمل باقواله، وهو بالفعل يأمرنا بترك هذا الدين والدخول في دين الشيعة فيجب علينا متابعة وقبول قوله، ثم انه غضب من هذا الدين، والدخول في دين الشيعة فيجب علينا

متابعته وقبول قوله، ثم انه غضب من كلامهم وهو ايضاً حيران لم يهتد الى المراد من الامام، فقام من مجلس الدرس وحلف أنه لا يعود الى تدريس الحديث فلزم علم الحكمة ومباحثته ومدارسته، واعتقاد ما يعتقدونه فتاب من الكفر ودخل في الزندقة.

ولما أتى اسماعيل اعلى الله مقامه الى شيراز، وكان اكثر علمائها من المخالفين احضرهم وامرهم بلعن المتخلفين الثلاثة، فامتنعوا عن اللعن لان التقية لا تجوز عندهم في اللعن واضرابه، فأمر بقتلهم ثم قيل له ان واحداً من افاضلهم، وهو شمس الدين الخفري صاحب الحاشية على الهيات التجريد قد بقى فأرسل اليه وامره بلعن الثلاثة فلعنهم لعناً شنيعاً فسلم من القتل ولما خرج من عنده استقبله اهل نحلته، وقالوا كيف ارتددت عن دينك ولعنت ائمتك الثلاثة، فاجابهم بالفارسية (يعني ازبراي دوسه عرب كون برهنه مرد فاضلى همجو من كشته شود) يعني لاجل خاطر هؤلاء الاعراب الثلاثة مكشوف الدبر اقتل انا مع ما انا عليه من الفضل والكمال، وهذا حالهم لانهم يلعنون ائمتهم اذا اعطوا درهماً و اقل منه كما شاهدناهم في النجف الاشرف والحلة وغيرها.

ومما يناسب هذا المقام كلام ذكره علي بن طاووس (ره) في بعض كتبه وحاصله انه اجتمع يوماً في بغداد مع فضلائها، فانجرّ الكلام بينهما الى ذمر المهدي ﷺ وما يدعيه الامامية من حيوته في هذه المدة الطويلة فشنّع ذلك الفاضل على من يصدّق بوجوده، ويعتقد طول عمره الى ذلك الزمان وانكره انكاراً شديداً بليغاً.

قال السيد (ره) فقلت له انك تعلم انه لو حضر اليوم رجل وادّعى أنه يمشي على الماء لاجتمع لمشاهدته كل اهل البلد، فاذا مشى على الماء وعاينوه وقضوا تعجبهم منه، ثم جاء في اليوم الثاني آخر وقال انا امشي على الماء ايضاً، فشاهدوا مشيه عليه لكان تعجبهم اقل من الاول، فاذا جاء في اليوم الثالث آخر وادّعى انه يمشي على الماء فربما لا يجتمع للنظر اليه الاّ قليلاً ممن شاهد الاولين فاذا مشى سقط التعجب بالكلية، فاذا جاء رابع وقال انا ايضاً امشي على الماء كما مشوا فاجتمع عليه جماعة ممن شاهدوا الثلاثة الاول ثم اخذوا ليتعجبوا (يتعجبون خ) منه تعجباً زايداً على تعجبهم من الاول والثاني والثالث لتعجب العقلاء من نقص عقولهم وخاطبوهم بما يكرهون، وهذا بعينه حال المهدي ﷺ فانكم رويتم ان ادريس حيّ موجود في السماء من زمانه الى الان ورويتم ان الخضر كذلك في الارض حي موجود من زمنه الى الان، ورويتم ان عيسى ﷺ حيّ موجوده في السماء، وأنه سيعود الى الارض اذا ظهر المهدي، ويقتدى به، فهذه ثلثة نفر من البشر قد طالت اعمارهم زيادة على المهدي ﷺ فكيف لا تتعجبون منهم ويتعجبون من ان يكون لرجل من ذرية النبي ﷺ اسوة بواحد منهم،

قال المفضل ما المراد بفرعون وهامان في الاية؟ فقال ابو بكر وعمر قال المفضل قلت يا سيدي ورسول الله وامير المؤمنين يكونان مع المهدي؟ فقال لا بدّ ان يطاءا الارض أي والله حتى ما وراء جبل قاف وما في الظلمات وجميع البحور، ويقيم دين الله في جميع الاماكن وكأني ارى يا مفضل اننا (معاشر ظ) ايها (أي خ ل) الائمة واقفون عند جدنا رسول الله صلى الله عليه وآله نشكو اليه ما صنع بنا هذه الامة من بعده من تكذيبنا وسبّنا واخافتنا بالقتل والاخراج من حرم الله ورسوله وقتلنا وحبسنا، فيبكي النبي صلى الله عليه وآله ويقول قد فعلوا بكم ما فعلوا بجدكم فاوّل من يشكوا اليه فاطمة من ابي بكر وعمر فتقول له انهما اخذا فدك مني بعد ما اقمت البراهين عليهما فلم ينفع والكتاب الذي كتبته لي على فدك اخذه مني عمر بحضور المهاجرين والانصار وتفل فيه ومزقه فأتيت الى قبرك شاكية وابو بكر وعمر بسقيفة بني ساعدة مضوا الى المنافقين وتواطئوا معهم وغصبوا خلافة زوجي فأتوا اليه ليبايعهم فأبى فجمعوا حطباً ووضعوه على باب البيت ليحرقوا اهل البيت فصحت وقلت ما هذه الجرأة على الله وعلى رسوله يا عمر تريد ان تقطع نسل الانبياء فقال عمر اسكتي ليس محمد موجوداً حتى ينزل عليه الملائكة بالامر والنهي قولي لعلي يبايع ابا بكر والا اضرمنا النار في بيتكم، فقلت اشكو الى الله كيف فعلوا بنا بعد النبي صلى الله عليه وآله وغصبوا حقنا فصاح عمر دعينا من هذه الحماقات، الم تعلمي ان الله تعالى لن يجمع النبوة والامامة لكم، فرفع سوطه وضربني به فكسر يدي وعصر الباب على بطني فاسقط مني ولدي المحسن فصحت واابتاه وارسول الله قد كذّبوا ابنتك وضربوها بالسوط واسقطوا منها ولدها المحسن، فاردت يا رسول الله ان اكشف القناع عن رأسي وانشر شعري واشكو الى الله فمنعني علي بن ابي طالب وقال ان اباك قد كان بعث رحمة للامة فلا تكوني انت السبب في عذابهم ولا تنشري شعرك والله ان رفعت راسك بالدعاء ليهلكن الله ما في الارض والهوى فرجعت الى البيت وبقيت مريضة من ذلك الضرب صرت شهيدة منه.

ثم يقوم بعدها امير المؤمنين عليه السلام فيطيل الشكاية ويقول يا رسول الله اني حملت الحسنين ليلاً الى بيوت المهاجرين والانصار الذين اخذت لي البيعة منهم مراراً وطلبت منهم النصرة فوعدوني ولما اصبح الصباح لم ارَ احداً منهم فصار حالي معهم كحال هرون في بني اسرائيل بعد موسى فلما رجع اليه موسى قال له هرون ﴿يا ابن ام ان القوم قد استضعفوني وكادوا يقتلونني﴾ فصبرت في جنب الله على البلاء الذي لم يتحمله غيري من اوصياء الانبياء حتى قتلوني بضربة ابن ملجم، ثم يقوم الحسن عليه السلام فيقول يا جدّا انه لما اتصل خبر شهادة ابي لمعاوية لعنه الله ارسل زياداً وهو ولد زنا مع مأة الف وخمسين الفا من الرجال الى الكوفة ليأخذ عليَّ وعلى اخي الحسين واهل بيتنا البيعة لمعاوية، ومن لم يقبل منا يضرب عنقه ويرسل برأسه الى

معاوية فدخلت المسجد وصعدت المنبر وعظت الناس ودعوتهم الى دينك وخوّفتهم عقابك فلم يجبني منهم الا عشرون فرفعت طرفي في السماء وقلت الله اشهدها بأني دعوتهم الى دينك وخوّفتهم عقابك فلم يطيعوا اللهم ارسل عليهم البلاء والعذاب، فنزلت وتوجهت الى جانب المدينة فتبعوني وقالوا ان هذا عسكر معاوية قد وصل الى الانبار وغار على اهله واخذ اموالهم وسبى ذراريهم فامض معنا حتى نجاهده بالسيوف فقلت لهم انه لا وفاء لكم فأرسلت معهم جماعة وقلت لهم انكم اذا بلغتم معاوية نقضتم بيعتي وتضطروني الى الصلح مع معاوية فما صار الا ما اخبرتهم به ثم يقوم الحسين المظلوم عليه السلام مخضباً بدمه مع جميع الشهداء فينظر النبي صلى الله عليه وآله اليهم فيبكي ويبكي لبكائه اهل السموات والارض، وتصيح فاطمة عليها السلام صوتاً تزلزل الارض وامير المؤمنين والحسن في جانب رسول الله صلى الله عليه وآله وفاطمة عليها السلام في جانب يساره فيحضر حمزة وجعفر وتأتي خديجة وفاطمة بنت اسد ومعهما المحسن بن فاطمة وهما (هم ظ) يبكون فبكى الصادق عليه السلام وقال لا اقر الله عيناً لا تبكى عند ذكر هذه القصة وبكى المفضل فقال يا سيدي ما ثواب ما يبكي لمصابكم فقال ثوابه لا يحصى ان كان من الشيعة.

فقال له المفضل ثم ما يكون بعد هذا يا سيدي قال ان فاطمة تقوم وتقول يا رب اوف بما وعدتني في امر من ضربني وقتل اولادي فتبكي لاجلها اهل السموات والارض ولا يبقى احد من ظالمينا والذين اعانوا علينا والذين رضوا لهم بافعالهم الا ويقتل في ذلك اليوم الف مرة، فقال له المفضل يا سيدي ان في شيعتك من لا يعتقد انك ترجع مع مواليك واعدائك فقال يا مفضل اما سمعوا الاحاديث من رسول الله ومنّا بالرجعة اما سمعوا قوله تعالى ﴿ولنذيقنهم من العذاب الادنى دون العذاب الاكبر﴾ فالعذاب الادنى هو وقت خروجنا والعذاب الاكبر هو عذاب القيامة ان جماعة من شيعتنا يقولون معنى الرجعة ان الملك يرجع الى آل محمد فيكون مهديهم سلطانا ويلهم على هذا ما اخذ الله منا الملك حتى يرجعه الينا بل فينا ملك النبوة والامامة والدنيا والاخرة دائماً، اما سمعوا قوله تعالى ﴿ونريد ان نمنّ على الذين استضعفوا في الارض فنجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين﴾.

قال ثم بعد هذا يقوم جدي علي بن الحسين وابي محمد الباقر فيشكون الى جدهما من فعل الظالمين، ثم اقوم انا اشكو اليه من منصور الدوانيقي ويقوم ابني موسى فيشكو من هارون الرشيد ثم يقوم علي بن موسى الرضا ويشكو من المأمون الملعون، ثم يقوم محمد التقي فيشكو من المأمون وغيره، ثم يقوم علي النقي فيشكو من المتوكل ثم يقوم الحسن العسكري فيشكو من المعتز، فيقوم المهدي ومعه ثوب رسول الله صلى الله عليه وآله ملطّخ بالدم كان عليه يوم احد وشجوا رأسه وكسروا ضرسه فيه والملائكة حافة به فيقول يا جدّ انك وصفتني للناس وعرفتهم اسمي ونسبي

وكنيتي فانكروني ولم يطعني منهم احد فقال بعضهم لم يتولد وقال آخرون انه مات ولو كان حياً لما غاب هذه الغيبة الطويلة فصبرت الى ان امرني الله بالخروج فخرجت فيقول النبي صلى الله عليه وآله الحمد لله الذي صدقنا وعده واورثنا الارض تتبوأ من الجنة حيث نشاء فنعم اجر العاملين، ويقول ﴿وهو الذي ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون﴾ ثم يقرأ ﴿انا فتحنا لك فتحاً مبيناً ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر ويتم نعمته عليك ويهديك صراطاً مستقيماً وينصرك الله نصراً عزيزاً﴾ فقال المفضل ما ذنب رسول الله صلى الله عليه وآله الذي غفره الله له؟ فقال يا مفضل ان النبي صلى الله عليه وآله دعى الله ان يحمله ذنوب شيعته وشيعة علي وشيعة الائمة ما تقدَم منها وما تأخر الى يوم القيامة وان لا يفضحه بين الانبياء بذنوب الشيعة التي تحملها فأخبره الله سبحانه انه غفر له جميع تلك الذنوب التي تحملها، فبكى المفضل وقال يا سيدي هذا الفضل كله من بركاتكم فقال يا مفضل هذا كله انما هو لك ولامثالك من الشيعة فقال يا مفضل لا تخبر بهذا الحديث احداً من الذين يطلبون الرخص في المعاصي ويتركون العبادات لمكان هذه الاخبار فلا تنفعهم شفاعتنا لان الله تعالى يقول ﴿لا يشفعون الا لمن ارتضى﴾.

فقال له المفضل قول النبي صلى الله عليه وآله وقرائته ﴿ليظهره على الدين كله﴾ اما ظهر وغلب دينه على جميع الاديان فقال يا مفضل لو غلب دينه على الاديان لما بقى في الدنيا دين اليهود والنصارى والمجوس والصابئين وغيرهم فلا يكون هذا الاّ في زمن المهدي عليه السلام وكذا يكون تأويل هذه الاية وهي قوله ﴿وقاتلوهم حتى لا تكون فتنة ويكون الدين كله لله﴾ فقال عليه السلام ان المهدي يرجع الى الكوفة فيمطر الله عليهم جراداً من ذهب كما امطره على ايوب عليه السلام فيسقمه بين اصحابه، ويقسم بينهم كنوز الارض من ذهبها وفضتها فقال له المفضل يا سيدي اذا مات المؤمن وعلمه دين من اصحابه ما يفعل معه؟ فقال يا مفضل اول ما يظهر المهدي ينادي مناديه من له على مؤمن دين فليتكلم حتى اعطيه دينه فيطعي ديون الشيعة كلها حتى رأس الثوم وحبة الخردل والحديث طويل.

وروى الصدوق وجعفر بن قولويه ومحمد بن ابراهيم النعماني باسانيدهم الى الصادق عليه السلام قال كأني انظر الى القائم في النجف الكوفة لابس درع رسول الله صلى الله عليه وآله راكب فرساً سوداً اغرَ الجبهة فيحركه ويظهر للناس بقدرة الله لكل بلدان المهدي يريد بلادهم فينشر علم رسول الله صلى الله عليه وآله عمود من العرش واجزاؤه من النصر والظفر فلا يتوجه بذلك العلم الى قوم الا اهلكهم الله تعالى فاذا حرَك ذلك العلم لم يبق مؤمن الا صار قلبه كقطع الحديد واعطاه الله قوة اربعين رجلاً فيدخل هذا الفرح على المؤمنين وهم في قبورهم فيتزاؤرون في القبور

ويبشرون بعضهم بعضاً بخروج المهدي وتظهر معه ثلاثة عشر الفا من الملائكة وثلثمائة عشر ملكاً من الذين كانوا مع نوح في السفينة ومع ابراهيم لما القى في النار ومع موسى لما شقّ له البحر ومع عيسى لما رفع الى السماء والاربعة آلاف ملك الذين نزلوا لنصرة الحسين عليه السلام فلم يرخص لهم فبقوا عند قبره شعثا غبرا يبكون عليه، وكبيرهم ملك اسمه منصور يستقبلون كلّ من يمضي الى زيارة الحسين عليه السلام ويشايعون كل من يودعه راجعاً ويعودون كلّ من يمرض من زوّاره ويمشون تحت جنازة موتاهم ويستغفرون لهم وهم في الارض ينتظرون خروج المهدي عليه السلام.

وفي الروايات عن الصادقين عليهما السلام ان الله سبحانه خيّر ذا القرنين بين السحاب الذلول أي الخالي من الرعد والصوت وبين السحاب الصعب وهو ما فيه رعد وبرق فاختار الاول وبقى الثاني للمهدي عليه السلام فيركب عليها ويطوف السموات السبع والارضين السبع ويسخّر الله له الرياح كلها وله من القوة ما لو قبض بيده الشجرة العظيمة لقلعها من اصلها واذا صاح بين الجبلين صار صخرة رمادا ولا يبقى مكان في الدنيا الا وصل اليه وتظهر له المعادن كلها واذا توجه الى جهاد بلاد من البلدان وقع الرعب في قلوبهم من مسيرة شهر ويعرف كلّ من يراه انه مؤمن او كافر صالح او فاسق ويحكم بحكم داود سليمان بعلمه الذي علّمه الله سبحانه لا يسأل البينة ولا الشهود، وياتما توجّه ظلّله السحاب وينطق السحاب بلسان فصيح هذا مهدي آل محمد يملأ الارض قسطاً وعدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً وتطوى الارض له ولاصحابه، ومن علاماته ان ليس له ظل على الارض فاذا خرج من مكة نادى مناديه بان لا يحمل احد من العسكر طعاماً ولا ماءً ومعه حجر موسى عليه السلام فاذا وصل الى المنزل نصبه وانفجرت منه اثنتا عشر عينا فيروى ويشبع من شرب منها فاذا بلغ النجف وسكن فيها انفجر من تلك الصخرة ماء ولبن فيكون هو الغذا عوض الطعام والشراب.

وفي روايات اخرى انه يخرج من تلك الصخرة ماء وطعام وعلف لهم ولدوابهم ويخرج عليه السلام ومعه عصا موسى عليه السلام اذا القاها من يده صارت ثعباناً ويكون ما بين فكيّها مقدار اربعين ذراعاً وتلقف في حلقها كلّ ما يأمرها بابتلاعه، ويلبس ثوب ابراهيم الذي اتى به جبرئيل عليه السلام لما رماه نمرود في النار فصارت عليه برداً وسلاماً وهو قميص يوسف عليه السلام الذي القوه على وجه يعقوب فارتدّ بصيراً ويخرج وهو لابس خاتم سليمان ومعه تابوت بني اسرائيل الذي فيه جميع مواريث الانبياء وآثارهم ولم يبق كافر على وجه الارض ولو ان كافراً لجأ الى صخرة او شجرة لنادت الصخرة هذا الكافر عندي فاقتلوه، ويمسح يده على رؤوس المؤمنين فتتضاعف عقولهم واحلامهم وتصير كاملة ويكون المؤمن من القوة ما لو اراد قلع جبل الحديد لقلعه ويطيعهم كل

عليه السلام الرجوع الى الدنيا حتى يأخذ ثاره وينتقم من ظالميه فحاجتي يا رب ان ترجعني في زمانه لاجل اخذ ثاري واقتل من قتلني، فقبل الله حاجته وجعله من الذين يرجعون في زمان الحسين عليه السلام وفي رواية أخرى ان الحسين عليه السلام يرجع الى الدنيا مع خمسة وسبعين الفاً من الرجال.

وروى عاصم بن حميد عن الباقر عليه السلام قال ان امير المؤمنين عليه السلام خطب خطبة ذات يوم فحمد الله فيها واثنى عليه بالوحدانية، وقال ان الله سبحانه قد تكلم بكلمة فصارت نوراً فخلق منه نور النبي ونوري ونور الائمة وتكلّم بكلمة اخرى فصارت روحاً فاسكنها في ذلك النور وذلك النور مع تلك الارواح ركّبها في ابداننا معاشر الائمة، فنحن الروح المصفّاة ونحن الكلمات التامات ونحن حجة الله الكاملة على الخلق، فنحن كنّا نوراً اخضر حيث لا شمس ولا قمر ولا ليل ولا نهار ولا مخلوق من المخلوقات، وكنا نسبح الله ونقدسه قبل خلق الخلق، فأخذ الله لنا العهد من ارواح الانبياء على الايمان بنا وعلى نصرتنا، وهذا معنى قوله سبحانه ﴿واذ اخذ الله ميثاق النبيين لما اتيكم من كتاب وحكمة ثم جاءكم رسول مصدق لما معكم لتؤمنن به ولتنصرنّه﴾ فقال عليه السلام يعني الايمان بمحمد صلى الله عليه وآله ونصرة وصيه، وهذه النصرة صارت قريبة، وقد اخذ الله الميثاق منّي ومن نبيه لينصر كل منّا صاحبه، فأما انا فقد نصرت النبي صلى الله عليه وآله بالجهاد معه وقتلت اعدائه واما نصرته لي وكذا نصرة الانبياء عليهم السلام فلم تحصل بعد، لانهم ماتوا قبل امامتي وبعد هذا سينصروني في زمان رجعتي، ويكون لي ملك ما بين المشرق والمغرب ويخرج الله لنصرتي الانبياء من آدم الى محمد يجاهدون معي، ويقتلون بسيوفهم الكفار الاحياء والكفار الاموات الذين يحييهم الله تعالى، واعجب وكيف لا اعجب من اموات يحييهم الله تعالى يرفعون اصواتهم بالتلبية فوجاً فوجاً لبيك يا داعي الله ويتخللون اسواق الكوفة وطرقها، حتى يقتلون الكافرين والجبارين والظالمين من الاولين والاخرين حتى يحصل لنا ما وعدنا الله ثم تلا هذه الاية ﴿وعد الله الذين آمنوا منكم وعملوا الصالحات ليستخلفنهم في الارض كما استخلف الذين من قبلهم وليمكننّ لهم دينهم الذي ارتضى لهم وليبدّلنهم من بعد خوفهم امناً يعبدونني لا يشركون بي شيئاً﴾.

قال عليه السلام يعني يعبدونني ولا يتقون من احد لان لي رجعة بعد رجعة وحيوة بعد حيوة انا صاحب الرجعات وصاحب الصولات وصاحب الانتقامات وصاحب الدولة العجيبة انا حصن الحديد وانا عبد الله واخورسوله وانا أمين الله على علمه وصندوسرة وحجابه وصراطه وميزانه وكلمته و انا أسماء الله الحسنى وامثاله العليا واياته الكبرى انا صاحب الجنه في جنتهم واهل النار في نارهم وانا الذى ازواج اهل الجنه والى مرجع هذا الخلق في القيمه وعلى حسابهم وانا المؤذن على الاعراف وانا الذي اظهر اخر الزمان في عين الشمس وانا دابه

الارض التي ذكرها الله في الكتاب اظهر اخر الزمان ومعى عصى موسى وخاتم سليمان اضعه في وجه المؤمن والكافر فتنقش فيه هذا مؤمن حقا وهذا كافر حقا، وانا امير المؤمنين وامام المتقين ولسان المتكلمين وخاتم اوصياء النبيين ووارثهم وخليفت الله على العالمين ونا الذي علمنى الله علم البلايا والمنايا وعلم القضابين الناس وانااالذي سخر لي الرعد والبرق والسحاب الظلمة والنور والرياح والجبال والبحار والشمس والقمر والنجوم ايها الناس إسألوني عن كل شيء وعن الصادق عليه السلام ان الشيطان لما قال رب انظرني الى يوم يبعثون قال انك من المنظرين الى يوم الوقت المعلوم فيخرج الشيطان مع عساكره وتوابعه من يوم خلق آدم الى يوم الوقت المعلوم وهو آخر رجعه يرجعها اميرالمؤمنين عليه السلام فقال الراوي لامير المؤمنين عليه السلام من رجعة؟ فقال ان له رجعات ورجعات، وما من امام في عصر من الاعصار الا يرجع معه المؤمنون في زمانه والكافرون فيه حتى يستولي اولئك المؤمنون على اولئك الكافرين فينتقمون منهم فاذا جاء الوقت المعلوم ظهر امير المؤمنين عليه السلام مع اصحابه وظهر الشيطان مع اصحابه، فيتلاقى العسكران على شطّ الفرات في مكان اسمه الروحا قريب الكوفة، فيقع بينهم حرب لم يقع في الدنيا من اولَها وآخرها وكأني ارى اصحاب امير المؤمنين عليه السلام قد رجعوا منهزمين حتى تقع ارجلهم في الفرات فعند ذلك يرسل الله سحابة مملوة من الملائكة يتقدمها النبي صلى الله عليه وآله وبيده حربة من نور، فاذا نظر الشيطان اليه ادبر فاراَ، فيقول له اصحابه الى اين تفرَ ولك الظفر عليهم فيقول اني أرى ما لا ترون اني اخاف من عقاب رب العالمين، فيصل النبي صلى الله عليه وآله ويضربه ضربة بالحربة بين كتفيه فيهلك بتلك الضربة هو مع جميع عساكره، فعند ذلك يعبد الله على الاخلاص ويرتفع الكفر والشرك، ويملك امير المؤمنين عليه السلام الدنيا اربعين الف سنة ويولد لكل واحد من شيعته الف ولد من صلبه في كل سنة ولد، وعند ذلك يظهر البستانان عند مسجد الكوفة الذي قال الله تعالى ﴿مدهامّتان﴾ وفيهما من الاتساع ما لا يعمله الا الله تعالى.

وقد روى في تفسير قوله ﴿ولئن متم او قتلتم لالى الله تحشرون﴾ ان الله سبحانه قد قرر لكل احد موتاً وقتلاً، فان كان قد مات قبل الرجعة قتل فيها، وان كان قد قتل قبلها رجع حتى يموت فيها، وفي الاخبار الكثيرة في تفسير قوله تعالى ﴿ويوم نحشر من كل ثمة فوجاً ممن يكذب بآياتنا﴾ ان تأويلها في الرجعة، لان في القيامة الكبرى يحشر الله الخلائق كلهم لا يغادر صغيرة ولا كبيرة كما في الايات الاخر، وروى عن الصادق عليه السلام في تفسير قوله تعالى ﴿فان له معيشة ضنكا﴾ ان تأويلها في النواصب والسفياني انه يكون طعامهم في الرجعة العذرة، وفي احاديث المعراج يا محمد ان علياً يكون في آخر من قبض روحه من الائمة وهو دابة الارض الذي يكلم الناس.

ومنهم البهشمة انفرد ابو هاشم عن ابيه بامكان استحقاق الذمَ العقاب بلا معصية مع كونه مخالفاً للاجماع والحكمة وبأنه لا توبة عن كبيرة مع الاصرار على غيرها عالماً بقبحه ويلزمه ان لا يصلح اسلام الكافر مع ادنى ذنب اصرَ عليه ولا توبة مع عدم القدرة فلا يصحَ توبة الكاذب عن كذبه بعدما صار اخرس ولا توبة الزاني عن زناه بعد ما جبَ ولا يتعلق علم واحد بمعلومين على التفصيل ولله احوال لا معلومة ولا مجهولة ولا قديمة ولا حادثة قال الامدي هذا تناقض اذ لا معنى لكون الشيء حادثاً الا انه ليس قديماً ولا لكونه مجهولاً الا انه ليس معلوماً.

الفرقة الثانية من الفرق الاسلامية الشيعية وهم الذون شايعوا علياً عليه السلام وقالوا انه الامام بعد رسول الله صلى الله عليه وآله بالنص، اما جلياً وإما خفياً واعتقدوا ان الامامة لا تخرج عنه وعن اولاده فان خرجت فاما بظلم يكون من غيرهم واما بيعة منه او من اولاده وهم اثنان وعشرون فرقة اصولهم ثلاث فرق غلاة وزيدية وامامية اما الغلاة فثمانية عشر.

السبائية قال عبد الله بن سبأ لعلي عليه السلام انت الاله حقاً فنفاه علي عليه السلام الى المدائن وقيل انه كان يهودياً فأسلم وكان في اليهودية يقول في يوشع بن نون وفي موسى مثل ما قال في علي، وقيل انه اول من اظهر القول بوجوب امامة علي، ومنه تشعبت اصناف الغلاة وقال ابن سبأ ان علياً عليه السلام لم يمت ولم يقتل وانما قتل ابن ملجم شيطاناً تصوّر بصورة علي وعلي عليه السلام في السحاب والرعد صوته والبرق ضوئه وانه ينزل بعد هذا الى الارض ويملأها عدلاً وهؤلاء يقولون عند سماع الرعد عليك السلام يا امير المؤمنين.

الكاملية قال ابو كامل بكفر الصحابة بترك بيعة علي ويكفر علي بترك طلب الحق، وقال بالتناسخ في الارواح عند الموت وان الامامة نور يتناسخ أي ينتقل من شخص الى آخر وقد يصير في شخص نبوة بعد ما كان في شخص آخر امامة.

البيانية قال بيان بن سمعان التميمي النهدي اليمني الله على صورة انسان ويهلك كله الا وجهه وروح الله حلت في علي ثم ابنه محمد بن الحنفية، ثم في ابنه هاشم ثم في بيانه ابنه.

المغيرية قال مغيرة بن سعيد العجلي الله على صورة رجل من نور على رأسه تاج وقلبه منبع الحكمة ولما اراد ان يخلق الخلق تكلم بالاسم الاعظم فطار فوقع تاجاً على رأسه وذلك قوله تعالى سبَ؛ اسم ربك الاعلى الذي خلق فسوى ثم انه كتب على كفه عملَ العباد فغضب من المعاصي فعرق فحصل من عرقه بحران احدهما ملح مظلم والاخر حلو نيّر ثم اطلع في البحر النير وابصر في ظلّه فانتزعه فخلق منه الشمس والقمر وافنى الباقي من الظل نفياً للشريك وقال لا ينبغي ان يكون معي الهاً (شريكاً خ) آخر ثم خلق الخلق من البحرين فالكفار من الظلم والمؤمنين من النير ثم ارسل محمداً والناس في ضلال وعرض الامانة وهي منع على عن

المؤمنين عليه السلام وصفاً لا تسمية والصحابة كفروا بمخالفته وتركهم الاقتداء بعلي بعد النبي صلى الله عليه وآله والامامة بعد الحسن والحسين شورى في اولادهما فمن خرج منهم بالسيف وهو عالم شجاع فهو امام واختلفوا في الامام المنتظر، فقال بعضهم هو محمد بن عبد الله بن الحسين بن علي الذي قتل بالمدينة في ايام المنصور وزعموا انه لم يقتل وذهب آخرون الى انه محمد بن القاسم بن علي بن الحسين صاحب طالقان الذي اسر في ايام المعتصم وحمل عليه وحبسوه (حبسه خ) في داره حتى مات وقد انكروا موته وذهب طائفة الى انه يحيى بن عمير صاحب الكوفة من اجناد زيد بن علي دعا الناس واجتمع عليه خلق كثير وقتل في ايام المستعين بالله وقد انكروا قتله.

السليمانية وهو سليمان بن جرير قالوا الامامة شورى فيما بين الخلق وانما تنعقد برجلين من خيار المسلمين ويصح امامة المفضول مع وجود الافضل وابو بكر وعمر امامان وان اخطأ الامة في البيعة لهما، مع وجود علي لكنه خطأ لم ينته الى درجة الفسق وكفروا عثمان وطلحة والزبير وعائشة.

البترية هو بتر القومي وافقوا السليمانية الا انهم توقفوا في عثمان واكثرهم ملقدون يرجعون في الاصول الى الاعتزال وفي الفروع الى ابي حنيفة الا في مسائل قليلة.

الامامية قالوا بالنص الجلي على امامة علي وكفروا الصحابة ووقعوا فيهم وساقوا الامامة الى جعفر الصادق عليه السلام وبعده الى اولاده المعصومين عليهم السلام ومؤلف هذا الكتاب من هذه الفرقة وهي الناجية ان شاء الله وقد تتبعنا كتب الفرق الاسلامية ورأينا ان الحق مع الامامية بالبراهين العقلية والنقلية وسيأتي ان شاء الله تعالى في النور الاتي.

الفرقة الثالثة من كبار الفرق الاسلامية الخوارج وهم سبع فرق المحكمة وهم الذين خرجوا على امير المؤمنين عليه السلام عند التحكيم وكفروه وهم اثنا عشر الف رجل كانوا اهل صلوة وصيام وفيه قال النبي صلى الله عليه وآله يحقر احدكم صلوته في جنب صلوتهم وصومه في جنب صومهم ولكن لا يجاوز ايمانهم تراقيهم، قالوا من نصب من قريش وغيرهم وعدل فيما بين الناس فهو امام وان غيّر السيرة وجار وجب ان يعزل او يقتل ولم يوجبوا نصب الامام بل جوّزوا ان لا يكون في العالم امام وكفّروا عثمان واكثر الصحابة ومرتكب الكبيرة.

البيهشية هو بيهشة بن الهيصم بن جابر قالوا الايمان هو الاقرار والعلم بالله وبما جاء به الرسول صلى الله عليه وآله فمن وقع فيما لا يعرف احلال هو ام حرام فهو كافر لوجود الفحص عليه حتى يعلم الحق وقيل لا يكفر حتى يرجع امره الى الامام فيحده وكل ما ليس فيه حد فهو مغفور، وقيل لا حرام الا في قوله تعالى قل لا اجد فيما اوحى الى محرماً الاية، وقالوا اذا كفر الامام

اردو ترجمہ

حق الیقین

جلد دوم

مصنفہ

علامہ سید محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

جناب سید بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی
(پاکستان)

ہم سے چھین لی ہے کہ پھر ہمارے لیے واپس آئے گی۔ نبوت و امامت اور وصایت کی بادشاہی ہمیشہ ہمارے لیے ہے۔ اے مفضل اگر ہمارے شیعہ قرآن میں غور و فکر کریں تو یقیناً ہماری فضیلت میں شک نہ کریں۔ شاید اس آیت کو انھوں نے نہیں سنا ہے۔ ونرید نمن علی الذین استضعفوا فی الارض الخ۔ جس کا ترجمہ گذر چکا۔ خدا کی قسم یہ آیت بنی اسرائیل کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس کی تاویل ہم اہلبیتؑ کی رجعت کے ذکر میں ہے اور فرعون وہامان اوّل و دوم ہیں۔

پھر (بسلسلۂ سابقہ) فرمایا کہ امام حسینؑ کے بعد میرے جد امام علی بن الحسینؑ (زین العابدینؑ) اور میرے پدر امام محمدؑ باقرؑ اٹھیں گے اور اپنے جد رسولِ خداؐ سے جو کچھ ظالموں نے اُن پر مظالم کئے ہیں۔ ان سب کی شکایت کریں گے۔ پھر میں اٹھوں گا اور جو کچھ منصور دوانیقی نے مجھ پر ظلم کئے ہیں بیان کروں گا۔ پھر میرے فرزند امام موسیٰ کاظمؑ اٹھیں گے اور اپنے جد سے ہارون الرشید کی شکایت کریں گے۔ اُن کے بعد علی بن موسیٰ الرضاؑ اٹھیں گے اور مامون الرشید کی شکایت کریں گے۔ پھر امام محمد تقیؑ اٹھیں گے اور مامون وغیرہ کی شکایت کریں گے۔ پھر امام علی نقیؑ اٹھیں گے اور متوکل کی شکایت کریں گے۔ پھر امام حسن عسکریؑ اٹھیں گے اور معتزل باللہ کی شکایت کریں گے۔ اُن کے بعد امام مہدی آخر الزمانؑ اپنے جد رسولِ خداؐ کے ہمنام اٹھیں گے اور جناب رسولِ خداؐ کا خون آلود لباس لیے ہوں گے کہ روز جنگِ اُحد حضرتؐ کی پیشانی انور کو مشرکین نے مجروح کیا تھا اور آپ کے دندانِ مبارک توڑے تھے۔ اور حضرتؐ کا لباس خون آلودہ ہوا تھا۔ فرشتے اُن کے گرد ہوں گے۔ وہ اپنے جد جناب رسولِ خداؐ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور کہیں گے کہ آپ نے لوگوں سے میرے اوصاف بیان فرمائے اور میری ذات کی جانب لوگوں کی رہنمائی فرمائی اور میرے نام و نسب اور میری کنیت سے ان کو آگاہ فرمایا۔ مگر آپ کی اُمت نے میرے حق سے انکار کیا اور میری اطاعت نہ کی اور کہا کہ وہ ابھی پیدا نہیں ہوئے ہیں اور موجود نہیں ہیں اور نہ ہوں گے یا کہیں گے کہ مر گئے ہیں۔ اگر ہوتے تو اتنی مدت تک غائب نہ ہوتے۔ لہٰذا میں نے خدا کے لیے اب تک صبر کیا جبکہ خدا نے مجھے اجازت دی کہ ظاہر ہوں پھر حضرت نے فرمایا کہ :-

الحمد للہ الذی صدقنا وعدہ واورثنا الارض نتبوء من الجنۃ حیث نشاء فنعم اجر العملین۔ اور کہیں گے خدا کی مدد و فتح آئی اور خدا کا قول ثابت ہوگیا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ ولوکرہ المشرکون۔ پھر پڑھا۔ انا فتحنا لک فتحا مبینا لیغفرلک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ویتم نعمتہ علیک و

یهدیک صراطاً مستقیماً و ینصرک اللہ نصراً عزیزاً۔
مفضل نے پوچھا کہ جناب رسولِ خداؐ کا کیا گناہ تھا جس کے بارے میں خدا فرماتا ہے: تاکہ خدا تمھارے اگلے پچھلے گناہوں کو اور جو کچھ باقی ہے اور جو اُس کے بعد ہوگا بخش دے حضرتؑ نے فرمایا کہ اے مفضل رسولِ خداؐ نے دعا کی تھی کہ خداوندا! میرے بھائی علی بن ابی طالبؑ کے شیعوں کے اور میرے فرزندوں کے جو میرے اوصیاء ہیں قیامت تک کے شیعوں کے گناہوں کو مجھ پر بار کر دے اور مجھ کو پیغمبروں کے درمیان شیعوں کے گناہوں کے سبب رسوا مت کر۔ تو خداوندِ عالم نے تمام شیعوں کے گناہوں کو حضرتؐ پر بار کر دیا۔ پھر حضرتؐ کی خاطر سے سب کو بخش دیا۔ یہ سُن کر مفضل بہت روئے اور کہا اے میرے سیّد یہ خدا کا فضل ہے اور آپ ہمارے اماموں کی ہم پر برکت کا سبب ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا یہ تمھارے اور تمھارے ایسے خالص شیعوں کے لیے ہے اور اس حدیث کو اُن لوگوں سے مت بیان کرنا جو خدا کی معصیت کے لیے اجازت چاہتے ہیں اور بہانہ ڈھونڈھتے ہیں پھر اس فضیلت پر اعتماد کر کے عبادت ترک کر دیتے ہیں۔ ہم اُن لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتے۔ کیونکہ خداوندِ عالم فرماتا ہے کہ شفاعت نہیں کریں گے۔ مگر اُن کی جو پسندیدہ اعمال سے سرفراز ہوں گے اور شفاعت کرنے والے خدا کے خوف کے سبب بیجا شفاعت سے ڈرتے ہیں۔

مفضل نے پوچھا: یہ آیت جو جنابِ رسولِ خداؐ نے پڑھی کہ لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون۔ مگر آنحضرتؐ ابھی تمام دینوں پر غالب نہیں ہوئے ہیں۔ فرمایا کہ اے مفضل اگر سب دینوں پر غالب ہو جاتے تو یہودی، نصاریٰ، صابیہ اور دوسرے باطل ادیان زمین پر نہ رہ سکتے۔ بلکہ یہ غلبہ جنابِ مہدیؑ اور جنابِ رسولِ خداؐ کی رجعت کے زمانہ میں ہوگا۔ اور یہ آیت بھی اُسی زمانہ میں عمل میں آئے گی۔ وقاتلوھم حتّٰی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ امام مہدیؑ کوفہ واپس جائیں گے اور خدائے تعالیٰ اُن پر ٹڈی کی شکل میں سونا برسائے گا جس طرح حضرت ایوبؑ پر برسایا تھا اور حضرتؑ زمین کے خزانے سونے چاندی اور جواہرات اپنے اصحاب پر تقسیم کریں گے۔ مفضل نے پوچھا کہ اگر آپ کے شیعوں میں سے کوئی مرتا ہے اور کسی برادرِ مومن کا قرض اُس کے ذمّہ ہو تو کس طرح ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ پہلی مرتبہ حضرت مہدیؑ تمام عالم میں منادی کرائیں گے کہ جو ہمارے کسی شیعہ پر قرض لگتا ہو آئے اور کہے تو سب اُس کا قرض ادا فرما دیں گے۔ یہاں تک کہ ایک دانہ لسن اور ایک دانہ رائی تک ادا فرمائیں گے۔

یہ حدیث بہت زیادہ طویل ہے۔ ہم نے جس قدر اس مقام کے مناسب تھا درج کر دیا ہے۔

المناقب والمثالب

تأليف

القاضي أبي حنيفة النّعمان بن محمّد التميمي المغربي

المتوفى سنة ٣٦٣ هـ

تحقيق

ماجد بن أحمد العطيّة

منشورات

مؤسسة الأعلمي للمطبوعات

بيروت - لبنان

ص.ب ٧١٢٠

بني أمية يحدث أصحابه ويسمع الحسين عليه السلام حديثه، وهو يقول وقد ذكر آل أبي طالب: قد شركناهم في النبوة حتىٰ نلنا منها مثل ما نالوا منها من السبب والنسب، ونلنا من الخلافة ما لم ينالوا، فبم يفخرون علينا؟ فردد هذا القول ثلاث مرات.

فأقبل الحسين عليه السلام بوجهه إلىٰ ناحيته وقال: **«أمّا في أول وهلة فإني كففت عنك حلماً، وأمّا الثانية فإني كففت عنك عفواً، وأمّا الثالثة فإني أُجيبك: إني سمعت أبي يقول: إن في الوحي الذي أنزله الله علىٰ محمد صلى الله عليه وآله أنه إذا قامت القيامة الكبرىٰ، حشر الله بني أمية في صورة الذر يتوطأهم الناس حتىٰ يفرغ من الحساب ثم يؤتى بهم فيحاسبوا ويصار بهم إلىٰ النار»**.

وعن أبي عبد الله جعفر بن محمد عليه السلام أنه قال: **«ما أهل بيت إلّا ولله فيهم نجيب أو فيهم ناج، ما خلا بني أمية فإن الله لم يجعل فيهم نجيباً ولا ناجياً»**.

وعن أبي بكرة أنه ذكر بني أمية فقيل له: كأنك إنما عتبت علىٰ معاوية وزياد في الدنيا.

فقال: وأي ذنب أعظم من استعمالهم فلاناً علىٰ كذا وفلانا علىٰ كذا، لا والله ولكن القوم كفروا صراحة[1].

وقال في موضع آخر: يرىٰ الناس إنما عتبت علىٰ هؤلاء في الدنيا وقد استعملوا عبد الله علىٰ فارس ورواداً علىٰ ديوان الرزق وعبد الرحمن علىٰ بيت المال، كلا والله ولكنني إنما عتبت عليهم لأنهم كفروا صراحاً.

وقال رسول الله صلى الله عليه وآله: **«أئمة الكفر خمسة منهم معاوية وعمرو»**[2].

وقال ابن مسعود: خمسة من قريش ضالون مضلون فذكر منهم معاوية وعمرو.

---

١ ـ تاريخ دمشق: ٦٢ / ٢١٧، تهذيب الكمال: ٣٠ / ٧، سير أعلام النبلاء: ٣ / ٩.

٢ ـ المصنف لعبد الرزاق: ١١ / ٣٥٠ ح ٢٠٧٢٦، العلل لابن حنبل: ٢ / ١٢٧، التاريخ الكبير: ٧ / ٣١٦ (بتفاوت).

ذكر ما جاء من القول في جملة بني أمية ....

ذكر مناقب أمير المؤمنين علي بن أبي طالب عليه السلام
ومثالب معاوية بن أبي سفيان لعنة الله عليه

مناقب علي بن أبي طالب صلوات الله عليه وفضائله:

لو استقصينا ذكر ما رويناه منها وبسطناه في هذا الكتاب، لخرج عن حدّه الذي بنيناه عليه، لكثرة ذلك وطوله واتساع القول فيه، وكذلك مثالب معاوية ومخازيه، ولمّا لم ينبغ استقصاء ذلك على الكمال ولا تركه على كل حال، رأينا أن نذكر منه وجوهاً يكتفىٰ بها، ونكتاً يستغنىٰ بذكرها عمّا سواها، وقد ذكرنا نحو هذا في صدر هذا الكتاب، ولكنّا أردنا أن نوضحه في هذا الباب، وكذلك ما نجري ذكره فيما بعد من الأبواب التي تجمع فيها بين مناقب أولياء الله ومثالب أعدائه، فإنما نذكر من ذلك جملاً من المعروف والمشهور، والبيّن الواضح الملموس، نختصرها علىٰ مقدار ما بسّطنا عليه الكتاب، ورتّبنا عليه ما بوّبناه فيه من الأبواب.

وقد يذكر نحو هذا الكلام كثير من مؤلف الكتب تدليساً وتمويهاً، فيظهر أنه اختصر القول وهو أبلغ ما عنده وغاية ما وجده، فمن عسىٰ أن يظن ذلك بنا فيما قلناه ممّن قد نظر في شيء من الأخبار وعرف طرفاً من الفضائل، قد وقف علىٰ أنه قد جمع في فضائل علي عليه السلام أضعاف هذا الكتاب بأسره، فلو جئنا بذلك كله فأثبتناه بجملته لطال الكتاب عن تأليفه وخرج عن حدّه، فمن قال في ذلك ما قاله تدليساً وكذباً، فإنّا لم نقل بحمد الله منه إلّا صدقاً وحقاً.

[إسلام علي عليه السلام]

وقد ذكرت فيما تقدم: أن أبا طالب عم رسول الله صلى الله عليه وآله كفله بعد موت جدّه وأبيه، وأن جدّه عبد المطلب كان أسند إليه أمره، وكان له فيه من الكفالة والتربية وحسن القيام والذب والنصرة والمعونة والحمية ما ذكرنا أيضاً لطال ذكره، وهو مذكور في

رضيت نفسي علىٰ سيرة ابن أبي قحافة، فنفرت من ذلك وأخذتها بعمل ابن الخطاب فلم تطع، وراودتها علىٰ سيئات ابن عفان فأبت، فسلكت بكم طريقة بين ذلك، لي فيها منفعة، ولكم مؤاكلة ومشاربة حسنة جميلة علىٰ بعض الأثمرة، وإذا لم تجدوا من يقوم لكم بأمركم كلّه فبعضه، وألّا تعدوني خيركم فإني من خيركم لكم.

وخطب بدمشق فقال في خطبته:

إن الله ولّىٰ عمر بن الخطاب فولّاني عمر بعض ما ولّاه الله، فوالله ما خنته ولا كذبته ولا خالفت أمره، ثم إن الله ولّاني فلم يكن بيني وبينه أحد، فتقدمت وتأخرت وأحسنت وأسلمت[١]، فمن يكن قد عرفني فإني لا أجهل نفسي، وأنا أستغفر الله عن سيئتي[٢].

فهذه شهادته علىٰ نفسه ودعواه ما ليس له.

وقيل: إنه لمّا مرض مرضه الذي مات فيه جعلوا يقلبونه علىٰ فراشه، فقال: أي شيخ تقلبون إن نجاه الله من النار[٣].

وقال: لولا هواي في يزيد لأبصرت رشدي[٤].

ولمّا بايع الناس علياً صلوات الله عليه وأفضيت الخلافة إليه، عزل كل عامل كان استعمله عثمان أو أقرّه ممّن كان من تقدمه استعمله، ممّن علم علي عليه السلام فسقه وظلمه.

وكان يزيد أخو معاوية بن أبي سفيان عاملاً علىٰ الشام فمات هنالك في أيام

---

١ ـ في المصدر: وأخطأت.

٢ ـ تاريخ دمشق: ٢٢/ ١٤.

٣ ـ البداية والنهاية: ٨/ ١٥١.

٤ ـ تاريخ دمشق: ٥٩/ ٦١ و ٤١٢، النصائح الكافية: ٦١، البداية والنهاية: ٨/ ١٢٦، سير أعلام النبلاء: ٣/ ١٥٦.

معاويه بن ابی سفیان رض

يعني هذا ومضىٰ بينهما فقال: كل شيء أعطيته للحسن فهو تحت قدمي[١].

غلب علىٰ لسانه ما كان يعتقده من النكث به والبغي عليه، فلم يزل يكيده المكائدة ويبغيه الغوائل ويدس إليه من يسمّه، إلىٰ أن بلغه أن شجر بينه وبين امرأته جعدة بنت أشعث بن قيس شرّ، وأنه قلاها وأراد أن يطلقها، فأرسل معاوية إليها بسمّ لتسقيه الحسن، وبمال أرضاها به، ووعدها أن يزوجها ابنه يزيد، فرغبت في ذلك منه وآثرت موت الحسن لتربه، ولئلا يطلقها فيلزمها عار الطلاق، فسقته ذلك السمّ فعمل فيه.

فيقال: إنه خرج يوماً علىٰ من عنده من أصحابه وهو عليل فقال: **«والله ما خرجت إليكم حتىٰ ألقيت من كبدي طائفة أقلتها بعود، ولقد سقيت السمّ مراراً فما كان بأعظم علي من هذه المرة»**.

فقيل: ومن يك يابن رسول الله ؟

قال: **« وما تريدون من ذلك ؟»**

قالوا: نطلبه بك.

قال: **« إنكم لا تقدرون عليه ولكن الله بيني وبينه وعلم من حيث أتىٰ»**.

ومات من ذلك صلوات الله عليه[٢].

وأسند الإمامة إلىٰ أخيه الحسين عليه السلام فقام بها من بعده، وسنذكر بعد هذا خبره في موضعه إن شاء الله تعالىٰ.

وروي عن الأسود: أنه دخل يوماً علىٰ عائشة، ومعاوية لعنه الله يحارب علياً عليه السلام فقال: يا أم المؤمنين أما تعجبين لرجل من الطلقاء ينازع بالخلافة رجلاً من أهل بدر؟

---

١ ـ مقاتل الطالبيين :٤٥، شرح نهج البلاغة :١٦ / ٤٦.

٢ ـ مقاتل الطالبيين :٤٩، المصنف لعبد الرزاق :١١ / ٤٥٢ ح ٢٠٩٨٢، تاريخ دمشق :١٣ / ٢٨٠ ـ ٢٨٣.

الحسين بن علي رض ومعاوية رض

فقالت: أوليس قد ملك فرعون بني إسرائيل أربعمائة سنة، الملك لله يعطي البر والفاجر[١].

وقيل: إن عمر نظر إلىٰ معاوية لعنه الله يوماً فقال: هذا كسرىٰ العرب[٢].

وعن جابر بن عبد الله أنه قال: والله ما عادىٰ معاوية علياً إلّا بغضة لرسول الله صلى الله عليه وآله، ولقد قاتله علي وقاتل أباه وهو يقول: « **صدق الله ورسوله** » وهما يقولان: كذب الله ورسوله، والله لا يساوىٰ بين أهل بدر وبين المنافقين والطلقاء.

وقيل لمعاوية في حين تغلبه: لو سكنت المدينة فهي دار الهجرة وبها قبر النبي صلى الله عليه وآله.

فقال: قد ضللت إذاً وما أنا من المهتدين.

وذكر علي صلوات الله عليه معاوية فقال عليه السلام: « **معاوية منافق ابن منافق وطليق ابن طليق** » وقد لعن رسول الله صلى الله عليه وآله أبا سفيان ومعاوية ويزيد.

وسمع رسول الله صلى الله عليه وآله معاوية وعمرو بن العاص يتغنيان فرفع يديه فقال: « **اللهم اركسهما في الفتنة ركساً ودعهما في نار جهنم دعّا** »[٣].

وسمع علي عليه السلام رجلاً يلعن أهل الشام فقال: « **ويحك لا تلعنهم ولكن العن**

---

١ ـ تاريخ دمشق :٥٩/ ١٤٥، البداية والنهاية :٨/ ١٤٠، الدر المنثور :٦/ ١٩، سير أعلام النبلاء :٣/ ١٤٣.

٢ ـ غريب الحديث لابن سلام :٤/ ٢٩٣، تاريخ دمشق :٥٩/ ١١٤، اسد الغابة :٤/ ٣٨٦، البداية والنهاية :٨/ ١٣٤.

٣ ـ مسند أحمد :٤/ ٤٢١، المعجم الكبير :١١/ ٣٢، النهاية لابن الأثير :٢/ ٢٥٩، مجمع الزوائد :٨/ ١٢١.

معاوية وعمرو وشيعتهما» وكان يلعنهما في قنوته[١].

وروي أن رسول الله صلى الله عليه وآله أشرف يوم أحد على عسكر المشركين فقال: **«اللهم العن القادة والأتباع، فأما الأتباع فإن الله يتوب على من يشاء منهم، وأما القادة والرؤوس فليس منهم نجيب ولا ناج »** ومن القادة يومئذ أبو سفيان ومعاوية[٢].

وروي عن رسول الله صلى الله عليه وآله أنه قال: **«معاوية في صندوق من نار مقفل عليه، ما تحته إلّا فرعون في أسفل درك جهنم، ولولا قول فرعون: أنا ربّكم الأعلىٰ، لما كان تحت معاوية»**[٣].

وقال:« **يخرج من أدخل النار من هذه الأمة بعد ما شاء الله، ويبقىٰ فيها رجل تحت صخرة ألف سنة ينادي: يا حنان يا منان»** وكان يقال: هو معاوية[٤].

وقال صعصعة بن صوحان في أيام يزيد لعنه الله: ليت القبر لفظ إلينا معاوية لننظر إليه كيف عذبه الله، وينظر إلينا كيف عذبنا ابنه.

وبعث رسول الله صلى الله عليه وآله يوماً إلىٰ معاوية فقالوا: هو يأكل، فلبث ساعة ثم بعث إليه فقالوا: هو يأكل، فقال: **«لا أشبع الله بطنه»** فلم يكن بعد ذلك يشبع[٥].

وقال صلى الله عليه وآله :« **إذا رأيتم معاوية يخطب علىٰ المنبر فاقتلوه».**

---

١ ـ وقعة صفين :٥٥٢، تاريخ الطبري :٤/٥٢، شرح نهج البلاغة :٢/٢٦٠، تاريخ ابن خلدون :٢/١٧٨.

٢ ـ شرح نهج البلاغة :٦/٢٩٠، جواهر المطالب :٢/٢٢٤.

٣ ـ وقعة صفين :٢١٧ - ٢١٩.

٤ ـ تاريخ الطبري :٨/١٨٦، النصائح الكافية :٢٦٢، شرح نهج البلاغة :١٥/١٧٦.

٥ ـ صحيح مسلم :٨/٢٧، مسند أبي داود الطيالسي :٣٥٩، وقعة صفين :٢٢٠، تاريخ الطبري :٨/١٨٦.

[التحكيم]

ومن ذلك: أن معاوية ناصب علياًعليه السلام ودافعه أولاً وهو يدّعي الإمارة التي أمّره عليها عثمان، وقد ذكرنا قبل هذا فساد هذه الدعوىٰ وما يجب بإجماع من زوال الإمارة بموت الإمام الذي أمّره عليها، وأن الحكم في ذلك يصير إلىٰ الإمام بعده، يقر من رأىٰ أن يقرّه من العمل ويصرف من شاء منهم، وكذلك فعل من تقدم من أئمتهم.

وإنما ولّىٰ معاوية عمر بن الخطاب، فلمّا ولّي عثمان أقرّه، ولو عزله لما كان له عند نفسه أن يقيم علىٰ ذلك العمل بعد موت من استعمله عليه، وكذلك لو عزله الذي كان يستعمله، لزال حكمه عنه، ثم إن معاوية لمّا استولت عليه الغلبة وأخذته وأصحابه الهزيمة، احتال له عمرو بن العاص فرفع المصاحف ودعىٰ إلىٰ الحكم بما فيها، فكفّ عنهم أصحاب علي تحرجاً، لأنهم كانوا أهل بصائر ودين، فأمرهم عليعليه السلام بالتمادي عليهم، وأخبرهم أنها مكيدة منهم، فاختلفوا في ذلك عليه ورفعوا السيوف عن عدوهم وافترق جمع منهم، فرأىٰ عليعليه السلام إيضاح الحق لهم، وعلم أن الكتاب يشهد له فأجابهم إلىٰ الحكومة بما فيه، فأصاب معاوية الوسيلة والوصول إلىٰ الحيلة، وقدّم[معاوية] عمرو بن العاص وقدّم علي أبا موسىٰ الأشعري للمناظرة والحكم بكتاب الله الذي رفعوه، ودعا إليه واشترط ذلك وأكّد فيه، وكتب كتاب قضيته: بأن لا يكون الحكم إلّا بكتاب الله لا يعدوه أحد إلىٰ غيره، كما كان الدعاء إليه.

فمكر عمرو بن العاص بأبي موسىٰ الأشعري وأظهر برّه وإكرامه وإجلاله وإعظامه، وكان إذا حضرت الصلاة قدّمه وقال: أنت صاحب رسول اللهصلى الله عليه وآله وأسبق مني إلىٰ الإسلام وأقدم سنّاً.

وقال: هلمّ بنا يخلع كل واحد منّا صاحبه، ثم نتفق علىٰ من نقدمه. وأوهمه في ذلك أن يرجع إلىٰ قوله ويقدّم من أراده وأطمعه في ذلك.

فصعد أبو موسىٰ المنبر فخلع بزعمه علياًعليه السلام وقال لعمرو: اصعد أنت فاخلع

اور چھپائی اعلیٰ درجہ کی ہو تقطیع ۲۰×۲۶ - پر نہایت تصحیح واہتمام سے طبع کیا گیا ہو جملہ شائقین بالیقین وذاکرین حضرات ائمۂ طاہرین جناب مصنف صاحب سے طلب فرما سکتے ہین محصولڈاک ذمۂ خریدار ہی - قیمت فی جلد -

ہدیۃ السعداء بترجمۃ حدیث الکساء - اس رسالہ کا آغاز ایک خطبہ مختصرہ اور آیۂ تطہیر سے ہی اور تفسیر مین اُسکی حدیث کسا مع ترجمہ سلیس اردو زبان مین لکھی گئی ہی - یہ مبارک رسالہ قابل اسکے ہی کہ تمام مومنین صبح وشام اسکو بطور وظیفہ پڑھا کرین قیمت مع محصولڈاک

بفضل ایزد واہب وطفیل ائمۂ اطائب نسخۂ مبارکہ موسومہ بہ

ینابیع المصائب
حصہ اول

از مؤلفات جناب حاجی آخوند مرزا قاسم علی صاحب کربلائی المشہدی زاد فضلہ

ہو رہا ہی اور یہ لوگ اُسکو رو رہے ہین پس عمر نے جو اس حدیث کو سنا تو کہا لوگون کے رونے سے میت پر عذاب ہوتا ہی یہی وجہ ہی کہ جہلا اب تک کہتے ہین کہ صبح و شام میت پر رونا گناہ ہی حالانکہ اُسکی خوبیان و مصائب یاد کر کے رونا اُسکا احترام ہی اور حاسدین کے حسد کی ابتدا زمانہ حضرت آدم سے ہوئی اور اُس وقت سے اب تک حاسدین نے دوستان خدا پر کیا کیا ظلم و ستم کیے اور وہ دوستان خدا کیسی کیسی بلاؤن مین مبتلا ہوے پہلے شیطان نے حضرت آدم پر بوجہ سجود ملائکہ کے حسد کیا اور کیا کیا عداوتین اُنکے ساتھ کین جنکے سبب سے وہ مبتلاے بلا ہوے اور جنت سے دنیا مین آئے پھر اولاد آدم مین باہم حسد اور عداوت پیدا کر دی جسکی وجہ سے قابیل لعین نے حضرت ہابیل کو شہید کر ڈالا چنانچہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ بحار الانوار مین روایت فرماتے ہین کہ سلیمان بن خالد نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کس سبب سے قابیل نے ہابیل کو قتل کیا حضرت نے فرمایا اسوجہ سے کہ آدم صفی اللہ نے ہابیل کو اپنا وصی و جانشین کیا تھا جب حق سبحانہ تعالی نے حضرت آدم کو وحی کی کہ وصایت اور اسم اعظم ہابیل کو دین اور قابیل اُنکا بڑا بھائی تھا جب اُسنے یہ حکم خدا سنا تو غضبناک ہو کر کہنے لگا کہ یہ حق میرا ہی اُسوقت آدم نے فرمایا کہ تم دونون درگاہ خدا مین قربانی کرو جسکی قربانی قبول ہوگی وہی لائق ہی حسب الحکم دونون نے قربانی کی تو قابیل کی قربانی مقبول نہ ہوئی اور ہابیل کی قربانی قبول ہوئی اُسوقت قابیل کو حسد اور بغض ہوا اسی وجہ سے اپنے بھائی ہابیل کو شہید کیا حضرات سنا آپنے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے ہابیل کو بحکم خدا وصی و جانشین کیا تو قابیل لعین کو حسد اور عناد ہوا اور اپنے بھائی کو شہید کیا اسیطرح جناب رسول خدا نے اپنے ابن عم امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو بحکم خدا وصی و جانشین اپنا کیا تھا اسی حسد و بغض و عناد سے ایک حاسدہ ملعونہ نے آنحضرت کو زہر دیکر شہید کیا اور بعد آنحضرت کے اعدا نے اُنکی آل اطہار پر کیا کیا ظلم و ستم کیئے آہ دروازہ کو آگ لگائی اور اُسکو گرا کے نامحرم داخل حرم سرا ہوے اور وہ دروازہ جناب سیدہ پر گرا دیا

جسکی وجہ سے صدمۂ عظیم پہونچا یہانتک کہ شاہزادہ محسن شکم اطہر مین شہید ہوا آخر وہ مخدومہ اُسی درد پہلوے شکستہ اور مفارقت مین اپنے پدر بزرگوار کی روتے روتے بعد تھوڑے دنون کے انتقال کر گئین اور جناب امیر [illegible] کے گلوے انور مین ریسمان ستم ڈالکر باہر لائے اور طرف مسجد کے لیگئے اور طالب بیعت ہوے جب انکار کیا تو آمادۂ قتل ہوے اور تاکید تمسک ثقلین اور حکم رسول خدا اعدا نے بالکل فراموش کیا حالانکہ کچھ زمانہ نہ گذرا تھا اور کفن تک اُن حضرت کا میلا نہ ہوا تھا آہ مومنین ظالمون نے صرف انھین ظلمون پر اکتفا نہین کی بلکہ بعد جناب رسول خدا اور جناب سیدہ کے حضرت امیر المومنین کو اعدا نے طرح طرح کی اذیت و تکلیف دی بلکہ روز بروز ظلم و ستم تازہ کیے یہانتک کہ بعد خلافت ظاہری طرف کوفہ کے ہجرت فرمائی اور وہان بھی اعدا نے چین لینے نہ دیا کبھی جنگ جمل درپیش ہوئی کبھی جنگ صفین و نہروان مین مشغول جہاد رہے آخر ابن ملجم لعین نے حالت روزہ و نماز مین مسجد کوفہ مین ضربت شمشیر زہر آلودہ سے شہید کیا اور بعد اُن حضرت کے امام حسن کو زہر دغا دیکر شہید کیا اور جنازہ پر تیر لگائے اور روضۂ رسول خدا مین دفن نہ ہونے دیا اور امام حسین کو روضۂ رسول سے بظلم و ستم جدا کیا اور مکۂ معظمہ مین بھی رہنے نہ دیا یہانتک کہ حج کی مہلت نہ دی حالانکہ وہ موسم حج کا تھا اور مہمان بلاکر عالم غربت و مسافرت مین بحکم ابن زیاد و یزید لعین نے زمین کربلا پر روز عاشورا پیاسا مع اصحاب و اقربا و بچون کے شہید کیا اور لباس تک لوٹ لیا کوئی عمامہ لیگیا کوئی کرتہ لیگیا کسی نے عبا اوتار لی اور لاش اطہر سے بے ادبی کی اور سر اقدس بدن انور سے جدا کر کے نیزہ پر بلند کیا آہ اسپر بھی اعدا نے اکتفا نہ کی بلکہ اسباب لوٹ لیا اور خیمون کو جلا دیا اور حسنین علیہما السلام کی مخدرات کو اسیر و مقید کیا اور مقنعہ اور چادرین تک چھین لین افسوس عوض ماتم پرسے اور تسلی دلاسے کے شمر لعین تازیانے سے اذیت دیتا تھا الغرض حسد و عداوت بُری خصلت ہی جسکی ابتدا اولاد آدم مین قابیل سے ہوئی جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا اور نہایت ظلم سے قتل

اشقیائے امت نے شبیہ پیغمبر شاہزادہ علی اکبر کو تیر و نیزون سے زخمی کیا اور ایک شقی نے ضربت شمشیر سر اطہر پر ماری جسکے صدمہ سے جھک گئے اور گھوڑے کی گردن سے لپٹ گئے اور گھوڑا اُس شبیہ پیغمبر کو طرف لشکر اعدا کے لیگیا فَقَطَعُوْهُ بِسُيُوْفِهِمْ اِرْبًا اِرْبًا پس اُن اشقیا نے اپنی تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کیا اور گھوڑے سے طرف زمین کے جھکے اسی اثنا مین پکارے یَا اَبَتَاهُ اَدْرِكْنِیْ ای بابا میری خبر لیجیے یہ سن کر امام حسین بیتاب ہو کر طرف اپنے پارہ جگر کے تشریف لائے دیکھا کہ وہ نور نظر خاک و خون مین آلودہ ریگ گرم پر پڑا ہو پس دل پُر درد سے صیحہ کیا اور فرمایا عَلَى الدُّنْيَا بَعْدَكَ الْعَفَا ای فرزند اب بعد تیرے خاک ہو اس دنیا پر آہ اسوقت مظلوم کربلا کے پاس پانی کہان تھا جو وقت آخر اپنے فرزند نوجوان کے حلق خشک مین ٹپکاتے پس منھ پر منھ رکھ کے بوسے لینے لگے اور چہرۂ انور سے خاک و خون صاف کیا اور بہ شدت روئے ؎

فریاد از غریبی و بے یاری حسینؑ	وز نالہاے دمبدم و زاری حسینؑ

الغرض سنا آپ نے مرتبہ طالب العلم کا اب تتمہ فضائل و مراتب باب مدینۂ علم کا سنیے جنکی بدولت صاحبان علم اور طالبان علم کو یہ مرتبہ حاصل ہو عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّهٗ قَالَ قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَّمَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَلْفَ بَابٍ مِنَ الْعِلْمِ فَفُتِحَ لِيْ مِنْ كُلِّ بَابٍ اَلْفُ بَابٍ چنانچہ کتاب روضہ مین ابن عباس سے منقول ہو وہ کہتے ہین فرمایا جناب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے کہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ نے مجھے ہزار باب علم سے ایسے تعلیم فرمائے کہ ہر باب سے ہزار باب علم کے میرے لیے مفتوح اور کشادہ ہوے وَفِيْ رِوَايَةٍ اُخْرٰى عَلَّمَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلِيًّا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْفَ كَلِمَةٍ فَفُتِحَ لَهٗ مِنْ كُلِّ كَلِمَةٍ اَلْفُ كَلِمَةٍ اور زین الفتی وغیرہ مین یون منقول ہو کہ جناب رسول خدا نے امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کو تعلیم فرمائے ہزار کلمے کہ ہر کلمے سے اُنکے لیے ہزار کلمے اور مفتوح ہوے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ

وَعَلِيٌّ بَابُهَا اور فرمایا جناب رسول خدا نے مین شہر علم ہون اور علی ابن ابی طالب دروازہ اسکے ہین وَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ وَعَلِيٌّ بَابُهَا فَمَنْ اَرَادَ الْعِلْمَ فَلْيَاْتِ مِنْ بَابِهٖ اور فرمایا جناب رسول خدا نے مین شہر علم ہون اور علی بن ابی طالب دروازہ اُسکے ہین پس جس کسی کو علم چاہیے تو وہ دروازہ سے آئے مومنین ان احادیث مسلمۂ فریقین سے ثابت ہو کہ واسطے دریافت کرنے علم دین کے حضرت امیر المومنین علی مرتضی علیہ السلام کی طرف رجوع لازم ہو اس لیے کہ وہ جناب اعلم و افضل ہین بعد جناب رسول خدا کے اور احق ہین تمامی امت سے اور عمدہ احتیاج طرف امام کے تحصیل علم دین ہو پس سوا اُن حضرت کے اور کسی کو امام اور مرجع علم دین کا قرار دینا کوئی دانا پسند نہ کریگا جیسا کہ اشقیائے امت نے بعد جناب رسول خدا کے کیا کہ عوض طلب علم اور ہدایت کے اُس باب مدینۂ علم اور ہادی خلق پر کیا کیا ظلم و ستم کیے اور جہلا کی طرف رجوع کر کے اُنکی ترغیب سے درپے اذیت و آزار ہوے یہان تک کہ دروازہ اُنکا جلا کر نامحرم داخل حرم سرا ہوے اور ریسمان ستم گلوے انور مین ڈال کر باہر لائے اور مدت سلطنت ثلاثہ مین طرح طرح کے مصائب مین مبتلا رہے بلکہ ہر لحظہ مصیبت تازہ درپیش ہوتی تھی یہان تک کہ بعد خلافت ظاہری طرف کوفہ کے ہجرت کرنی پڑی اور خلافت ظاہری پانچ برس مین بھی اعدا نے چین لینے نہ دیا کبھی جنگ جمل درپیش ہوئی کبھی جنگ صفین و نہروان مین مشغول جہاد رہے آہ آخر ابن ملجم لعین نے مسجد کوفہ مین بحالت روزہ و نماز ضربت شمشیر زہر آلودہ سر انور پر لگائی جسکے صدمہ سے شہید ہوے اور بعد شہادت کے روح اقدس کو اُن حضرت کے غم مین اُنکے فرزندون کے اعدا نے بیچین کر دیا افسوس امام حسنؑ کو زہر دغا سے شہید کیا اور جنازہ پر تیر باران کیے اور روضۂ رسول خدا مین دفن ہونے دیا اور امام حسینؑ کو کوفیون نے مہمان بلا کر صحراے کربلا مین مع اصحاب و اقربا اور اولاد اور بچۂ شیر خوار کے بحکم ابن زیاد و یزید لعین پیاسا بمکر و دغا شہید کیا اور اسباب لوٹ لیا اور خیمون مین آگ لگائی آہ جناب حسنین علیہما السلام کی مخدرات کو مع سرہاے شہدا کے

پانی ٹپکاتا افسوس عوض اسکے یہ مصیبت گزری جیسا کہ حجت خدا فرماتے ہین فَهَوَیْتَ اِلَی
الْاَرْضِ جَرِیْحًا تَطَأُكَ الْخُیُوْلُ بِحَوَافِرِهَا وَ تَعْلُوْكَ الطُّغَاةُ بِبَوَاتِرِهَا ای جد مظلوم آپ زخمی
ہوکے زمین پر تشریف لائے کہ گھوڑے ظالمون کے اپنے سمون سے بے ادبی کرتے تھے
اور اشقیا تلوارین کھینچے ہوئے آپ کے قتل کرنے پر ٹوٹے پڑتے تھے قَدْ رَشَحَ لِلْمَوْتِ جَبِیْنُكَ
وَ اخْتَلَفَتْ بِالْاِنْقِبَاضِ وَ الْاِنْبِسَاطِ شِمَالُكَ وَ یَمِیْنُكَ تحقیق کہ آپ کی پیشانی انور پر
عرق موت کا آگیا تھا اور اُس حالت مین آپ دست چپ سمیٹ لیتے تھے اور دست راست
پھیلا دیتے تھے اور کبھی آپ دست راست کھینچ لیتے تھے اور دست چپ پھیلا دیتے
تھے اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَی الْقَوْمِ الظَّالِمِیْنَ

مجلس نہم ذکر اجر رسالت بمودت آل رسول و فضائل علی مرتضیٰ و محبین ایشان و انجام دشمن ایشان و حال تضاد دوست و دشمن اہلبیت رسالت و مصائب امام حسین

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَیْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی وَ مَنْ یَّقْتَرِفْ حَسَنَةً نَّزِدْ لَهٗ
فِیْهَا حُسْنًا حق سبحانہ تعالیٰ قرآن مجید مین فرماتا ہے ای حبیب ہمارے کہدو اپنی امت سے کہ
مین اجر و عوض اپنی تبلیغ رسالت کا تم سے نہین چاہتا ہون مگر محبت و مودت اپنے اقربا کی
اور جو شخص کوئی حسنہ حاصل کریگا محبت و دوستی اہل بیت مین تو زیادہ کرونگا مین واسطے
اسکے اُس مین ثواب و نیکی کو اور صاحب کشاف نے لکھا ہے جسوقت یہ آیہ نازل ہوا تو صحابہ
نے جناب رسول خدا کی خدمت مین عرض کیا یا رسول اللہ یہ اہل قرابت آپ کے کون ہین جنکی
محبت ہم پر خدا نے واجب کی ہے اُن حضرت نے فرمایا وہ علی بن ابی طالب اور فاطمہ زہرا
اور حسن اور حسین علیہم السلام ہین اور فرمایا جناب رسول خدا نے کہ جو شخص میرے اہلبیت
پر ظلم و ستم کرے اور مجھکو اذیت دے بسبب رنجیدہ کرنے میری عترت کے تو بہشت اسپر
حرام ہے پس حضرات ثابت ہوا کہ محبت و مودت اہل بیت رسالت منجملہ اصول دین و ارکان

اسلام سے ہے اور خلاف اُسکا کفر ہے اور منشا خارج ہونے کا اسلام سے ہے اور مستلزم ناصبی
ہونے کو ہے پس خوشا بحال اُسکا جو دوست ہو اہل بیت رسالت کا اور وائے ہو اُس پر جو
دشمن ہو اُنکا یا اُنکے دشمنون کو دوست رکھے کیونکہ جو اُنکے دشمنون کا دوست ہے وہ بھی
اُنکا دشمن ہے اگرچہ اظہار نہ کرے اسواسطے کہ محبت و مودت اہل بیت رسالت اور محبت
دشمنان اہل بیت رسالت کے باہم ضد ہے یہ دل انسان مین یکجا جمع نہین ہوسکتے پس
جس دل مین محبت و مودت آل رسول کی ہے وہ شیعہ و مومن اور ناجی ہے اور جس دل مین
محبت دشمنان آل رسول کی ہے وہ منافق اور ناصبی اور خارج از اسلام ہے اور شواہد التنزیل
مین ابو امامہ باہلی سے روایت کی ہے جسکا حاصل یہ ہے کہ فرمایا جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ
و آلہ نے حق سبحانہ تعالیٰ نے انبیا کو مختلف درختون سے پیدا کیا ہے اور مجھکو اور علی کو ایک
درخت سے خلق کیا مین اُس درخت کی اصل ہون اور علی اُسکی فرع ہین اور فاطمہ اُسکا شگوفہ
و حسن اور حسین اُسکے میوے ہین اور شیعہ ہمارے اُس درخت کے پتے ہین پس جو شخص
اُس درخت کی ایک شاخ سے متمسک ہوگا وہ نجات پائیگا اور جو شخص اس درخت سے
منحرف ہوگا وہ گمراہ ہوگا اور ہلاکت ابدی کو پہونچیگا اور اگر کوئی شخص ہزار برس عبادت خدا
کرے اور درمیان کوہ صفا و مروہ کے اسقدر عبادت کرے کہ مثل مشک بوسیدہ کے ہو جائے
اور ہزار برس پیادہ حج کرے اور مثل کوہ اُحد کے سونا راہ خدا مین تصدق کرے اور وہ
دوست اہل بیت رسالت کا نہ ہو تو وہ ہرگز بوے بہشت نہ سونگھیگا نہ وہ داخل جنت ہوگا
بلکہ خداوند عالم اُسکو منہ کے بھل داخل جہنم کریگا واقعی حضرات راہ آخرت بہت سخت و دشوار
ہے لہذا دنیا مین اُسکا زاد راہ فراہم کرنا چاہیے اور بعد موت خدا کو اپنے سے راضی کرنا ممکن
نہین ہے پس چاہیے کہ حالت حیات مین عقائد حقہ درست کرے اور احکام الٰہی کو موافق حکم
رسول و امام برحق کے بجا لائے اور گناہون سے توبہ کرے اور خدا کو راضی کرے ورنہ آخرت
مین ندامت ہوگی اور سوائے دخول نار کے چارہ نہین ہے کیونکہ بروز قیامت گروہ گروہ

اُسکے دوست ہوسکتے ہین یہ منصب جلیل اُس بزرگوار کو سزاوار ہی جو بعد رسولِ خدا سب سے اعلم و
افضل ہو تمامی مخلوقات سے ہر شرف و بزرگی مین اور کامل الایمان ہو اور سہو و نسیان
سے پاک ہو اور عصمت و طہارت اُسکی ثابت ہو وہ آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی
سے سوائے امیر المومنین علی مرتضیٰ علیہ السلام کے جملہ صحابہ مین کوئی پایا نہین جاتا ہی اور
عقل سلیم بھی یہی پسند کرتی ہی وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ الْغِفَارِیِّ اَنَّہٗ قَالَ رَاَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ یُقَبِّلُ الْحُسَیْنَ بْنَ عَلِیٍّ وَھُوَ یَقُوْلُ مَنْ اَحَبَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَیْنَ
وَذُرِّیَّتَھُمَا لَمْ تَلْفَحْہُ النَّارُ وَجْھَہٗ وَلَوْ کَانَتْ ذُنُوْبُہٗ بِعَدَدِ رَمْلِ عَالِجٍ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ ذَنْبًا
یُخْرِجُہٗ مِنَ الْاِیْمَانِ اور بحار الانوار وغیرہ مین ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے منقول ہی وہ
کہتے ہین کہ ایک مرتبہ دیکھا مین نے جناب رسولِ خدا صلی اللہ علیہ و آلہ اپنے پارہ جگر
حسین بن علی علیہما السلام کے بوسے لیتے تھے اور پیار کرتے تھے اور فرماتے تھے جو
شخص دوست رکھے میرے نورِ عین حسنؑ و حسینؑ اور ان دونون کی ذریت کو تو آتش جہنم
منھ اُسکا نہ جلائیگی اگرچہ گناہ اُس شخص کے بعد دریگ صحرائے عالج کے ہون مگر یہ کہ
ایسا گناہ کرے جو اُسکو ایمان سے نکال دے اور منقول ہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ
علیہ و آلہ نے ایک مرتبہ خطبہ مین فرمایا ایہا الناس مین وصیت کرتا ہون تم لوگون سے
واسطے محبت و دوستی کرنے کے میرے بھائی اور وصی اور پسر عم علی بن ابی طالب علیہ
السلام سے کوئی دوست اُنکا نہین ہی مگر مومن اور کوئی دشمن اُنکا نہین ہی مگر منافق آگاہ ہو
دوست علیؑ کا میرا دوست ہی اور دشمن علیؑ کا میرا دشمن ہی اور جزا میرے دشمن کی عذاب
جہنم ہی اور روایت مین ہی کہ شب معراج جانب خدا سے ایک فرشتہ آیا اور جناب
رسولِ خدا کی خدمت مین عرض کیا کہ آپ ان انبیا سے جو کہ جمع ہین پوچھیے تم لوگ کس

امر پر مبعوث ہوئے ہو پس اُنھون نے حضرت کو جواب دیا کہ ہم خدا کی وحدانیت اور
آپ کی نبوت اور علی بن ابی طالبؑ کی ولایت پر مبعوث ہوئے ہین اور روایت مین
ہی فرمایا جناب رسولؐ خدا نے جو شخص مرجائے در آنحالیکہ محبت محمد و آل محمد صلی اللہ
علیہ و آلہ کی اُسکے دل مین ہو وہ شہید مرا ہی اور جو شخص کہ محبت و دوستی محمد و آل محمد پر
مرجائے وہ آمرزیدہ و رستگار مرا ہی اور جو شخص مرجائے محبت آل محمد پر وہ با توبہ مرا ہی
اور جو شخص مرجائے محبت آل محمد پر وہ با ایمان کامل مرا ہی اور جو شخص مرجائے محبت
آل محمد مین تو اُسکو ملک الموت اور منکر و نکیر بہشت کی بشارت دینگے اور جو شخص مرجائے
محبت آل محمد مین تو اُسکو ملائکہ طرف جنت کے لیجائینگے اس طرح سے جیسے عروس کو
آراستہ کرکے شوہر کے گھر لیجاتے ہین اور جو شخص مرجائے محبت آل محمد مین تو اُسکی
قبر مین جنت کی طرف دروازے کھولے جائینگے اور جو شخص مرجائے محبت پر آل محمد کی
تو حق سبحانہ تعالیٰ ملائکہ کو ساتھ اپنی رحمت کے اُسکی قبر پر بھیجیگا اور جو شخص مرجائے
محبت آل محمد پر تو وہ دین حق پر مرا ہی اور جو شخص دشمنی آل محمد پر مرجائے تو وہ روز
قیامت اس طرح سے آئیگا کہ درمیان دونون آنکھون کے لکھا ہوگا کہ یہ رحمت خدا سے
محروم و ناامید ہی اور وہ شخص کافر مرا ہی اور جو شخص مرجائے بغض و عداوت آل محمد پر
تو ہرگز وہ بوئے بہشت کو نہ سونگھیگا پس حضرات جو مومن یا مومنہ کہ محبت و دوستی آل محمد
صلی اللہ علیہ و آلہ پر مرے تو اُسکا بڑا مرتبہ ہی چنانچہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ وغیرہ نے
روایت کی ہی کہ وقت احتضار و جانکنی ہر شخص کے جناب سید المرسلین اور حضرت امیر
المومنین اور آل طاہرین اُنکی اور جبرئیل و ملک الموت سامنے اُسکے تشریف لاتے ہین
اور ارواح مقدسہ اپنی اُسکو دکھاتے ہین پس اگر محتضر مومن صالح ہو تو ملک الموت
اُس سے کہتا ہی اے دوست خدا خوفناک و دلگیر نہ ہو قسم بخدا مین تجھ پر مہربان تر ہون تیری
مادر مہربان سے اور نگاہ کر کہ حضرت محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ و آلہ ہین یہ سب حضرات

شہدا سے [illegible] کرنا اور انکے قاتلون کو اپنی برکت و رحمت سے محروم رکھنا اور بدترین عذاب
سے انکا [illegible] ب کرنا راوی کہتا ہو کہ یہ سنکر سب لوگ جو مسجد مین تھے رونے لگے اور صدا ے
[illegible] بلند ہوئی اسوقت حضرت نے فرمایا آج تم لوگ میرے اہلبیت کے حال پر
رو [illegible] اور بعد میرے عنقریب اکثر تم مین سے روگردانی کرینگے اور نصرت انکی نہ کرینگے ثم
قَالَ اِنِّیْ مُخَلِّفٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰهِ وَعِتْرَتِیْ وَهُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ
الْحَوْضَ اَلَا وَاِنِّیْ لَا اَسْئَلُکُمْ فِیْ ذٰلِكَ اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰی بعد اسکے فرمایا مین تمہارے درمیان
دو چیزین نفیس و بزرگ چھوڑے جاتا ہون ایک قرآن مجید اور دوسری عترت طاہرہ اہلبیت
میرے اور وہ دونون ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہونگے جب تک کہ حوض کوثر پر میرے
پاس وارد ہونگے آگاہ ہو کہ مین تبلیغ رسالت پر اجر و عوض تم سے نہین چاہتا ہون مگر محبت
و دوستی میرے اہلبیت کی پس تمھین لازم ہو کہ بعد میرے انکے حال کے کفیل رہنا اور انکی
اطاعت سے دست بردار نہ ہونا راوی کہتا ہو کہ بعد اسکے جب تک جناب رسول خدا زندہ
رہے یہ غم و الم خاطر اقدس سے نہ گیا اور کسی نے پھر ان حضرت کو خندان نہ دیکھا ایسا صدمہ
قلب اقدس پر تھا یہانتک کہ دنیا سے رحلت فرمائی اب کیا حاجت بیان ہو خیال کیجیے کہ
کس کس طرح سے ان حضرت نے اپنی امت سے تاکید فرمائی اپنے اہلبیت کے بارے مین مگر
اشقیاے امت نے کچھ رعایت و طاعت نہ کی اور انتقال کرتے ہی ان حضرت کے اہلبیت
رسالت پر دست ظلم و ستم دراز کیا اور تمام حقوق انکے غصب کیے اور وہ اشقیا حب جاہ و
مال مین مصروف ہوے اور ثروت چند روزہ پر مغرور ہو کے خود بھی گمراہ ہوے اور اکثر بندگان
خدا کو فریب دیکر گمراہ کیا اور دنیا و آخرت مین مورد نفرین اور مستحق سخت ترین عذاب ہوے
چنانچہ علامہ مجلسی علیہ الرحمہ وغیرہ لکھتے ہین کہ جس نے آل رسول کے حقوق غصب کیے اور
انپر ظلم و ستم کیا اور انکے درپے آزار ہوے یا جس نے ان سے قتال و جدال کیا اور برسر مقابلہ آیا
یا جس نے انکو مکر و دغا سے زہر دیا اور قتل و ذبح کیا یا جس نے انکی مخالفت کی اور ان سے عناد رکھا

اور انکے ظالمون کی اعانت و مدد کی یا جو کوئی انکے دشمنون کے جور و جفا پر راضی ہوا
اور آیندہ راضی ہووے اور اہلبیت رسالت کی عصمت و طہارت اور فضیلت و شرافت
اور ولایت و امامت سے انکار کرے تو وہ کافر و مشرک و دشمن خدا و رسول ہو اور کوئی
عمل اسکا مقبول نہین ہو اور جو کوئی ایسے لوگون سے محبت و الفت رکھے تو وہ انکے ساتھ
محشور ہوگا اور انکے ہمراہ درک اسفل مین رہیگا کیونکہ جو کوئی پتھر سے بھی محبت رکھیگا تو
وہ اسکے ساتھ محشور ہوگا اور آخرت مین اسکے ہمراہ رہیگا پس جب کافر و منافق کی موت
آتی ہو تو خدا دو فرشتون کو بھیجتا ہو تا کہ اس سے کہین یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْخَبِیْثَةُ اُرْجِعِیْ اِلَی
الْجَحِیْمِ وَالْعَذَابِ الْاَلِیْمِ ای نفس خبیثہ رجوع کر طرف جہنم اور عذاب سخت کے پس ایسے اشرار
اور سائر کفار کے وقت احتضار و جانکنی جناب رسول خدا و علی مرتضی اور جبرئیل امین علیہم السلام
ملک الموت سے فرماتے ہین کہ یہ دشمن خدا و رسول و آل کا ہو جیسا کہ وہ ہو ویسا ہی اسکے
ساتھ پیش آؤ اور اسوقت ظلمت و تاریکی اسکو گھیرے ہوے ہوگی پس ملک الموت اسکے
سامنے آکر کہیگا کہ ای دشمن خدا خوشخبری ہو تجھے غضب خداوند قہار اور عذاب نار دوزخ کی
ای ملعون جس چیز سے تو ڈرتا تھا وہ تیرے درپیش ہوئی اور تو اس تک پہونچا ہو یہ کہکر روح
اسکی بشدت و سختی تمام نکال لینگے اور بعد دفن کے وہ برہوت وادی حضر موت مین محبوس
و مبہوت رہیگی اور بدن پر تین سو شیطان معین و مقرر ہونگے اور وہ سب اسکے منھ اور ڈاڑھی
پر تھوکینگے اور اسکو اذیت و آزار دینگے اور ملائکہ اسپر قبر تک نفرین کرینگے یہ حال دیکھ کر وہ
شقی گریہ و زاری کریگا اور وقت غسل و کفن اور دفن کے لوگون سے قسم دیکر کہیگا کہ ٹھہر جاؤ اور
جلدی نہ کرو مین جانتا ہون کہ اسکے بعد عذاب سخت تر اس سے ہو پس جب وہ داخل قبر ہوگا تو
اسوقت دو فرشتے نکیر و منکر بصورت مہیب بکمال غضب و غصہ آکر کہینگے کہ ای دشمن خدا بتا خدا
اور رسول اور امام تیرا کون ہو پس وہ جنکا اعتقاد رکھتا ہوگا اور جنکی پیروی کی ہوگی وہ بیان
کریگا اور جنکا اعتقاد نہ رکھتا ہوگا اور نہ کبھی اطاعت و پیروی انکی کی ہوگی اسکے جواب میں متحیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

تہذیب و ترجمہ اردو

کتاب

سلیم بن قیس ہلالیؒ

متوفی حدود ۹۰ھ

از

مولانا ملک محمد شریف صاحب قبلہ شاہ رسولوی، ملتان

ملنے کا پتہ

العمران بکڈپو

امامیہ مسجد حسنین روڈ نزد

شباب چوک سمن آباد لاہور

اوصیاء محدث ہیں

سلیمؓ ——— اے محمد بن ابی بکر! وہ شخص کون ہو سکتا ہے، جس نے ان پانچ آدمیوں کی گفتگو سے امیرالمومنینؑ کو آگاہ کیا ہو؟

محمدؒ ——— رسولؐ اللہ نے آگاہ فرمایا تھا۔ حضرتؑ ہر رات خواب میں رسولؐ اللہ کو دیکھا کرتے تھے۔ رسولؐ اللہ سے نیند کی حالت میں ایسی بات چیت کرتے تھے۔ جیسے آپ سے حالتِ بیداری میں گفتگو فرماتے تھے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا ہے کہ جس نے مجھے نیند کی حالت میں دیکھا ہے۔ اُس نے مجھے حقیقت میں دیکھا ہے۔ شیطان نہ نیند میں نہ حالتِ بیداری میں نہ میری شکل میں اور نہ میرے کسی وصی کی شکل میں قیامت تک متمثل نہیں ہو سکتا۔

سلیمؓ ——— آپ کو یہ بات کس نے بتائی ہے؟

محمدؒ ——— علی علیہ السلام نے۔

سلیمؓ ——— میں نے بھی ایسا سُنا ہے جیسا آپ نے سُنا ہے شاید فرشتے نے حضرتؑ کو اس بات سے آگاہ کیا ہو۔

محمدؒ ——— ہو سکتا ہے۔

سلیمؓ ——— کیا فرشتے حضرتؑ کو آگاہ کر سکتے ہیں، فرشتے انبیاء کے سوا کسی سے بات نہیں کرتے۔

لہ پانچوں اصحاب صحیفہ نے ہذیان کی حالت میں انتقال کیا تھا۔ یہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

ہو گا۔ یہ فرقہ وہ ہے۔ جس نے حضرت موسیٰؑ کے وصی حضرت یوشع بن نون
کی پیروی کی تھی۔ نصاریٰ بہتّر فرقوں میں بٹ گئے تھے، ان کے اکہتر
فرقے جہنم میں جائیں گے ایک فرقہ بہشت میں داخل ہو گا۔ وہ فرقہ ہے
جس نے حضرت عیسیٰؑ کے وصی حضرت شمعون کی پیروی کی تھی۔ اور یہ امت
تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتّر فرقے جہنم میں جائیں گے، ایک
فرقہ بہشت میں داخل ہو گا۔ یہ وہ فرقہ ہے جس نے حضرت محمدؐ کے وصی
حضرت علیؑ کی پیروی کی ہے۔"

حضرتؑ نے اپنے سینے پر ہاتھ مارا اور پھر فرمایا:———
"تہتر میں سے تیرہ فرقے میری مودت اور محبت کا دم بھرتے
ہوں گے۔ ان میں سے ایک بہشت میں جائے گا۔ بارہ فرقے دوزخ
میں داخل ہوں گے۔"

انوکھی کتاب

ابانؒ، سلیمؒ بن قیس سے روایت کرتے ہیں، سلیمؒ کا بیان ہے کہ میں نے
عبداللہ بن عباسؓ کی خدمت میں عرض کی کہ مجھے اس عظیم ترین چیز کے متعلق آگاہ
فرمایئے جو آپ نے علی علیہ السلام سے سنی تھی؟

عبداللہ بن عباسؓ نے کہا ——— اے سلیمؒ! تم نے مجھ سے وہ
چیز دریافت کی ہے، جس کو میں نے علی علیہ السلام سے سنا تھا۔
حضرتؑ فرماتے تھے مجھے رسول اللہ نے بلایا تھا۔ آپ کے ہاتھ میں
ایک کتاب تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا اے علیؑ! اس کتاب کو لے لو،

چیز کا دعویٰ کیا ہے۔ میں اس کا انکار کرتا ہوں۔
رہ سکا) زبیر اپنے ساتھیوں کی طرف روتے ہوئے لوٹے، پھر حضرت طلحہ کی
طرف متوجہ ہوئے۔
علیؑ ـــــــ کیا تم دونوں کیساتھ تمہاری عورتیں موجود ہیں؟
طلحہ ـــــــ نہیں۔
علیؑ ـــــــ تم دونوں نے ایسی عورت کا سہارا لیا ہے۔ جن کا
منصب کتاب خدا کی رو سے اپنے گھر میں بیٹھنا تھا۔ تم دونوں اس کو
کھلم کھلا میدانِ کارزار میں لائے ہو۔ تم دونوں نے اپنی عورتوں کو خیموں اور
ڈولیوں میں بٹھا رکھا ہے۔ تم نے رسولؐ اللہ سے انصاف نہیں کیا۔
اللہ تعالیٰ نے نبیؐ کی عورتوں کو حکم دیا تھا۔ کہ کسی سے بات نہ کریں، مگر پردے
کے پیچھے (رسولؐ اللہ نے) مجھے زبیر کا تمہارے ساتھ سلوک کرنے کے متعلق
آگاہ فرمایا تھا۔ کیا تم دونوں ایک دوسرے پر رضامند نہیں ہوتے (رسولؐ
اللہ نے) مجھے آگاہ فرمایا تھا تم دونوں مجھ سے لڑنے کے لئے دیہاتیوں کو
دعوت دوگے تم اس بات کے لئے کیا کیا تدبیریں کروگے ......

"جو کچھ چاہو پوچھو"

ابانؒ سلیمؒ سے روایت کرتے ہیں۔ سلیمؒ کا بیان ہے کہ میں مسجد کوفہ
میں علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ لوگ آپ کے ارد گرد جمع تھے۔ حضرت نے
فرمایا:۔ ـــــــ

دوسری طرف بی بی عائشہ بنت حضرت ابوبکر موجود ہیں، اصحاب جمل اور اہل نہروان وہ لوگ ہیں جن کے لیے رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی دعا کی ہے (حضرتؑ نے فرمایا) وہ شخص ناکام رہا جس نے جھوٹ بولا۔

زبیر ——— ہم کس طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہو سکتے ہیں حالانکہ ہم اہل بہشت ہیں۔

علی علیہ السلام ——— اگر میں تم کو بہشتی سمجھتا تو تم سے جہاد کو جائز نہ سمجھتا۔

زبیر ——— میں نے احد کی لڑائی کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ——— طلحہ کے لیے بہشت واجب ہوگئی ہے۔ جو شخص زمین پر زندہ شہید کو چلتا ہوا دیکھنا چاہے۔ تو اُسے چاہیئے کہ طلحہ کو دیکھے، کیا آپ نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے نہیں سنا کہ قریش کے دس آدمی بہشت میں جائیں گے۔

علی علیہ السلام ——— اُن آدمیوں کے نام لو!

زبیر ——— فلاں، فلاں حتیٰ کہ زبیر نے نو آدمیوں کے نام لیے۔ جن میں ابوعبیدہ جراح اور سعید بن زید بن عمرو بن نفیل تھے۔

علی علیہ السلام ——— تم نے نو آدمیوں کے نام لیے ہیں دسواں نام کہاں گیا ہے؟

زبیر ——— دسویں آپ ہیں۔

علی علیہ السلام ——— تم نے خود اقرار کیا ہے کہ میں اہل بہشت میں سے ہوں۔ تم نے اپنے اور اپنے دوستوں کے لئے جس

دونوں کے ساتھ ان کے اصحاب اور ان کی بیعت کرنے والے ہوں گے۔ اے

معاویہ! تم اس سلسلہ میں شامل ہو یا لیتنی لم اوت کتابیہ کاش

میرا نوشتہ ہی مجھے نہ دیا جاتا ولم ادری ماحسابیہ اور میں نہیں

جانتا کہ میرا حساب کیا ہے میں نے رسول اللہ کو ایسے ہی فرماتے ہوئے سنا تھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رسوائی اور عذاب ہر اس گمراہ کرنے والے امام پر ہو گا۔ جو تم سے

پہلے تھا یا تمہارے بعد ہو گا۔ تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے

وماجعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس والشجرۃ الملعونۃ فی القرآن (ترجمہ) اے محمد!

جو خواب ہم نے تمہیں دکھلایا ہے، وہ لوگوں کے لئے آزمائش ہے اور ملعون درخت

جس کا ذکر قرآن میں ہے ——————— یہ آیت اس لئے

نازل ہوئی کہ رسول اللہ نے خواب میں دیکھا کہ بارہ گمراہ کرنے والے امام

آپ کے منبر پر موجود ہیں (اسلام سے) لوگوں کو رجعت قہقری کی

طرح پیچھے ہٹا رہے ہیں۔ دو آدمی قریش سے ہیں دس آدمی بنی امیہ

کے ہیں۔ (بنو امیہ میں) اول تمہارا ساتھی ہے۔ جس کا تم قصاص طلب

کر رہے ہو، ایک خود تم ہو، ایک تمہارا بیٹا ہے۔ سات بیٹے حکم بن

ابی عاص کے ہیں۔ ان میں پہلا (مروان ہے) جس پر رسول اللہ نے

لعنت کی تھی۔ رسول اللہ نے اس کو (مدینہ سے) نکال دیا تھا۔ اے

معاویہ ہم اہل بیت ہیں۔ ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے دنیا کی بجائے

آخرت کو پسند کیا ہے۔ ہمارے لئے دنیا کو ثواب کی خاطر پسند

نہیں کیا۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ جس میں

تم، تمہارا وزیر اور تمہارا لکھا ساتھی شامل ہے۔ کہ جب ابوالعاص

کی اولاد تیس تک پہنچ جائے گی۔ تو وہ کہنا ۔۔ خدا کی بے حرمتی

کی تفسیر ہوتی ہے۔ وما یعلم تاویله اِلّا اللّٰہ والراسخون فی العلم اس لفظ کی تفسیر کوئی نہیں جانتا۔ مگر اللہ تعالیٰ یا وہ لوگ جو علم میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ ہم آلِ محمدؐ ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام امت کو حکم دیا ہے۔ ان یقولوا امنا به کل من عند ربنا وما یذکر الا اولوا الالباب وہ یہ کہیں ہم قرآن پر یقین لائے ہیں۔ ہر چیز ہمارے رب کی جانب سے ہے۔ نہیں نصیحت پکڑتے۔ مگر صاحبان عقل لوگوں کو چاہیے کہ قرآن کی حقیقت کو ہم سے سمجھیں ولو ردوہ الی الرّسول والی اُولی الامر منھم لعلمه الذین یستنبطونه منھم ـــــــ مجھے اپنی زندگی کی قسم رسول اللہ کے انتقال کے بعد اگر لوگ ہمیں تسلیم کر لیتے، ہماری اتباع کرتے اور اپنے کاموں میں ہماری پیروی کرتے تو وہ لوگ آسمان اور زمین سے روزی حاصل کرتے اے معاویہ تمہیں کیا لالچ ہے؟ ہم نے ان حضرات کا کیا گنوایا ہے؟ انہوں نے ہماری وجہ سے بہت کچھ گنوایا ہے، اللہ تعالیٰ نے میرے اور تمہارے بارے میں ایک خاص سورت نازل فرمائی ہے۔ لوگ اس کی ظاہری تفسیر کرتے ہیں۔ انہیں معلوم نہیں کہ اس کی باطنی تفسیر کیا ہے۔ یہ سورت سورہ حاقہ میں موجود ہے۔ فامّا من اوتی کتابه بیمینه وَ امّا من اوتی کتابه بشماله

ترجمہ:۔ اب رہا وہ شخص جس کا نوشتہ اعمال کے دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ (اس سے مراد علیؑ ابن ابی طالب ہیں) اب رہا وہ شخص جس کا نوشتہ اس کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا (اس سے مراد معاویہ ہیں) ہر امام گمراہی اور امام ہدایت کو (قیامت کے روز) بلایا جائے گا ان

ہیں اقرار کرتے ہیں اور آل محمدؐ میں انکار کرتے ہیں۔ اے معاویہ تم اس بات کا انکار کرو گے اور تمہارا ساتھی (عمرو عاص) انکار کرے گا۔ تم سے پہلے اہل شام، اہل یمن، گنوار لوگ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے اُجڈ لوگ جو ظالم لوگ جو ظالم ترین لوگ ہیں انکار کر چکے ہیں۔

فقد وکل اللہ بھا قوما لیسوا بھا بکافرین

اے معاویہ قرآن حق ہے نور ہے، ہدایت ہے شفا ہے مومنین کیلئے

والذین لا یومنون فی اذانھم وقر وھو علیھم عمی

اے معاویہ گمراہی اور جہنم کی طرف دعوت دینے والوں کی کوئی ایسی قسم نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چھوڑ دی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان لوگوں کی تردید کی ہے۔ ان کی حقیقت کو باطل کیا ہے۔ ان کے اتباع سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں قرآن نازل کیا ہے جو شخص اس قرآن برحق کو جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے اور جو اس کو نہیں جانتا وہ جاہل ہے۔ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا۔ قرآن کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کا ظاہر اور باطن نہ ہو۔ کوئی حرف ایسا نہیں جس کی تفسیر نہ ہو۔

وما یعلم تاویلہٗ اِلّا اللہُ والراسخون فی العلم

قرآن کی تفسیر کوئی نہیں جانتا۔ یا اللہ تعالیٰ یا وہ لوگ جو علم میں اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔

دوسری روایت میں ہے قرآن کا کوئی لفظ ایسا نہیں ہے مگر اس کی ایک ظاہری شکل ہوتی ہے۔ جو قرآن کے درس پر ثبت ہوتی ہے ایک اس لفظ کا بطن (پوشیدہ مطلب) ہوتا ہے۔ اس لفظ

میں اقرار کرتے ہیں اور آل محمدؐ میں انکار کرتے ہیں۔ اے معاویہ تم اس
بات کا انکار کرو گے اور تمہارا ساتھی (عمرو عاص) انکار کرے گا۔ تم سے
پہلے اہل شام، اہل یمن، گنوار لوگ قبیلہ ربیعہ اور مضر کے اُجڈ لوگ جو
ظالم لوگ جو ظالم ترین لوگ ہیں انکار کر چکے ہیں۔

فقد وکل اللہ بھا قوماً لیسوا بھا بکافرین

اے معاویہ قرآن حق ہے نور ہے، ہدایت ہے شفا ہے مومنین کیلئے

والذین لا یومنون فی اذانھم وقر وھو علیھم عمی

اے معاویہ گمراہی اور جہنم کی طرف دعوت دینے والوں کی کوئی ایسی قسم
نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے چھوٹ دی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن
میں ان لوگوں کی تردید کی ہے۔ ان کی حقیقت کو باطل کیا ہے۔ ان کے
اتباع سے منع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں قرآن نازل کیا ہے جو
شخص اس قرآن برحق کو جانتا ہے۔ وہ جانتا ہے اور جو اس کو نہیں
جانتا وہ جاہل ہے۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا تھا۔
قرآن کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کا ظاہر اور باطن نہ ہو۔ کوئی حرف
ایسا نہیں جس کی تفسیر نہ ہو۔

وما یعلم تاویلہٗ الا اللہ والراسخون فی العلم

قرآن کی تفسیر کوئی نہیں جانتا۔ یا اللہ تعالیٰ یا وہ لوگ جو علم
میں اعلیٰ درجہ پہ فائز ہیں۔

دوسری روایت میں ہے قرآن کا کوئی لفظ ایسا نہیں ہے مگر
اس کی ایک ظاہری شکل ہوتی ہے۔ جو قرآن کے درس پر ثبت ہوتی
ہے ایک اس لفظ کا بطن (پوشیدہ مطلب) ہوتا ہے۔ اس لفظ

میرا تمہارے لئے رحم کرنا اور استغفار مانگنا اللہ تعالےٰ اس کو تمہارے لئے رحمت سے دُوری اور عذاب بنا دے گا۔ تم طلحہ اور زبیر کم مجرم اور کم گنہگار، معمولی بدعت اور گمراہی والے ان دونوں سے نہیں ہو جنہوں نے تمہارے لئے اور تمہارے ساتھی کے لئے خلافت کی بنیاد رکھی جس کا تم قصاص طلب کرتے ہو۔ یہ دو وہ تھے۔ جنہوں نے تمہاری خاطر ہمارے حقوق کو کچل کے رکھدیا۔ ہم اہلبیتؑ پر ظلم کیا۔ تم کو ہماری گردنوں پہ سوار کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ ——————

الم ترىٰ الى الذين اوتوا نصيبًا فى الكتاب يومنون بالجبت والطاغوت ويقولون للذين كفروا هؤلاءِ اهدىٰ من الذين آمنوا سبيلاً اولٰئك الذين لعنهم الله ومن يلعن الله فلن تجد لهم نصيرًا۔ ام لهم نصيبٌ من الملك فاذا لا يوتون الناس نقيرًا، ام يحسدون الناس على ما اتاهم اللهُ من فضله، جن پر لوگ حسد کرتے ہیں۔ وہ ہم لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:۔ ——————

فقد آتينا آل ابراهيم الكتاب والحكمة وآتينا هم ملكاً عظيمًا (ترجمہ:۔ ہم نے اولاد ابراہیم کو کتاب اور حکمت اور ہم نے ان کو بہت بڑا ملک عطا کیا۔)

ملک عظیم سے اللہ تعالیٰ کی مراد یہ ہے کہ وہ ان میں آئمہؑ مقرر کریگا جو ان آئمہؑ کی اطاعت کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کریگا۔ جو ان کی نافرمانی کرے گا۔ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے گا۔ کتاب اور حکمت سے مراد نبوت ہے۔ یہ لوگ کیوں ان باتوں کا آل ابراہیمؑ

میرا تمہارے لئے رحم کرنا اور استغفار مانگنا اللہ تعالٰی اس کو تمہارے
لئے رحمت سے دُوری اور عذاب بنا دے گا تم طلحہ اور زبیر کم مجرم اور
کم گنہگار، معمولی بدعت اور گمراہی والے ان دونوں سے نہیں ہو جنہوں
نے تمہارے لئے اور تمہارے ساتھی کے لئے خلافت کی بنیاد رکھی جس کا
تم قصاص طلب کرتے ہو۔ یہ دو وہ تھے جنہوں نے تمہاری خاطر ہمارے
حقوق کو کچل کے رکھدیا۔ ہم اہلبیتؑ پر ظلم کیا۔ تم کو ہماری گردنوں پہ
سوار کیا۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے :۔

الم ترئ الی الذین اوتوا نصیبًا فی الکتاب یومنون
بالجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھولاءِ اھدیٰ
من الذین آمنو سبیلاً اولٰئک الذین لعنھم اللہ ومن
یلعن اللہ فلن تجد ھم نصیرًا۔ ام لھم نصیبٌ من الملك
فاذا لا یوتون الناس نقیرًا، ام یحسدون الناس علیٰ
ما اتاھم اللہ من فضلہ، جن پر لوگ حسد کرتے ہیں۔ وہ ہم
لوگ ہیں۔ اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے :۔

فقد آتینا آل ابراھیم الکتاب والحکمۃ وآتینا
ھم مُلکاً عظیمًا (ترجمہ:۔ ہم نے اولاد ابراہیم کو کتاب
اور حکمت اور ہم نے ان کو بہت بڑا ملک عطا کیا۔)
ملک عظیم سے اللہ تعالٰی کی مراد یہ ہے کہ وہ ان میں آئمہ مقرر کریگا
جو ان آئمہ کی اطاعت کرے گا۔ وہ اللہ تعالٰی کی اطاعت کریگا۔ جو
ان کی نافرمانی کرے گا۔ وہ اللہ تعالٰی کی نافرمانی کرے گا۔ کتاب اور
حکمت سے مراد نبوت ہے۔ یہ لوگ کیوں ان باتوں کا آل ابراہیمؑ

نے جس چیز کا انہیں حکم دیا تھا اور میں نے تیری ولایت اور محبت کا انہیں حکم دیا تھا۔ دعویٰ کریں گے۔ مخالفت کے باعث جو چیز اللہ تعالیٰ نے تیرے بارے میں نازل کی ہے۔ اپنے لئے دعویٰ کریں گے (اے علیؑ) اگر ان کے خلاف لڑنے کے لئے تمہیں مددگار مل جائیں تو اُن سے جہاد کرنا۔ اگر تمہیں مددگار میسر نہ آئیں تو اپنے ہاتھ روک لینا اور اپنی جان بچانا جان لو! اگر تم نے ان کو دعوت دی اور ان لوگوں نے تمہاری دعوت کو قبول نہ کیا (دعوت دینے میں) تم باز نہ رہنا۔ ان پر اتمام حجت کرنا۔ اے میرے بھائی تم میری مانند نہیں ہو۔ میں نے تمہاری حجت کو قائم کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے جو کچھ تمہارے حق میں نازل کیا وہ سب میں نے ان لوگوں پر ظاہر کر دیا ہے (کیا) اللہ تعالےٰ نہیں جانتا کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسولؐ ہوں؟ میرا حق اور میری اطاعت دونوں واجب ہیں۔ میں نے ان دونوں باتوں کو اور تمہاری حقیقت کو کھلم کھلا ظاہر کر دیا ہے۔ میں نے تمہارے امر (خلافت) کو قائم کر دیا۔ تمہاری حجت کو ظاہر کر دیا ہے۔ اگر تم ان سے خاموش رہے اور اپنی طرف دعوت نہ دی تو گنہگار نہیں ہو گے۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ تم ان کو اپنی خلافت کی طرف دعوت دو۔ وہ تمہاری دعوت پر توجہ نہ کرتے ہوئے قبول نہ کریں گے۔ تم پر قریش کے ظلم ظاہر ہوں گے۔ تمہارے بارے میں اندیشہ ہے اگر تم نے ان سے جہاد کیا تو کہیں تمہیں قتل نہ کر دیں (اگر ایسی صورت ہو جائے) تو ضروری ہے کہ تمہارے ساتھ ایک ایسا گروہ ہو۔ جن کے ذریعے تم اپنے آپ کو مضبوط کر سکو۔ (اگر مددگار میسر نہ ہوں) تقیہ کرنا۔ اللہ تعالیٰ کے دین میں سے ہے جو تقیہ نہیں کرتا (جان کے ضائع ہونے کے وقت) اس کا کوئی دین نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اس

کے بعد دوسرا اتنی مدت تک حکومت کرے گا۔ دس آدمی بنو امیہ کے ہوں گے اور دو قریش کے مختلف قبائل سے ہوں گے۔ تمام امت کا قیامت تک کا گناہ محض ان دو کی گردن پر ہوگا۔ ان تمام لوگوں کے پورے عذاب کے برابر اکیلا ان دو پر عذاب ہوگا۔ ہر وہ خون جو ناحق بہا۔ ہر وہ زنا جو ہوا۔ ہر وہ حکم جو ناانصافی کے طور پر دیا گیا۔ ان دونوں پر سب کا گناہ ہوگا۔ میں نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے کہ جب بنو عاص کے آدمیوں کی تعداد تیس تک پہنچ جائے گی تو وہ کتاب خدا کی توہین کریں گے۔ اللہ تعالےٰ کے بندوں کو غلام بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کے مال کو اپنا مال تصور کریں گے۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا اے میرے بھائی تم میری مانند نہیں ہو۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں حق کو وضاحت سے بیان کروں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ میں تم کو لوگوں سے بچاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں لوگوں سے جہاد کروں اگرچہ اکیلا ہی کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا:۔——

جاهد في سبيل الله

ترجمہ:۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرو

حرض المؤمنين على القتال

ترجمہ:۔ مومنین کو جنگ پر برانگیختہ کرو

رسولؐ اللہ نے فرمایا—— میں جتنا عرصہ مکہ میں رہا۔ اللہ تعالےٰ نے لڑائی کا حکم نہیں دیا تھا۔ پھر اللہ تعالےٰ نے مجھے جہاد کا حکم دیا۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ میرے ذریعے دین، شرائع، سُنن، احکام، حدود، حلال اور حرام معلوم کرانا چاہتا تھا۔ میرے بعد لوگ جان بوجھ کر اللہ تعالےٰ

حضرتؑ کا جواب

حضرت امیرؑ نے معاویہ کو خط تحریر فرمایا:۔

اما بعد (اے معاویہ) میں نے تمہارا خط پڑھا ہے جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے۔ اس کو بھی پڑھا ہے۔ تم نے اپنے کلام کو طول دیا ہے۔ جس سے میرے تعجب میں اضافہ ہوا ہے۔ اس امت کے لئے بہت بڑا امتحان اور بے حد تکلیف کا موجب کہ تم جیسے انسان (امور مسلمین) میں گفتگو کریں لوگوں کے عام اور خاص امور میں غور و تدبر کریں۔ تم خود جانتے ہو تم کون ہو؟ جس کے فرزند ہو تم خود جانتے ہو۔ میں کون ہوں، میں خود جانتا ہوں میں کس کا بیٹا ہوں خود جانتا ہوں۔ جو کچھ تم نے تحریر کیا ہے۔ اس کا جواب تحریر کروں گا۔ میرا خیال ہے نہ تم اور نہ تمہارا وزیر ابن نابغہ عمر وعاص سمجھیں گے جس نے تمہیں خط تحریر کرنے پر آمادہ کیا ہے اور اس خط کو تمہارے سامنے مزین کر کے پیش کیا ہے، جب تم دونوں خط تحریر کر رہے تھے۔ تو تم دونوں کے ساتھ شیطان اور اس کے مردود دوست موجود تھے۔ رسول اللہ نے مجھے فرمایا تھا کہ آپ نے اپنے منبر پر قریش کے بارہ انسانوں کو دیکھا تھا۔ جو گمراہ کرنے والے امام ہوں گے۔ رسول اللہ کے منبر پر بندروں کی شکل میں چڑھتے ہیں اور اترتے ہیں۔ آپ کی امت کو صراط مستقیم سے پیچھے ہٹاتے ہیں۔ (حضرتؑ نے فرمایا) اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ رسول اللہ نے مجھے (گمراہ آئمہ کا) ایک ایک کا نام لیکر بتایا تھا ایک

میں عام لوگوں سے زیادہ عرب والوں کو جانتا ہوں۔ اس قبیلہ (بنو ہاشم)
پر احسان مندی کا خیال رکھو، ظاہر میں ان کی عزت کرو۔ باطن میں ان کی
توہین کرو۔ میں ان کے ساتھ ایسا ہی سلوک کرتا ہوں۔ میں عام مجالس
میں ان کی عزت کرتا ہوں۔ علیحدگی میں ان کی توہین کرتا ہوں۔ یہ لوگ میرے
نزدیک سب سے زیادہ برے ہیں۔ پوشیدہ طور پہ تمہاری مہربانی اور
بخشش ان کے سوا دوسروں پہ ہو۔ (قبیلہ) مضر بن ربیعہ کا خیال رکھو، ان
کے امیروں کی عزت کرو اور غریبوں کی توہین کرو۔ ان کے عوام اپنے اشراف
اور امراء کے تابع ہیں۔ ان کو آپس میں لڑاتے رہو، ان
میں بدگوئی، تکبر اور نخوت پرلے درجہ پہ موجود ہے، جب تم ایسا کرو گے
تو اور ایک کو دوسرے سے لڑاؤ گے تو ان میں کچھ تمہاری امداد کریں گے۔ ان
کے قول پہ عمل کے مقابل اور ان کے گمان پہ یقین کے مقابل کبھی بھروسہ
نہ کرنا، مسلمان عجمیوں کا خیال رکھنا، ان پہ حضرت عمرؓ کے طریقہ پہ عمل کرنا۔ اس
میں ان کی ذلت اور رسوائی ہے۔ عربوں کا ان کی عورتوں سے نکاح کر دینا۔ اور
ان کا نکاح عربوں کی عورتوں سے نہ کرنا۔ تاکہ عرب ان کے وارث ہو جائیں
وہ عرب کے وارث نہ ہوں۔ ان پہ بخشش اور روزی کے معاملہ میں کمی کرنا
تاکہ وہ جنگوں میں آگے بڑھیں اور راستہ صاف کریں اور درخت کاٹیں، ان
کو نماز میں کسی عرب کا امام نہ بنانا، جب عرب موجود ہوں تو ان میں سے کوئی
صف اول میں کھڑا نہ ہو، اگر عرب موجود نہ ہوں تو وہ صف اول کے امام بنائے
جائیں۔ ان میں کسی کو مسلمانوں کی سرحد کا حاکم نہ بنانا، نہ ہی مسلمانوں کے
شہروں میں سے کسی شہر کا حاکم بنانا، وہ مسلمانوں کے فیصلہ جات اور احکامات
کے متولی نہ ہوں۔ یہ حضرت عمر کا طریقہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم اگر وہ اور اس کا ساتھی

کو سیدھے راستہ سے روکتے ہیں۔ اور تیری کتاب کی طرف کذب کو نسبت دیتے ہیں۔ یہ دونوں تیرے نبیؐ کی شبیکی کرتے ہیں۔ یہ دونوں تیرے نبیؐ اور علیؑ پر جھوٹ منسوب کرتے ہیں۔"

سلیمؓ بن قیس کا بیان ہے کہ ——— معاویہ نے شام کے قاریوں اور قاضیوں کو طلب کیا۔ انہیں مال عطا کر کے شام کے اطراف اور شہروں میں روانہ کر دیا تاکہ لوگ جھوٹی روایات لوگوں سے بیان کریں اور لوگوں کو آگاہ کریں کہ حضرت علیؑ نے حضرت عثمان کو قتل کر دیا ہے۔ اور حضرت علیؑ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سے بیزاری ظاہر کرتے ہیں۔ معاویہ حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ معاویہ کے ساتھ ابان بن عثمان اور حضرت عثمان کی اولاد شامل ہے۔ (معاویہ نے) اہل شام کے دلوں پر قابو پا لیا۔ ان کو متحد کیا۔ لگاتار معاویہ بیس سال تک ایسا کرتا رہا۔ یہ کام معاویہ کے عمال کے ذریعے جاری رہا۔

امیرِ شام کا خفیہ خط

ابانؓ سلیمؓ بن قیس سے روایت کرتے ہیں سلیمؓ نے کہا میرا ایک دوست جو شیعہ تھا اور عامل (معاویہ) زیاد بن سمیہ کا منشی تھا۔ اس نے مجھے ایک خط دکھایا۔ جو معاویہ نے اس کے خط کے جواب میں تحریر کیا تھا۔

" اما بعد! اے زیاد بن سمیہ تم نے خط لکھ کر دریافت کیا ہے کہ عرب میں کون عزت والا ہے اور کون ذلیل ہے۔ کون قرب کے لائق ہے اور کون دوری کے لائق۔ کون قابلِ اطمینان ہے اور کون قابلِ احتیاط، دوسری روایت میں ہے کہ کون ان میں سے قابلِ اطمینان ہے اور کون قابلِ خوف۔ اے میرے بھائی

میرے پالنے والے اب تو تیرے فرشتے ہر ہر شعر پر لعنت بھیجیں۔ جو قیامت تک اس کی پشت میں باقی رہے۔ جب ابراہیم بن رسولؐ اللہ کا انتقال ہوا تو وہ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ محمدؐ مقطوع النسل ہو گئے ہیں۔ اس کا کوئی پیچھے رہنے والا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عمرو عاص کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی :—

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

اے محمدؐ! تمہارا دشمن مقطوع النسل ہے یعنی ایمان اور بھلائی سے محروم ہے۔ مجھے اس امت کے کذاب اور منافق سے بہت تکلیف پہنچی ہے ان ضعیف قاریوں اور مجتہدین کے بارے میں حیرانی ہے وہ عمرو عاص کی احادیث روایت کرتے ہیں۔ اس کی اس کے مقصد کے مطابق تصدیق کرتے ہیں۔ ہم اہلبیتؑ پر کذب کے ذریعے دلیل پکڑتے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ ہم اہل بیتؑ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اس امت کے افضل انسان ہیں۔ (اے عمرو عاص) اگر تم چاہتے تو حضرت عثمان کا نام بھی لے لیتے۔ اللہ تعالیٰ کی قسم جو حدیث عمرو عاص نے بی بی عائشہؓ اور آپ کے والد کے متعلق بیان کی ہے وہ معاویہ کی رضا جوئی کے علاوہ اور کچھ نہیں ہے۔ اس نے معاویہ کی رضامندی حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی خریدی ہے۔ عمرو عاص کہتا ہے کہ اس نے مجھ سے مذکورہ حدیث سنی ہے۔ بالکل نہیں۔ جس ذات نے دانہ کو شگافتہ کیا اور مخلوق کو پیدا کیا۔ وہ ضرور جانتا ہے کہ یہ مجھ پر بہتان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے یہ بات نہ ظاہری طور پر سنی ہے اور نہ پوشیدہ طور پر۔ اے پالنے والے تو عمرو عاص اور معاویہ کو اپنی رحمت سے دور رکھ۔ یہ دونوں لوگوں

نے فرمایا بی بی عائشہ۔ میں نے عرض کی مردوں میں کون ہیں؟ رسولؐ اللہ
نے فرمایا بی بی عائشہ کے باپ (حضرت ابوبکر) اے لوگو! علیؑ حضرت ابوبکر
حضرت عمر اور حضرت عثمان پر طعنہ زنی کرتے ہیں۔ حالانکہ میں نے رسولؐ
اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ حق کو حضرت عمر کے دل اور
زبان سے جاری کراتا ہے۔ رسولؐ اللہ نے حضرت عثمان کے بارے میں
ارشاد فرمایا ہے کہ فرشتے حضرت عثمان سے حیا کرتے ہیں۔ میں نے علیؑ
کو کہتے ہوئے سنا ہے۔ لیکن میرے دونوں کان بہرے ہوگئے ہیں (طعنہ زنی)
سننے سننے) عمرو عاص نے حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں بیان کیا تھا
کہ اللہ تعالیٰ کے نبیؐ نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو آتے ہوئے دیکھ کر
فرمایا تھا۔ اے علیؑ! یہ دونوں جنت کے بوڑھوں انبیاء اور رسولوں کو چھوڑ
کر خواہ وہ اولین ہوں خواہ آخرین ہوں سردار ہیں (اے علیؑ) ان دونوں کو
اس بات کی خبر دینا۔ ورنہ وہ ہلاک ہو جائیں گے۔"

یہ تمام واقعات سنکر علی علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور فرمایا:۔
" مجھے شام کے سرکشوں پر تعجب آتا ہے۔ وہ عمرو عاص کی باتوں کو
سن کر قبول کرتے ہیں اور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ مجھے عمرو عاص کی بات
جھوٹ اور بے ایمانی معلوم ہوئی ہے وہ رسولؐ اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے
رسولؐ اللہ نے اس پر ستر بار لعنت بھیجی ہے۔ اور اس کے ساتھی (امیر شام)
پر بھی جس کی طرف یہ لوگوں کو دعوت دیتا ہے۔ رسولؐ اللہ نے کئی مقامات
پر لعنت کی ہے۔ یہ اس لئے ہوا کہ عمرو عاص نے ستر اشعار کے ایک قصیدہ
میں رسولؐ اللہ کی برائی بیان کی تھی۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا۔ میرے
پالنے والے میں نہ تو شعر کہوں گا اور نہ میں اس کو جائز سمجھتا ہوں۔ اے

دوسری روایت میں ہے کہ رسولؐ اللہ کے انتقال کے بعد عمارؓ اور حذیفہ نے ان حضرات کے بارے میں نرم رویہ کیوں اختیار کیا؟

ودرؓ ــــــــ ان حضرات نے اس واقعہ کے بعد توبہ کر لی تھی، اور ندامت کا اظہار کیا تھا۔ گوسالہ نے منزلت کا دعویٰ کیا۔ سامری نے گواہی دی۔ اس کے ساتھ گواہی میں اور آدمی بھی شامل ہو گئے۔ اور وہ گواہی یہ تھی) ان حضرات نے رسولؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا ہے (ہم اہلبیتؑ میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوگی)! اصحاب رسولؐ کا خیال تھا کہ شاید یہ حدیث (ہم اہل بیتؑ میں خلافت اور نبوت جمع نہ ہوگی) پہلے فرمان (جاؤ علیؑ کو امیر المومنین کہکر سلام کرو) کے بعد واقع ہوئی ہے (خلافت کے معاملہ میں جس نے شک کیا سو کیا) لیکن عمارؓ اور حذیفہ نے توبہ کر لی تھی۔ اور حقیقت کو بھی گئے تھے۔ دونوں نے حضرت امیرؑ کو امیر المومنین کہکر سلام کیا تھا۔"

سلیمؓ بن قیس کا بیان ہے کہ ــــــــ میں ابوذرؓ کی موت کے بعد حضرت عثمانؓ کے خلافت کے زمانہ میں عمارؓ سے ملا۔ میں نے اس کو ابوذرؓ کے بتائے ہوئے واقعہ کی اطلاع دی۔

عمارؓ نے فرمایا ــــــــ " میرے بھائی (ابوذرؓ) نے سچ فرمایا ہے وہ بہت نیک اور سچے ہیں (یہ نہیں ہو سکتا) کہ ابوذرؓ عمارؓ سے حدیث روایت کرے لیکن اس کو عمار نے نہ سنا ہو۔"

سلیمؓ نے کہا ــــــــ اے عمارؓ خدا آپ کا بھلا کرے آپ کس بنا پر ابوذرؓ کی بات کی تصدیق کر رہے ہیں؟

عمارؓ نے فرمایا ــــــــ میں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر

عقبہ کی رات کون تھے؟

سلیمؓ ـــــ اے ابوذرؓ خدا آپ کا بھلا کرے۔ مجھے عقبہ والے بارہ آدمیوں کے متعلق آگاہ فرمایئے۔ جو بھیس بدل کر رسولؐ اللہ کی ناقہ ڈرانا چاہتے تھے یہ کب کا واقعہ ہے!

ابوذرؓ ـــــ خم غدیر کا واقعہ ہے۔ جب رسولؐ اللہ آخری حج سے واپس آ رہے تھے۔

سلیمؓ ـــــ خدا آپ کا بھلا کرے کیا آپ ان لوگوں کو جانتے ہیں؟

ابوذرؓ ـــــ خدا کی قسم میں تمام کو جانتا ہوں۔

سلیمؓ ـــــ آپ ان کو کیسے جانتے ہیں۔ رسولؐ اللہ نے حذیفہ کو ان کے متعلق پوشیدہ بتایا تھا اور تاکید کر دی تھی کہ ان کے متعلق کسی کو نہ بتانا۔

ابوذرؓ ـــــ عمارؓ بن یاسر آگے آگے اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے تھے حذیفہ پیچھے ہانکنے والے تھے۔ رسولؐ اللہ نے حذیفہ کو چھپانے کے متعلق فرمایا تھا اور عمارؓ کو ایسا حکم نہیں دیا تھا۔

سلیمؓ ـــــ مجھے ان کے نام بتایئے۔

ابوذرؓ ـــــ پانچ اصحاب صحیفہ ہیں (خانہ کعبے والے) پانچ اصحاب شوریٰ ہیں۔ عمرو بن عاص اور معاویہ ہیں۔

سلیمؓ ـــــ خدا آپ کا بھلا کرے۔ رسولؐ اللہ کے انتقال کے بعد عمارؓ اور حذیفہ کو ان بارہ آدمیوں کے بارے میں تردد کیوں ہوا۔ انہوں نے خود دیکھ لیا تھا

علیؑ زمین کی جائے پناہ ہیں۔ زمین علیؑ سے راحت و سکون حاصل کرتی ہے۔ اگر تم نے علیؑ کو کھو دیا تو تم زمین اور ساکنینِ زمین کو متغیر پاؤ گے۔ میں نے اس اُمت کے گوسالہ اور سامری کو رسولؐ اللہ کے پاس سے واپس آتے ہوئے دیکھا تھا۔ ان دونوں نے کہا تھا کیا یہ بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی جانب سے حق ہے؟ یہ سُنکر رسولؐ اللہ غضب ناک ہو گئے تھے اور فرمایا تھا۔ ہاں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کی طرف سے حق ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے ایسا کرنیکا حکم دیا ہے۔ جب دونوں نے علی علیہ السلام کو امیرالمومنین کہکر سلام کر چکے تو دونوں علی علیہ السلام کے گھر سے نکلے اور کہنے لگے۔ اس آدمی (رسول اللہ) کو کیا ہو گیا ہے۔ ہمیشہ اپنے چچا کے بیٹے کو بلند کرتے رہتے ہیں۔ ایک نے کہا اپنے چچا کے بیٹے کا کام پختہ کرتے ہیں۔ تمام نے کہا جو اس وقت موجود تھے۔ رسولؐ اللہ کے نزدیک جب تک علیؑ موجود ہیں ہماری پیشں نہ جائے گی۔

سلیمؓ کا بیان ہے کہ میں نے ابوذرؓ سے کہا ——— اے ابوذرؓ سلام کرنے کا واقعہ حجۃ الوداع کے بعد کا ہے یا پہلے کا؟

کہا ——— پہلی دفعہ حجۃ الوداع سے پہلے سلام کیا تھا۔ اور دوسری دفعہ حجۃ الوداع کے بعد سلام کیا تھا۔

میں نے کہا ——— اے ابوذرؓ ان لوگوں نے (خلافت علیؑ کے خلاف) سازش کا انعقاد کب کیا تھا؟

ابوذرؓ نے کہا ——— آخری حج کے موقع پر یہ واقعہ ظہور پذیر ہوا تھا۔

کو جمع کرے ، حضرت علیؑ کے سامنے اول نے یہ دلیل اس وقت پیش کی جب حضرتؑ کو اس کی بیعت کے لئے لایا گیا تھا ، اوّل کی اس بات کی چار آدمیوں نے تصدیق کی ۔ اور گواہی دی وہ چاروں ہمارے نزدیک نیکو کار اور غیر متہم تصوّر ہوتے تھے (وہ یہ حضرات ہیں) ابو عبیدہ ، سالم ، عمر اور معاذ ہیں ۔ ہم نے خیال کیا کہ یہ لوگ سچے ہیں ۔"

خانہ کعبہ میں معاہدہ

حضرت ابوذرؓ نے اپنی بات جاری رکھتے ہوئے فرمایا : ——————

"جب علی علیہ السلام نے ہمیں وہ بات یاد دلائی جو رسول اللہؐ فرما چکے تھے ۔ رسولؐ اللہ نے فرمایا تھا ۔ ان پانچ آدمیوں (اول ثانی) ابو عبیدہ ، سالم اور معاذ) نے آپس میں خانۂ کعبہ میں بیٹھ کر ایک معاہدہ کیا ہے (وہ یہ ہے) اگر حضرت محمدؐ مر جائیں یا قتل ہو جائیں تو علی علیہ السلام پر وہ فوقیت حاصل کریں گے ۔ خلافت آپ سے غصب کر لیں گے ۔ حضرتؑ کی اس بات پر چار آدمیوں نے گواہی دی (وہ چار یہ ہیں) سلمانؓ ، ابوذرؓ ، مقدادؓ اور زبیر ، ان حضرات نے اس وقت یہ شہادت دی جب اوّل کی بیعت ضلالہ ہماری گردنوں پر واجب ہو چکی تھی ۔ ہمیں یقین تھا کہ علی علیہ السلام نے رسولؐ اللہ سے جھوٹی روایت نہیں کی ہے ۔ حضرتؑ کی اس بات پہ چار صحابہ نے گواہی دی ۔ کس قدر بزرگ ہے وہ شخص جس نے ہم سے یہ بات بیان فرمائی ۔ پھر ہم خلافت کی حقیقت کو سمجھ گئے ۔ (خلافت کا حق دار کون ہے ؟) ہم لوگوں نے رسولؐ اللہ کی وہ بات یاد کی ۔ رسولؐ اللہ

الأنوار النعمانية

لمؤلفه

العالم العامل والكامل الباذل صدر الحكماء ورئيس العلماء

السيد نعمة الله الجزائري

طاب ثراه وجعل الجنة مثواه

المتوفى ١١١٢هـ

الجزء الأول

دار القارئ

دار الكوفة

عائلاً فأغنى، فكابروا هذا القول وردوا عليه وقالوا بل اغناه ابو بكر بماله واما عدم الطعن عليه بالسوء كما سيأتي في أنساب امثاله فلعله لان الائمة عليهم السلام من نسله، وذلك لان أم فروة هي ام الصادق عليه السلام بنت القاسم بن محمد بن ابي بكر.نعم لما وليَ أبو بكر الخلافة كان ابوه ابو قحافة بالطائف فلما بويع لابي بكر كتب لابيه كتاباً، عنوانه من خليفة رسول الله صلى الله عليه وآله الى أبيه ابي قحافة أما بعد فإنَ الناس قد تراضوا بي فأني اليوم خليفة الله، فلو قدمت علينا كان أحسن بك فلما قرأ أبو قحافة الكتاب، قال للرسول ما منعكم عن علي قال هو حدث السن وقد أكثر القتل في قريش وغيرها، وأبو بكر أسنَ منه قال ابو قحافة ان كان الامر في ذلك بالسن فأنا أحق من ابو بكر، لقد ظلموا علياً وقد بايع له النبي صلى الله عليه وآله وأمرنا ببيعته، ثم كتب، من ابو قحافة الى ابي بكر اما بعد فقد أتاني كتابك فوجدته كتاب أحمق ينقض بعضه بعضاً، مرة تقول خليفة رسول الله ومرة تقول خليفة الله ومرة تقول تراضوا بي الناس وهو أمر ملتبس فلا تدخلنَ في امر يصعب عليك الخروج منه غداً، وتكون عقباك منه الى الندامة وملامة النفس اللوامة لدى الحساب يوم القيامة، فأن للامور مداخل ومخارج وأنت تعرف من هو أولى منك، فراقب الله كأنك تراه ولا تدعن صاحبها، فانَ تركها اليوم احق عليك واسلم لك.وبقي الكلام في النسب الشريف للخليفة الثاني، فروى ابن عبد ربه في المجلد الثاني من كتاب العقد، قال وخرج عمر بن الخطاب ويده على المعلى بن جارود فليقته امرأة من قريش فقالت يا عمر فوقف لها فقالت كنا نعرفك مرة عميرا ثم صرت من بعد عمير عمر ثم صرت من بعد عمر امير المؤمنين فاتق الله يا ابن الخطاب وانظر في امور الناس، فأنه من خاف الوعيد قرب عليه البعيد ومن خالف الموت خشى الفوت، ومن طريف ما بلغوا اليه من القدح في اصل خليفتهم عمر، ان جدته صهاك ولدته من سفاح يعني من زنا ورووا ان ولد الزنا لا ينجب ثم مع هذا ولّواه الخلافة وشهدوا عليه بالزنا فمن رواياتهم في ذلك ما ذكره ابو المنذر هشام بن محمد السائب الكلبي، وهو من رجالهم في كتاب المثالب ما هذا لفظه في عدد جملة من ولدوا من سفاح، هشام عن ابيه قال كانت صهاك امة حبشية لهاشم بن عبد مناف فوقع عليها عبد العزى بن رياح، فجائت بنفيل جد عمر بن الخطاب فهل بلغت الشيعة الى اقبح من هذه الانساب.ومن عجيب ما رووه عن الخطاب والد عمر بن الخطاب انه كان سرَاقاً وقطع في السرقة، ما ذكره ابو عبيد القسم بن سلام في كتاب الشهاب، في تسمية من قطع من قريش في الجاهلية في السرقة ما هذا لفظه، قال والخطاب بن نفيل بن عبد العزى بن رياح بن عدي بن كعب ابو عمر بن الخطاب قطعت يده في سرقة قدر ومحاه ولاية عمر ورضى الناس عنه قال بعض المسلمين الا تعجب من قوم رووا ان عمر كان ولد زنا، وأنه كان في الجاهلية نخّاس الحمير وأنه كان أبوه سرَاقاً وأنه ما كان يعرف الا بعمير لرذالته ثم مع هذا جعلوه خليفة قائماً مقام نبيهم ونائباً

عن الله في عباده وقدموه على من لا طعن عليه في حسب ولا نسب ولا إرب ولا سبب ويا ليتهم حيث ولواه وفضحوا انفسهم بذلك كانوا قد سكتوا عن نقل هذه الاحاديث التي قد سمت بها الاعداء وجعلوها طريقاً الى جهلهم بمقام الانبياء وخلافة الخلفاء.واما روايات الخاصة في هذا الباب فكثيرة ولنذكر منها حديثاً واحداً وهو ما رواه رئيس المحدثين محمد بن يعقوب (ره) باسناده الى سماعة، قال تعرض رجل من ولد عمر بن الخطاب بجارية رجل عقيلي فقالت له أنّ هذا العمري قد آذاني فقال لها عديه وادخليه الدهليز فادخلته فسدّ عليه فقتله والقاه في الطريق، فاجتمع البكريون والعمريون والعثمانيون، وقالوا ما لصاحبنا كفو لن نقتل به الا جعفر بن محمد عليه السلام وما قتل صاحبنا غيره، وكان ابو عبد الله عليه السلام قد مضى نحو قبا فلقيته بما اجتمع القوم عليه فقال دعهم فلما جاء وثبوا عليه وقالوا ما قتل صاحبنا احد غيرك، ولا نقتل به احداً غيرك فقال ليكلمني منكم جماعة فاعتزل قوم منهم فأخذ بأيديهم وادخلهم المسجد فخرجوا وهم يقولون شيخنا ابو عبد الله جعفر بن محمد صلوات الله عليهما معاذ الله ان يكون مثله يفعل هذا أو يأمر به، فانصرفوا قال فمضيت معه فقلت جعلت فداك ما كان اقرب رضاهم من سخطهم، قال نعم دعوتهم فقلت امسكوا وإلاّ اخرجت الصحيفة فقلت ما هذه الصحيفة جعلني الله فداك، فقال ان ام الخطاب كانت امة للزبير بن عبد المطلب فشطر بها نفيل وهو ابو الخطاب فاحبلها فطلبه الزبير فخرج هارباً الى الطائف فخرج الزبير خلفه فبصرت به ثقيف، فقالوا يا ابا عبد الله ما تعمل هيهنا قال جاريتي شطر بها نفيلكم فهرب الى الشام، وخرج الزبير في تجارة له الى الشام فدخل على ملك الدومة، فقال له يا ابا عبد الله لي اليك حاجة قال وما حاجتك ايها الملك، فقال رجل من اهلك قد اخذت ولده فاحبّ ان ترده عليه فقال ليظهر لي حتى اعرفه فلما ان كان من الغد دخل الى الملك فلما راه الملك ضحك فقال ما يضحكك ايها الملك قال ما اظن هذا الرجل ولدته عربية، لما رآك قد دخلت لم يملك استه ان جعل يضرط فقال يا ايها الملك اذا صرت الى مكة قضيت، فلما قد الزبير تحمل عليه ببطون قريش كلها ان يدفع اليه ابنه فأبى ثم تحمل عليه بعد المطلب فقال ما بيني وبينه عمل، اما علمتم ما فعل في ابني فلان ولكن امضوا انتم اليه فكلموه فقصدوا فقال لهم الزبير ان الشيطان له دولة وان ابن هذا ابن الشيطان ولست آمن أن يترأس علينا، ولكن أدخلوه من باب المسجد علي على أن احمي له حديدة وأخط في وجه خطوطاً، وأكتب عليه وعلى أبنه أن لا يتصدر في مجلس ولا يأتمر على أولادنا ولا يضرب معنا بسهم، قال ففعلوا وخط وجهه بالحديدة وكتب عليه الكتاب، وذلك الكتاب عندنا فقلت لهم أن أمسكتم وألا أخرجت الكتاب ففيه فضيحتكم فأمسكوا، والحديث طويل أخذنا منه موضع الحاجة فهذا نسب الخليفة الثاني .وأما أفعاله الجميلة فلقد نقل منها محبوه ومتابعوه مالم ينقله أعداؤه منها مانقله صاحب

كتاب الأستيعاب في الرجال وهو من أفاضلهم، فقال أن عمر لما ضربه أبو لؤلؤة بالسكين في بطنه قال أدعو لي الطبيب فدعى الطبيب، فقال أي الشراب أحب إليك قال النبيذ فسقي نبيذاً فخرج من بعض طعناته فقال الناس هذا دم هذا صديد، قال أسقوني لبناً فخرج من الطعنة فقال له الطبيب لاأرى أن تمسى فما كنت فاعلا فأفعل، وذكر تمام الخبر في الشورى، والنبيذ هو شراب التمر ولقد كان يحب أن يلاقي الله سبحانه وبطنه المزوقة مملوه من الشراب، فأنظروا يا أهل الألباب .ومنها ما قال المحقق جلال الدين السيوطي في حواشي القاموس عند التصحيح لغة الأبنة، وقال هناك وكانت في جماعة في الجاهليه أحدهم سيدنا عمر واقبح منه ما قاله الفاضل أبن الأثير وهما من أجلاء علمائهم قال زعمت الروافض أن سيدنا عمر كان مخنثاً كذبوا، ولكن كان به داء دواؤه ماء الرجال وغير ذلك مما يستقبح من نقله، وقد قصروا في إضاعة مثل هذا السر المكنون المخزون ولم أرى في كتب الرافضة مثل هذا، نعم روى العياشي منهم حديثاً حاصل معناه أن الأسم الذي هو لفظ أمير المؤمنين قد خص الله به علي بن أبي طالب ، وبهذا لم تسم الرافضة أئمتهم بهذا الأسم ومن سمى نفسه به غير علي بن أبي طالب فهو مما يؤتى في دبره، وهذا شامل لجميع المتخلفين من الأموية والعباسية وقد نقلت أهل السنة هيهنا عن أمامهم ماهو أقبح من هذا،ولا حول ولا قوة الإبالله العلي العظيم وقد بقي أشياء كثيرة.منها ما ذكر الطبري في تاريخه وهو من علمائهم قال أتى عمر بن الخطاب إلى منزل علي فقال والله لأحرقن عليكم او لتخرجن للبيعة، فخرج عليه الزبير مصلتاً بالسيف فعثر فسقط السيف من يده فوثبوا عليه فأخذوه، قال زيد بن اسلم وهو منهم كنت ممن حمل الحطب مع عمر الى باب فاطمة ، حين امتنع علي واصحابه عن البيعة، فقال عمر لفاطمة اخرجي من البيت والا احرقته ومن فيه، قال وفي البيت علي والحسن والحسين عليهم السلام وجماعة من اصحاب النبي فقالت فاطمة تحرق علي وولدي فقال أي والله أو ليخرجنَ وليبايعنَ.اقول وقد اعترف بهذا النقل من متقدميهم جمهور المتأخرين منهم لكن قالوا ان الوالي يفعل ما يقتضيه المصلحة ولا يخفى ما فيه، فأنَ فعله هذا انما كان في زمن خلافة ابي بكر وانتم ما اثبتتم خلافة ابي بكر الا من جهة الاتفاق وحينئذ كان الواجب على عمر ان يصبر حتى يحصل الاتفاق من علي وامثاله، فتثبت خلافة ابي بكر وولايته فاذا ثبتت فعل ما يقتضيه رأيه ولا كان ينبغي لعمر ان يفعل ابتدا الامر ما يبطل دليل خلافة صاحبه، ولكن هذا ليس بأول قارورة كسرت في الاسلام.واما عثمان فقد شهدوا عليه بارتداده عن الايمان، روى السدي وهو من مفسريهم في تفسير قوله تعالى ﴿ ويقولون آمنا بالله وبالرسول واطعنا ثم يتولى فريق منهم من بعد ذلك وما اولئك بالمؤمنين ﴾ قال السدي نزلت في عثمان بن عفان قال لما فتح رسول الله بني النضير وقسم اموالهم، فقال لعلي إئت

رسول الله ﷺ فاسئله ارض كذا وكذا، فان اعطاكها فأنا شريكك فيها وآته واسأله انا فان اعطانيها فأنت شريكي فيها فسأله عثمان اولاً فاعطاه اياها، فقال له علي عليه السلام اشركني فأبى عثمان الشركة فقال بيني وبينك رسول الله ﷺ فأبى ان يخاصمه الى النبي ﷺ فقال هو ابن عمه فأخاف ان يقضي له فنزل قوله ﴿ وَإِذَا دُعُوا إِلَى اللهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ إِذَا فَرِيقٌ مِنْهُمْ مُعْرِضُونَ (٤٨) وَإِنْ يَكُنْ لَهُمُ الْحَقُّ يَأْتُوا إِلَيْهِ مُذْعِنِينَ (٤٩) أَفِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَمِ ارْتَابُوا أَمْ يَخَافُونَ أَنْ يَحِيفَ اللهُ عَلَيْهِمْ وَرَسُولُهُ بَلْ أُولَئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ﴾ فلما بلغ عثمان ما انزل الله فيه اتى النبي ﷺ وأقر لعلي عليه السلام بالحق وشركه في الارض.ومن غريب ما شهدوا به على طلحة وعثمان من شكهم في الاسلام وشهادة الله عليهم بالكفر بعد اظهار الايمان ما ذكره السدي ايضاً، في تفسير قوله تعالى ﴿يا ايُّها الذِينَ آمَنُوا لا تَتَّخِذُوا اليَهُودَ وَالنَّصارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللهَ لا يَهْدِي القَوْمَ الظَّالِمِينَ ﴾ قال لما اصيب اصحاب النبي ﷺ بأحد قال عثمان لالحقنّ بالشام فأنّ لي به صديقاً من اليهود يقال له دهلك فلاخذنّ منه أماناً فاني اخاف ان يدال[٢٤] علينا اليهود وقال طلحة بن عبد الله لاخرجنَ الى الشام فانَ لي به صديقاً من النصارى فلاخذنّ منه اماناً فاني اخاف ان يدال علينا النصارى.قال السدي فأراد احدهما ان يتهود والاخر ان يتنصر، قال فأقبل طلحة الى النبي ﷺ وعنده علي بن ابي طالب عليه السلام فاستأذنه طلحة في المسير الى الشام، وقال ان لي بها مالاً اخذه ثم انصرف، فقال النبي ﷺ على مثل هذا الحال تخذلنا وتخرج فأكثر على النبي ﷺ من الاستيذان فقال علي عليه السلام يا رسول الله إئذن لابن الحضرمية فكفَ طلحة الاستيذان عند ذلك فأنزل الله عز وجل فيهما ﴿ ويقول الذين آمنوا أهؤلاء الذين أقسموا بالله جهد ايمانهم انهم لمعكم حبطت اعمالهم ﴾ يقول انه يحلف لكم انه مؤمن معكم فقد حبط عمله بما دخل فيه من امر المسلمين حيث نافق فيه.

ومن غريب ما بلغوا اليه من الطعن في اصل عثمان ونسبه ما رواه علمائهم وذكره ابو المنذر هشام بن السائب الكلبي في كتاب المثالب فقال ما هذا لفظه، وممن كان يلعب به ويتخنث ثم ذكر من كان قال وعفان بن ابي العاص بن امية ممن كان يتخنث ويلعب به واغرب من هذا ما ذكره في ذم اصل طلحة بن عبد الله وطعنهم في نسبه وكونهم جعلوه ولد زنا، وقد ذكره جماعة من الرواة وذكره ايضاً ابو المنذر هشام بن محمد السائب الكلبي في كتاب المثالب، فقال وذكر من جملة البغايا من ذوي الرايات صعبة فقال واما صعبة فهي بنت الحضرمي كانت لها راية بمكة فوقع عليها ابو سفيان، وتزوجها عبيد الله بن عثمان بن عمرو بن كعب بن سعد بن تيم فجائت بطلحة

---

(٢٤) دالت الايام دارت ودال الزمان دولة انقلبت من حال الى حال يقال دالت له الدولة ودالت الايام بكذا ودال الرجل دولا ودألة صارة شهرة.

بن عبيد الله لستة اشهر، فأختصم ابو سفيان وعبيد الله في طلحة فجعلا امرهما الى صعبة فالحقته بعبيد الله، فقيل لها كيف تركت ابا سفيان فقالت يد عبيد الله طلقة ويد ابي سفيان تربة ثم ذكر صاحب كتاب المثالب المشار اليه هجاءاً لبني طلحة بن عبيد الله من جملته:

فاصدقوا يا قومنا انسابكم ... ثم اقيمونا على الامر الجلي

لعبيد الله انتم معشر ... ام ابو سفيان ذاك الاموي

وذكر ايضاً في كتاب المذكور ما هذا لفظه قال وممن كان يلعب به ويتخنث عبيد الله ابو طلحة بن عبيد الله.

ومن طريف ما بلغوا اليه من القدح في ولادة معاوية بن ابي سفيان ما رووه في كتبهم ورواه ابو المنذر هشام بن محمد السائب الكلبي في كتاب المثالب فقال كان معاوية لاربعة لعمارة بن الوليد بن المغيرة المخزومي ولمسافر بن عمر ولابي سفيان ولرجل اخر سماه، قال وكانت هند امه من المعتلمات وكان احب الرجال اليها السودان، وكانت اذا ولدت اسود قتلته، وقال في موضع آخر من الكتاب واما حمامة فهي من بعض جدات معاوية كان لها راية بذي المجاز يعني من ذوي الرايات في الزنا، وما احسن قول بعض المسلمين

ان هذا النسب مما يقلقل ... تقوم تعظيماً له عند ذكره

وقد نقل في كتب كثيرة ان يزيد قد تعشق عمته وكانت بكراً فاستحى ان يظهر لها الحال فاراد ان يمتحنها، فأتى معها الى بستان وجلست في موضع فأمر ان ينزي حصان[٢٥] على فرس وعمته تنظر اليهما، فلما نزى عليها وهي تنظر اليهما اتاها يزيد وامرها بالقيام من مكانها فلما قامت رأى في مكانها إراقة المني فعلم ارادتها لذلك الغرض فاتى اليها، فلما جامعها لم يجدها بكراً فقال لها اين بكارتك فقالت له ان اباك لم يترك بكراً، فظهر ان معاوية قد كان مخالطاً لها وهذا العجب العجيب والامر الغريب.

واما يزيد لعنه الله فحاله اشهر من ان يذكر وسبب ولادته ما قاله بعض مفسريهم ان معاوية لعنه الله كان ذات يوم يبول فلدعته عقرب في ذكره فزوجوه عجوزاً ليجامعها ويشتفي من دوائها، فجامعها مرة وطلقها فوقعت النطفة مختلطة بسم العقرب في رحم العجوز فحصل منها يزيد هذا هو المشهور ولكن رأيت في بعض كتب المسلمين انه كان عند معاوية جارية هندية تخدمه فحبلت منه وجائت بيزيد الكلب النجس، وقال النبي ﷺ اتقوا اليهود والهنود ولو الى سبعين بطناً.

---

(٢٥) الحصان الفرس العتيق وكل ذكر من الخيل.

وروى الكليني انه كان بين الحسين وبين يزيد لعنه الله عداوة اصلية وعداوة فرعية، اما الاصلية فانه ولد لعبد مناف ولدان هاشم وامية ملتزقاً ظهر كل واحد منهما بظهر الاخر ففرق بينهما بالسيف، فلم يرتفع السيف من بينهما وبين اولادهما حتى وقع حرب بن امية وعبد المطلب بن هاشم وبين ابي سفيان بن حرب وبين ابي طالب وبين معاوية بن ابي سفيان لعنهما الله تعالى وعلي بن ابي طالب عليه السلام وبين يزيد بن معاوية لعنه الله والحسين بن علي عليه السلام .

واما العداوة الفرعية فان يزيد قال لابيه يا أبه قد هيأت لي وراثة الملك وما قصرت في حقي غير انه كات لعبد الله بن الزبير امرأة يقال لها فاطمة من اجمل النساء فأريد ان تزوجنيها فدعا معاوية عبد الله بن الزبير وقال اريد ان ارعى قرابتك من رسول الله صلى الله عليه وآله وازوجك ابنتي واجعل لك ولاية مصر فانخدع به عبد الله ورضى فبعد يوم دعاه واخبره بانها لا ترضى الا ان يطلق زوجته خوفاً من الغيرة لجمالها فطلقها فبعد يوم دعاه واخبره بانها تأبى وتقول انه لم يف لصاحبة الجمال فكيف يصنع بي اذا زال الملك والمال فاغتم عبد الله فسلاه معاوية وقال لا تغتم فاني سأرسل اليها بنساء يرضينها، فلما انقضت عدّة فاطمة ارسل اليها ابا موسى الاشعري ليخطبها ليزيد فمر ابو موسى بقثم بن العباس فقال قثم اني راغب فيها ايضاً، ثم بالحسين عليه السلام كذلك فلما دخل عليها قال لها ما قالوا وقال اني راغب فيك ايضاً فقالت اما انت فشيخ وانا شابة ولكن اريد منك طلب المصلحة، فقال ان تريدي الولاية والتنعم الدنيوي فيزيد، وان تريدي العلم والجمال وقرابة الرسول صلى الله عليه وآله فقثم، وان تريدي العلم والزهد وبنوة النبي فالحسين وقد رأيت النبي صلى الله عليه وآله يقبله ويقول سيد شباب اهل الجنة، فقالت اخترت الحسين فسمع معاوية وغضب على ابي موسى الاشعري.

فان قلت على ما ذكرت أيجوز اطلاق ولد الزنا على ما ذكرت من هؤلاء الجماعة ام لا يجوز، قلت ان هذا الاطلاق وان لم يصح على اولاد الكفار ونحوهم ممن تميز نكاحهم عن سفاحهم، الا ان هذا الاطلاق على ما ذكرت من الجماعة جائز لانه سفاح في مذهبهم والشارع جوّز عليهم هذا الاطلاق كما جوّزه على من حضر واقعة الطفوف من اهل العراق والشام وغيرهم واما باقي الكفار فلا يجوز روى عمارة بن نعمان الجعفي قال كان لابي عبد الله عليه السلام صديق لا يكاد يفارقه اين ذهب فبينما يمشي معه في الحذّائين ومعه غلام سندي يمشي خلفه اذ التفت الرجل يريد غلامه ثلاث مرات فلم يره، فلما نظر في الرابعة قال يا بن الفاعلة اين كنت قال فرفع ابو عبد الله عليه السلام يده فصكّ بها جبهته، قال سبحان الله تقذف امَة قد كنت أرى ان لك ورعاً فاذا ليس لك ورع، فقالت جعلت فداك انّ امّه سندية مشركة فقال اما علمت ان لكل امّة نكاحاً فتنحّ عني فما رأيته يمشي معه حتى فرّق الموت بينهما ونحوه كثير.

تخدمه فجعلها علي ﷺ في منزل فاطمة ﷺ فدخلت ﷺ يوماً فنظرت الى رأس علي ﷺ في حجر الجارية فقالت يا ابا الحسن فعلتها فقال لا والله يا بنت محمد ﷺ ما فعلت شيئاً، فما الذي تريدين قالت تأذن لي في المسير الى منزل ابي رسول الله ﷺ فقال لها ذنت لك فتجلببت بجلبابها وتبرقعت ببرقعها وارادت النبي ﷺ، فهبط جبرئيل ﷺ فقال يا محمد ان الله يقرئك السلام ويقول ان هذه فاطمة تشكو علياً فلا تقبل منها في علي شيئاً، فدخلت فاطمة فقال رسول الله ﷺ جئتني تشكو علياً قالت أي والله رب الكعبة، فقال لها ارجعي اليه فقولي له رغم انفي لرضاك ثلاثاً فرجعت فاطمة ﷺ الى علي ﷺ فقالت يا ابا الحسن رغم انفي لرضاك فقال علي ﷺ شكوتني الى خليلي وحبيبي رسول الله واستئاه من رسول الله ﷺ اشهد الله يا فاطمة ان الجارية حرة لوجه الله تعالى وان الاربعمائة درهم التي فضلت من عطائي صدقة على فقراء اهل المدينة ثم تلبس وتنعل واراد النبي ﷺ.

فهبط جبرئيل ﷺ فقال يا محمد ان الله يقرئك السلام ويقول لك قل لعلي ان الله يقرئك السلام ويقول لك قد اعطيتك الجنة يعتقك الجارية في رضا فاطمة والنار بالاربعمائة دراهم التي تصدقت بها، فادخل الجنة من شئت برحمتي واخرج من النار من شئت بعفوي فعندها قال علي ﷺ انا قسيم الله بين الجنة والنار، وترتب مثل هذه الفائدة الجليلة على مثل هذا حسن جداً، وبالجملة فان اندفعنا الى ذكر بعض اوصاف الزهراء ﷺ لطال الكتاب ولكنّا من اهل طلب المحال.

واول عداوة خربت الدنيا وبنى عليها جميع الكفر والنفاق الى يوم القيامة هي عداوة عائشة لمولاتها الزهراء ﷺ على ما روى عن الطاهرين عليهم السلام وذلك لما روى ان النبي ﷺ كان يحب فاطمة حباً مفرطاً، وكان اذا اشتاق الى الجنة وثمارها اتى الى فاطمة ﷺ وقبّلها، وما كان ينام ليلة الا بعد ان يأتي اليها ويشمها ويقبلها، وذلك انه ﷺ لما عرج الى السماء ودخل الجنة ناوله جبرئيل ﷺ تفاحة من تفاحها فأكلها ولما نزل الى الارض واقع خديجة فكانت النطفة من تلك التفاحة، ومن ثم كان حمرة وجهها منها، وقد انتقلت الى الائمة عليهم السلام فكانت في وجوههم فغارت عايشة وبغضت مولاتها فاطمة لهذا وسرت هذه العداوة من عايشة الى ابي بكر فعادا مولاه امير المؤمنين ﷺ وعمر كان من احباب ابي بكر لجامع النفاق فشركه في العداوة فاستمرت الى يوم القيامة.

واما قوله واما عثمان فهو وان شاركه في كونه ختناً أقول الاختان اللتان اخذهما عثمان هما رقية تزوجها عتبة بن ابي لهب فطلقها قبل ان يدخل بها ولحقها منه اذى فقال النبي ﷺ اللهم سلط على عتبة كلباً من كلابك فتناوله الاسد من بين اصحابه وتزوجها بعده بالمدينة عثمان

بن عفان فولدت له عبد الله ومات صغيراً نقره ديك على عينيه فمرض ومات، وتوفيت بالمدينة زمن بدر فتخلف عثمان على دفنها ومنعه ذلك ان يشهد بدراً، وقد كان عثمان هاجر الى الحبشة ومعه رقية، والاخرى ام كلثوم تزوجها ايضاً عثمان بعد اختها رقية وتوفيت عنده.

وقد اختلف العلماء لاختلاف الروايات في انهما هل هما من بنات النبي ﷺ من خديجة او انهما ربيبتاه من احد زوجيها الاولين فانه اولاً قد تزوجها عتيق بن عائد المخزومي فولدت له جارية، ثم تزوجها ابو هالة الاسدي فولدت له هنداً بنت هالة، ثم تزوجها رسول الله ﷺ وهذا الاختلاف لا أثر له لأن عثمان في زمن النبي ﷺ قد كان ممن أظهر الاسلام وأبطن النفاق وهو ﷺ قد كان مكلفاً بظواهر الاوامر كحالنا نحن ايضاً وكان يميل الى مواصلة المنافقين رجاء الايمان الباطني منهم، مع أنه ﷺ لو اراد الايمان الواقعي لكان أقل قليل، فأن اغلب الصحابة كانوا على النفاق لكن كانت نار نفاقهم كامنة في زمنه، فلما انتقل الى جوار ربه برزت نار نفاقهم لوصيه ورجعوا القهقرى، ولذا قال ﷺ إرتد الناس كلهم بعد النبي ﷺ الا اربعة سلمان وابو ذر والمقداد وعمار وهذا مما لا اشكال فيه.

وانما الاشكال في تزويج علي ﷺ ام كلثوم لعمر بن الخطاب وقت تخلفه لانه قد ظهرت منه المناكير وارتد عن الدين ارتداداً اعظم من كل من ارتد، حتى انه قد وردت في روايات الخاصة ان الشيطان يغلّ بسبعين غلاً من حديد جهنم ويساق الى المحشر فينظر ويرى رجلاً امامه تقوده ملائكة العذاب وفي عنقه مائة وعشرون غلاًمن اغلال جهنم فيدنو الشيطان اليه ويقول ما فعل الشقي حتى زاد عليّ في العذاب وانا اغويت الخلق واوردتهم موارد الهلاك، فيقول عمر للشيطان ما فعلت شيئاً سوى اني غصبت خلافة علي بن ابي طالب، والظاهر انه قد استقل سبب شقاوته ومزيد عذابه، ولم يعلم ان كل ما وقع في الدنيا الى يوم القيامة من الكفر والنفاق واستيلاء اهل الجور والظلم انما هو من فعلته هذه، وسيأتي لهذا مزيد تحقيق ان شاء الله تعالى.

فاذا ارتد على هذا النحو من الارتداد فكيف ساغ في الشريعة مناكحته وقد حرم الله تعالى نكاح اهل الكفر والارتداد واتفق عليه علماء الخاصة.

فنقول قد تفصّى الاصحاب عن هذا بوجهين عامي وخاصي.

اما الاول فقد استفاض في اخبارهم عن الصادق ﷺ لما سئل عن هذه المناكحة فقال انه اول فرج غصبناه، وتفصيل هذا ان الخلافة قد كانت اعزّ على امير المؤمنين ﷺ من الاولاد والبنات والازواج ووالاموال، وذلك لان بها انتظام الدين واتمام السنة ورفع الجور واحياء الحق وموت الباطل، وجميع فوائد الدنيا والاخرة، فاذا لم يقدر على الدفع عن مثل هذا الامر الجليل الذي ما تمكن من الدفع عنه زمان معاوية وقد بذل عليه الارواح وسفك فيه المهج، حتى أنه قتل

لاجله ستين الفاً في معركة صفين وقتل من عسكره عشرون الفاً، وواقعة الطفوف اشهر من أن تذكر، فاذا قبلنا منه العذر في ترك هذا الامر الجليل وقد كان معذوراً كما سيأتي الكلام فيه عند ذكر اسباب تقاعده ﷺ عن الحرب في زمان الثلاثة ان شاء الله تعالى. والتقية باب فتحه الله سبحانه للعباد وامرهم بارتكابه والزمهم به، كما اوجب عليهم الصلوة والصيام حتى انه ورد عن الائمة الطاهرين عليهم السلام لا دين لمن لا تقية له، فقبل عذره ﷺ في مثل هذا الامر الجزئي، وذلك انه قد روى الكليني (ره) عن ابن ابي عمير عن هشام بن سالم عن ابي عبد الله ﷺ قال لما خطب اليه قال له امير المؤمنين ﷺ انها صبية، قال فلقى العباس فقال له ما لي أبي بأس، قال وما ذاك قال خطبت الى ابن اخيك فردني اما والله لاعودنّ زمزم ولا ادع لكم مكرمة الا هدمتها ولا قيمن عليه شاهدين بأنه سرق ولاقطعنّ يمينه، فأتاه العباس واخبره وسأله ان يجعل الامر اليه فجعل اليه.

واما الشبهة الواردة على هذا وهي انه يلزم ان يكون عمر زانياً في ذلك النكاح وهو مما لا يقبله العقل بالنظر الى ام كلثوم فالجواب عنها من وجهين.

احدهما ان ام كلثوم لا حرج عليها في مثله لا ظاهراً، ولا واقعاً وهو ظاهر، واما هو فليس بزان في ظاهر الشريعة لانه دخول ترتب على عقد باذن الولي الشرعي، واما في الواقع وفي نفس الامر فعليه عذاب الزاني، بل عذاب كل أهل المساوي والقبائح. الثاني ان الحال لما آل الى ما ذكرنا من التقية فيجوز ان يكون قد رضى ﷺ بتلك المناكحة رفعاً لدخوله في سلك غير الوطي المباح.

واما الثاني وهو الوجه الخاصي فقد رواه السيد العالم بهاء الدين علي بن عبد الحميد الحسيني النجفي في المجلد الاول من كتابه المسمى بالانوار المضيئة قال مما جاز لي روايته عن الشيخ السعيد محمد بن محمد بن النعمان المفيد (ره) رفعه الى عمر بن اذينة قال قلت لابي عبد الله ﷺ ان الناس يحتجون علينا ان امير المؤمنين ﷺ زوّج فلانا ابنته ام كلثوم وكان ﷺ متكياً فجلس وقال اتقبلون ان علياً ﷺ انكح فلاناً ابنته، ان قوماً يزعمون ذلك ما يهتدون الى سواء السبيل ولا الرشاد، ثم صفق بيده وقال سبحان الله ما الله ما كان امير المؤمنين ﷺ يقدر ان يحول بينه وبينها كذبوا لم يكن ما قالوا ان فلانا خطب الى علي ﷺ بنته ام كلثوم فأبى فقال للعباس والله لئن لم يزوجني لانزعن منك السقاية وزمزم، فأتى العباس علياً ﷺ فكلمه، فأبى عليه فألح عليه العباس، فلما رأى امير المؤمنين ﷺ مشقة كلام الرجل على العباس وانه سيفعل معه ما قال، ارسل الى جنية من اهل نجران يهودية يقال لها سحيفة بن حريرية، فأمرها فتمثلت في مثال ام كلثوم وحجبت الابصار عن ام كلثوم بها، وبعث بها الى الرجل فلم تزل عنده حتى انه استراب بها يوماً

وقال ما في الارض اهل بيت أسحر من بني هاشم، ثم اراد ان يظهر للناس فقتل فأخذت الميراث وانصرفت الى نجران واظهر امير المؤمنين عليه السلام أم كلثوم اقول وعلى هذا فحديث اول فرج عصبناه محمول على التقية والاتقاء من عوام الشيعة كما لا يخفى.

ظلمة حالكة في ما بقي من فضائل الشيخين اعلم ان من أقوى الدلائل والمناقب التي ذكروها لابي بكر هي حكاية الغار، لانها المصرح بها في محكم القرآن حيث قال ثاني اثنين إذ هما في الغار. الاية.

ويعجبني نقل كلام وقع اليَ من جانب شيخنا المفيد نور الله ضريحه، قال رأيت فيما يرى النائم كأني اجتزت في بعض الطرق فاذا انا بحلقة كبيرة دائرة وفيها رجل يعظ، فقلت من هذا فقيل عمر بن الخطاب فاستفرجت الناس فافرجوا اليّ فدخلت اليه فقت أتأذن لي في مسألة فقال سل، فقلت أخبرني عن فضل صاحبك عتيق بن ابي قحافة من قول الله ثاني اثنين اذ هما في الغار اذ يقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا فانزل الله سكينته عليه، فاني أرى من ينتحل مودتكما يذكر ان له فضلاً كثيراً، فقال الدلالة على فضل صاحبي عتيق ابن ابي قحافة من هذه الاية من ستة اماكن.

الاول: ان الله عز وجل ذكر النبي صلى الله عليه وآله وذكر ابا بكر فجعله ثانيه فقال ثاني اثنين، الثاني وصفهما بالاجتماع في مكان واحد لتأليفه بينهما فقال اذ هما في الغار، الثالث انه قد اضافه اليه بذكر الصحبة ليجمع بينهما في الرتبة، اذ يقول لصاحبه الرابع انه اخبر عن شفقته عليه ورفقته به لمكانه عنده، فقال اذ يقول لصاحبه لا تحزن الخامس انه اخبر عن كون الله معهما على حد سواء ناصراً لهما ودافعاً عنهما، فقال ان الله معنا، السادس انه اخبر عن نزول السكينة على ابي بكر لان الرسول صلى الله عليه وآله لم تفارقه السكينة قطَ فقال فأنزل الله سكينته عليه فهذه اماكن لا يمكنك ولا غيرك الطعن فيها على وجه من الوجوه ولا سبب من الاسباب، فقلت له حررت كلامك هنا واستقصيت البيان فيه واتيت بما لا يقدر احد ان يزيد عليه غير اني بعون الله سأجعله كرماد اشتدت به الريح في يوم عاصف.

اما قولك ان الله تعالى ذكر النبي وذكر ابا بكر فجعله ثانيه فهو عند التحقيق إخبار عن العدد فقط، ولعمري لقد كانا اثنين فما في ذلك من الفضل، ونحن نعلم ضرورة ان مؤمناً ومؤمناً اثنان ومؤمناً وكافراً اثنان، فما أرى في ذلك العدد طائلاً يعتمد عليه.

واما قولك انه وصفهما بالاجتماع في مكان واحد فهو كالفضل الاول واضعف لان المكان يجمع المؤمنين والكفار كما يجمع العدد المؤمنين والكفار وذلك ان مسجد النبي صلى الله عليه وآله افضل واشرف من الغار وقد جمع النبي والمنافقين والكفار، قال الله عز وجل فما للذين كفروا قبلك

مهطعين عن اليمين وعن الشمال عزين، أيطمع كل امرئ منهم ان يدخل جنة نعيم، وايضاً فان سفينة نوح عليه السلام افضل واشرف من الغار وقد حملت النبي والشيطان والبهيمة، والمكان لا يدلّ على ما ادعيت من الفضل فبطل فضلان.

واما قولك انه اضافه اليه بذكر الصحبة فهو كالفضلين الاولين واضعف وذلكان اسم الصحبة يقع بين المؤمنين والكفار قال الله عز وجل حكاية عن بعض انبيائه قال له صاحبه وهو يحاوره أكفرت بالذي خلقك من تراب ثم نطفة ثم سواك رجلاً فسماه صاحباً وهو كافر، وقد سمَت العرب الحمار ايضاً صاحباً فقالت في ذلك:

إن الحمار مع الحمير مطيَة　　　　　واذا خلوت به فبس الصاحب

وسموا ايضاً الجماد صاحباً فقالوا من ذلك للسيف. شعر

زرت هندا وذاك بعد إجتناب　　　　　ومعي صاحب كلوم اللسان

فاذا كان اسم الصحبة قد وقع بشهادة كتاب الله عز وجل بين نبي وكافر وبشهادة لسان العرب بين عاقل وبهيمة وبين جماد وحيوان، فأي فضل لصاحبك فيه.

واما قولك انه قال لا تحزن فهو وبل عليه ومنقصة له، وذلك دليل على خطائه، لأن قوله لا تحزن نهي له وذلك ان صورة النهي عند العرب قول القائل لا تفعل كما ان صورة الامر عندهم القائل افعل، وليس يخلو حزن ابي بكر من ان يكون طاعة او معصية، فلو كان طاعة لم ينه النبي ﷺ عنه فثبت انه معصية ويجب عليك ان تستدل على أنه انتهى لان في الاية دليلاً على عصيانه بشهادة النبي ﷺ وليس فيها دليل على انه قد انتهى.

واما قول النبي ﷺ ان الله معنا فعلى الاختصاص وعبّر عن نفسه بلفظ الجمع ونون العظمة وذلك مشهور في كلام العرب قال الله غز وجل انا نحن نزلنا الذكر وانا له لحافظون وانا لنحن نحي ونميت ونحن الوارثون وقد قالت الشيعة في ذلك قولاً غير بعيد وهو انهم قالوا ان ابا بكر قال له يا رسول الله ما معك اخوك علي بن ابي طالب وذلك انه خلفه على الفراش فقال له رسول الله ﷺ لا تحزن ان الله معنا، أي معي ومع اخي علي بن ابي طالب.

واما قولك ان السكينة نزلت على ابي بكر فهو كفر محض لان الله تعالى اخبر ان الذي أنزل عليه السكينة هو الذي أيده بلجنود ودلّ على ذلك بحرف العطف فقال عز وجل فأنزل الله سكينته عليه وايده بجنود لم تروها، فان كان ابو بكر هو صاحب السكينة فهو صاحب الجنود، وهذا إخراج للنبي ﷺ من النبوة، وبعد فقد أخبر الله عز وجل انه انزل السكينة على نبيه في مكانين وكان معه فيها قوم مؤمنون فشركهم معه فيها، فقال في موضع فأنزل الله سيكنته على رسوله وعلى المؤمنين، وقال في موضع آخر ثم وليتم مدبرين ثم انزل الله سكينته على رسوله

وعلى المؤمنين ولما كان في هذا الموضع خصّه وحده بالسكينة، فقال عز وجل فأنزل الله سكينته عليه وايده بجنود لم تروها فلو كان معه في الموضع مؤمن لشركه معه في السكينة كما شرك من تقدم فدلّ اخراجه من السكينة على خروجه من الايمان فلم يحر جواباً وتفرقوا واستيقظت انتهى.

اقول: انما أجرى الله سبحانه تلك الاستدلالات من الاية على لسان عمر ليسمع الجواب عنها، والا فهو عاجز عن تقرير مثل هذه الاستدلالات.

ومن عجيب ما رووه في كتبهم ان النبي ﷺ ما صحب ابا بكر في الغار الا خوفاً منه ان يدلَ الكفار عليه رواه ابو القاسم نصر بن الصباح في كتاب النور والبرهان رواه عن ابن شهاب قال حدثنا شهاب بن عمر (معمر خ ل) عن ابي يحيى عن محمد بن اسحاق، قال قال حسان قدمت مكة معتمراً وناس من قريش يعذبون اصحاب محمد ﷺ يقول حسان في هذا الحديث ما هذا لفظه، فأمر رسول الله ﷺ علياً ؏ فنام على فراشه وخشى من ابن ابي قحافة ان يدلهم عليه فأخذه معه ومضى به الى الغار، اقول ويقوى هذا انه لما كان معه في الغار وسمع أصوات المشركين اراد الكلام، لان يدل على النبي ﷺ فقال لا تحزن، ثم أنه مد رجله الى باب الغار كي يعلموا بمكانهما، فخرجت حية لدغته في رجله، فبكى فأبرأها النبي ﷺ بدعائه لئلا يرفع صوته.

المنقبة الثانية من مناقب الشيخين كونهما ضجيعين لرسول الله ﷺ وقد روى انه مرّ فضال بن الحسن بن فضال الكوفي بأبي حنيفة وهو في جمع كثير يملي عليهم من فقهه وحديثه، فقال لصاحب له والله لا ابرح حتى اخجل ابا حنيفة، فقال صاحبه الذي كان معه ان ابا حنيفة ممن قد علت حاله وظهرت حجته، قال مه هل رأيت حجة علت على حجة مؤمن، ثم دنى منه فسلم عليه فرده ورد القوم بأجمعهم فقال يا ابا حنيفة ان أخاً لي يقول ان خير الناس بعد رسول الله ﷺ علي بن ابي طالب، وانا اقول ابو بكر خير الناس وبعده عمر، فما تقول انت رحمك الله فأطرق ملياً ثم رفع رأسه، فقال كفى بمكانهما من رسول الله ﷺ كرماً وفخراً أما علمت انهما ضجيعاه في قبره فأي حجة تريد أوضح من هذا فقال له أني قد قلت ذلك لاخي فقال والله لئن كان المكان لرسول الله ﷺ دونهما فقد ظلما بدفنهما في موضع ليس لهما بحق، وان كان الموضع لهما فوهباه لرسول الله ﷺ فقد اساءا وما احسنا إذ رجعا في هبتهما ونسيا عهدهما فأطرق ابو حنيفة ساعة ثم قال له لم يكن له ولا لهما خاصة، ولكنهما نظرا في حق عائشة وحفصة فاستحقا الدفن في ذلك الموضع بحقوق ابنتيهما فقال فضّال قد قلت له ذلك فقال انت تعلم ان النبي ﷺ مات عن تسع نساء ونظرنا فكان لكل واحدة منهن تسع الثمن .

ثم نظرنا في تسع الثمن فاذا هو شبر في شبر فكيف يستحق الرجلان اكثر من ذلك، وبعد فما بال عائشة وحفصة ترثان رسول الله ﷺ وفاطمة بنته تمنع الميراث فقال ابو حنيفة يا قوم نحوه عني فانه رافضي خبيث لعنه الله تعالى.

اقول ويوضح هذا ما رووه في الجمع بين الصحيحين للحميدي وغيره ان النبي ﷺ لما هاجر الى المدينة اقام ببعض دور اهلها واستعرض مريداً للتمر كان لسهل وسهيل كانا يتيمين في حجر سعد بن زرارة ليشتريه فوهباه له.

وروى الحميدي رواية أخرى وهو ان النبي ﷺ اراد ان يشتري موضع المسجد من قوم بني النجار فوهبوه له، وقد تضمَن القرآن كون البيوت للنبي ﷺ بقوله يا ايها الذين آمنوا لا تدخلوا بيوت النبي الا ان يؤذن لكم الى طعام، ومن المعلوم ان زوجته عائشة لم يكن لها دار بالمدينة ولا لأبيها، ولا لقومها لانهم من اهل مكة ولا روى أحد انها بنت بيتاً لنفسها، ومع هذا فلمّا ادعت حجرة النبي ﷺ بعد وفاته التي دفن فيها صدّقها ابو بكر وسلّمها اليها بمجرد سكناها أو دعواها، ومنع فاطمة عليها السلام عن فدك ولم يصدقها مع شهادته لها بالعصمة والطهارة ردَ شهودها بأن اباها وهبها ذلك في حيوته ومنع فاطمة من ميراثها واعطى ابنته الحجرة ميراثاً، ودفن امواتهم فيها وضربوا المعاول عند رأسه.

واعجب من هذا ان جماعة من جهالهم ظنَ ان البيت لعائشة باضافته اليها في المحاورات ولم يدر أنه من باب قوله تعالى واذا طلقتم النساء فطلقوهنَ لعدتهنَ واحصوا العدّة واتقوا الله ربكم لا تخرجوهن من بيوتهنَ ولا يخرجن الا ان يأتين بفاحشة مبينة، ومعلوم ان البيوت انما هي للازواج.

وحيث انجر الكلام الى هنا فلا بأس بذكر بعض احوا فدك من طريقهم لانه منه يظهر ايضاً فضائل الشيخين، فنقول ذكر صاحب التاريخ المعروف بالعباسي في حوادث سنة ثماني عشرة ومأتين ان جماعة من ولد الحسن والحسين عليهم السلام رفعوا قصة الى المأمون يذكرون فدك والعوالي وانها كانت لامهم فاطمة عليها السلام ومنعها أبو بكر بغير حق، فسألوا المأمون انصافهم وكشف ظلامتهم، فأحضر المأمون مائتي عالم من علماء الحجاز والعراق وغيرهم من علماء الجمهور، وتوكل عليهم في اداء الصدق وسألهم عما عندهم من الحديث في ذلك، فروى غير واحد منهم عن بشر بن الوليد والواقدي وبشر بن عتاب في احاديث يرفعونها الى النبي ﷺ انه لما افتتح خيبر اصطفى لنفسه قرى من قرى اليهود فنزل جبرئيل عليه السلام بهذه الايات وآت ذا القربى حقه، فقال النبي ﷺ ومن ذا القربى وما حقه، فقال فاطمة تدفع اليها فدك، فدفع اليها فدك ثم اعطاها العوالي بعد ذلك فاستغلتها حتى توفى ابوها.

والبستها فيك يا ابن ... كلبس الخواتيم في

ولا لك فيها ولا ذرة ... ولا لجدودك من

ورقيتك المنبر ... بلا جذب سيف ولا

وكم قد سمعنا من ... وصايا مخصصة في

وفي يوم خمَ رقى ... وبلّغ والصحب لم

وامنحه أمرة ... فنال بها شرف

وفي كفه كفه معلنا ... ينادي باسم العزيز

فمن كنت مولاه ... علي له الان نعم

فوال مواليه يا ذا ... وعاد معادي اخي

الى ان قال:

فان قيل بينكما نسبة ... فأين الحسام من

واين الثريا واين ... واين معاوية من

وقد بدت تذرق ... حذار[41] الغضنفرة

وعلى نحو هذه الابيات من مدح علي عليه السلام وذمَ معاوية وهي قصيدة طويلة قال في آخرها:

فان أك فيها بلغت ... ففي عنقي علّق

واما ثانياً فلأن اجتهاد معاوية قد قتل في معركة واحدة على ما تقدم ستين الفاً من عسكره وعشرين الفاً من عسكر علي عليه السلام فاذا كان صاحب هذا الاجتهاد معذوراً فلم لا تعذروا الشيعة في لعن عمر وصاحبيه فان مجتهديهم قد اجتهدوا في جواز هذا السب واللعن وجوّزوه بل ربما صرّح بعضهم بوجوبه وتوجيهه ان الله سبحانه قد كلفنا بالتوحيد والاقرار بالرسالة والامامة فان هذه الثلاثة من اركان الدين.

فاما الوحيد فهو مركب من ايجاب وسلب تجمعهما كلمة التوحيد وهي لا اله الا الله فاما من قال ان الله اله ولكن له شريك فهو مشرك ليس بمسلم بالاجماع، وكذا رسالة النبي صلى الله عليه وآله مركبة من ايجاب وسلب ايضاً، وهو ان محمداً رسول الله وانّ من ادعى الرسالة غيره ليس بنبي مثل مسيلمة الكذاب ونحوه فمن شرّك بينهما لا يكون مسلماً ايضاً وكذلك الامامة تابعة لهما في التركيب، فيجب على القائل بها ان يقول عليّ هو الخليفة والامام وان من ادعى الخلافة غيره ليس بامام، بل هو كاذب فكما يجب علينا التبري من الاصنام ولعنها ولعن من اتخذه الهة وكذا

---

(٤٠)المنجل بكسر الميم ما يحصد به الزرع.

(٤١) حذاراً من البطل المقبل خ ل.

يجب التبري من مسيلمة ولعنه يجب ايضاً التبرئ واللعن على من ادعى الامامة وليس لها بأهل فكما عذرتم معاوية في ذلك الاجتهاد الذي سفكت فيه الدماء فاعذروا الشيعة في هذا الاجتهاد وان كان خطاء ولا تقولون بأن من ثبت انه لعن واحداً من الخلفاء الثلاثة وجب احراقه لان هذا منكم محض عناد وتعصب فان معاوية سبّ علياً عليه السلام على المنابر وقذف فاطمة واستمر السب والقذف ثمانين سنة الى خلافة ابن عبد العزيز حتى كان هو الذي رفعه بلطائف الحيل فاذا جاز مثل هذا بالاجتهاد جاز للشيعة ما قلناه ايضاً بالاجتهاد.

ومن العجب ان كل متخلف من خلفاء الجور قد زاد على الاول في مخالفته للنبي صلى الله عليه وآله اما ابو بكر فقد خالفه بالنص على عمر فأنهم يزعمون ان النبي صلى الله عليه وآله لم ينص على احد واما عمر فقد خالف النبي صلى الله عليه وآله وخالف شيخه ابا بكر في امر الشورى بل كان الواجب عليه متابعة احدهما، واما عثمان ومعاوية فقد زاد على الكل وليت شعري اذا كان صلاح الامة في ترك النص على واحد بزعمكم كما تقولونه بالنسبة الى النبي صلى الله عليه وآله فكيف ابو بكر لم يراع هذا الاصلح ولم يترك النص على عمر اقتداءاً بالنبي صلى الله عليه وآله ما هذا الا عجب عجيب وامر غريب.

ومما يناسب هذا المقام نقل حديث ونقل بعض الاشعار اما الحديث فقد رواه رئيس المحدثين محمد بن يعقوب (ره) باسناده الى يونس بن يعقوب قال كان عند ابي عبد الله الصادق عليه السلام جماعة من اصحابه فيهم حمران بن اعين ومؤمن الطاق وهشام بن سالم والطيّار وجماعة من اصحابه فيهم هشام بن الحكم وهو شاب، فقال ابو عبد الله عليه السلام يا هشام قال لبيك يا ابن رسول الله قال الا تحدثني كيف صنعت بعمرو بن عبيد وكيف سألته، قال هشام جعلت فداك يا ابن رسول الله اني اجلّك واستحييك ولا يعمل لساني بين يديك فقال ابو عبد الله الصادق عليه السلام اذا امرتكم بشيء فافعلوه، قال هشام بلغني ما كان فيه عمرو بن عبيد وجلوسه في مسجد البصرة وعظم ذلك عليَ فخرجت اليه ودخلت البصرة في يوم الجمعة فأتيت المسجد فاذا انا بحلقة كبيرة واذا انا بعمرو بن عبيد عليه شملة سوداء متزر بها عن صوف وشملة مرتد بها والناس يسألونه فاستفرجت الناس فأفرجوا لي ثم قعدت في آخر القوم على ركبتي ثم قلت ايها العالم انا رجل غريب أتأذن لي فأسألك عن مسألة، قال نعم قال قلت له ألك عين قال يا بني أي شيء هذا من السؤال فقلت هكذا مسألتي فقال يا بني سل وان كانت مسألتك حمقا، قلت اجبني فيها قال فقال سل قلت ألك عين قال نعم قلت فما ترى بها قال الالوان والاشخاص، قال قلت ألك أنف قال نعم قال قلت له فما تصنع به قال أعرف به طعم الاشياء قال قلت ألك لسان قال نعم قلت فما تصنع به قال أتكلم به قال قلت ألك أذن قال نعم قلت وما تصنع به قال أسمع به الاصوات، قال قلت ألك يد قال نعم قلت وما تصنع بها قال ابطش بها قلت ألك قلب قال نعم قلت وما تصنع

به قال أميِّز به كل ما ورد على هذه الجوارح، قال قلت أفليس في هذه الجوارح غنى عن القلب قال لا قلت وكيف ذلك وهي صحيحة سليمة قال يا بني أن الجوارح اذا شكت في شيء شمّته او رأته أو ذاقته أو سمعته أو لمسته ردته الى القلب فتتيقن اليقين ويبطل الشك قال قلت انما أقام الله القلب لشك الجوارح قال نعم قال فقلت يا ابا مروان ان الله تبارك وتعالى ذكره لم يترك جوارحك حتى جعل لها إماماً يصحح لها الصحيح وتيقن ما شكَ فيه ويترك هذا العالم كله في حيرتهم وشكهم ويقيم لك إماماً لجوارحك ترد اليه حيرتك وشكك قال فسكت ولم يقل شيئاً.

قال ثم التفت اليَّ فقال أنت هشام فقلت لا فقال لي أجالسته قلت لا قال فمن أين، قلت من اهل الكوفة فقال اذاً هو ضمني اليه واقعدني في مجلسه وما نطق حتى قمت فضحك ابو عبد الله عليه السلام ثم قال يا هشام من علّمك هذا قال قلت يا ابن رسول الله جرى على لساني، قال يا هشام هذا والله مكتوب في صحف ابراهيم وموسى.

اقول من الامور الغريبة ان واحداً من جماعات المسلمين لو كان صاحب اولاد وعيال واطفال فمات ولم يوص الى أحد يتكفل احوالهم وضبط اموالهم لذمه العقلاء من اهل عصره كما هو المعروف الان فكيف جاز للنبي صلى الله عليه وآله ان يخرج من الدنيا ويدع هذه الامة الكثيرة بلا راع ولا داع ولا وصي ولا ولي، ان هذا من الامر الطريف.

واما الاشعار فهي ان الشيخ العالم العامل الشيخ صالح الجزائري كتب الى الشيخ المحقق خاتمة المجتهدين شيخنا الشيخ بهاء الدين تغمده الله برحمته كتابة هذا لفظها، ما قول سيدي وسندي ومن عليه بعد الله واهل البيت معولي ومعتمدي في هذه الابيات لبعض النواصب بتر الله اعمارهم وخرّب ديارهم فالمأمول من انفاسكم الفاخرة والطافكم الظاهرة ان تشرفوا خادمكم بجواب منظوم تكسر سورة هذا الناصب وشبهته وامثاله من الطغاة، نصر الله بكم الاسلام بمحمد وآله الكرام يقول:

أهوى علياً أمير المؤمنين ولا	ارضى بسب ابي بكر ولا عمرا
ولا اقول اذا لم يعطيا فدكا	بنت النبي رسول الله قد كفرا
الله يعلم ماذا يأتيان به	يوم القيامة من عذر اذ اعتذرا

فأجابه الشيخ بهاء الدين طاب ثراه الثقة بالله وحده التمست ايها الاخ الافضل الصفي الوفي الالمعي الزكي والذكي أطال الله بقال وادام في معارج القرار تقاك الاجابة عما ذهر به هذا المخذول فقابلت التماسك بالقبول وطفقت أقول:

يا ايها المدّعي حب الوصي ولم	تسمح بسب ابي بكر ولا عمرا
كذبت والله في دعوى محبته	تبّت يداك ستصلى في غد سقرا

فكيف تهوى امير المؤمنين وقد اراك في سبَ من عاداه مفتكرا
فان تكن صادقاً فيما نطقت به فابرأ الى الله ممن خات او غدرا
وأنكرَ النص في خم وبيعته وقال ان رسول الله قد هجرا
أتيت تبغي قيام العذر في فدك أتحسب الامر بالتمويه مستترا
ان كان في غصب حق الطهر فاطمة ستقبل العذر ممن جاء معتذرا
فكل ذنب له عذر غداة غده وكل ظلم ترى في الحشر مفتقرا
فلا تقولوا لمن أيامه صرفت في سب شيخيكم قد ضلّ أو كفرا
بل سامحوه وقولوا لا نوأخذه عسى يكون له عذر اذا اعتذرا
فكيف والعذر مثل الشمس اذ بزغت والامر متضح كالصبح اذ ظهرا
لكن ابليس اغواكم وصيركم عمياً وصماً فلا سمعاً ولا بصرا

وحيث انتهى الحال الى هنا فلا بأس بذكر يوم الغدير والكشف عنه.

نور غديري

يضمن حكاية يوم الغدير ونص النبي ﷺ فيه على علي عليه السلام بالخلافة والامامة أعلم ان النص من الله ومن رسوله ﷺ على أمير المؤمنين عليه السلام يوم الغدير مما تواتر عند شيعة أهل البيت عليهم السلام نقلوه عن أئمتهم المعصومين عليهم السلام بالاسانيد المتكثرة حتى بلغ حد التواتر واهل البيت أدرى بما فيه كما أن أهل كل أمام هم اعلم بأقوال امامهم من غيرهم فأن اصحاب ابي حنيفة اعرف بمذهب ابي حنيفة من اصحاب الشافعي، وكذلك اصحاب الشافعي اعرف بمذهبه من غيرهم، واما مخالفوهم فقد اختلفوا في التقصي عن يوم الغدير، فمنهم من انكره رأساً، وقال ام ذلك العام قد كان علي عليه السلام في اليمن أرسله النبي ﷺ لقبض الجزية من نصارى نجران، فهذا قد انكر يوم الغدير من اصله وهذا هو الذي ذهب اليه اكثر متأخريهم وبعضهم قال به ولكن قدح في دلالة الالفاظ على النص بتأويل ركيك سيأتي ان شاء الله .

اما الجواب عن انكاره فالظاهر انه غير محتاج اليه لان الاحكام الشرعية انما وصلت الينا واليهم من صاحب الشرع باخبار الاحاد ووجب علينا العمل بمضمونها وخبر الغدير قد نقل بالتواتر الينا واليهم اما من طرقنا فهو اجماعي واما من طرقهم فمن خلع حبل التعصب عنقه ولم يتلفت على انا وجدنا اباءنا على امة، يظهر له تواتره ايضاً، وقد صنف علماؤهم في يوم الغدير كتباً متعددة فممن صمف فيه ابو العباس احمد بن محمد بن سعيد الهمداني الحافظ المعروف بابن عقدة وهو ثقة عند ارباب المذاهب وجعل ذلك كتاباً مجرداً سمّاه حديث الولاية، وذكر الاخبار

يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَيَعْلَمَ الصّٰبِرِيْنَ ۝

اللہ نے ذریعہ امتحان سے ان لوگوں کو جانا تھا جنہوں نے تم میں سے جہاد کیا اور نہ ان لوگوں کو جو ثابت قدم رہے

وَلَقَدْ كُنْتُمْ تَمَنَّوْنَ الْمَوْتَ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَلْقَوْهُ فَقَدْ

اور ملاقات کرنے سے پہلے تو تم موت کی تمنا کیا کرتے تھے پھر تو تم نے

رَاَيْتُمُوْهُ وَاَنْتُمْ تَنْظُرُوْنَ ۝ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ

اسے کھلی آنکھوں سے دیکھ لیا محمد ایک رسول ہی ہیں

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَا۟ئِنْ مَّاتَ اَوْ

جن سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے کیا اگر وہ مرجائیں یا

قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰٓى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ

قتل کر دیے جائیں تو تم اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جاؤ گے اور جو اپنے پچھلے پاؤں

عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْـًٔا وَسَيَجْزِي اللّٰهُ

پلٹ جائیگا وہ خدا کا کچھ نہ بگاڑیگا اور عنقریب خدا شکر کرنیوالوں کو

الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تَمُوْتَ اِلَّا بِاِذْنِ

جزا دیگا اور کوئی شخص بغیر خدا کے حکم کے جو لکھا ہوا اور

اللّٰهِ كِتٰبًا مُّؤَجَّلًا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الدُّنْيَا نُؤْتِهٖ

مقرر کیا ہوا ہے نہیں مر سکتا۔ اور جو شخص دنیا کا بدلا چاہیگا ہم اسکو یہیں

مِنْهَا وَمَنْ يُّرِدْ ثَوَابَ الْاٰخِرَةِ نُؤْتِهٖ مِنْهَا

دیدینگے۔ اور جو شخص آخرت کا بدلا چاہیگا اس کو وہیں دینگے۔

وَسَنَجْزِي الشّٰكِرِيْنَ ۝ وَكَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ مَعَهٗ

اور عنقریب ہم شکر گزار لوگوں کو جزائے خیر دینگے۔ اور نبیوں میں سے بہت سے ایسے ہوئے ہیں جنکی

رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ

معیت میں اکثر اللہ والے لڑے۔ پھر خدا کی راہ میں جو مصیبت ان پر پڑی تو اس سے انہوں نے ہمت

ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ يَّأْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ إِلَّا

سات برس سختی کے آئینگے جن میں سوائے اُس تھوڑے سے کے جو تم (بیج وغیرہ کیلئے) رکھ چھوڑو

قَلِيلًا مِّمَّا تُحْصِنُونَ ۝ ثُمَّ يَأْتِي مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ

اور جو کچھ جمع کیا ہو گا سب کھا جائینگے پھر اسکے بعد ایک ایسا برس آئیگا کہ جس میں لوگ سیر و سیراب

فِيهِ يُغَاثُ النَّاسُ وَفِيهِ يَعْصِرُونَ ۝ وَقَالَ الْمَلِكُ

ہو جائینگے اور جس میں وہ نچوڑینگے بادشاہ نے (جب یہ تعبیر سنی) حکم دیا کہ

ائْتُونِي بِهِ ۚ فَلَمَّا جَاءَهُ الرَّسُولُ قَالَ ارْجِعْ إِلَىٰ رَبِّكَ

تعبیر کرنیوالے کو میرے پاس لاؤ جب شاہی قاصد حضرت یوسف کے پاس آیا تو انہوں نے فرمایا کہ تو اپنے آقا

فَاسْأَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ اللَّاتِي قَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ ۚ إِنَّ

کے پاس پلٹ کر جا اور اُس سے یہ کہدے کہ اول اُن عورتوں کے بارے میں تحقیق کرے جنہوں نے اپنے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے تھے

رَبِّي بِكَيْدِهِنَّ عَلِيمٌ ۝ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ إِذْ رَاوَدْتُّنَّ

میرا پروردگار تو اُنکے چلتروں سے خوب واقف ہے بادشاہ نے (اُن عورتوں کو بلا کر) دریافت کیا کہ تمنے جب یوسف کو پھسلایا

يُوسُفَ عَنْ نَفْسِهِ ۚ قُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ

تو تمہاری کیا کیفیت تھی اُنہوں نے یہ کہا کہ حاشاللہ ہمنے اُس میں کوئی بدی نہیں

مِنْ سُوءٍ ۚ قَالَتِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ الْآنَ حَصْحَصَ

پائی عزیز مصر کی بیگم نے اظہار دیا کہ اب تو حق کھل ہی گیا

الْحَقُّ أَنَا رَاوَدْتُّهُ عَنْ نَفْسِهِ وَإِنَّهُ لَمِنَ

میں نے اُسکو پھسلانا چاہا تھا اور وہ اپنے بیان میں بالکل

الصَّادِقِينَ ۝ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ أَنِّي لَمْ أَخُنْهُ

سچا ہے (میں نے صاف اظہار دیدیا) اسلئے کہ (یوسف) جان لے کہ میں نے پس پشت

بِالْغَيْبِ وَأَنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي كَيْدَ الْخَائِنِينَ ۝

اسکے حق میں کوئی خیانت نہیں کی اور یہ کہ اللہ خیانت کرنیوالوں کی چال نہیں چلنے دیتا

ع ۷ ۱۶

يُفْسِدُونَ ۝ وَيَوْمَ نَبْعَثُ فِي كُلِّ أُمَّةٍ شَهِيدًا
کر دینگے — اور جسدن ہم ہر امت میں سے ایک ایک گواہ انہی کے برخلاف مبعوث

عَلَيْهِمْ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَجِئْنَا بِكَ شَهِيدًا عَلَىٰ
کرینگے اور (اے رسول) ان سب پر تمکو گواہ بناکر بلائینگے

هَٰؤُلَاءِ ۚ وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ
اور ہمنے تمپر یہ کتاب نازل کی ہے کہ ہر چیز کا بلیغ بیان (ہے)

وَهُدًى وَرَحْمَةً وَبُشْرَىٰ لِلْمُسْلِمِينَ ۝ إِنَّ اللَّهَ
اور حقیقی اطاعت کرنیوالوں کے لئے ہدایت ورحمت وخوشخبری — بالتحقیق اللہ

ع ۱۲ ۱۸

يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ
عدل کا اور احسان کا اور ذوی القربٰی کو (انکے حقوق) دینے کا

وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ
حکم دیتا ہے اور بیحیائی اور بدی اور بغاوت سے منع فرماتا ہے تمکو نصیحت کرتا ہے

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۝ وَأَوْفُوا بِعَهْدِ اللَّهِ إِذَا عَاهَدْتُمْ
تاکہ تم نصیحت حاصل کرو اور اللہ کے عہد کو جب تم عہد کر چکے پورا کرو اور قسموں کو

وَلَا تَنْقُضُوا الْأَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيدِهَا وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللَّهَ
انکے پختہ کر دینے کے بعد نہ توڑو جس حال میں کہ تم اللہ کو

عَلَيْكُمْ كَفِيلًا ۚ إِنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُونَ ۝ وَلَا
ضامن دیکھے ہو بیشک جو کچھ تم کروگے اللہ اسکے خوب واقف ہے اور تم

تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ أَنْكَاثًا
اس عورت کے مانند نہو جانا جو اپنے کاتے ہوئے کو مضبوط ہوجانے کے بعد ٹکڑے ٹکڑے

تَتَّخِذُونَ أَيْمَانَكُمْ دَخَلًا بَيْنَكُمْ أَنْ تَكُونَ
کر دیا کرتی تھی کہ تم اپنی قسموں کو باہمی مکر وحیلہ کا سبب بنالو (اس خیال سے) کہ ایک

ظَالِمَةٌ ثُمَّ أَخَذْتُهَا ۚ وَإِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝ قُلْ يَا أَيُّهَا

مہلت دی پھر انکو دھر پکڑا اور میری ہی طرف بازگشت ہے تم یہ کہدو کہ اے

النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ ۝ فَالَّذِينَ آمَنُوا

آدمیو! سوائے اسکے نہیں ہے کہ میں تم سب کے لیے ایک کھلا ڈرانے والا ہوں پس جو لوگ ایمان لائے

وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَهُمْ مَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝

اور جنہوں نے نیک عمل کیے اُنکے واسطے گناہوں کی بخشش ہوگی اور عزت کی روزی

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ

اور جو لوگ ہماری آیتوں کے بارے میں عاجز کر دینے کی نیت سے کوشش کرتے ہیں وہی جہنمی

الْجَحِيمِ ۝ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَلَا

ہیں اور ہمنے تم سے پہلے کوئی رسول اور نبی نہیں بھیجا مگر یہ کہ جس وقت

نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ

اُس نے کوئی خواہش کی شیطان نے اُسکی خواہش میں کوئی (نہ کوئی) دخل دیا

فَيَنْسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ ۗ وَاللَّهُ

پس شیطان جو دخل دیتا ہے اللہ اُسکو مٹا دیتا ہے پھر اللہ اپنی آیتوں کو مضبوط کر دیتا ہے اور اللہ

عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ

جاننے والا (اور) حکمت والا ہے تاکہ شیطان نے جو دخل دیا ہے اُسکو اُن لوگوں کے لیے آزمائش

فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ ۗ وَإِنَّ

قرار دے جنکے دلوں میں روگ ہے اور اُنکے لیے جو سنگدل ہیں اور بیشک

الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ

ظالم سخت نافرمانی میں ہیں اور ایک غرض یہ بھی ہے کہ وہ لوگ

أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ

جنکو علم دیا گیا ہے وہ یہ جان لیں کہ یہ تمہارے پروردگار کی طرف سے برحق ہے پس اُسپر ایمان لے آئیں

... مطلب یہ کہ اللہ اپنی آیتوں کو اسی طرح مضبوط کرتا رہتا ہے جیسے جناب امیر المومنین کی نصرت فرمائی ۔۱۲

يخافون يوما تتقلب فيه القلوب والابصار ۝

وہ اُس دن سے ڈرتے رہتے ہیں جس دن دل اور آنکھیں اُلٹ پلٹ ہو جائینگی

ليجزيهم الله احسن ما عملوا ويزيدهم من

تاکہ جو کچھ اُنہوں نے کیا ہے اللہ اُس سے اچھا بدلہ اُنہیں دے اور اپنے فضل سے اُنکے لیے کچھ

فضله والله يرزق من يشاء بغير حساب ۝

اور بڑھادے اور اللہ جسکو چاہتا ہے بے حساب رزق عطا فرماتا ہے

والذين كفروا اعمالهم كسراب بقيعة يحسبه

اور جو لوگ کافر ہوئے اُنکے اعمال ایسے ہیں جیسے کہ چٹیل میدان میں چمکتا ہوا ریت کہ پیاسا اُسکو

الظمان ماء حتى اذا جاءه لم يجده شيئا ووجد الله

پانی خیال کرتا ہے یہاں تک کہ جب اُسکے پاس پہنچے تو اُسکو کوئی چیز نہیں پایا اور اللہ کو اپنے

عنده فوفه حسابه والله سريع الحساب ۝ او

پاس پائیگا پھر وہ اُسکا پورا حساب کردیگا اور اللہ سب سے جلد حساب کرنیوالا ہے یا (اُن کافروں کے

كظلمت في بحر لجي يغشه موج من فوقه موج

اعمال) اُن اندھیروں کے مانند ہیں جو گہرے سمندر میں ہوں کہ اُسکو موج نے ڈھانپ رکھا ہو اور

من فوقه سحاب ظلمت بعضها فوق بعض اذا

اُس موج پر ایک اور موج ہو اور اُس موج پر ایک بادل ہو اسی طرح اندھیریاں ایک کے اوپر ایک ہوں کہ جب کوئی

اخرج يده لم يكد يرها ومن لم يجعل الله له

اپنا ہاتھ نکالے تو اُسکو بھی نہ دیکھ سکے اور جسکے لیے خدا کوئی روشنی قرار نہ دے اُسکے لیے

نورا فما له من نور ۝ الم تر ان الله يسبح له من

کوئی روشنی ہو ہی نہیں سکتی کیا تم نے یہ نہیں دیکھا کہ جو آسمانوں میں ہیں اور زمین میں

في السموت والارض والطير صفت كل قد علم صلاته

ہیں اور پر پھیلا کر اڑنیوالے پرندے اللہ ہی کی تسبیح کرتے رہتے ہیں ہر ایک اُن میں سے اپنی اپنی نماز

تقتلون وتأسرون فريقا ۝ وأورثكم

قتل کرتے ہو اور ایک گروہ کو قید کرتے ہو۔ اور تم کو اُن کی زمین کا

أرضهم وديارهم وأموالهم وأرضا لم تطئوها

اور اُنکے گھروں کا اور اُنکے مالوں کا وارث کردیا اور ایسی زمین کا بھی جس میں تم نے ابھی قدم نہیں رکھا

ع ۳ ۱۹

وكان الله على كل شيء قديرا ۝ يا أيها النبي

اور اللہ ہر چیز پر (پوری پوری) قدرت رکھنے والا ہے۔ اے نبی تم اپنی ازواج

قل لأزواجك إن كنتن تردن الحياة الدنيا

سے یہ کہدو کہ اگر تم زندگانی دنیا اور اُسکی زینت کی

وزينتها فتعالين أمتعكن وأسرحكن سراحا

خواستگار ہو تو آؤ میں تمکو کچھ پہنا دوں اور پھر تمہیں نہایت خوبی سے

جميلا ۝ وإن كنتن تردن الله ورسوله

رخصت کردوں۔ اور اگر تم اللہ اور اُسکے رسول کی اور آخرت کے گھر کی خواستگار ہو

والدار الآخرة فإن الله أعد للمحسنات

تو اللہ نے تم میں سے جو نیک ہونگی اُن کے لیے بہت بڑا

منكن أجرا عظيما ۝ يا نساء النبي من

اجر تیار فرمایا ہے۔ اے نبی کی بیبیو! جو

يأت منكن بفاحشة مبينة يضاعف

تم میں سے کوئی کھلی بدی کریگی تو اُس کو عذاب

لها العذاب ضعفين وكان ذلك

بھی دوہرا دیا جائیگا اور اللہ پر یہ بات

على الله يسيرا ۝

آسان ہے۔

فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ○ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ

وہ ہرگز اُن کے اعمال ضائع نہ کریگا عنقریب وہ اُنکو جنت تک پہنچادیگا اور اُنکے

بَالَهُمْ ○ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ○ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ

حال کی اصلاح فرمائیگا اور وہ اُنکو اُس جنت میں داخل کردیگا جو اُسنے اُنکو پہچنوادی ہے اے ایمان لانے والو

آمَنُوا إِن تَنصُرُوا اللَّهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ○ وَ

اگر تم اللہ کی مدد کروگے تو وہ بھی تمہاری مدد کریگا اور تمہارے قدم جمادیگا اور

الَّذِينَ كَفَرُوا فَتَعْسًا لَّهُمْ وَأَضَلَّ أَعْمَالَهُمْ ○ ذَٰلِكَ

جو لوگ کافر ہوگئے ہیں پس اُنکے لیے ہلاکت ہے اور اُنکے اعمال باطل کردیگا یہ اس لیے کہ

بِأَنَّهُمْ كَرِهُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأَحْبَطَ أَعْمَالَهُمْ ○ أَفَلَمْ يَسِيرُوا

اللہ نے جو کچھ اُتارا اُس سے اُنھوں نے نفرت کی پس اُسنے بھی اُنکے اعمال اکارت کردیے کیا وہ لوگ زمین میں

فِي الْأَرْضِ فَيَنظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ

نہیں چلے پھرے کہ دیکھ لیتے کہ جو لوگ اُن سے پہلے تھے اُنکا انجام کیسا ہوا

دَمَّرَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ وَلِلْكَافِرِينَ أَمْثَالُهَا ○ ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ مَوْلَى

اللہ نے اُن کو ہلاک کردیا اور کافروں کے لیے بھی ویسے ہی انجام ہیں یہ اس لیے کہ اللہ اُن لوگوں کا مددگار ہے

الَّذِينَ آمَنُوا وَأَنَّ الْكَافِرِينَ لَا مَوْلَىٰ لَهُمْ ○ ع ۱ إِنَّ اللَّهَ يُدْخِلُ

جو ایمان لائے اور کافروں کا مددگار کوئی بھی نہیں یقیناً اللہ اُن لوگوں کو

الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا

جو ایمان لے آئے اور اُنھوں نے نیک عمل کیے ایسی جنتوں میں داخل کریگا جن کے نیچے ندیاں بہتی

الْأَنْهَارُ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يَتَمَتَّعُونَ وَيَأْكُلُونَ كَمَا تَأْكُلُ الْأَنْعَامُ

ہیں اور جو لوگ کافر ہوگئے وہ (دُنیا میں) اسی طرح نفع اُٹھا لینگے جیسے چوپائے چر چگ لیتے ہیں

وَالنَّارُ مَثْوًى لَّهُمْ ○ وَكَأَيِّن مِّن قَرْيَةٍ هِيَ أَشَدُّ قُوَّةً مِّن

اور (آخرت میں) آتش (دوزخ) اُنکا ٹھکانا ہوگا اور کتنی ہی بستیاں تمہاری اس بستی سے جس نے تمکو نکال باہر کیا قوت میں

القرآن ام علی قلوب اقفالها ۝ ان الذین ارتدوا علی

نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر قفل چڑھ رہے ہوئے ہیں تحقیق جو لوگ بعد اس کے کہ انکے لیے ہدایت

ادبارهم من بعد ما تبین لهم الهدی الشیطان

ظاہر ہو چکی تھی اپنے پچھلے پاؤں پھر گئے شیطان نے ان کو فریب دیا

سول لهم واملی لهم ۝ ذلک بانهم قالوا للذین کرهوا

اور انکو امیدیں دلائیں یہ اس لیے کہ انہوں نے ان لوگوں سے جنہوں نے خدا کے

ما نزل الله سنطیعکم فی بعض الامر والله یعلم

نازل کیے ہوئے کو برا سمجھا تھا یہ کہا کہ ہم بعض معاملات میں تمہاری اطاعت کرینگے اور اللہ ان کے بھیدوں

اسرارهم ۝ فکیف اذا توفتهم الملئکة یضربون

کو خوب جانتا ہے پھر اسوقت کیا حالت ہوگی جب کہ فرشتے انکی جان قبض کرینگے اس حالت میں کہ ان کے منہوں

وجوههم وادبارهم ۝ ذلک بانهم اتبعوا ما اسخط

اور انکی پیٹھوں پر مارتے ہونگے یہ اس لیے کہ انہوں نے اسکی پیروی کی جس نے خدا کو

الله وکرهوا رضوانه فاحبط اعمالهم ۝ ام حسب الذین

ناراض کیا اور اسکی خوشنودی کو برا جانا پس اس نے بھی انکے اعمال کو اکارت کر دیا کیا ان لوگوں نے جنکے دلوں میں

ع ٩

فی قلوبهم مرض ان لن یخرج الله اضغانهم ۝ ولو

روگ ہے یہ سمجھ لیا ہے کہ اللہ انکے کینوں کو ظاہر نہ کریگا اور اگر

نشاء لارینکهم فلعرفتهم بسیمهم ولتعرفنهم فی لحن

ہم چاہیں تو ہم ان لوگوں کو تمہیں دکھلا دیں پھر تم ان لوگوں کو ان کی علامتوں سے پہچان لو اور تم انکو انکی بات

القول والله یعلم اعمالکم ۝ ولنبلونکم حتی نعلم

کے طرز سے ضرور پہچان لوگے اور اللہ تمہارے اعمال کو خوب جانتا ہے اور ہم تمہاری آزمائش ضرور کرینگے یہاں تک کہ ہم تم میں سے

المجهدین منکم والصبرین ونبلوا اخبارکم ۝

جہاد کرنیوالوں کو اور صبر کرنیوالوں کو سمجھ لیں اور تمہاری خبروں کو جانچ لیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

رحمٰن (و) رحیم خدا کے نام سے (شروع کرتا ہوں)

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ ۚ تَبْتَغِيْ مَرْضَاتَ

اے نبیؐ جو چیز اللہ نے تمہارے لیے حلال قرار دی ہے تم اُس کو کیوں حرام کرتے ہو؟ کیا تم اپنی بیبیوں کی خوشنودی

اَزْوَاجِكَ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ

چاہتے ہو؟ اور اللہ بڑا بخشنے والا (اور) بڑا رحم کرنے والا ہے۔ خدا تعالیٰ نے تمہارے لیے (کفارہ) تمہاری

تَحِلَّةَ اَيْمَانِكُمْ ۚ وَاللّٰهُ مَوْلٰىكُمْ ۚ وَهُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ○

قسموں کا توڑ دینا مقرر فرما دیا ہے۔ اور اللہ تمہارا مالک ہے۔ اور وہ بڑا جاننے والا (اور) حکمت والا ہے۔

وَاِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا ۚ فَلَمَّا نَبَّاَتْ

اور جس وقت نبیؐ نے اپنی کسی زوجہ سے ایک بات بطور راز کے کہی اور اُس نے اُس راز سے کسی اور کو آگاہ

بِهٖ وَاَظْهَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ عَرَّفَ بَعْضَهٗ وَاَعْرَضَ عَنْ

کر دیا اور اللہ نے اپنے نبیؐ پر یہ معاملہ کھول دیا تو نبیؐ نے کچھ حصہ تو اُس کو جتلایا اور کچھ حصہ سے چشم پوشی کی۔

بَعْضٍ ۚ فَلَمَّا نَبَّاَهَا بِهٖ قَالَتْ مَنْ اَنْۢبَاَكَ هٰذَا ؕ قَالَ

پھر جس وقت نبیؐ نے اُس (عورت) کو اس سے مطلع کیا تو وہ کہنے لگی کہ آپ کو اس کی خبر کس نے دی؟ فرمایا

نَبَّاَنِيَ الْعَلِيْمُ الْخَبِيْرُ ○ اِنْ تَتُوْبَآ اِلَى اللّٰهِ فَقَدْ صَغَتْ

مجھ کو بڑے جاننے والے (اور) بڑے خبردار نے خبر دی۔ اگر تم دونو خدا کی حضور میں توبہ کر لو (تو بہتر ہے) پس تم دونوں کے دل

قُلُوْبُكُمَا ۚ وَاِنْ تَظٰهَرَا عَلَيْهِ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰىهُ

حق سے ضرور منحرف ہو گئے ہیں۔ اور اگر تم دو تو ہمارے رسولؐ کے برخلاف ایک دوسرے کی پشت و پناہ بنو تو

وَجِبْرِيْلُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ

اللہ اور جبرئیل اور صالح المومنین اُسکے مددگار ہیں۔ اور بعد اسکے کل فرشتے اُس کی

ذٰلِكَ ظَهِيْرٌ ○ عَسٰى رَبُّهٗٓ اِنْ طَلَّقَكُنَّ اَنْ يُّبْدِلَهٗٓ

پشتی پر ہیں۔ اگر وہ تم کو طلاق دیدے تو قریب ہے کہ اُسکا پروردگار بدلے میں اُسکو

وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ

الحمد للہ کہ دوبارہ بہ برکت اقتران کتاب مستطاب باعث نمائے حق و ایمان

تحقیق المبین

اردو ترجمہ

حق الیقین

از تصنیفات عالیہ جناب مستطاب ملا محمد باقر مجلسی اعلی اللہ مقامہ

بہ ترجمہ

جناب مولوی سید مجتبیٰ حسین صاحب مرحوم ہاشمی

بحسن اہتمام احقر الانام مولوی غلام عباس تاجر امامیہ جنرل بک ایجنسی لاہور

باہتمام [illegible] پریس لاہور [illegible]

یہ حوالے اب موجودہ اردو ترجمہ میں نہیں * بحوالہ تاریخی دستاویز

کتاب

حق الیقین

از تألیفات

مرحوم علامه مجلسی قدّه

بسرمایه

آقای حاج سید محمود کتابچی

مدیر

کتابفروشی علمیه اسلامیه طهران

خیابان ناصرخسرو

تلفن ۲۳۳۰۰

چاپخانه حیدری

مجموعه تاریخی دستاویز صفحه 505

او با رد گفته او مینمودند میگفتند کاهن است وساحر است ودیوانه است وبخواهش خود سخن میگوید هر که با او جنگ کرده باشد همه را بجزای خود میرساند وهمچنین برمیگرداند یکیک از ائمه را تا صاحب الامر ع وهر که یاری ایشان کرده تا خوشحال شوند وهر که از ایشان دوری کرده تا آنکه پیش از آخرت بعذاب وخواری دنیا مبتلا گردند ودر آنوقت ظاهر میشود تاویل آیهٔ کریمه که ترجمه اش گذشت **و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض** تا آخر آیه

مفضل پرسید که مراد از فرعون وهامان در این آیه چیست حضرت فرمود که مراد ابوبکر وعمر است مفضل پرسید که حضرت رسولخدا ص وامیر المؤمنین با حضرت صاحب الامر ع خواهند بود فرمود که بلی ناچار است که ایشان جمیع زمین را بگردند حتی پشت کوه قاف وآنچه در ظلمات است وجمیع دریاها را تا آنکه هیچ موضعی از زمین نماند مگر آنکه ایشان طی نمایند ودین خدا را در آنجا برپا دارند پس فرمود که گویا میبینم ای مفضل آنروز را که ما گروه امامان نزد جد خود رسولخدا ص ایستاده باشیم وبآنحضرت شکایت کنیم از آنچه بر ما واقع شد از امت جفاکار بعد از وفات آنحضرت وآنچه بما رسانیدند از تکذیب ورد گفته‌های ما ودشنام دادن ولعن کردن ما وترسانیدن ما بکشتن وبدر بردن خلفای جور ما را از حرم خدا ورسول به شهرهای مملکت خود وشهید کردن ما بزهر ومحبوس گردانیدن ما پس حضرت رسالت پناه گریان شود وبفرماید که ایفرزندان من نازل نشده است بشما مگر آنچه بجد شما پیش از شما واقع شده بود پس ابتداء کند حضرت فاطمه ع وشکایت کند از ابوبکر وعمر که فدك را از من گرفتند وچندانکه حجتها بر ایشان اقامه کردم سود نداد ونامه‌ای که تو برای من نوشته بودی برای فدك عمر گرفت در حضور مهاجر وانصار وآب دهن نجس خود را بر آن انداخت وپاره کرد ومن بسوی قبر تو آمده‌ای پدر وشکایت کردم و ابوبکر وعمر بسوی سقیفه بنی ساعده رفتند وبا منافقان اتفاق کردند وخلافت را از شوهر من امیر المؤمنین ع غصب کردند پس چون که آمدند او را به بیعت ببرند واو ابا کرد هیزم بدر خانه ما جمع کردند که اهلبیت رسالت را بسوزانند پس من صدا در دادم که ای عمر این چه جرأتست که بر خدا ورسول مینمائی که نسل پیغمبر را از زمین براندازی عمر گفت بس کن ای فاطمه که محمد حاضر نیست که ملائکه بیایند وامر ونهی از آسمان بیاورند علی را بگو بیاید وبیعت کند واگر نه آتش میاندازم در خانه وهمه را میسوزانم پس من گفتم خداوندا من بتو شکایت میکنم اینکه پیغمبر تو از میان رفته وامتش همه کافر شده‌اند وحق ما

زقوم جهنم بعوض طعام خورند و بقلابهای آتش بدنهای ایشانرا در نمود گرزهای آهن برسر ایشان کوبند و ملائکه بسیار غلیظ بسیار شدید ایشانرا در شکنجه دارند و بر ایشان رحم نمیکنند و بروی ایشانرا در آتش میکشند و باشیاطین ایشانرا در زنجیر میکشند و درغلها وبندها ایشانرا مقید میسازند اگر دعا کنند دعای ایشان مستجاب نمیشود و اگر حاجتی طلبند بر آورده نمیشود و اینست حال جمعی که بجهنم میروند و از حضرت امام جعفر صادق علیه‌السلام منقولست که جهنم را هفت در است از یک در فرعون و هامان وقارون که کنایه از ابوبکر و عمر وعثمان است داخل میشوند و از یک در دیگر بنی‌امیه داخل میشوند که مخصوص ایشانست و کسی با ایشان در این باب شریک نیست و یکدر دیگر باب لظی است و یکدر دیگر باب سقر و یکدر دیگر باب هاویه‌است که هر که از آندر داخل شود هفتاد سال در جهنم فرو میرود پس جهنم جوشی میزند ایشانرا بطبقهٔ بالای جهنم میافکند پس هفتاد سال دیگر فرو میروند و ابدالاباد حال ایشان چنین است در جهنم و یک دردی است که از آن دشمنان ما و هر که با ما جنگ کرده و هر که یاری ما نکرده داخل جهنم میشوند و این در بزرگترین درها است و گرمی و شدتش از همه بیشتر است

و بسند معتبر منقولست که از حضرت صادق علیه‌السلام پرسیدند از فلق فرمود که دره‌ایست در جهنم که در آن هفتاد هزار خانه‌است و در هر خانه هفتاد هزار حجره است و در هر حجره هفتاد هزار مار سیاه‌است و در شکم هر ماری هفتاد هزار سبوی زهر است و جمیع اهل جهنم را بر این دره گذار میافتد و در حدیث دیگر فرمود که این آتش شما که در دنیاست یکجزو است از هفتاد جزو از آتش جهنم که هفتاد مرتبه آنرا باب خاموش کرده‌اند و باز افروخته‌است و اگر چنین نمیکردند هیچکس طاقت نزدیکی آن نداشت بدرستی که جهنم را در روز قیامت بصحرای محشر خواهند آورد که صراط را بر روی آن بگذارند پس جهنم فریادی در محشر بر آورد که جمیع ملائکهٔ مقربین و انبیاء مرسلین از بیم آن بزانو در آیند و در حدیث دیگر منقولست که غساق وادئیست در جهنم که در آن سیصد و سی قصر است و در هر قصری سیصد خانه‌است و در هر خانه چهل زاویه است و در هر زاویه ماریست و در شکم هر ماری سیصد و سی عقربیست و در نیش هر عقربی سیصد و سی سبوی زهر است و اگر یکی از آن عقربها زهر خود را بر جمیع اهل جهنم بریزد از برای هلاک همه کافی است و در حدیث دیگر منقولست که درکات جهنم هفت مرتبه‌است (اول) جحیم است که اهل آن مرتبه را بر سنگهای تافته میدارند که دماغ ایشان مانند دیگ میجوشد (و مرتبه دوم) لظی است که حقتعالی در وصف آن میفرماید که بسیار کشنده

النفوس زوجت حضرت باقر (ع) فرموده است واما اهل بهشت پس ایشانرا جفت میکند باخیرات حسان واما اهل جهنم را هریک از ایشان راجفت میکنند باشیطانی که اورا گمراه کرده است وحقتعالی فرموده است فانذرتکم نارا تلظی لا یصلیها الا الاشقی الذی کذب و تولی یعنی پس ترسانیدم شما را از آتشی که پیوسته افروخته است و زبانه میکشد ملازم آن آتش نیست مگر شقی ترین مردم آنکس که تکذیب کرد پیغمبرانرا وپشت گردانید بر حق ـ واز علی بن ابراهیم از حضرت صادق (ع) مرویست در تفسیر این آیات که در جهنم وادئی هست ودر آن وادی آتشی هست که میسوزد بآن آتش و ملازم آن نمیباشد مگر شقی ترین مردم که عمراست که تکذیب کرد رسول خدا را در ولایت علی (ع) وپشت گردانید از ولایت او وقبول نکرد بعد از آن فرمود که آتشها بعضی از بعضی پست تراست و آتش این وادی مخصوص ناصبیان ودشمنان اهلبیت است ومؤید این است آنکه شیخ مفید در کتاب اختصاص از حضرت صادق (ع) روایتکرده است که حضرت امیرالمؤمنین (ع) فرمود که روزی بیرون رفتم بپشت کوفه وقنبر در پیش روی من راه میرفت ناگاه ابلیس پیدا شد گفتم من باو که عجب پیر گمراه شقی هستی تو گفت چرا این را میگوئی یا امیرالمؤمنین (ع) بخدا سوگند ترا حدیثی نقل کنم از خودم واز خداوند عزوجل وند ما بین ما ثالثی نبود بدرستیکه چون مرا بزمین فرستاد / خدا بسبب آن خطائی که کردم چون بآسمان چهارم رسیدم ندا کردم که الهی وسیدی گمان ندارم که از من شقی تر خلقی آفریده باشی حقتعالی وحی فرمود بسوی من که بلکه آفریده ام خلقی را که از تو شقی تراست برو بسوی خازن جهنم تا صورت اورا و جای اورا بتو بنماید رفتم بسوی مالک و گفتم خداوند ترا سلام میرساند و میفرماید که بمن بنمای کسی را که از من شقی تراست مالک مرا برد بسوی جهنم وسرپوش بالای جهنم را برداشت آتشی سیاه بیرون آمد که گمان کردم که مرا و مالک را خواهد خورد مالک بآن گفت که ساکن شو ساکن شد پس مرا برد بطبقهٔ دویم آتشی بیرون آمد از آن سیاه تر و گرم تر پس گفت ساکن شو ساکن شد وهمچنین بهر مرتبه ای که میبرد از مرتبهٔ سابق تیره تر و گرمتر بود تا بطبقهٔ هفتم برد آتشی از آن بیرون آمد که گمان کردم که مرا و مالک را وجمیع آنچه خدا آفریده است خواهد سوخت پس دست بر دیدههای خود گذاشتم و گفتم ای مالک امر کن اورا که سرد و ساکن شود والا میمیرم مالک گفت تو نه خواهی مرد تا وقت معلوم پس صورت دو مرد را دیدم که در گردن ایشان زنجیرهای آتش بود وایشانرا بجانب بالا آویخته بودند وبسر آنها گروهی ایستاده بودند و گرزهای آتش در دست داشتند و بر سر ایشان میزدند گفتم مالک اینها کیستند گفت مگر نه

وانکار کند یکی از امامان بعد از او را بمنزله کسی استکه ایمان بیاورد بجمیع پیغمبران و
انکار کند پیغمبری محمد را وحضرت صادق علیه السلام فرمود که منکر آخر ما مثل منکر اول ما است
وحضرت رسول صلی الله علیه و آله فرمود که امامان بعد از من دوازده نفرند اول ایشان حضرت امیر است
وآخر ایشان حضرت قائم است اطاعت ایشان اطاعت من است هر که انکار کند یکی از
ایشانرا انکار من کرده است وحضرت صادق علیه السلام فرمود که هر که شك کند در کفر دشمنان ما
وستم کنندگان بر ما کافر است واعتقاد ما در آنها که با علی جنگ کردند مثل فرموده پیغمبر
است هر که با علی قتال کند با من قتال کرده است وهر که با علی جنگ کند با من جنگ کرده
است وهر که با من جنگ کند با خدا جنگ کرده است وسخن آنحضرت در حق علی و فاطمه
وحسنین که من جنگم با هر که با ایشان جنگ کند و صلحم با هر که با ایشان صلح کند
اعتقاد ما در برائت آنستکه بیزاری جویند از بتهای چهارگانه یعنی ابوبکر وعمر وعثمان
ومعویه وزنان چهارگانه یعنی عایشه وحفصه وهند وام الحکم واز جمیع اتباع واتباع ایشان
وآنکه ایشان بدترین خلق خدایند وآنکه تمام نمیشود اقرار بخدا ورسول وائمه مگر
به بیزاری از دشمنان ایشان .

وشیخ مفید در کتاب المسائل گفته است که اتفاق کرده اند امامیه بر آنکه هر که انکار
کند امامت احدی از ائمه را وانکار کند چیزیرا که خدا بر او واجب گردانیده است از فرض
اطاعت ایشان پس او کافر و گمراه است ومستحق خلود در جهنم است ودر موضع دیگر فرموده
است که اتفاق کرده اند امامیه بر آنکه اصحاب بدعتها همه کافرند و بر امام لازم است که
ایشانرا توبه بفرماید در وقتی که متمکن باشد بعد از آنکه ایشانرا بدین حق بخواند و
حجتها را بر ایشان تمام کند اگر توبه کنند از بدعتهای خود و براه راست بیایند قبول کند والا
ایشانرا بکشد از برای آنکه مرتدند از ایمان وهر که از ایشان بمیرد بر آن مذهب او از اهل جهنم
است وسید مرتضی در شافی وشیخ طوسی در تلخیص گفته اند که نزد ما امامیه ثابت است که هر که
جنگ کند با حضرت امیر او کافر است ودلیل بر این اجماع فرقه محقه امامیه است بر این واجماع
ایشان حجت است وایضاً میدانیم هر که با آنحضرت جنگ کند منکر امامت او خواهد بود وانکار
امامت او کفر است همچنانکه انکار نبوت کفر است زیرا که جهل بهر دو در این باب یك نحو است
پس استدلال کرده اند باحادیث بسیار در این باب وشیخ زین الدین در رساله حقایق الایمان نیز
سخن بسیار در این باب گفته است ومعلوم میشود که کفر واقعی ایشان را اجماعی میداند و
آنچه از اخبار در این باب ظاهر میشود آنستکه غیر مستضعفین از مخالفان در احکام آخرت

یکشی میان خود و میان اهل عالم هر که مخالف تو باشد در ولایت و امامت اهلبیت زندیق
است هر چند از نسل محمد (ص) و علی و فاطمه (ع) باشد و بسند حسن کالصحیح دیگر
فرمود که هر که مخالفت شما کند و از پیشان ولایت بدر رود از او بیزاری بجوئید هر چند
از نسل علی و فاطمه (ع) باشد و در عقاب الاعمال از آنحضرت روایتکرده است که حقتعالی
علی (ع) را نشانهٔ میان خود و خلقش قرار داده است و بغیر او نشانی نیست هر که متابعت او
کند مؤمنست و هر که انکار او کند کافر است و هر که شك در او کند مشرکست و ایضاً از آن
حضرت منقولست اگر انکار حضرت امیر (ع) کنند جمیع هر که در زمین است خدا همه
را عذاب کند و داخل جهنم کند و ایضاً در اکمال الدین از حضرت کاظم (ع) مروی استکه هر
که شك کند در معرفت امام هر زمان بشخص او و نعمت او کافر شده است بجمیع آنچه خدا
فرستاده است و در کتاب اختصاص از حضرت صادق (ع) منقولستکه ائمه بعد از پیغمبر ما دوازده
نجیبند که ملك با ایشان سخن میگوید هر که یکی از ایشانرا کم کند یا زیاد کند از دین خدا
بدر میرود و بهرهٔ از ولایت ما ندارد و در تقریب المعارف روایتکرده که آزاد کردهٔ حضرت
علی بن الحسین (ع) از آنحضرت پرسید که مرا بر تو حق خدمتی هست مرا خبر ده از حال ابوبکر
و عمر حضرت فرمود هر دو کافر بودند و هر که ایشانرا دوست دارد کافر است .
و ایضاً روایتکرده استکه ابوحمزه ثمالی از آنحضرت از حال ابوبکر و عمر سؤال
کرد فرمود که کافرند و هر که ولایت ایشانرا داشته باشد کافر است و در این باب احادیث بسیار
است و در کتب متفرق است و اکثر در بحار الانوار مذکور است و اما اصحاب کبائر از شیعه امامیه
که گناهان کبیره کرده باشند و بی توبه مرده باشند خلافی نیست میان علمای امامیه که ایشان
مخلد در جهنم نخواهند بود و شفاعت رسولخدا (ص) وائمه البته باکثر ایشان ملحق خواهد
شد چنانکه گذشت و اما آنکه آیا بعضی از ایشان ممکن است داخل جهنم شوند و شفاعت
ایشان ملحق نگردد یا آنکه بفضل خدا هیچیك داخل جهنم نمیشوند و عقاب ایشان یا
در دنیاست یا در وقت مردن یا در قبر یا در محشر و احادیث در این باب اختلاف و ابهام بسیار دارد
و گویا سبب اختلاف و ابهام آنستکه شیعه جرأت بر ارتکاب کبایر و معاصی ننمایند و معتزله
مایلند باعتقاد آنستکه اصحاب کبایر در جهنم خواهند بود و احادیث و اخبار در نفی این
قول بسیار است چنانکه ابن بابویه بسند حسن کالصحیح از حضرت کاظم (ع) روایتکرده است
که مخلد در جهنم نخواهد بود احدی مگر اهل کفر و انکار و اهل ضلال و اضلال و شرك و کسی
که اجتناب از گناهان کبیره کرده باشد از مؤمنان اورا از گناهان صغیره سؤال نمیکنند حق

از تألیفات

عالم ربانی مرحوم ملا محمد باقر مجلسی

تعداد ۴۰۰۰ جلد

چاپ سعدی

سازمان انتشارات جاویدان

مؤسس : محمد حسن علمی

دست طلحه و زبیر بر رفت آن رخنهٔ عظیم در خلافت آنحضرت کردند وعایشه را بعراق بردند وفتنهٔ جنگ جمل
برپا شد وجنگ جمل مقدمه ونمونهٔ بود از برای جنگ صفین زیرا که اگر جنگ جمل نبود معویه جرأت بر
مخالفت نمیکرد و بوهم اهل شام انداخت که علی فاسق شد بمحاربهٔ عایشه ومسلمانان وآنکه طلحه وزبیر را
کشت وایشان از اهل بهشت بودند وهرکه مؤمنی از اهل بهشت را بکشد او از اهل جهنم است پس معلوم
شد که فساد صفین از فساد جمل متولد شد وفرع آن بود واز فساد صفین و گمراه شدن معویه ناشی شد
هر فسادی وقبیحی که جاری شد درایام بنی امیه و فتنهٔ عبدالله بن زبیر نیز فرعی از فروع قتل عثمان لعین
بود زیرا که عبدالله دعوی کرد که چون عثمان بغیر حق کشته شد پدرم سزاوار بود پس خلافت از برای من گرد ومروان
بن الحکم وجمیع دیگر بر این گواهند پس نمی بینی که سلسلهٔ این امور چگونه بیکدیگر پیوسته است و هر
امری متفرع بر اصلی است وهرشاخی بدرختی پیوسته است واز هرآتشی شعلهٔ افروخته است وهمه منتهی
میشود به شجرهٔ خبیثهٔ شوری که عمر در زمین فتنه وضلالت غرس نمود وگفت عجیب تر از این آن بود که
عمر گفتند که سعید بن عاص ومعویه را واکثر منافقین که داخل مؤلفة قلوبهم بودند واسیرشده های جنگ و
فرزندان ایشان که بعد ایمان را اظهار میکردند حاکم ووالی کردی وعلی و عباس و زبیر وطلحه را
مطلقا ولایتی وحکومتی ندادی درجواب گفت که اما علی تکبرش زیاده از آنست که از جانب من قبول
حکومت بکند و اما این جماعت دیگر از قریش میترسم که منتشر شوند در شهرها وفساد بسیار بکنند پس
کسی که از حکومت ایشان خائف باشد که فساد کنند وهریک دعوای خلافت ازبرای خود کنند چگونه ترسید
در وقتیکه شش نفر را در مرتبهٔ خلافت مساوی قرار داد از آنکه فساد بکنند پس معلوم شد که جمیع فتنهای
اسلام متفرع بر شوری و سقیفه و سایر بدعتهای ابوبکر و عمر شد علیهما و علی اعوانهما لعنة الله ولعنة
اللاعنین الی یوم الدین **ششم** آنکه مثل سلمان و ابوذر ومقداد و عمار را که باخبار و اتفاق ثابتهٔ صحیحهٔ
متفق علیهما از جملهٔ اهل بیت وراستگوترین اهل زمین و ملازم حق وبامر الهی محبوب حضرت رسالت
وشیعیان حضرت امیر ﷺ بودند و عباس عم حضرت را در شوری داخل نکرد وجمعی را که مانند او خودش
منسوب بهمهٔ عیوب بودند ومعدن نفاق وشقاق بودند صاحب اختیار مرجع این کار کرد **هفتم** آنکه در قضیهٔ
فدک که امر جزئی بود متعلق ببعضی دعوی وشهادت چهار معصوم را که جناب احدیت و حضرت رسالت
شهادت بعصمت وطهارت وصدق و حقیت ایشان داده اند بتهمت جرّ نفع رد کرد و در باب امامت که ریاست
عامه است درجمیع امور و احکام دین ودنیا وآخرتست رجوع بجمعی نمود که عمر را شریک در آن امر کرده
بود و تهمت جرّ نفع اصلا مانع نشد **هشتم** آنکه اگرچه حسب ظاهر حضرت امیر ﷺ را داخل شوری
کرد اما تقسیم آنرا بوجهی نمود و حیله کرد که البته خلافت از جانب آنحضرت بگردد وبنص او ظاهر
شود که دلیل واضح است بر کفر او چه در نهایت ظهور بود که طلحه با وجود آن نص نسبت بحضرت
رسالت باعتراف عمر وعداوت حضرت امیر ﷺ باعتبار ربط او با ابابکر ومصاهرت حضرت رسالت او در خلافت
وهم چنین عبدالرحمن باخویشی عثمان وسایر نسبتها میان ایشان جانب عثمان را نمیگذاشت وهم چنین سعد که از
جملهٔ بنی زهره وبنی امیه بود جانب عبدالرحمن وعثمان را نمیگذاشت وایشان با وجود او بخلافت حضرت راضی
نمیشدند وزبیر که باقرار عمر گاهی انسان وگاهی شیطان بود اگر با ایشان میبود آنحضرت تنها میماند و
اگر در خدمت آنحضرت اقامت مینمود دو کس میبودند و بر تقدیری که سعد هم با ایشان موافقت میکرد وسه نفر
میشدند عبدالرحمن و طلحه البته موافقت نمیکردند پس در هیچ یک از این سه صورت خلافت بآنحضرت نمیرسید
ابن ابی الحدید گفته است که شعبی در کتاب شوری وجوهری در کتاب سقیفه روایت کرده اند که سهل بن سعد
انصاری گفت چون حضرت امیر ﷺ وعباس از مجلس عمر برخاستند در روزی که بنای شوری گذاشت من